خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ
حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

مرتب و تحقیق
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

فہرست عنوانات (جلد دوم)

کتاب النکاح

(۱) مرد وعورت کے لئے شادی کی عمر کیا ہے؟ ۴

(۲) بیوہ اور رنڈوا کب تک شادی کر سکتے ہیں؟ ۴

(۳) شادی کے معاملے میں والدین کا حکم ماننا ۵

(۴) والدین شادی پر تعلیم کو ترجیح دیں تو کیا کیا جائے؟ ۵

(۵) شادی میں والدہ کی خلاف شرع خواہشات کا لحاظ نہ کیا جائے ۵

(۶) لڑکے اور لڑکی کی کن صفات کو ترجیح دینا چاہئے؟ ۷

(۷) لڑکیوں کی وجہ سے لڑکوں کی شادی میں دیر کرنا ۷

(۸) اگر والدین ۲۵ سال سے زیادہ عمر والی اولاد کی شادی نہ کریں تو کیا کیا جائے؟ ۸

(۹) شادی کے لئے قرض لینا ۸

(۱۰) ٹیلیفون پر نکاح کی جائز صورت ۸

(۱۱) غیر مقلد لڑکے سے سنی لڑکی کا نکاح ۹

(۱۲) نابالغ بچوں کے نکاح کا مسئلہ ۱۰

(۱۳) بیوی کے مرض الموت میں بیوی سے مہر معاف کرانا ۱۱

(۱۴) سوا بتیس روپے مہر کا مسئلہ ۱۱

(۱۵) نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کا حکم ۱۲

(١٦)　خون دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا　١٣

(١٧)　عورت نکاح کے معاملے میں کس قدر آزاد ہے؟　١٣

(١٨)　بیوہ کے نکاح کا حکم　١٤

(١٩)　زنا سے حاملہ عورت کا حمل گرانا　١٤

(٢٠)　کم عمر بیوی سے تعلقات قائم کرنے کا مسئلہ　١٥

(٢١)　رخصتی کتنے سال میں ہونی چاہئے؟　١٥

(٢٢)　بغیر ولی کی اجازت کے نکاح　١٦

(٢٣)　ولی کی اجازت کے بغیر شادی کی نوعیت　١٦

(٢٤)　بالغ ہوتے ہی نکاح فوراً مسترد کرنے کا اختیار　١٦

(٢٥)　نابالغ کا نکاح اور بلوغت کے بعد اختیار کا مسئلہ　١٩

کفو وغیر کفو (ہم پلّہ وغیر ہم پلّہ سے نکاح کا بیان)

(٢٦)　کفو کا کیا مفہوم ہے؟　٢٠

(٢٧)　فلسفہ کفو وغیر کفو کی تفصیل　٢٠

(٢٨)　کیا غیر کفو میں نکاح باطل ہے؟　٢٢

(٢٩)　غیر برادری میں شادی کرنا شرعاً منع نہیں　٢٢

(٣٠)　لڑکی کا غیر کفو میں بغیر اجازت اولیاء نکاح منعقد نہیں ہوا　٢٣

(٣١)　بالغہ لڑکی اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو وہ نکاح باطل ہے، تفصیلی فتویٰ　٢٤

(٣٢)　اولیاء نے دھوکہ میں آ کر لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو کیا حکم ہے؟　٢٥

(٣٣)　نابالغہ کا ولی مہر معاف کر دے تو معاف نہ ہوگا　٢٥

(٣٤)　چاہت میں خفیہ شادی کرنا غلط ہے　٢٥

نکاح کا وکیل

(٣٥)　کیا ایک ہی شخص لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے نکاح کا وکیل بن سکتا ہے (نکاح قبول کر سکتا ہے؟)　٢٦

(٣٦)　اجنبی اور نامحرم مردوں کو لڑکی کے پاس وکیل بنا کر بھیجنا خلاف غیرت ہے　٢٦

کونسا نکاح جائز ہے کونسا نہیں؟

(۳۷) بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کرنا جائز ہے ۲۸
(۳۸) بہن کے سوتیلے بیٹے سے نکاح درست ہے ۲۸
(۳۹) سگی والدہ کی چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ و ماموں زاد بہنوں سے نکاح درست ہے ۲۹
(۴۰) والد کے چچازاد، ماموں زاد بھائیوں یا بہنوں سے نکاح درست ہے ۲۹
(۴۱) صرف رجسٹر پر انگوٹھا لگا دینے سے نکاح نہیں ہوتا ۲۹
(۴۲) بیٹے کی منکوحہ باپ کے نکاح میں نہیں آسکتی ۳۰
(۴۳) مجنونہ کے نکاح کا حکم ۳۰
(۴۴) بیوی خاوند کو پیشاب پلا دے تو نکاح کا حکم ۳۰
(۴۵) حلالہ کے لئے دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا شرط ہے ۳۱
(۴۶)
سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے ۳۲
(۴۷) باپ کی منکوحہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم ۳۲
(۴۸) اجازت طلب کرنے پر چیخ چیخ کر رونا اجازت نہیں بلکہ نکاح کو رد کرنا ہے ۳۳
(۴۹) باپ نے بے بس ہو کر نابالغ بچی کا نکاح نامناسب جگہ کر دیا تو خیار بلوغ (بالغ ہونے پر لڑکا یا لڑکی کے نکاح یا فسخ نکاح کے اختیار کے حق) کا حکم ۳۳
(۵۰) ساڑھے گیارہ برس کی لڑکی بلوغ کا دعویٰ کر سکتی ہے ۳۴
(۵۱) کیا ایام مخصوص میں نکاح جائز ہے؟ ۳۴
(۵۲) جیٹھ سے نکاح کب جائز ہے؟ ۳۵
(۵۳) دو سگے بھائیوں اور دو سگی بہنوں کی اولاد کا آپس میں رشتہ کرنا ۳۵
(۵۴) لے پالک کی شرعی حیثیت ۳۵
(۵۵) خالہ زاد بھانجی سے شادی ۳۶
(۵۶) خالہ کے نواسے سے نکاح جائز ہے ۳۶
(۵۷) بھتیجے اور بھانجے کی بیوہ و مطلقہ سے نکاح جائز ہے ۳۶

(۵۸) بیوی کے مرنے کے بعد سالی سے جب چاہے مرد نکاح کر سکتا ہے ۳۶
(۵۹) بیٹے کا باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے ۳۷
(۶۰) پھوپھی کے انتقال کے بعد پھوپھا سے نکاح جائز ہے ۳۷
(۶۱) بیوہ چچی کا بھتیجے سے نکاح جائز ہے ۳۷

جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

(۶۲) سگی بھانجی سے نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے ۳۸
(۶۳) بھانجے کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں ۳۸
(۶۴) سوتیلی خالہ سے شادی جائز نہیں ۳۹
(۶۵) سوتیلے والد سے نکاح جائز نہیں ۳۹

متفرق مسائل

(۶۶) نکاح پر نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے ۴۰
(۶۷) جبر و اکراہ (زبردستی) سے نکاح کا حکم ۴۱
(۶۸) کیا والدین بالغہ لڑکی کی شادی زبردستی کر سکتے ہیں؟ ۴۱
(۶۹) رضامند نہ ہونے والی لڑکی سے بے ہوش ہونے پر انگوٹھا لگوانا ۴۱
(۷۰) غیر حافظ لڑکے کا حافظ لڑکی سے نکاح جائز ہے ۴۲
(۷۲) دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے اگر کرے تو عدل کرے ۴۳
(۷۳) اسلام نے تعدادِ ازواج کی اجازت دی ہے اس میں بہت سی مصلحتیں بھی ہیں ۴۳
(۷۴) منگنی ہونے کے دو سال بعد لڑکے کا انکار ۵۲
(۷۵) ایک جگہ منگنی کر کے بلا وجہ توڑ دینا گناہ ہے ۵۳
(۷۶) بغیر شرعی عذر منگنی توڑنا ۵۴
(۷۷) نکاح سے پہلے منگیتر سے ملنا جائز نہیں ۵۴
(۷۸) لڑکا دیندار نہ ہو تو منگنی توڑنا ۵۴
(۷۹) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں بنتی ۵۶

(۸۰) موجودہ دور میں جہیز کی لعنت ۵۶
(۸۱) جہیز کی نمائش جاہلانہ رسم ہے ۵۷
(۸۲) عورت، شوہر کے انتقال پر کس سامان کی حقدار ہے ۵۷

زوجیت کے حقوق

(۸۳) بغیر عذر عورت کا بچے کو دودھ نہ پلانا جائز نہیں ۵۹
(۸۴) شوہر سے انداز گفتگو ۵۹
(۸۵) بیوی سے شوہر کا اپنی ماں کی خدمت لینا ۶۰
(۸۶) میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا گناہ کبیرہ ہے ۶۰
(۸۷) بے نمازی بیوی کا گناہ کس پر ہوگا؟ ۶۱
(۸۸) کیا شوہر مجازی خدا ہوتا ہے؟ ۶۱
(۸۹) کیا مرد اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ ۶۲

جن چیزوں سے نکاح ٹوٹتا ہے اور جن چیزوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(۹۰) اولاد سے گفتگو میں بیوی کو امی کہنا ۶۲
(۹۱) اپنے کو بیوی کا والد ظاہر کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا ۶۳
(۹۲) کیا داڑھی کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے ۶۳
(۹۳) ''میں کافر ہوں'' کہنے سے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے؟ ۶۳
(۹۴) ایک دوسرے کا جھوٹا پینے سے نہ بھائی بہن بنتے ہیں اور نہ نکاح ٹوٹتا ہے ۶۴
(۹۵) اپنے شوہر کو قصداً بھائی کہنے سے نکاح پر کچھ اثر نہیں ہوتا ۶۵
(۹۶) بیوی اگر شوہر کو کہے کہ تو مجھے کتے سے برا لگتا ہے تو نکاح پر کیا اثر ہوگا؟ ۶۵
(۹۷) جس عورت کے بیس بچے ہو جائیں تو کیا واقعی اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ ۶۵

شادی کے متفرق مسائل

(۹۸) دلہن کی رخصتی قرآن کے سائے میں کرنا ۶۶

(۹۹) کیا کسی مجبوری کی وجہ سے حمل کو ضائع کرنا جائز ہے؟ ٦٦
(۱۰۰) دولہے کا دلہن سے آنچل پر نماز پڑھنا اور ایک دوسرے کا جھوٹا کھانا ٦٧
(۱۰۱) شوہر کی موت کے بعد لڑکی پر سسرال والوں کا کوئی حق نہیں ٦٨
(۱۰۲) ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینا ٦٨

بیویوں کے درمیان عدل

(۱۰۳) دن میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا واجب نہیں ٦٩
(۱۰۴) کیا عورت کا یہ حق ہے کہ مرد اسے رات اپنے بستر پر ہی سلائے؟ ٦٩
(۱۰۵) عورت کو خیار بلوغ تھا مگر اسے علم نہ تھا کہ خیار ہوتا ہے تو خیار ساقط ہو گیا ٦٩
(۱۰٦) باپ نے اگر غیر کفو میں نکاح کر دیا تو وہ لازم ہو گا ٧٠
(۱۰٧) زوجہ کے اپنے والدین اور دیگر اقارب سے ملنے کی مدت ٧٠
(۱۰۸) بیوی اور شوہر کے والدین میں نا اتفاقی پر الگ ہونے کا مسئلہ ٧١
(۱۰۹) میاں بیوی کے تعلقات کا اہم مسئلہ ٧١

حق مہر

(۱۱۰) مہر فاطمی کی وضاحت اور ادائیگی مہر میں کوتاہیاں ٧٣
(۱۱۱) مہر کی رقم ادا کرنے کا طریقہ ٧٦
(۱۱۲) مہر کی ادائیگی بوقت نکاح ضروری نہیں ٧٦
(۱۱۳) مہر مرد کے ذمہ بیوی کا قرض ہوتا ہے ٧٦
(۱۱۴) شوہر اگر مر جائے تو مہر وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں ٧٧
(۱۱۵) کیا خلع کرنے والی عورت مہر کی حقدار ہے ٧٧
(۱۱٦) بیوی اگر مہر معاف کر دے تو شوہر کے ذمہ دینا ضروری نہیں ٧٧
(۱۱٧) جھگڑے میں بیوی نے کہا ''آپ کو مہر معاف ہے'' تو کیا ہو گا؟ ٧٨

حرمت مصاہرت (دامادی رشتہ کی حرمت)

(۱۱۸) شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت کا حکم ٧٩

(۱۱۹) عورت مرد کے یا مرد عورت کے جسم کے کسی حصہ کو شہوت سے چھو لے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی　۷۹
(۱۲۰) کسی نے بیٹی سے بدکاری کی تو بیوی حرام ہو جائے گی　۸۰
(۱۲۱) حدیث سے حرمت مصاہرت بالزنا کا ثبوت　۸۰
(۱۲۲) باپ اگر بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھوئے تو کیا حکم ہے؟　۸۲
(۱۲۳) نابالغ بچے کے ساتھ بالغہ نے صحبت کر لی تو کیا حکم ہے؟　۸۳
(۱۲۴) حرمت مصاہرت کیا ہے؟　۸۳

(رضاعت) دودھ پلانے کا بیان

(۱۲۵) عورت کے دودھ کی حرمت کا حکم کب ہوتا ہے؟　۸۵
(۱۲۶) رضاعت کے بارے میں عورت کا قول نا قابل اعتبار ہے　۸۶
(۱۲۷) اگر دوائی میں دودھ ڈال کر پلا دیا تو کیا حکم ہے؟　۸۷
(۱۲۸) بچہ کو دو سال سے زائد دودھ پلانا　۸۷
(۱۲۹) شادی کے بعد ساس کا دودھ پلانے کا دعویٰ　۸۸
(۱۳۰) رضاعی باپ کی بیٹی سے لڑکے کا نکاح جائز نہیں　۸۸
(۱۳۱) لڑکے کی رضاعی بہن سے شادی جائز نہیں　۸۸
(۱۳۲) جس عورت کو خون دیا اس کے بیٹے سے شادی جائز ہے　۸۹
(۱۳۳) بیوی کا دودھ پینا جائز نہیں　۸۹
(۱۳۴) مسلمان بچے کو کافرہ کا دودھ پلوانا　۹۰
(۱۳۵) آٹا گوندھتے وقت دودھ نکل کر آٹے میں مل جائے؟　۹۰
(۱۳۶) سگے بھائی کی رضاعی بہن اور رضاعی بھائی کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے　۹۱
(۱۳۷) دو سال سے کم عمر بچے کے ایک مرتبہ پینے یا پستان چوسنے سے حرمت ثابت ہو جائے گی　۹۱

طلاق واقع ہونے اور اسکے موزوں وقت کا بیان

(۱) طلاق دینے کا اختیار کس کو ہے اور کتنا ہے؟　۹۳

(۲) طلاق دینے کا شرعی طریقہ ۹۳
(۳) واضح لفظ اور اشارے کنایوں کی طلاق ۹۴
(۴) طلاق صریح کا حکم ۹۵
(۵) جو شخص گونگا نہ ہو اس کے اشارے سے طلاق نہیں ہوتی ۹۵
(۶) عورت طلاق کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟ ۹۶
(۷) میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ ۹۶
(۸) عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینا بھی طلاق ہے ۹۶
(۹) جھوٹ موٹ طلاق کا اقرار کرنا ۹۷
(۱۰) بیوی کی خبر گیری نہ کر سکے تو طلاق دینا واجب ہے ۹۷
(۱۱) اگر عورت متبع شریعت نہ ہو تو کیا شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے؟ ۹۸
(۱۲) بیوی شوہر کے باپ کی عزت نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ ۹۸
(۱۳) بیوی کو شوہر سے نفرت ہو تو طلاق دینا گناہ نہیں ۹۹
(۱۴) وہم وخیال کے تسلط اور محض خیال سے طلاق نہیں ہوتا ۹۹
(۱۵) بیوی کو طلاق لکھنے یا لکھوانے اور طلاق نامہ بنوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے ۹۹
(۱۶) مذاق میں طلاق واقع ہو جاتی ہے ۹۹
(۱۷) مدہوشی میں طلاق واقع نہیں ہوتی ۱۰۰
(۱۸) بلا اجازت بیوی کے کہیں جانے پر اسے طلاق دینا کیسا ہے؟ ۱۰۱
(۱۹) پاگل، مجنون کی طلاق کا حکم ۱۰۱
(۲۰) عورت نے کہا ''میں نے شوہر سے تعلق قطع کر لیا'' اس کا حکم ۱۰۱
(۲۱) ''خدا کی قسم اس کو نہیں رکھوں گا'' کہنے کا حکم ۱۰۲
(۲۲) مدہوشی کے دعوے کے بعد طلاق کا حکم ۱۰۲
(۲۳) تیرہ چودہ سالہ لڑکے کی طلاق کا مسئلہ ۱۰۳
(۲۴) بیمار کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے ۱۰۳
(۲۵) غصہ میں بغیر نیت کہا ''تمہیں سو طلاقیں ہیں'' ۱۰۳
(۲۶) حالت حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے ۱۰۴

(۲۷) ناپسند اور نقصان دینے والی عورت کو طلاق دینا درست ہے ۱۰۴
(۲۸) کیا طلاق میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے ۱۰۴
(۲۹) شوہر نے کہا ہر گا معافی نامہ بھیجو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں ۱۰۵
(۳۰) ی کو طلاق نامہ لکھنے کو کہا تو طلاق واقع ہوئی ۱۰۵
(۳۱) تلاک، تلاخ یا طلاخ کہنے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے ۱۰۶
(۳۲) دل میں طلاق دینے سے واقع نہیں ہوتی ۱۰۶
(۳۳) بیوی کو دوسرے نام سے طلاق دینا ۱۰۶
(۳۴) زبردستی کی طلاق کا حکم ۱۰۷
(۳۵) دوسری شادی کے لئے دھوکہ دیا اور نام بدل کر طلاق دی تو کیا حکم ہے ۱۰۷
(۳۶) غصہ میں اگر ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسے میں طلاق کا حکم ۱۰۸
(۳۷) طلاق میں بیوی کا سامنے موجود ہونا یا اسے مخاطب کیا جانا ضروری نہیں ۱۰۸
(۳۸) بیوی فسق وفجور میں مبتلا ہو جائے تو طلاق دینا کیسا ہے؟ ۱۰۸
(۳۹) جس بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا اس کی جان چھوڑنی ضروری ہے ۱۰۹
(۴۰) طلاق رجعی کی تعریف ۱۰۹
(۴۱) چھوڑ دیا کہنے سے صریح رجعی طلاق ہوگی ۱۰۹
(۴۲) طلاق دے چکا کے الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی ۱۰۹
(۴۳) تجھ کو طلاق دی، تو ماں کی طرح ہے۔ کونسی طلاق ہے؟ ۱۱۰
(۴۴) ایک یا دو طلاق کے بعد عدت میں ہمبستری سے رجعت ہو جاتی ہے ۱۱۱
(۴۵) نکاح میں رہو یا طلاق لے لو، بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں، رجعی ہے ۱۱۲
(۴۶) ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہا کہ میں نے ''طلاق دیدی ہے'' ایک طلاق رجعی ہے ۱۱۲
(۴۷) چھوڑ دی کے لفظ سے طلاق صریح واقع ہو جائے گی ۱۱۲
(۴۸) شوہر نے دو مرتبہ کہا ''تجھ کو آزاد کر دیا'' ۱۱۳
(۴۹) طلاق بائن کی تعریف ۱۱۴
(۵۰) ''میں آزاد کرتا ہوں'' صریح طلاق ہے ۱۱۵

(۵۱) تین طلاق کے بعد رجوع کا مسئلہ ۱۱۶

(۵۲) حلالہ شرعی کی تشریح ۱۱۶

(۵۳) آج سے تم مجھ پر حرام ہو کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی ۱۱۷

(۵۴) ''میں تم کو حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' کہنے کا حکم ۱۱۸

(۵۵) شوہر نے کہا ''اگر میں نے وہ کام کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، بعد میں یاد آیا کہ وہ کام کیا تھا ۱۱۸

(۵۶) بیوی کی خودکشی کی دھمکی کے ڈر سے طلاق دے دی ۱۱۹

(۵۷) تین طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جاتا ہے ۱۱۹

(۵۸) تین بار طلاق کا کوئی کفارہ نہیں ہے ۱۱۹

(۵۹۔الف) بیک وقت تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں، ایک نہیں ۱۲۰

(۵۹۔ب) تین طلاق کے بعد بچوں کی خاطر اسی گھر میں عورت رہ سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۳۶

(۶۰) تین طلاق کے بعد تعلقات رکھے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہوگی؟ ۱۳۷

(۶۱) تین طلاق والے طلاق نامے سے عورت کو لاعلم رکھ کر اسے ساتھ رکھنا بدکاری ہے ۱۳۸

(۶۲) تین طلاق لکھ کر پھاڑ دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے ۱۳۹

(۶۳) طلاق غصہ میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے ۱۳۹

(۶۴) کیا تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے شادی کرنا عورت پر ظلم ہے؟ ۱۴۰

(۶۵) تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تینوں طلاق واقع ہونے پر اجماع امت ہے ۱۴۲

(۶۶) ایک مجلس میں تین طلاق دیں نیت ایک کی کی۔ ۱۴۴

(۶۷) کہا، یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے؟ ۱۴۴

(۶۸) بچپن میں نکاح ہوا بالغ ہونے پر دوبارہ نکاح ہوا اور پھر پہلے نکاح کی طلاق دیدی ۱۴۴

(۶۹) دو طلاق دے کر نکاح کیا پھر آٹھ سال بعد دوبارہ دو طلاقیں دے دیں ۱۴۵

پھر نکاح کرلیا
(۷۰) دو مرتبہ لفظ طلاق کہا پھر ایک مرتبہ حرام کہا، تو کتنی طلاقیں ہوئیں ۱۴۵
(۷۱) تین، چار، پانچ، دس یا سو مرتبہ طلاق دی ۱۴۵
(۷۲) حلالہ کرنے والے کا حکم ۱۴۶
(۷۳) غصہ میں بیوی کو ماں بہن کہنے کا حکم ۱۴۶
(۷۴) نشہ کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے ۱۴۸
(۷۵) طلاق اور شرط بیک وقت جملہ میں ہونے سے طلاق معلق ہوگئی ۱۴۹
(۷۶) غصے میں طلاق ہونے یا نہ ہونے کی ایک صورت ۱۴۹
(۷۷) ''ٹھہرو! ابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق'' سے طلاق نہیں ہوئی ۱۵۰
(۷۸) طلاق مانگنے پر شوہر نے کہا ''طلاق ہی سی ہے'' ۱۵۰
(۷۹) طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تین مرتبہ کہا اور مراد تاکید تھی ۱۵۱
(۸۰) کسی نے کہا تو کہہ کہ فلاں کو طلاق دی، شوہر نے کہا میں نے قبول کیا۔ اس کا حکم؟ ۱۵۱
(۸۱) اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا، کیا اس جملہ سے طلاق پڑ جائیگی؟ ۱۵۱
(۸۲) جہاں احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح ہو وہاں تجدید مہر ضروری نہیں ۱۵۲
(۸۳) عورت نے خود تین طلاقیں سنی ہیں مگر مرد کو یاد نہیں، کیا حکم ہے؟ ۱۵۳
(۸۴) رخصتی سے پہلے طلاق کا مسئلہ ۱۵۴
(۸۵) رخصتی سے پہلے تین مرتبہ طلاق دینے کا حکم ۱۵۴
(۸۶) طلاق رجعی کے بعد رجوع کے لئے نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ ۱۵۵
(۸۷) مطلقہ عورتوں کی اقسام اور رجوع کا طریقہ ۱۵۵
(۸۸) میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا، کہنے کا حکم ۱۵۶
(۸۹) ایک ملک کے رواج کے مطابق طلاق کے الفاظ کے بجائے کنکریاں پھینکنے کا حکم ۱۵۶
(۹۰) بیس بچے پیدا ہونے سے عورت نکاح سے باہر نہیں ہوتی ۱۵۶
(۹۱) جس عورت سے بدکاری کا گناہ سرزد ہوجائے اسے طلاق دینا ۱۵۷

ضروری ہے یا نہیں؟

(۹۲)	استاد یا پیر طلاق دینے کو کہیں اور ماں باپ منع کریں، کس کی بات مانی جائے؟	۱۵۷
(۹۳)	شوہر زبان سے یا لکھ کر طلاق نہ دیں مگر طلاق ہو جائے، اس کی صورت	۱۵۸
(۹۴)	کسی کو محض طلاق کا وکیل بنایا اور اس نے تین طلاق دے دیں، کیا حکم ہے؟	۱۵۸
(۹۵)	بلا عذر طلاق کی گواہی میں تاخیر کا حکم	۱۵۸
(۹۶)	جعلی داماد بن کر طلاق دی تو دینے والے کی بیوی کو پڑ جائے گی	۱۵۸
(۹۷)	تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو	۱۵۹
(۹۸)	سالی کی نیت کر کے چچی کو کہا کہ تیری بھتیجی کو طلاق ہے، اس کا حکم؟	۱۵۹
(۹۹)	شادی شدہ شخص نے خود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تیری شادی ہو گئی ہے تو بیوی کو طلاق	۱۶۰
(۱۰۰)	خیالات میں طلاق آئی اور پھر آہستہ آہستہ لفظ زبان پر بھی جاری ہو گیا، طلاق ہوئی یا نہیں؟	۱۶۰
(۱۰۱)	کسی نے مرد کو شراب پلا کر کاغذ پر دستخط لے لئے اور اس پر طلاق نامہ لکھ دیا، اس کا حکم؟	۱۶۱
(۱۰۲)	نابالغ کی بیوی کو طلاق دینے کی کیا صورت ہے؟	۱۶۱
(۱۰۳)	نابالغ بچوں کا نکاح کر کے واپس لینا جائز نہیں	۱۶۲
(۱۰۴)	غصہ کی ایک حالت میں طلاق کا حکم	۱۶۲
(۱۰۵)	مجنون سے اس طرح طلاق لی کہ وہ سمجھ رہا تھا	۱۶۳
(۱۰۶)	گونگے کی بیوی طلاق کیسے حاصل کرے؟	۱۶۴
(۱۰۷)	گونگا تین کنکریاں پھینکے تو طلاق ہو گی یا نہیں؟	۱۶۴
(۱۰۸)	طلاق کے ساتھ انشاء اللہ کہنے کا حکم	۱۶۵
(۱۰۹)	طلاق کے بعد آہستہ سے انشاء اللہ کہہ دیا تو؟	۱۶۵
(۱۱۰)	ایک ماہ بعد میں نے تین طلاقیں دیں لکھنے کا حکم	۱۶۵
(۱۱۱)	بیوی نے طلاق مانگی شوہر نے کہا ”سب سے کہہ دو کہ	۱۶۶

طلاق دے دی ہے'' اس کا حکم؟

(۱۱۲)	شوہر کہتا ہے کہ معلق طلاق دی، قطعی طلاق نامہ پر دستخط نہیں کرتا مگر کہنے سننے کے بعد کر دیئے۔ اس کا حکم	۱۶۶
(۱۱۳)	بیوی کو طلاقن کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے	۱۶۷
(۱۱۴)	شوہر نے جج کے سامنے کہا کہ چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی؟	۱۶۷
(۱۱۵)	کاتب سے ایک طلاق لکھنے کا کہا اس نے تین لکھ دیں	۱۶۸
(۱۱۶)	''جواب دیا'' کے الفاظ تین مرتبہ کہنے کا حکم؟	۱۶۸
(۱۱۷)	تین لکیر کھینچ کر مرد نے کہا طلاق ہے، پھر کہا مجھ پر میری عورت حرام، حرام، حرام	۱۶۹
(۱۱۸)	اگر کہا کہ فلاں کام کروں تو میری بیوی کو تین طلاق ہیں، اب حانث ہونے سے بچنے کی تدبیر	۱۶۹
(۱۱۹)	شوہر نے دو طلاقیں دیں مگر بیان میں جھوٹ کہہ کر تین بتائیں	۱۷۰
(۱۲۰)	ایک طلاق، دو طلاق دی، کہنے کا حکم	۱۷۰
(۱۲۱)	غصہ میں طلاق دیں مگر یاد نہیں کہ دو ہیں یا تین	۱۷۰
(۱۲۲)	ایک بیوی کو دوسری بیوی کی طلاق کا اختیار دینا	۱۷۱
(۱۲۳)	بیوی کو نفقہ نہ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی	۱۷۱
(۱۲۴)	تجھے طلاق ہے چلی جا، کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوگئی	۱۷۲
(۱۲۵)	پیر صاحب کے خوف سے طلاق دی، واقع ہو جائے گی	۱۷۲
(۱۲۶)	نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے	۱۷۲
(۱۲۷)	حاملہ، حائضہ، نفساء کو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے	۱۷۳
(۱۲۸)	مال کے عوض طلاق جائز ہے یا نہیں؟	۱۷۳
(۱۲۹)	''تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں یا اگر کر چکا ہوں تو اسے تین طلاق'' کہنے کا حکم	۱۷۳
(۱۳۰)	کہا سب گھر والوں کو طلاق دی، کہا گیا کہ تیری بیوی کو بھی پڑ گئی، تو کہا پڑ جانے دو۔ کیا حکم ہے؟	۱۷۳

(۱۳۱) تجھے ہمیشہ کے لئے تین طلاق کہنے کے باوجود حلالہ سے عورت حلال ہو جائے گی ۱۷۴
(۱۳۲) حالت حمل میں طلاق ہو جاتی ہے ۱۷۴
(۱۳۳) غیر فطری طریقے سے وطی سے نکاح باقی رہتا ہے ۱۷۵
(۱۳۴) اگر بہو سسر پر زنا کا دعویٰ کرے تو حرمت کا مسئلہ ۱۷۵
(۱۳۵) ''تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے'' کہنے والے کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ ۱۷۵
(۱۳۶) طلاق کی عدت کے دوران اگر شوہر انتقال کر جائے تو کتنی عدت ہوگی ۱۷۶
(۱۳۷) عدت کے دوران ملازمت کرنا ۱۷۶
(۱۳۸) نکاح کے بعد عورتوں کو پیش آنے والے مصائب کا سہل علاج ۱۷۷
(۱۳۹) انتہائی ذلت اور بے عزتی کے خوف سے طلاق دینا طلاق بالاکراہ ہے یا نہیں؟ ۱۷۸
(۱۴۰) زبردستی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے ۱۸۰
(۱۴۱) کسی کو کہا گیا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی، اس نے لکھ دی، تو کیا حکم ہے؟ ۱۸۰
(۱۴۲) مفقود کا شرعی حکم کیا ہے؟ ۱۸۱

باب الکنایات (اشاروں، کنایوں میں طلاق دینا)

☆ شوہر کے ایسے الفاظ سے طلاق دینا جس میں دوسرے معنی کے ساتھ طلاق کا معنی بھی پایا جاتا ہو ۱۸۳
(۱۴۳) ''اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں'' سے نیت ہو تو طلاق ہو جائے گی ۱۸۳
(۱۴۴) ''مجھ سے تجھے یا تیرا کوئی واسطہ نہیں'' نیت ہو طلاق ہوگی ۱۸۴
(۱۴۵) ''مجھ سے تیرا کچھ تعلق نہیں'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۴
(۱۴۶) ''یہاں سے چلی جا، نہ میں تیرا خاوند نہ تو میری بیوی'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۴
(۱۴۷) ''جہاں تیرا دل چاہے چلی جا'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۵
(۱۴۸) بیوی شوہر سے جوا چھوڑنے پر طلاق کی قسم لے لے تو کیا حکم ہے؟ ۱۸۵
(۱۴۹) ''تم مجھ سے چھٹی ہونا چاہو تو بچوں کو بددعا دے دینا'' کہنے کا حکم ۱۸۶

(۱۵۰) ''تو گھر سے نکل جا، تو میرے کام کی نہیں'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۶
(۱۵۱) میرا نباہ کرنا دنیا میں مشکل ہے'' لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی ۱۸۷
(۱۵۲) بیوی کو لکھا ''تم نکاح کر و تو کرلو'' کیا حکم ہے؟ ۱۸۷
(۱۵۳) ''میری زوجیت سے باہر ہوگئی'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۸
(۱۵۴) ''تین پتھر پھینکے اور کہا چلی جا'' اس کا کیا حکم ہے؟ ۱۸۸
(۱۵۵) ''میرے کام کی نہیں، مجھے اس سے سروکار نہیں'' کہنے کا حکم؟ ۱۸۸
(۱۵۶) ''یہ میرے لائق نہیں، میری بیوی نہیں'' کہنا ۱۸۹
(۱۵۷) ''اپنی زجیت سے علیحدہ کردیا'' لکھنے کا حکم؟ ۱۸۹
(۱۵۸) ''میں اس کو نہیں رکھتا، یہ میرے لائق نہیں'' کہنا ۱۹۰
(۱۵۹) ''جا دور ہو، چلی جا'' طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہو جائے گی ۱۹۰
(۱۶۰) ''مہر کی رسید لا دو اور تحریر طلاق لے لو'' کہنے سے طلاق نہیں ہوئی ۱۹۰
(۱۶۱) مندرجہ ذیل صورت میں طلاق نہیں ہوئی ۱۹۱
(۱۶۲) فریقین کے درمیان قصہ زوجیت نہیں ۱۹۱
(۱۶۳) ''میں اس کا شوہر نہیں ملازم ہوں'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۲
(۱۶۴) مندرجہ ذیل صورت بشرط نیت تفویض ہے ۱۹۲
(۱۶۵) ''اگر تو ماں کے گھر گئی تو نکاح سے خارج'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۳
(۱۶۶) مہر کے بدلے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟ ۱۹۳
(۱۶۷) ''کبھی میرے پاس نہ آنا'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۴
(۱۶۸) ماں کے دباؤ سے فارغ خطی لکھ دی پھر دوبارہ مل گئے ۱۹۴
(۱۶۹) کہا ''تجھ کو تراق، میرے گھر سے نکل جا'' کہنا ۱۹۵
(۱۷۰) ''تو جس سے چاہے ہمبستر ہو'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۶
(۱۷۱) کہا گیا کہ اگر اتنے دن خبر نہ لی تو یہ تمہاری بیوی نہیں رہے گی، شوہر نے منظور کرلیا ۱۹۶
(۱۷۲) مندرجہ ذیل اشعار کا حکم؟ ۱۹۶
(۱۷۳) ''تو مجھ سے علیحدہ ہے، تیری ضرورت نہیں'' کہنا ۱۹۷

(۱۷۴) ''تو جان اور تیرا کام'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۷
(۱۷۵) ''عمر بھر تیری صورت نہ دیکھوں گا'' کہنے کا حکم؟ ۱۹۸
(۱۷۶) دوسرے کو لکھا ''میری بیوی کو فارغ البال کر دیں'' ۱۹۹
(۱۷۷) ''میں تیرے لئے نہیں، تم دوسرا انتظام کرلو'' ۱۹۹
(۱۷۸) میری طرف سے اجازت ہے رکھو یا عقد کرادو، لکھنے کا حکم؟ ۲۰۰
(۱۷۹) دوسرے سے کہا ''اسے لے جاؤ اس سے نکاح کرلینا'' ۲۰۰
(۱۸۰) ''میں نے تمہاری صفائی کردی'' کہہ کر علیحدہ کردینے کا حکم؟ ۲۰۰
(۱۸۱) اگر اتنے دن نہ آؤں تو میں لادعویٰ ہوں'' کہنے کا حکم؟ ۲۰۱

طلاق معلق (طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا)

(۱۸۲) طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی ۲۰۱
(۱۸۳) مرد نے کہا اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق ۲۰۲
(۱۸۴) بیوی کے کسی کام پر مستقبل کے صیغے سے طلاق معلق کی ۲۰۲
(۱۸۵) طلاق کو امر محال سے معلق کرنے پر طلاق نہ ہوگی ۲۰۳
(۱۸۶) طلاق دیتے وقت اگر معلق نہ کی تو بعد میں معلق کرنے کا اعتبار نہیں ۲۰۳
(۱۸۷) زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا ۲۰۴
(۱۸۸) اقرار نامہ میں ہے کہ ''اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا'' ۲۰۴
(۱۸۹) ''تم نہیں جاؤ گی تو تمہیں طلاق دے دوں گا'' وعدہ طلاق ہے ۲۰۵
(۱۹۰) تعلیق غیر متعین کی صورت میں موت کے وقت طلاق ہوگی ۲۰۵
(۱۹۱) طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہیں کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی ۲۰۵
(۱۹۲) صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوگی ۲۰۶
(۱۹۳) خلاف شرط واقع ہونے پر اختیار کو اسی مجلس میں استعمال کرنا ضروری ہے ۲۰۶
(۱۹۴) شوہر نے لکھا فلاں تاریخ تک بیوی نہیں آئی تو طلاق بعد میں ۲۰۷

سسر نے راضی کرلیا کہ بعد میں آ جائے گی، کیا حکم ہے؟

(۱۹۵) یہ کہنا ''میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق'' اس کے بعد لاعلمی کا عذر معتبر نہیں ہے ۲۰۷

(۱۹۶) ''زبیدہ سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے'' کہنے کا حکم ۲۰۷

(۱۹۷) کہا ''مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا'' ۲۰۸

(۱۹۸) کہا ''اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق ہے'' باپ کے مرجانے کے بعد کیا حکم ہے؟'' ۲۰۸

(۱۹۹) ''اگر فلاں کو قتل نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق کہنے کا حکم'' ۲۰۸

(۲۰۰) ''نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا کروں تو میری بیوی مطلقہ سمجھی جائے'' ۲۰۹

(۲۰۱) اگر یہ جگہ چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ ماہ کے بعد بیوی پر تین طلاق ۲۰۹

(۲۰۲) طلاق معلق کو واپس لینے کا اختیار نہیں ۲۱۰

(۲۰۳) کہا ''تم اگر مہمان کے سامنے آئی تو تین طلاق'' ۲۱۰

(۲۰۴) ''بھائی کے گھر آنے پر طلاق کو معلق کیا'' اب کیا کریں؟ ۲۱۱

(۲۰۵) ''اگر باپ کے گھر گئیں تو مجھ پر تین طلاق'' کہنے کا حکم ۲۱۱

(۲۰۶) طلاق معلق کا ایک مسئلہ ۲۱۲

تفویض طلاق

(۲۰۷) تفویض طلاق کا مطلب کیا ہے؟ ۲۱۲

(۲۰۸) اختیار سونپنے کے بعد عورت کا اپنے کو طلاق دینے کا طریقہ ۲۱۳

(۲۰۹) نکاح سے پہلے کا تفویض نامہ درست نہیں ۲۱۴

(۲۱۰) کہا ''اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے'' ۲۱۴

(۲۱۱) شوہر نے تین طلاق کی نیت سے عورت کو ''طلقی نفسک'' کہا، کیا حکم ہے؟ ۲۱۴

(۲۱۲) حلالہ میں عورت کا یہ شرط لگانا کہ ''میں جب چاہوں آزاد ہوجاؤں گی'' باطل ہے ۲۱۵

(۲۱۳) کہا" اتنے دن خبر گیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے" ۲۱۵
(۲۱۴) طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین مراد ہوں تو کیا حکم ہے؟ ۲۱۵

خلع کا بیان

(۲۱۵) خلع کسے کہتے ہیں؟ ۲۱۶
(۲۱۶) طلاق اور خلع میں فرق ۲۱۶
(۲۱۷) ظالم شوہر کی بیوی اس سے خلع لے سکتی ہے ۲۱۷
(۲۱۸) خلع سے طلاق بائن ہو جاتی ہے ۲۱۷
(۲۱۹) خلع کی عدت لازم ہے ۲۱۸
(۲۲۰) کیا خلع کے بعد رجوع ہو سکتا ہے؟ ۲۱۸
(۲۲۱) خلع میں بیوی کے نام مکان واپس لینا ۲۱۹
(۲۲۲) بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے ۲۱۹
(۲۲۳) شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع بہتر ہے ۲۲۰
(۲۲۴) طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں ہے ۲۲۰
(۲۲۵) فارغ خطی "مبارات" کے ہم معنی ہے اس سے طلاق بائنہ ہوتی ہے ۲۲۰
(۲۲۶) زبردستی خلع کرانے سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے ۲۲۱
(۲۲۷) کن اسباب کی بنیاد پر عورت فارغ خطی اور خلع حاصل کر سکتی ہے؟ ۲۲۱
(۲۲۸) عورت سے زبردستی ہزار روپے کا اقرار کرا کے خلع کیا، اس کا حکم ۲۲۱
(۲۲۹) خلع کا کاغذ طرفین کی مرضی سے لکھا گیا تو خلع ہو گیا، اس کو پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا ۲۲۲
(۲۳۰) بالغ شوہر کی نابالغ یا بالغہ بیوی ولی کے ذریع خلع کرا سکتی ہے ۲۲۲
(۲۳۱) نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں ۲۲۳
(۲۳۲) شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں ہو سکتا ۲۲۳
(۲۳۳) عورت کی مرضی کے بغیر بھی خلع نہیں ہوتا ۲۲۴

(۲۳۴) خلع کے بعد گذشتہ زمانے کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے البتہ عدت کا نفقہ شوہر کے ذمے ہے　۲۲۴
(۲۳۵) فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے　۲۲۵
(۲۳۶) حدیث کے مطابق ''خلع'' دراصل ''طلاق'' ہے، اس لئے عدت ہے　۲۲۵

ظہار کا بیان

☆ بیوی کو اپنی ماں بہن یا کسی اور محرم خاتون کے ساتھ تشبیہ دینا　۲۲۶
(۲۳۷) ظہار کی تعریف اور اس کے احکام　۲۲۶
(۲۳۸) بیوی کو بیٹا کہنے کا حکم　۲۲۶
(۲۳۹) بیوی شوہر کو اس کی ماں کے مماثل رشتہ کہہ دے تو نکاح نہیں ٹوٹتا　۲۲۷

ایلاء

(۲۴۰) ایلاء کی تعریف　۲۲۸
(۲۴۱) ایلاء کے الفاظ کی ایک قسم کا حکم　۲۲۸
(۲۴۲) عائلی قوانین کا گناہ کس پر ہوگا؟　۲۲۹

تنسیخ نکاح

(۲۴۳) تنسیخ نکاح کی صحیح صورت　۲۳۱
(۲۴۴) کیا عدالت تنسیخ نکاح کر سکتی ہے؟　۳۳۲
(۲۴۵) شوہر نس بندی کرالے تو عورت کو تفریق کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟　۲۳۲
(۲۴۵☆) امیر جماعت کو تنسیخ یا فسخ نکاح کا اختیار نہیں　۲۳۳

طلاق پر گواہی کا بیان

(۲۴۶) طلاق میں گواہوں کا ہونا ضروری نہیں　۲۳۵
(۲۴۷) طلاق کتنے گواہون سے ثابت ہو جاتی ہے　۲۳۶
(۲۴۸) طلاق کا اقرار جن لوگوں کے سامنے کیا ان کی گواہی کا حکم　۲۳۶

(۲۴۹) عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا، شوہر نے انکار کیا ۲۳۶
(۲۵۰) ایک عورت بحیثیت گواہ تین طلاق بتاتی ہے اور باقی گواہ ایک، کیا حکم ہے؟ ۲۳۷
(۲۵۱) دیوار کے پیچھے سے سننے والے گواہ تین طلاق بتاتے ہیں؟ ۲۳۷
(۲۵۲) شوہر ایک اور دو عورتیں تین تین طلاق کہتی ہیں ۲۳۷
(۲۵۳) گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں ۲۳۸
(۲۵۴) بے نمازی کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوگی ۲۳۸

طلاق سے مکر جانے کا بیان

(۲۵۵) شوہر طلاق دے کر مکر جائے تو عورت کیا کرے؟ ۲۳۸
(۲۵۶) شوہر کے مکر جانے پر عورت کو طلاق کے گواہ پیش کرنا ضروری ہیں ۲۳۹
(۲۵۷) شوہر طلاق کا اقرار کرے تو بیوی اور ساس کا انکار معتبر نہیں ۲۴۰
(۲۵۸) طلاق کی تعداد میں بیوی اور شوہر کا اختلاف ۲۴۰
(۲۵۹) بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے، شوہر انکاری ہے ۲۴۱
(۲۶۰) میاں، بیوی طلاق سے انکاری ہیں مگر تین شخص عداوت کی وجہ سے گواہی دیتے ہیں ۲۴۱
(۲۶۱) وعدہ خلافی سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ ۲۴۱
(۲۶۲) کئی طلاقیں دیں یاد نہیں مگر ایک گواہ ہے؟ ۲۴۲
(۲۶۳) بیوی تین طلاق کی مدعی اور شوہر منکر ہے ۲۴۲

باب العدۃ

(۲۶۴) عدت وفات چار ماہ دس دن ہے ۲۴۳
(۲۶۵) مطلقہ کی عدت تین حیض ہے ۲۴۳
(۲۶۶) خلع کی عدت بھی تین حیض ہے ۲۴۴
(۲۶۷) طلاق رخصتی اور خلوت صحیحہ سے پہلے ہوئی تو عدت نہیں ۲۴۴

(۲۶۸) نابالغ شوہر نے خلوت کرلی تھی تو عدت لازم ہے　۲۴۴
(۲۶۹) شوہر بغیر خلوت و مباشرت فوت ہو جائے تو عدت لازم ہے　۲۴۵
(۲۷۰) عورت رتقاء "ناقابل جماع" ہوتو اس پر بھی عدت ہوگی　۲۴۵
(۲۷۱) نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہوئی تھی　۲۴۵
(۲۷۲) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے　۲۴۶
(۲۷۳) عدت میں زنا سے حمل ٹھہر گیا تو عدت وضع حمل ہوگی یا نہیں؟　۲۴۶
(۲۷۴) طلاق کی عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی　۲۴۶
(۲۷۵) ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں مگر تاریخ نہ بتائیں تو دونوں نکاح فسخ سمجھے جائیں گے　۲۴۷
(۲۷۶) عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے　۲۴۷
(۲۷۷) جہاں شوہر کا انتقال ہو وہیں عدت گذاری ہے　۲۴۸
(۲۷۸) عدت کے اندر عورت کا کسی کی خوشی یا غمی میں جانا درست نہیں　۲۴۸
(۲۷۹) عدت میں عورت کے لئے زیب وزینت جائز نہیں　۲۴۸
(۲۸۰) نومسلمہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو　۲۴۹
(۲۸۱) مدت حمل زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے بعد معتبر نہیں　۲۴۹
(۲۸۲) عدت کے دوران کسی وجہ سے نکاح کرنا یا لڑکی کو نکاح کا تاثر دھوکے سے دینا درست نہیں　۲۵۰
(۲۸۳) شوہر پر عدت نہیں　۲۵۰
(۲۸۴) شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہوگئی، مگر عدت لازم ہے　۲۵۰
(۲۸۵) بیوی مرتدہ ہو جائے تو اس پر بھی عدت ہے　۲۵۱
(۲۸۶) عدت کے ضروری احکام　۲۵۱
(۲۸۷) وفات کی عدت معاف نہیں ہوسکتی　۲۵۲
(۲۸۸) حاملہ کو عدت گذارنا ضروری ہے　۲۵۲
(۲۸۹) پچاس سالہ عورت کی عدت کتنی ہے؟　۲۵۳

(۲۹۰) شہید کی بیوہ کی عدت بھی ہے ۲۵۳
(۲۹۱) عورت کو عدت میں ہسپتال میں داخل کرانا ۲۵۴
(۲۹۲) عدت میں داماد اپنی ساس سے بات کرسکتا ہے ۲۵۴
(۲۹۳) ماں عدت کے دوران بیٹے کی شادی میں کیسے شریک ہو؟ ۲۵۴
(۲۹۴) بیوہ بھاوج سے نکاح درست ہے ۲۵۵
(۲۹۵) اسقاط حمل سے عدت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟ ۲۵۵
(۲۹۶) تین طلاق والی عورت عدت کہاں گذارے ۲۵۶
(۲۹۷) بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟ ۲۵۷
(۲۹۸) عدت وفات میں غیر ملکی شہریت برقرار رکھنے کے لئے وہاں کا سفر کرنا ۲۵۷
(۲۹۹) عدت کس پر واجب ہے؟ ۲۵۸
(۳۰۰) رخصتی سے قبل بیوہ کی عدت ۲۵۸

باب ثبوت النسب

نسب کے ثابت ہونے کا بیان

(۱) منکوحہ غیر کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد ۲۶۰
(۲) شوہر دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو حلالی ہے یا حرامی؟ ۲۶۰
(۳) زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا، اس کا حکم؟ ۲۶۱
(۴) حمل جس سے قرار پایا بچہ اسی کا ہے، نیز بچہ کی پرورش کے حق کی ترتیب ۔ ۲۶۱
(۵) طلاق کے بعد دو سال سے پہلے جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہے ۲۶۲
(۶) ایک ساتھ دو بہنوں سے شادی کرنے والے کی اولاد کا نسب ۲۶۲
(۷) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا ۲۶۳
(۸) قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ ہی اس سے نسب ثابت ہوگا ۲۶۳
(۹) نکاح کے باوجود شوہر کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں، تو کیا حکم ہے؟ ۲۶۳
(۱۰) چار بیوی ہوتے ہوئے پانچویں سے شادی کی تو اس سے ہونے والی اولاد کا حکم؟ ۲۶۴

(۱۱) تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ پیدا ہوا اس کا حکم؟ ۲۶۴
(۱۲) حالت کفر میں کافر شوہر سے حمل ہوا بعد میں مسلمان سے نکاح ہوا تو بچہ کا نسب کافر شوہر سے ہی ثابت ہوگا ۲۶۵
(۱۳) معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ۲۶۵
(۱۴) شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا ۲۶۶
(۱۵) بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے ۲۶۶
(۱۶) دادا کے انکار سے نسب منتفی نہ ہوگا ۲۶۶
(۱۷) محارم سے نکاح باطل ہے، اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا ۲۶۷
(۱۸) دوسرے کی بیوی کو لے گیا، اس سے اولاد ہوئی، اس کا نسب؟ ۲۶۷
(۱۹) غیر مسلم عورت سے تعلق سے اولاد ہوئی، اس کا نسب؟ ۲۶۷
(۲۰) نکاح سے پہلے حمل ہو جائے تو اس کا نسب زانی سے نکاح کے بعد بھی ثابت نہ ہوگا ۲۶۸
(۲۱) سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ۲۶۸
(۲۲) بنی فاطمہ کی افضلیت ۲۶۹
(۲۳) حضرت فاطمہؓ کی اولاد کے سوا سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے ۲۷۱

پرورش کے حق کا بیان

(۱) مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر ذی رحم محرم سے شادی نہ کرے اولاد کی پرورش کی حقدار ہے ۲۷۳
(۲) ماں کے بعد نانی کو پرورش کا حق ہے، پھوپھی کو نہیں ۲۷۳
(۳) ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، نانا وغیرہ کو نہیں ۲۷۴
(۴) پرورش کا حق ماں کو ہے، نفقہ باپ کے ذمے ہے ۲۷۴
(۵) بچے کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے ۲۷۵
(۶) پرورش کا خرچ کس کے ذمے ہے؟ ۲۷۵

(۷)	خالہ اور چچا میں سے حق پرورش خالہ کو ہے	۲۷۵
(۸)	ولد الزنا کی پرورش گناہ نہیں	۲۷۶
(۹)	یتیم کی پرورش میں اس کے مال کی حفاظت کرنا	۲۷۶
(۱۰)	باپ کو بچی سے ملنے کی اجازت نہ دینا ظلم ہے	۲۷۶
(۱۱)	بچوں کی پرورش کا حق	۲۷۷
(۱۲)	بچہ سات سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اور بچی نو برس کی عمر تک	۲۷۷
(۱۳)	بچے کی تربیت کا حق کسی کو کب تک ہے؟	۲۷۸

باب النفقات

نفقہ اور خرچ کا بیان

(۱)	شوہر کے ذمے بیوی کا خرچ اور رہائش کا وجوب	۲۸۰
(۲)	جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے	۲۸۰
(۳)	شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے	۲۸۱
(۴)	شوہر کی مرضی کے خلاف جب بیوی میکے چلی جائے تو نفقہ کا حق باقی نہیں رہتا	۲۸۱
(۵)	بیوی کا حق مکان ہے بہتر ہونا ضروری نہیں	۲۸۲
(۶)	شوہر بیوی کو نکال دے تو نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح طلاق کی عدت کا نفقہ اور جہیز واپس دے گا	۲۸۲
(۷)	بیوہ کی عدت کا نفقہ	۲۸۲
(۹)	مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر دے گا	۲۸۲
(۱۰)	بیوی کو اپنے شوہر کے گھر رہنا واجب ہے اگر انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں	۲۸۳
(۱۱)	بیوی شوہر کے ساتھ سفر پر جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے؟	۲۸۴
(۱۲)	چھوٹے بچے کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟	۲۸۴
(۱۳)	نامرد کے ذمے بھی بیوی کا نفقہ ہے؟	۲۸۴

(۱۴)　غائب غیر مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ　۲۸۵
(۱۵)　والدین کا نفقہ اولاد کے ذمے ہے　۲۸۵
(۱۶)　بیوی شوہر کو اپنے گھر میں آنے سے نہیں روک سکتی　۲۸۵
(۱۷)　بیوی کے جرم کی وجہ سے بغیر طلاق علیحدگی اختیار کرلے تب بھی نفقہ واجب ہے　۲۸۶
(۱۸)　بیوی جان کے خوف سے میکے میں رہے تو نفقہ ملے گا　۲۸۶
(۱۹)　زچہ خانے کا خرچہ شوہر کے ذمے ہے　۲۸۷
(۲۰)　باپ کے نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمے واجب ہے　۲۸۷
(۲۱)　نادار بہن کا نفقہ بھائیوں پر ہے　۲۸۷
(۲۲)　نفقہ کی مقدار　۲۸۸
(۲۳)　بیوہ عورت مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے　۲۸۸
(۲۴)　شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں　۲۸۹
(۲۵)　خوہر بیوی کو ہر قسم کی ملازمت سے روک سکتا ہے　۲۸۹
(۲۶)　خاوند کی تنخواہ پر بیوی کا حق ہے یا نہیں؟　۲۸۹
(۲۷)　بلا عذر بیوی سے کب تک علیحدہ رہ سکتا ہے　۲۹۰

کتاب الایمان

قسم کھانے اور توڑنے کا بیان

(۱)　قرآن پر حلف لینا جائز ہے یا نہیں؟　۲۹۲
(۲)　قرآن کی قسم کھانا ایک وضاحت　۲۹۳
(۳)　قسم اللہ تعالیٰ کی کھانی چاہئے　۲۹۳
(۴)　ایمان کی قسم کھانا کیسا ہے؟　۲۹۳
(۵)　''انشاء اللہ'' کے ساتھ قسم کھانا　۲۹۴
(۶)　نابالغ بچے کا قرآن پر حلف کرنا غیر معتبر ہے　۲۹۴

(۷)	کلمہ پڑھ کر عہد کرنے سے قسم نہ ہوگی	۲۹۴
(۸)	دوسرے کو قسم دی کہ "اللہ کی قسم تمہیں یہ کام کرنا ہے" اس کا کیا حکم ہے؟	۲۹۵
(۹)	کہا "اگر میں جاؤں تو خنزیر کھاؤں" قسم ہے یا نہیں	۲۹۵
(۱۰)	"فلاں کام کروں تو خدا کے دیدار سے محروم رہوں"	۲۹۵
(۱۱)	کہا "اگر میں نے فلاں چیز چرائی ہو تو مجھ پر ہزار روزے فرض ہوں"	۲۹٦
(۱۲)	کہا "اگر ایسا کروں تو اپنے باپ کی نہیں" کہنا قسم نہیں	۲۹٦
(۱۳)	"ایسا کروں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں" کہنا قسم ہے	۲۹٦
(۱۴)	ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا	۲۹۷
(۱۵)	کسی بھی وجہ سے قسم کے خلاف کیا تو کفارہ ہوگا	۲۹۷
(۱٦)	کہا "ایسا کروں تو اللہ کی مار پڑے" کہنا قسم ہے	۲۹۷
(۱۷)	قسم کا کفارہ کتنا ہے؟ کیا تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنا صحیح ہے؟	۲۹۸
(۱۸)	مالدار کا کفارے میں روزہ رکھنا کافی نہیں	۲۹۸
(۱۹)	ماں کے کہنے سے قسم توڑنا	۲۹۹
(۲۰)	"ایسا کروں تو دین و ایمان سے خارج ہو جاؤں" کہنے کا حکم	۲۹۹
(۲۱)	غصہ میں بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے	۲۹۹
(۲۲)	مسلمان سے قطع تعلق کی قسم توڑ دینی چاہئے	۲۹۹
(۲۳)	"یہ کام کروں تو میری ماں کو طلاق ہے" کہنا قسم نہیں	۳۰۰
(۲۴)	طلاق کی قسم سے بچنے کی آسان صورت	۳۰۰
(۲۵)	قسم کھائی کہ فلاں دن ضرور قرضہ ادا کر دوں گی تو اگر اس سے پہلے ادا کر دیا تو حانث نہیں	۳۰۱
(۲٦)	دل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی	۳۰۱
(۲۷)	قسم کھانے کے بعد اس سے استثناء یا ردوبدل جائز نہیں	۳۰۱
(۲۸)	کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر دودھ پینے سے حانث نہ ہوگی	۳۰۲
(۲۹)	قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟	۳۰۲
(۳۰)	غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم	۳۰۳

(۳۱) جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم ۳۰۳
(۳۲) کونسی قسم میں کفارہ لازم آتا ہے اور کس میں نہیں؟ ۳۰۴
(۳۳) قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا بغیر رکھے قسم اٹھانا ۳۰۵
(۳۴) لفظ ''بخدا یا واللہ'' کے ساتھ قسم ہو جائے گی ۳۰۵
(۳۵) جھوٹی قسم اٹھانا سخت گناہ ہے، کفارہ اس کا توبہ ہے ۳۰۵
(۳۶) جھوٹی قسم اٹھانا گناہ کبیرہ ہے ۳۰۶
(۳۷) نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں ۳۰۶
(۳۸) قسم خواہ کسی کے مجبور کرنے پر کھائی ہو کفارہ ادا کرنا ہوگا ۳۰۶
(۳۹) قسم توڑنے کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہوتا ہے ۳۰۷
(۴۰) بیٹے کو گھر سے نکالنے کی قسم توڑنا شرعاً واجب ہے ۳۰۷
(۴۱) شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو شادی کر کے کفارہ ادا کرے ۳۰۸
(۴۲) قرآن پر ہاتھ رکھ کر کھائی ہوئی ''محبت کرنے کی قسم'' کا کفارہ ۳۰۸
(۴۳) ماموں زاد بھائی سے بہن رہنے کی قسم کھائی تو اب اس سے شادی کیسے کریں؟ ۳۰۹

کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی

(۴۴) ''تمہیں خدا کی قسم'' کہنے سے قسم لازم نہ ہوگی ۳۰۹
(۴۵) بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے ۳۰۱
(۴۶) ''تمہیں میری قسم'' یا ''دودھ نہیں بخشوں گی'' کہنے سے قسم نہیں ہوگی ۳۱۰
(۴۷) قرآن مجید کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی ۳۱۰

باب النذور
منّت (نذر) اور صدقہ کا بیان

(۱) منّت اور نذر کسے کہتے ہیں؟ ۳۱۱
(۲) نذر کی شرائط اور اس کا حکم ۳۱۱
(۳) شیرینی بانٹنے کی نذر اور اس کا حکم ۳۱۲

(۴) نذر پوری نہ ہوئی تو نذر میں کہی ہوئی رقم کا کیا کریں؟ ۳۱۳
(۵) منت کا گوشت وغیرہ صدقہ ہوگا خود کھانا درست نہیں ۳۱۳
(۶) جس چیز کی نذر مانی ہے اس کی قیمت دینا بھی صحیح ہے ۳۱۳
(۷) تاریخ سے پہلے بھی نذر کرنا جائز ہے ۳۱۴
(۸) نذر میں جگہ کی تخصیص یا چیز کی تخصیص نہیں ۳۱۴
(۹) چرس یا کسی اور حرام چیز کی نذر جائز نہیں ۳۱۴
(۱۰) چھ مہینے مسلسل روزے رکھنے کی نذر کی تو لازم ہو جائے گی ۳۱۵
(۱۱) نذر مانی کہ ایسا ہو جائے تو قرآن خوانی کراؤں گی ۳۱۵
(۱۲) امام حسینؓ کے نام کی نیاز کا حکم ۳۱۶
(۱۳) چادر چڑھانے کی نذر درست نہیں ہے ۳۱۶
(۱۴) نذر کے روزے کی رات ہی سے نیت کرنا اور نذر کے لئے زبان سے الفاظ کہنا ضروری ہیں ۳۱۷
(۱۵) نذر لغیر اللہ کی وضاحت ۳۱۸
(۱۶) جانور بازاروں یا قبرستانوں میں چھوڑنا ۳۱۹
(۱۷) مسجد میں نذر کی چیزیں یا صدقہ بھیجنا ۳۱۹
(۱۸) ''اپنے نفع میں اتنا خیرات کروں گا'' نذر نہیں ہے ۳۱۹
(۱۹) فلاں کام ہو گیا تو پانچ لاکھ درود پڑھوں گی ۳۲۰
(۲۰) نذر مانی مگر پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا ۳۲۰
(۲۱) روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی منت مانی مگر مفلس ہے ۳۲۱
(۲۲) گیارہویں کی منت ماننا، جھنڈا، پنجہ اٹھانا اور ان کی منت ماننے کا حکم ۳۲۱
(۲۳) کامیاب ہوئی تو ہر جمعہ کا روزہ رکھوں گی، کہنا نذر ہے ۳۲۲
(۲۴) لڑکا پیدا ہوا تو نبی کے ناموں میں سے کوئی نام رکھوں گا ۳۲۳
(۲۵) منت کی قربانی کن دنوں میں کی جائے؟ ۳۲۳
(۲۶) صدقہ کی تعریف اور اقسام ۳۲۳
(۲۷) خیرات، صدقات اور نذر میں فرق ۳۲۴

(۲۸)　صداقہ اور منت میں فرق　۳۲۴
(۲۹)　نذر اور منت کی تعریف　۳۲۴
(۳۰)　نذر اور منت کی شرط　۳۲۵
(۳۱)　صرف خیال آنے سے منت لازم نہیں ہوتی　۳۲۵
(۳۲)　حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دور ہوتی ہے، حرام سے نہیں　۳۲۶
(۳۳)　غیر اللہ کی نیاز کا مسئلہ　۳۲۶
(۳۴)　خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منت ماننا جائز نہیں　۳۲۷
(۳۵)　نہ مزار پر سلامی کی منت جائز ہے اور نہ اس کا پورا کرنا　۳۲۷
(۳۶)　صحت کے لئے اللہ تعالیٰ سے منت ماننا جائز ہے　۳۲۷
(۳۷)　''ایک ہاتھ سے صدقہ دیا جائے کہ دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے'' کا مطلب　۳۲۸
(۳۸)　میت کے ثواب کے لئے کیا ہوا صدقہ مسجد میں استعمال کرنا　۳۲۸
(۳۹)　صدقہ کا گوشت گھر میں استعمال کرنا جائز نہیں　۳۲۸
(۴۰)　جو گوشت فقراء میں تقسیم کیا وہ صدقہ ہوا، گھر میں رکھا ہوا گوشت صدقہ نہیں　۳۲۹
(۴۱)　منت کا گوشت صرف غریب کھا سکتے ہیں　۳۳۰
(۴۲)　گیارہویں بارہویں کی نذر نیاز کرنا　۳۳۰
(۴۳)　خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں　۳۳۰
(۴۴)　صدقہ کا طریقہ　۳۳۱
(۴۵)　صدقہ کب لازم ہوتا ہے　۳۳۲
(۴۶)　کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے؟　۳۳۲
(۴۷)　سڑکوں پر مانگنے والوں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟　۳۳۳

ایصال ثواب

(۴۸)　ایصال ثواب کے لئے آنحضرت ﷺ سے شروع کیا جائے　۳۳۴
(۴۹)　حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے نوافل سے ایصال ثواب کرنا　۳۳۴
(۵۰)　ایصال ثواب کا مردے کو پتہ چلتا ہے اور اس کو بطور تحفہ ملتا ہے　۳۳۴

(۵۱) لاپتہ شخص کے لئے ایصال ثواب جائز ہے ۳۳۵
(۵۲) پوری امت کو ایصال ثواب کا طریقہ ۳۳۵
(۵۳) زندوں کو بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے ۳۳۵
(۵۴) ایصال ثواب کے لئے نشست کرنا اور کھانا کھلانا ۳۳۶
(۵۵) قرآن خوانی کے دوران غلط امور اور ان کا وبال ۳۳۶
(۵۶) میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ ۳۳۷
(۵۷) والدین ناراض ہو کر وفات پا گئے تو کیا کیا جائے؟ ۳۳۸

کتاب البیوع والربوٰ

سود اور خرید و فروخت کا بیان

(۱) شوہر کی چیز بیوی بغیر اس کی اجازت کے بیچ نہیں سکتی ۳۴۰
(۲) عورتوں کی ملازمت شرعاً کیسی ہے؟ ۳۴۰
(۳) غیر مسلموں سے خرید و فروخت یا قرض لینا ۳۴۱
(۴) کفار سے لین دین جائز ہے مگر مرتد سے نہیں ۳۴۱
(۵) غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے ۳۴۱
(۶) غاصب کے نماز روزے کی کیا حیثیت ہے؟ ۳۴۲
(۷) کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے ۳۴۳
(۸) حصص کے کاروبار کی شرعی حیثیت ۳۴۳
(۹) پگڑی سسٹم کی شرعی حیثیت ۳۴۴
(۱۰) کرایہ دار سے ایڈوانس لی ہوئی رقم کا شرعی حکم ۳۴۴
اس بارے میں سات سوال
(۱۱) غاصب کرایہ دار سے آپ کو آخرت میں حق ملے گا ۳۴۵
(۱۲) کرایہ کے مکان کی معاہدہ شکنی کی سزا کیا ہے؟ ۳۴۶
(۱۳) قسطوں پر خرید و فروخت کا حکم ۳۴۶

(۱۴)	سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہئے	۳۴۷
(۱۵)	امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم	۳۴۸
(۱۶)	رشوت کی رقم سے اولاد کی پرورش نہ کریں	۳۴۸
(۱۷)	شوہر کا لایا ہوا رشوت کا پیسہ بیوی کو استعمال کرنے پر گناہ	۳۴۹
(۱۸)	رکشہ، ٹیکسی ڈرائیور یا ہوٹل کے ملازم کو کچھ رقم چھوڑ دینا یا استاد یا پیر کو ہدیہ دینا	۳۴۹
(۱۹)	اپنی شادی کا جوڑا فروخت کرنا جائز ہے	۳۵۰
(۲۰)	ٹی وی پروگرام ''نیلام گھر'' وغیرہ میں شرکت	۳۵۰
(۲۱)	آزاد عورتوں کی خرید وفروخت	۳۵۰
(۲۲)	رشتہ دار کے گھر سے فون کرنے کا بل کس کے ذمے ہے؟	۳۵۱
(۲۳)	سودی کام کا آغاز تلاوت سے کرنا بدترین گناہ ہے	۳۵۲
(۲۴)	ساٹھ ہزار روپے دے کر تین ماہ بعد اسی ہزار روپے لینا	۳۵۲
(۲۵)	کیا فیصد مقرر کر کے منافع وصول کرنا سود ہے؟	۳۵۲
(۲۶)	نوٹوں کا ہار پہنانے والے کو اس کے عوض زیادہ پیسے دینا	۳۵۳
(۲۷)	سود کی رقم سے ہدیہ لینا دینا جائز ہے یا ناجائز	۳۵۳
(۲۸)	سود کی رقم سے بیٹی کا جہیز خریدنا جائز نہیں	۳۵۴
(۲۹)	شوہر اگر بیوی کو سود کی رقم خرچ کرنے کے لئے دے تو وبال کس پر ہوگا؟	۳۵۴
(۳۰)	سود کی رقم ملازمہ کو بطور تنخواہ دینا	۳۵۵
(۳۱)	بینک ملازم عزیز کے گھر کھانے سے بچنے کی کوشش کریں	۳۵۵
(۳۲)	بیمہ کیوں حرام ہے جبکہ متوفی کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ ہے؟	۳۵۶
(۳۳)	بیوہ کو شوہر کی میراث قومی بچت کی اسکیم میں جمع کروانا جائز نہیں	۳۵۶
(۳۴)	ہر ماہ سو روپے جمع کرا کر پانچ ہزار روپے لینے کی لکی اسکیم جائز نہیں	۳۵۶
(۳۵)	پری میمنٹ اسکیم کی شرعی حیثیت	۳۵۸
(۳۶)	کمیٹی (بیسی) ڈالنا جائز ہے	۳۵۹
(۳۷)	نیلامی بیسی (کمیٹی) جائز نہیں	۳۵۹

(۳۸) انعامی بانڈز کی رقم کا شرعی حکم ۳۶۰
(۳۹) خریدتے وقت چیزیں چکھنا کیسا ہے؟ ۳۶۱
(۴۰) خریدنے سے پہلے دیکھنے میں چیز گر کر ٹوٹ جائے تو ضمان کس پر ہے؟ ۳۶۲

کتاب الشرکۃ

(۴۱) بیوی اپنی رقم اور اپنی محنت سے گھر میں کاروبار کرے تو شوہر اور اس کی اگلی بیوی کی اولاد اس میں حقدار ہے یا نہیں؟ ۳۶۳

سود کے بقیہ مسائل

(۴۲) بیمہ کے متعلق بارہ سوالات اور ان کے جوابات ۳۶۴
(۴۳) سودی رقم رفاہ عامہ میں خرچ کرنے کی گنجائش ۳۷۰
(۴۴) پگڑی سسٹم میں جائز صورت ۳۷۲

کتاب اللقیط واللقطہ

(۱) گری پڑی چیز ملنے کا حکم ۳۷۳

کتاب الوصیۃ والفرائض

وراثت کا بیان

(۱) وارث کو وراثت سے محروم کرنا ۳۷۶
(۲) نافرمان اولاد کو عاق کرنا یا حصہ کم دینا ۳۷۷
(۳) باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا حصہ بھی ہے ۳۷۷
(۴) دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا حصہ بھی ہے ۳۷۸
(۵) بہنوں سے ان کی وراثت کا حصہ معاف کرانا ۳۷۸
(۶) کیا جہیز وراثت کے حصے کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ ۳۷۹
(۷) وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا ۳۸۱
(۸) ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے ۳۸۱

(۹)	لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم	۳۸۱
(۱۰)	بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ	۳۸۲
(۱۱)	والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں	۳۸۲
(۱۲)	مرحوم کا قرضہ بیٹوں نے ادا کیا تو وارث کا حصہ	۳۸۳
(۱۳)	باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے	۳۸۴
(۱۴)	وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ ہے	۳۸۴
(۱۵)	کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟	۳۸۵
(۱۶)	وراثت سے محروم لڑکی کو طلاق دے کر دوسرا ظلم نہ کرو	۳۸۵
(۱۷)	یتیم بچی کو وراثت سے محروم کرنا	۳۸۶
(۱۸)	منہ بولی اولاد کی وراثت کا حکم	۳۸۶
(۱۹)	کیا ذہنی معذور بچے کو بھی وراثت دینا ضروری ہے	۳۸۷
(۲۰)	سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ	۳۸۷
(۲۱)	سوتیلی ماں اور بیٹے کی وراثت کا مسئلہ	۳۸۸
(۲۲)	مرحوم کے ترکے میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے	۳۸۹
(۲۳)	دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم	۳۹۰
(۲۴)	مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جبکہ والد، بیوی، بیٹی اور بیوی حیات ہوں	۳۹۰
(۲۵)	مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں	۳۹۱
(۲۶)	نواسہ اور نواسی کا وراثت میں حصہ	۳۹۱
(۲۷)	زندگی میں بیٹے اور بیٹیوں کا حق کس تناسب سے دیں	۳۹۲
(۲۸)	زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا	۳۹۳
(۲۹)	لاولد متوفیہ کے مہر کا وارث کون ہے؟	۳۹۳
(۳۰)	مرحومہ کا جہیز "حق مہر" وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا؟	۳۹۳
(۳۱)	مرحومہ کے چھوڑے ہوئے زیورات سے بچوں کی شادیاں کرنا کیسا ہے؟	۳۹۴
(۳۲)	اپنے پیسے کے لئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟	۳۹۵
(۳۳)	بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا	۳۹۶

(۳۴) مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا نیز عدت کتنی ہوگی؟ ۳۹۶
(۳۵) بیوہ کو ہر حال میں حصہ ملے گا ۳۹۷
(۳۶) اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ ۳۹۷
(۳۷) ساس اور دیور کے پرس سے لئے گئے پیسوں کی ادائیگی کیسے کی جائے، جبکہ وہ دونوں فوت ہو چکے ہوں ۳۹۸
(۳۸) بیوہ اگر نکاح ثانی کر لے تو پہلے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی ۳۹۸
(۳۹) بیوہ اپنے مہر کی وصولی کے لئے شوہر مرحوم کے ترکہ پر قبضہ کر سکتی ہے ۳۹۹
(۴۰) صرف لڑکیاں ہوں تو بھائی بہن کو ترکہ میں استحقاق ہوگا یا نہیں؟ ۳۹۹

زندگی میں جائیداد کا ھبہ

(۴۱) زندگی میں اپنی لڑکیوں کو جائیداد تقسیم کر دینا ۴۰۰
(۴۲) بیٹی کو دیئے ہوئے قرض کی تحریر لینا کیسا ہے؟ ۴۰۱
(۴۳) باپ نے ٹیکس بچانے کے لئے جائیداد بیٹیوں کے نام کر دی تو اسی میں بیٹیوں کو میراث ملے گی ۴۰۲

وصیت

(۴۴) وصیت کی تعریف۔ نیز وصیت کس کو کی جا سکتی ہے؟ ۴۰۳
(۴۵) سرپرست کی شرعی حیثیت ۴۰۴
(۴۶) وصیت کس طرح کی جائے اور کتنے مال کی ۴۰۵
(۴۷) اسٹیمپ پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت ۴۰۶
(۴۸) بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ۴۰۶
(۴۹) کمپنی کی طرف سے مرحوم کو دیئے جانے والے واجبات کا مسئلہ ۴۰۷
(۵۰) جائیداد کی تقسیم کا طریقہ ۴۰۸

کتاب الھبۃ

تحفہ دینے کا بیان

(۵۱) بچوں کا مال ماں باپ کسی کو نہیں دے سکتے۔ ۴۰۹

(۵۲) مصلحتاً بیٹے کے نام مکان خریدنے سے بیٹا اس کا مالک شمار ہوگا یا نہیں ۴۱۰

(۵۳) ہدیہ میں دی ہوئی چیز ہدیہ دینے والے کے پاس واپس آئے تو کیا کرے؟ ۴۱۱

(۵۴) شوہر کا بیوی سے بخشش کی ہوئی چیزیں واپس لینا ۴۱۲

(۵۵) زندگی میں مال کی تقسیم عطیہ ہے ۴۱۲

جہاد اور شہید کے احکام

(۱) حکومت کے خلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار شہید ہیں یا نہیں؟ ۴۱۳

(۲) کنیزوں کا حکم ۴۱۳

(۳) اس دور میں لونڈیوں کا تصور ۴۱۴

(۴) لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی ۴۱۵

(۵) لونڈی اور غلام بنانے کی رسم سے متعلق ایک تفصیلی فتویٰ ۴۱۵

قربانی اور ذبح کے مسائل

(۱) قربانی واجب ہے یا سنت؟ ۲۶۴

(۲) خرگوش حلال ہے ۴۲۵

(۳) بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا ۴۲۵

(۴) عورت کا ذبیحہ حلال ہے ۴۲۵

(۵) غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ۴۲۶

(۶) مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں ۴۲۶

(۷) مسلمان غیر مسلم ممالک میں بھی حرام گوشت استعمال نہیں کر سکتے ۴۲۶

قربانی کا گوشت

(۸) قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا ۴۲۷
(۹) قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا ۴۲۷
(۱۰) کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہو جاتی ہے ۴۲۸
(۱۱) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا ۴۲۸
(۱۲) منت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں ۴۲۸

قربانی کی کھال کا مصرف

(۱۳) چرمہائے قربانی مدارس عربیہ کو دینا ۴۲۹
(۱۴) کھال کیسے ادارے کو دیں؟ ۴۲۹
(۱۵) قربانی کی کھال گوشت کی طرح ہر کسی کو دے سکتے ہیں ۴۳۰

قربانی کے متفرق مسائل

(۱۶) جانور ادھار لے کر قربانی کرنا ۴۳۰
(۱۷) قربانی کا بکرا مر جائے تو کیا کرے ۴۳۰
(۱۸) حلال خون اور حلال مردار کی تشریح ۴۳۱
(۱۹) ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم ۴۳۱
(۲۰) قربانی کے خون میں پاؤں ڈبونا ۴۳۲
(۲۱) قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنانا جائز ہے ۴۳۲
(۲۲) قادیانی، بوہری، اسماعیلی، پرویزی اور روافض کے ذبیحہ کا حکم ۴۳۲
(۲۳) والدہ کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی کی نیت کی تھی پھر اس کی جگہ کم قیمت کا بکرا قربان کر دیا تو کیا حکم ہے؟ ۴۳۳
(۲۴) قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۴۳۳
(۲۵) مُردوں کی طرف سے قربانی کرنا ۴۳۴
(۲۶) بکرے کا کان لمبائی میں چرا ہو تو اس کی قربانی درست ہے ۴۳۴

(۲۷) بکرے کے خصیے کھانا حرام ہے ۴۳۴
(۲۸) لنگڑا کر چلنے والے بکرے کی قربانی کرنا ۴۳۵
(۲۹) مالدار عورت کی طرف سے شوہر کا قربانی کرنا ۴۳۶
(۳۰) مشینی ذبیحہ ۴۳۶
(۳۰/۱) قربانی کس پر واجب ہے ۴۳۷
(۳۰/۲) عورت اگر صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے ۴۳۸
(۳۰/۳) قربانی کتنے دن کر سکتے ہیں ۴۳۸
(۳۰/۴) کن جانوروں کی قربانی جائز ہے ۴۳۸

عقیقہ کے مسائل

(۱) عقیقہ کی اہمیت ۴۳۹
(۲) عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب ۴۴۰
(۳) بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے ۴۴۰
(۴) عقیقہ امیر کے ذمے ہے یا غریب کے بھی ۴۴۰
(۵) دس کلو قیمہ منگوا کر عقیقہ کرنا ۴۴۰
(۶) لڑکی کے لئے ایک اور لڑکے کے لئے دو بکرے ہیں ۴۴۱
(۷) قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنا جائز ہے ۴۴۱
(۸) شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا ۴۴۱
(۹) کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا کیسا ہے؟ ۴۴۱
(۱۰) عقیقہ کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے ۴۴۲
(۱۱) عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ اور دادا دادی کا حصہ بھی ہے ۴۴۲
(۱۲) عقیقہ کے سلسلے میں بعض ہندوانہ رسوم کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہیں ۴۴۲
(۱۳) ایام نحر میں عقیقہ کرنا درست ہے ۴۴۳
(۱۴) عقیقہ کا ذمہ دار والدین میں سے کون ہے؟ ۴۴۳

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا حکم

(۱۵)　خرگوش حلال ہے　۴۴۴
(۱۶)　گدھی کا دودھ حرام ہے　۴۴۴
(۱۷)　ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا کریں؟　۴۴۴
(۱۸)　حشرات الارض کا کھانا　۴۴۵
(۱۹)　خارپشت نامی جانور کا کھانا جائز نہیں　۴۴۵
(۲۰)　موذی جانوروں اور حشرات کو مارنا　۴۵۵
(۲۱)　مکھیوں اور مچھروں کو برقی رو سے مارنا جائز ہے　۴۴۶
(۲۲)　کتے کے دانتوں کا ہار پہننا　۴۴۶
(۲۳)　سور کی ہڈی کا استعمال کرنا حرام ہے　۴۴۶
(۲۴)　حرام جانوروں کی رنگی ہوئی کھال کی مصنوعات پاک ہے سوائے خنزیر کے　۴۴۷

دریائی جانوروں کا حکم

(۲۵)　دریائی جانوروں کا حکم　۴۴۷
(۲۶)　جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہیں　۴۴۷
(۲۷)　کیکڑا حلال نہیں　۴۴۸
(۲۸)　کچھوے کے انڈے حرام ہیں　۴۴۹

پرندے اور ان کے انڈے

(۲۹)　بگلا اور غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں　۴۴۹
(۳۰)　مور کا گوشت حلال ہے　۴۵۰
(۳۱)　مرغی کا انڈا حرام نہیں　۴۵۰
(۳۲)　حلال پرندوں کو شوقیہ پالنا جائز ہے　۴۵۰

متفرق مسائل

(۳۳)　حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ ہیں　۴۵۱
(۳۴)　کلیجی حلال ہے　۴۵۱
(۳۵)　تلی کھانا جائز ہے　۴۵۱
(۳۶)　حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے　۴۵۲
(۳۷)　گردے، کپورے اور ٹڈی کا حکم　۴۵۲
(۳۸)　طوطا حلال ہے　۴۵۲
(۳۹)　عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے　۴۵۳
(۴۰)　اوجھڑی کیوں حلال ہے　۴۵۳

کھانے پینے کے مسائل

(۴۱)　بائیں ہاتھ سے کھانا خلاف سنت ہے　۴۵۴
(۴۲)　کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا　۴۵۵
(۴۳)　تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ　۴۵۵
(۴۴)　آلتی پالتی مار کر، اور پانچوں انگلیوں سے کھانا　۴۵۶
(۴۵)　کھانے کے دوران خاموشی کا مسئلہ　۴۵۶
(۴۶)　چمچے کے ساتھ کھانا　۴۵۶
(۴۷)　برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے　۴۵۶
(۴۸)　حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ کھانا　۴۵۷
(۴۹)　شیر خوار بچوں کو افیون دے کر سلانا　۴۵۷
(۵۰)　غیر شرعی امور والی مجلس میں شرکت حرام ہے　۴۵۸
(۵۱)　کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا نہیں؟　۴۵۹
(۵۲)　روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانے کا مسئلہ　۴۵۹
(۵۳)　ہندو کی شیرینی اور تحفہ لینا　۴۵۹

(۵۴)	الٹے ہاتھ سے چائے پینا	۴۶۰
(۵۵)	کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مسنون ہے	۴۶۰
(۵۶)	ہاتھ پہنچوں تک دھونے چاہئیں	۴۶۰
(۵۷)	ہاتھ دھوکر رومال سے پونچھنا	۴۶۰
(۵۸)	علاج کی ضرورت سے عورت بال منڈا سکتی ہے	۴۶۱
(۵۹)	کھانے پینے میں عیب لگانا	۴۶۱
(۶۰)	عورت کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو وہ کیا کرے؟	۴۶۱

باب اللعب والغنا والتصاویر
(کھیل کود، گانا بجانا اور تصویروں کا حکم)

(۱)	تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو نکاتی انقلابی پروگرام	۴۶۳
(۲)	قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا	۴۶۷
(۳)	گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا	۴۶۸
(۴)	والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا؟	۴۶۸
(۵)	شناختی کارڈ پر عورت کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہگار ہیں	۴۶۸
(۶)	گڑیوں کا گھر میں رکھنا	۴۶۹
(۷)	گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے، بچے کی یا دعا مانگتی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے	۴۶۹
(۸)	جاندار کی شکلوں والے کھلونے ناجائز ہیں	۴۷۰
(۹)	کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب	۴۷۰
(۱۰)	میڈیکل کالج کے داخلے کے لئے لڑکی کی تصویر	۴۷۱
(۱۱)	تصویر بنانے کا حکم	۴۷۱
(۱۲)	علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا تصویر جائز ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا	۴۷۳
(۱۳)	مکان میں براق کی تصویر رکھنا	۴۷۴

کھیل کود

(۱۴)　کھیل کود کا شرعی حکم　۴۷۶
(۱۵)　خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا　۴۷۶
(۱۶)　ٹیلی پیتھی اور یوگا سیکھنا اور کرانے　۴۷۷
(۱۷)　کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیلنے کی اجازت دی ہے؟　۴۷۷

موسیقی اور ڈانس

(۱۸)　گانوں کے ذریعے تبلیغ کرنا　۴۷۷
(۱۹)　کیا موسیقی روح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے؟　۴۷۸
(۲۰)　ساز کے بغیر گیت سننے کا حکم　۴۷۸
(۲۱)　کیا قوالی سننا جائز ہے، جبکہ بعض بزرگوں سے ثابت بھی ہے　۴۷۹
(۲۲)　سگے بہن بھائی کا اکٹھا ناچنا　۴۷۹

کتاب الحظر والاباحۃ

جائز ناجائز کے مسائل

(۱)　پردہ　۴۸۳
(۲)　پردے کا صحیح مفہوم　۴۸۴
(۳)　پردے کے متعلق چند سوال و جواب　۴۸۸
(۴)　پردہ شرعی سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا کیسا ہے؟　۴۸۹
(۵)　پیر سے بغیر پردہ عورت کا ملنا جائز نہیں　۴۸۹
(۶)　بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر یعنی اپنے داماد سے بھی پردہ ہے　۴۸۹
(۷)　اجنبی عورت کو سیکریٹری رکھنا　۴۹۰
(۸)　عورت بازار جائے تو کتنا پردہ ہے؟　۴۹۰
(۹)　بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں　۴۹۱
(۱۰)　گھر کے نوجوان ملازم سے پردہ ضروری ہے　۴۹۱

(۱۱)	عورتوں کا تبلیغ کے لئے اسکرین پر آنا	۴۹۲
(۱۲)	عورت کی کلائی پردے میں شامل ہے	۴۹۲
(۱۳)	بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں نہ کہ پردے سے	۴۹۳
(۱۴)	کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے	۴۹۴
(۱۵)	دودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا	۴۹۴
(۱۶)	خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا	۴۹۴
(۱۷)	جو لڑکا سامنے جوان ہوا اس سے پردہ	۴۹۵
(۱۸)	نامحرم مرد عورت کا سلام کرنا	۴۹۹
(۱۹)	احادیث سے ثبوت حجاب	۴۹۹
(۲۰)	اسلام میں پردہ کی اہمیت، بہنوئی سے پردہ	۴۹۹
(۲۱)	کیا نیم عریاں لباس سے منع کرنا بیوی کی دل شکنی ہے	۵۰۲
(۲۲)	فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں	۵۰۲
(۲۳)	عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے	۵۰۲
(۲۴)	آواز کا پردہ اور بازار کی خریداری	۵۰۳
(۲۵)	دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے	۵۰۳
(۲۶)	عورت کا مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کرانا	۵۰۴
(۲۷)	لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے	۵۰۵
(۲۸)	برقعہ یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے	۵۰۵
(۲۹)	عورت اپنے محرم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟	۵۰۶
(۳۰)	لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا	۵۰۶
(۳۱)	عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا	۵۰۶
(۳۲)	عورت کو ملازمت کرنا ممنوع قرار کیوں نہیں دیتے	۵۰۷
(۳۳)	ازواج مطہرات پر حجاب کی حیثیت قرآن سے پردے کا ثبوت	۵۰۷
(۳۴)	بہنوئی سے پردہ ضروری ہے چاہے اس نے بچپن سے پالا ہو	۵۰۷
(۳۵)	منہ بولا باپ بھائی اجنبی ہیں، شرعاً ان سے پردہ لازم ہے	۵۰۷

(۳۶) سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم ۵۰۹
(۳۷) کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے؟ ۵۰۹
(۳۸) پردے کی حدود کیا ہیں؟ ۵۱۰
(۳۹) بھائی سے پردہ کی حد ۵۱۰
(۴۰) بھتیجی بھانجی کے شوہر سے بھی پردہ ہے ۵۱۱
(۴۱) جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے ۵۱۱
(۴۲) عورت کو سربراہ مملکت بنانا کیسا ہے؟ ۵۱۱

عورت کے بناؤ سنگھار کے مسائل

(۱) عورتوں کے لئے کس قسم کا میک اپ جائز ہے ۵۲۱
(۲) عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟ ۵۲۱
(۳) کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کرسکتی ہے ۵۲۲
(۴) بھنوؤں کی تصحیح کرنے کا مسئلہ ۵۲۲
(۵) بالوں کی نوکیں درست کرنا جائز ہے ۵۲۲
(۶) عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے؟ ۵۲۲
(۷) چہرے کے بالوں کا مسئلہ ۵۲۳
(۸) بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہیں ۵۲۳
(۹) عورت کو دو چوٹی والے بال بنانا ۴۲۳
(۱۰) بیوٹی پارلر کی شرعی حیثیت ۵۲۴
(۱۱) عورت کا بال چھوٹے کرنا موجب لعنت ہے ۵۲۵
(۱۲) عورت کا آڑی مانگ نکالنا ۵۲۵
(۱۳) ناخن بڑھانے اور کاٹنے کا مسئلہ ۵۲۶
(۱۴) بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے ۵۲۶
(۱۵) نیل پالش لگی ہو تو وضو اور غسل نہیں ہوتے ۵۲۶
(۱۶) عورت کو مردوں والا روپ بنانا ۵۲۷

(۱۷) بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کاٹنا جائز ہے اکھیڑنا جائز نہیں ۵۲۸

لباس

(۱۸) عورت کی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو ۵۲۸
(۱۹) لباس میں تین چیزیں حرام ہیں ۵۲۸
(۲۰) ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے؟ ۵۲۸
(۲۱) مصنوعی ریشم پہننا ۵۲۹
(۲۲) سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا ۵۲۹
(۲۳) بیل بوٹم پتلون پہننا لڑکیوں کے لئے ۵۲۹

متفرق مسائل

(۲۴) عورت کا بال کاٹنا ۵۳۱
(۲۵) عورت کا کمپنی میں ملازمت کرنا ۵۳۱
(۲۶) زیادہ لمبے بال کاٹ کر کم کرنا ۵۳۲
(۲۷) اپنے گرے ہوئے یا دوسری عورت کے بال چوٹی میں ملانا ۵۳۳
(۲۸) ہتھیلی سے نیچے اور اس کی پشت پر مہندی لگانا جائز ہے ۵۳۴
(۲۹) بال بڑھانے کے لئے عورت کے سر کے بال کاٹنا ۵۳۴
(۳۰) فیشن کے طور پر یا شوہر کے حکم سے بال کاٹنا ۵۳۴
(۳۱) بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانا (فشل کرانا) ۵۳۵

خاندانی منصوبہ بندی اور اس کے متعلقات

(۱) مانع حمل تدابیر کو قتل اولاد کہنا کیسا ہے؟ ۵۳۶
(۲) خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم ۵۳۷
(۳) ضبط ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم ۵۳۷
(۴) خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے ۵۳۸
(۵) خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت ۵۳۹

(۶)	برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اثرات	۵۳۹
(۷)	غبارے استعمال کرنا	۵۴۲
(۸)	حمل کی تکالیف کے پیش نظر اسقاط کی تدابیر کرنا	۵۴۲
(۹)	پانچ ماہ کے حمل کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے اسقاط کی ہے تو کیا اسقاط درست ہے	۵۴۴
(۱۰)	حاملہ کا مٹی کھانا	۵۴۵
(۱۱)	شدید تکلیف کی وجہ سے آپریشن سے بچہ دانی نکالنا	۵۴۵
(۱۲)	ڈھائی ماہ کا حمل ساقط کرنا کیسا ہے؟	۵۴۷

گھریلو رسومات

(۱)	سالگرہ کی رسم انگریزوں کی ایجاد ہے	۵۴۹
(۲)	مایوں، مہندی کی رسمیں غلط ہیں	۵۴۹
(۳)	شادی کی رسومات کو قدرت کے باوجود نہ روکنا شرعاً کیسا ہے؟	۵۵۰
(۴)	رات کو انگلیاں چٹخانا	۵۵۱
(۵)	عید کارڈ کی شرعی حیثیت	۵۵۱
(۶)	دولہا، دلہن کے کنگنا باندھنے اور ناریل ہاتھ میں لیکر نکاح کرنیکا حکم	۵۵۲
(۷)	ماہ محرم میں شادی کریں یا نہیں؟	۵۵۳
(۸)	تورات اور انجیل کی اصلی زبان کیا تھی؟	۵۵۴
(۹)	لوگوں کے سامنے ناک صاف کرنا	۵۵۴
(۱۰)	منگنی کے بعد ایک دوسرے کے گھر عیدی بھیجنا	۵۵۴
(۱۱)	نقش نعل شریف کو سر پر رکھنا، دعا کی قبولیت کے لئے کیسا ہے؟	۵۵۴
(۱۲)	سخت بیماری کے باعث ضبط تولید کا حکم	۵۵۵
(۱۳)	برتھ کنٹرول اور قرآن کریم	۵۵۶
(۱۴)	دولہے کی آنکھ میں بھابھی کا کاجل لگانا اور بہنوں کا دولہے سے رقم لینا	۵۵۷
(۱۵)	چھٹی اور سوا مہینے کی رسم ناجائز ہے	۵۵۷

جائز ناجائز کے مسائل

(۱)	کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا	۵۵۹
(۲)	خواہشات نفسانی کی خاطر مسلک بدلنا	۵۵۹
(۳)	مزار پر پیسے دینا	۵۶۰
(۴)	بیت الخلاء میں اخبار پڑھنا	۵۶۰
(۵)	کنواری عورت کا خود کو کسی کی بیوی ظاہر کر کے جعلی ووٹ ڈالنا	۵۶۰
(۶)	آیت الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے	۵۶۱
(۷)	حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہنا	۵۶۱
(۸)	عزت کی بچاؤ کی خاطر قتل کرنا	۵۶۲
(۹)	ماں، بہن اور بیوی کی عصمت پر حملہ کے خطرے سے کیسے بچے؟	۵۶۳
(۱۰)	عصمت کے خطرے کے پیش نظر لڑکی کا خودکشی کرنا	۵۶۳
(۱۱)	میاں بیوی کا ایک دوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا	۵۶۳
(۱۲)	عورت کا عورت کو بوسہ دینا	۵۶۴
(۱۳)	نامحرم مردوں سے چوڑیاں پہننا	۵۶۴
(۱۴)	سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۱ سے عورتوں کے لئے کاروبار کی اجازت ثابت نہیں ہوتی	۵۶۴
(۱۵)	بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ لکھنا	۵۶۷
(۱۶)	انسان کا ضمیر مطمئن ہونا کسے کہتے ہیں؟	۴۶۸
(۱۷)	غیر مسلم جیسی وضع قطع والی عورت کی میت کو کیسے پہچانیں؟	۵۶۸
(۱۸)	پاخانے میں تھوکنا	۵۶۹
(۱۹)	جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی احکام	۵۶۹
(۲۰)	رخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر مبارک نو سال تھی	۵۷۰
(۲۱)	رضا بالقضاء سے مراد کیا ہے؟	۵۷۱
(۲۲)	غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں	۵۷۲
(۲۳)	حادثات میں متاثر ہونے والوں کے لئے دستور العمل	۵۷۲

(۲۴) عریانی کا علاج عریانی سے ممکن نہیں ۵۷۴
(۲۵) اسلام ڈھانے کی سازشیں ۵۷۶
(۲۶) اخبارات میں چھپنے والا لفظ ''اللہ'' کا کیا کریں؟ ۵۷۷
(۲۷) ''تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں'' کہنے والی بیوی کا حکم ۵۷۷
(۲۸) پیپسی، مرنڈا وغیرہ کا حکم ۵۷۷
(۲۹) پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال جائز ہے ۵۷۸
(۳۰) کتا پالنا اور اس کی وجہ سے فرشتوں کا گھر میں نہ آنا ۵۷۸
(۳۱) کیا کتا انسانی مٹی سے بنا ہے؟ اور اس کا پالنا کیوں منع ہے؟ ۵۷۹
(۳۲) لاش کی چیر پھاڑ کا حکم ۵۸۰
(۳۳) چھ ماہ کی حاملہ عورت کے مرنے پر بچہ کو آپریشن کے ذریعہ نکالنا ۵۸۱
(۳۴) خون کے عطیہ کا اہتمام کرنا اور مریضوں کو دینا شرعاً کیسا ہے؟ ۵۸۱
(۳۵) مکڑی کو مارنا کیسا ہے؟ ۵۸۲
(۳۶) چھپکلی کو مارنا کیسا ہے؟ ۵۸۲
(۳۷) نوجوان لڑکیوں کا مردوں سے ڈرائیونگ سیکھنا ۵۸۳
(۳۸) اپریل فول (یکم اپریل) کو دھوکہ دہی کرنا کیسا ہے؟ ۵۸۴
(۳۹) دلہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ۵۸۴
(۴۰) یوم عاشورہ میں مسلمان کیا کریں؟ ۵۸۵
(۴۱) عورت کے پیٹ میں بچہ مر جائے، خطرے کی وجہ سے کاٹ کر نکالنا ۵۸۵
(۴۲) سجدہ میں پیشانی پر مٹی لگ جائے تو صاف کرنا کیسا ہے؟ ۵۸۶
(۴۳) میاں بیوی کا ایک دوسرے کے نام لے کر پکارنا ۵۸۶
(۴۴) بھائی بہن کا ایک دوسرے کے ہاتھ پاؤں دبانا اور ملاقات کے وقت مصافحہ یا معانقہ کرنا ۵۸۶
(۴۵) ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھنا ۵۸۷
(۴۶) نومولو بچے کی جھلی سے پلاسٹک سرجری کرانا ۵۸۸
(۴۷) فجر اسلام نامی فلم دیکھنا ۵۸۹

(۴۸) ٹی وی پر حج فلم دیکھنا جائز نہیں ۵۹۰
(۴۹) ٹی وی پر فلمی پروگرام دیکھنا جائز نہیں ۵۹۱
(۵۰) ''دی میسج'' نامی فلم ایک یہودی سازش ۵۹۱
(۵۱) ٹی وی اور ریڈیو پر مذہبی تقاریر دیکھنا، سننا ۵۹۲
(۵۲) ویڈیو فلم کو چاقو چھری پر قیاس کرنا درست نہیں ۵۹۳
(۵۳) ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے اور فلم بینوں کے گناہ میں حصہ داری بھی ہے ۵۹۳

ناموں سے متعلق

(۵۴) بچوں کے نام رکھنے کا صحیح طریقہ ۵۹۴
(۵۵) ناموں میں تخفیف کر کے پکارنا ۵۹۴
(۵۶) ناموں میں باپ یا شوہر کے نام کی نسبت لگانا ۵۹۵
(۵۷) ''آسیہ'' نام رکھنا ۵۹۶
(۵۸) اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لکھنا ۵۹۶
(۵۹) کیا بچوں کے نام تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟ ۵۹۶
(۶۰) بچی کا نام ''تحریم'' رکھنا کیسا ہے؟ ۵۹۶
(۶۱) ''پرویز'' نام رکھنا صحیح نہیں ہے ۵۹۷
(۶۲) فیروز نام رکھنا کیسا ہے؟ ۵۹۷
(۶۳) شاذیہ، روبینہ، شاہینہ کیسے نام ہیں؟ ۵۹۷
(۶۴) ''نائلہ'' نام رکھنا کیسا ہے؟ ۵۹۷
(۶۵) لفظ ''خدا'' کے استعمال پر اشکال اور جواب ۵۹۸
(۶۶) پیدائش کے چند گھنٹوں کے بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھے جائیں ۶۰۰
(۶۷) غلط نام سے پکارنا والد کو بھائی، والدہ کو آپا کہنا کیسا ہے؟ ۶۰۰

خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

جلد دوم

مرتب و تحقیق
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : اکتوبر ۲۰۰۲ء علمی گرافکس پرنٹنگ پریس، کراچی۔

ضخامت : 648 صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

کتاب النکاح

نکاح، مہر، نکاح کی عمر
نکاح کے محارم اور جائز و ناجائز نکاح
کے متعلق مسائل کا بیان

کتاب النکاح

(۱) مرد اور عورت کے لئے شادی کی عمر کیا ہے؟

سوال:۔ مسلمان مرد اور عورت پر کتنی عمر میں شادی کرنی واجب ہے؟ میں نے سنا ہے کہ لڑکی کی عمر ۱۹ سال ہو اور لڑکے کی عمر ۲۵ سال تو اس وقت ان کی شادی کرنی چاہئے؟

الجواب:۔ شرعاً شادی کی کوئی عمر مقرر نہیں، والدین بچے کا نکاح نابالغی میں بھی کر سکتے ہیں۔ اور بالغ ہو جانے کے بعد اگر شادی کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو شادی کرنا واجب ہے ورنہ کسی وقت بھی واجب نہیں، البتہ ماحول کی گندگی سے پاک دامن رہنے کے لئے شادی کرنا افضل ہے۔

درمختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر نکاح کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہے، اگر غالب گمان ہو تو نکاح واجب ہے (بشرطیکہ مہر اور نان ونفقہ پر قادر ہو۔) اگر یقین ہو کہ نکاح کر کے ظلم و ناانصافی کرے گا تو نکاح کرنا حرام ہے اور اگر ظلم و ناانصافی کا غالب گمان ہو تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور معتدل حالات میں سنت موکدہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲) بیوہ اور رنڈوا کب تک شادی کر سکتے ہیں؟

سوال:۔ بیوہ عورت اور رنڈوا مرد کس عمر تک دوسرا یا تیسرا نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ جب تک اس کی ضرورت ہو اور جب تک میاں بیوی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت ہو، بہر حال شریعت میں دوسرے اور تیسرے نکاح کا حکم وہی ہے جو پہلے نکاح کا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۳) شادی کے معاملے میں والدین کا حکم ماننا

سوال:۔ بعض گھرانوں میں جبکہ اولاد بالغ، سمجھ دار اور پڑھ لکھ جاتی ہے لیکن والدین اپنی خاندانی روایات کو نبھانے کی خاطر یا پھر دولت جائیداد کی خاطر اولاد کو جہنم میں جھونک دیتے ہیں بغیر ان کے رائے جانے ان کی زندگی کے فیصلے کر دیتے ہیں، بے شک اولاد کا فرض ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری و اطاعت کرے، لیکن کیا خدا نے اولاد کو اس قدر بے بس بنا دیا ہے کہ وہ والدین کے غیر اسلامی فیصلہ جو کہ ان کے زندگی کے متعلق کئے جاتے ہیں ان پر بھی خاموش تماشائی بن کر زندگی ان کے حوالے کر دیں، کیا اولاد کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ اہم فیصلہ خود کر سکیں؟

الجواب:۔ شریعت جس طرح اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق رکھے ہیں، اس طرح والدین کے ذمہ اولاد کے حقوق رکھے ہیں اور جو بھی ان حقوق کو نظر انداز کرے گا اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہوگا۔ مثلاً شادی کے معاملے میں اولاد کی رضامندی لازم ہے، اگر والدین کسی غیر مناسب جگہ رشتہ تجویز کرے تو اولاد کو انکار کا حق ہے اور اگر وہ اپنی ناگواری کے باوجود محض والدین کی رضا جوئی اور ان کے احترام کی بناء پر اس کو ہنسی خوشی قبول کریں اور پھر نبھا کر دکھا دے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم اجر کا مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ قبول نہ کرے تو والدین کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۴) والدین اگر شادی پر تعلیم کو ترجیح دیں تو اولاد کیا کرے؟

سوال:۔ میرے والدین اگر چہ ہم سب کو بڑی محنت اور توجہ سے تعلیم دلوا رہے ہیں لیکن انہوں نے سوچ رکھا ہے کہ سب کچھ تعلیم ہی ہے۔ میں اگر چہ بہت چھوٹا ہوں لیکن میری بڑی بہنیں ہیں، جنہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی جا رہی ہے، لیکن میرے والدین کو ذرا بھی ان کی شادی کی فکر نہیں، جبکہ وہ خود بوڑھے ہو رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کل کا زمانہ کتنا خراب ہے اور میں بھی بہت چھوٹا ہوں اور جب میں بڑا ہوں گا تو اس وقت تک میری بہنیں ادھیڑ عمر کی ہو چکی ہوں گی پھر تو رشتہ ملنا ہی بہت مشکل ہوگا، جبکہ اس وقت رشتے آ رہے ہیں۔ لیکن میرے والد صاحب سب سے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں، جبکہ میں جانتا ہوں میری بہنیں ان رشتوں پر خوش ہیں، اگر

والدین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہے تو کیا اولاد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سول میرج کرلیں؟ جبکہ دونوں ہی مسلمان ہیں اور اسلام میں یہ بات جائز بھی ہے

الجواب:۔ آج کل اعلیٰ تعلیم کے شوق نے والدین کو اپنے اسی فریضہ سے غافل کر رکھا ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کی عمر کالج اور یونیورسٹیوں کے چکر میں ڈھل جاتی ہے اور جب وقت گزر جاتا ہے تو ماں باپ کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ مجھے اس طرح کے سینکڑوں خطوط موصول ہو چکے ہیں کہ لڑکی کی عمر ۳۰۔۳۵ برس کی ہوگئی، کوئی رشتہ نہیں آتا اور جو آتا ہے وہ بھی دیکھ کر چپ سادھ لیتا ہے کوئی تعویز وظیفہ اور عمل بتاؤ کہ بچیوں کی شادی ہو جائے، لڑکی پڑھی لکھی قبول صورت اور سگھڑ ہے مگر رشتہ نہیں ہو پاتا وغیرہ۔

خدا جانے کتنے خاندان اس سیلاب میں ڈوب چلے ہیں اور کتنے لڑکے لڑکیاں غلط راستے پر چل نکلی ہیں اس لئے آپ نے جو لکھا ہے وہ ایک دل خراش حقیقت ہے حدیث میں ہے کہ:

(ترجمہ) جب اولاد بالغ ہو جائے اور والدین ان کا نکاح سے آنکھیں بند کئے رکھیں اس صورت میں اگر اولاد کسی غلطی کی مرتکب ہو تو والدین اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

باقی رہا یہ سوال کہ اگر والدین غفلت برتیں تو کیا لڑکا لڑکی خود اپنا نکاح بذریعہ عدالت کر سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں تو یہ نکاح صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔ البتہ لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کر لینا تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے۔ بہر حال اگر لڑکی خود شادی کرنا چاہے تو اس کو یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو۔ اس کو فقہ کی زبان میں کفو کہتے ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) شادی میں والدہ کی خلاف شرع خواہشات کا لحاظ نہ کیا جائے

سوال:۔ میرے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے، وہ کہتا ہے کہ براہ راست نکاح پڑھا دیا جائے، لیکن والدہ بضد ہیں کہ پہلے چھوٹی منگنی اور اس کے بعد نکاح مع رسوم کے ہوگا۔ گھر کی

عمارت کو سجاوٹ اور چراغاں بھی کرنا چاہتی ہیں، کیونکہ پھر ان کا کوئی بیٹا نہیں۔ بتایئے والدہ کی جھوٹی خواہشات کا احترام کیا جائے یا سنت محمد ﷺ کی اطاعت کی جائے؟

الجواب:۔ سنت کی پیروی لازم ہے اور والدہ کی خلاف شریعت خواہشات کا پورا کرنا ناجائز ہے مگر والدہ کی بے ادبی نہ کی جائے ان کو مؤدبانہ لہجے میں مسئلہ سمجھایا جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۶) لڑکی اور لڑکے کی کن صفات کو ترجیح دینا چاہئے

سوال:۔ جس وقت رشتوں کا سلسلہ ہوتا ہے یہ بات مشاہدے میں ہے کہ لڑکیوں کو اس موقع پر دیکھا جاتا ہے، کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ دوسری بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ چاہئے لڑکی ہو یا لڑکا اس سلسلے میں معاملہ تجارتی بنیادوں پر بھی ہوتا ہے، مثلاً لڑکا کتنا امیر ہے؟ (چاہے حرام ہی کماتا ہو) لڑکی کتنا جہیز لائے گی؟ (چاہے حرام آمدنی کا کیوں نہ ہو) اس سلسلہ میں احکام کیا ہوں گے؟

الجواب:۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ رشتہ کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی دینداری اور شرافت و امانت کو ترجیح دی جائے جو لڑکا حرام کماتا ہو اس سے وہ لڑکا اچھا ہے جو رزق حلال کماتا ہے ہو خواہ مالی حیثیت سے کمزور ہو اور جو لڑکی دیندار ہو، عفیفہ ہو، شوہر کی فرماں بردار ہو، وہ بہتر ہے خواہ جہیز نہ لائے یا کم لائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) لڑکیوں کی وجہ سے لڑکوں کی شادی میں دیر کرنا

سوال:۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جہاں بیٹیاں ہوتی ہیں ان کی شادی وغیرہ کے سلسلے میں ان کے بھائیوں کو طویل فہرست انتظار میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جس کے باعث ان کی عمریں نکل جاتی ہیں یا کافی دیر ہو جاتی ہے۔ کیا از روئے اسلام یہ طریقہ جائز تصور ہوگا اور یہ کہ اس دوران اگر خدانخواستہ وہ فرد گناہ کی طرف راغب ہو گیا تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟

الجواب:۔ شرعی حکم یہ ہے کہ مناسب رشتہ ملنے پر عقد جلدی کر دیا جائے تا کہ نوجوان نسل کے جذبات کا بہاؤ غلط رخ کی طرف نہ ہو جائے، ورنہ والدین بھی گناہ میں شریک ہوں گے۔ رشتہ ہی نہ ملتا ہو تو والدین پر گناہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) اگر والدین ۲۵ سال سے زیادہ عمر والی اولاد کی شادی نہ کریں؟

سوال:۔ اگر والدین اولاد کی شادی نہ کریں اور ان کی عمریں ۲۵ سال سے بھی تجاوز کر گئی ہوں تو کیا وہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتے ہیں؟ اس طرح کہیں والدین کی نافرمانی تو نہیں ہو جائے گی؟

الجواب:۔ ایسی صورت میں اولاد کو چاہئے کہ کسی ذریعہ سے والدین کو احساس دلائیں اور ان کو اولاد کی شادی کرنے پر رضامند کریں، لیکن اگر والدین اس کی پروانہ کریں تو اولاد اپنی شادی خود کرنے میں حق بجانب ہے۔ لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کر لینا تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے۔ بہرحال اگر لڑکی بطور خود شادی کرنا چاہے تو اس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو اس کو فقہ کی زبان میں کفو کہتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) شادی کے لئے قرض لینا

سوال:۔ لڑکی اور لڑکا بالغ ہو گئے ہوں اور شادی کے قابل نہ ہوں مگر شادی کرنے کی حیثیت باپ کی نہیں تو قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟ یا حیثیت ہونے تک شادی مؤخر کر دے؟

الجواب:۔ اپنی یا بچوں کی شادی مؤخر کرنے میں معصیت کا ارتکاب ہونے کا اندیشہ ہو تو تاخیر نہ کی جائے، بقدر ضرورت (جو مسنون طریقہ سے شادی کرنے کے لئے کافی ہو اتنا) قرض لینے کی شرعاً اجازت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں نکاح کر کے عفت کی زندگی گذارنے والے کے لئے اللہ پر حق بیان کیا گیا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)

اسی حدیث پر شامی میں ہے کہ قرض لینا اس شخص کے لئے جائز ہے، کیونکہ اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود پر لی ہے۔ (صفحہ ۲/۳۶۰) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۰) ٹیلیفون پر نکاح کی جائز صورت

سوال:۔ کیا ٹیلیفون پر نکاح کرنا جائز ہے؟

الجواب: ۔ ٹیلیفون پر نکاح کئی وجوہات کی بناء پر جائز نہیں ہے البتہ ایک صورت ایسی ہے کہ ٹیلیفون کے ذریعے نکاح کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ ٹیلیفون پر نکاح کرنے والا (دولھا) اپنے کسی جاننے والے کو جو اس کی آواز پہچانتا ہو اپنی طرف سے نکاح کا وکیل بنادے اور وکیل اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے تو یہ نکاح بالکل صحیح اور درست ہو جائے گا۔ جیسا کہ عالمگیری اور شامی میں غائب کے نکاح میں، نکاح بالکتابت اور توکیل کی صورتیں لکھی ہیں، ان کے مطابق اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

(۱۱) غیر مقلد لڑکے سے سنی لڑکی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

سوال: ۔ فرقہ غیر مقلدین کے لڑکوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کی لڑکیوں کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے ہاں بعض لوگ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بارے میں شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

الجواب: ۔ مقلدین اور غیر مقلدین میں بہت سے اصولی وفروعی اختلافات ہیں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معیار حق نہیں مانتے، ائمہ اربعہ پر سب وشتم کرتے ہیں اور ان کی تقلید کو جس کے وجوب پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے ناجائز اور بدعت بلکہ بعض تو شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ بہت سے اجماعی مسائل کے منکر ہیں، صحابہ کا اجماع ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت ہیں یہ لوگ اسے حضرت عمرؓ کی بدعت کہتے ہیں۔ جمعہ کی پہلی اذان کو حضرت عثمانؓ کی بدعت کہتے ہیں۔ ایک مجلس میں تین طلاق کا وقوع جس پر جمہور صحابہ وجمہور علماء کا اجماع ہے انکار کرتے ہیں اور ایک طلاق کا فتویٰ دے کر زناکاری وبدکاری میں مبتلا کرتے ہیں۔

صحابہ نے عورتوں کو نماز کے لئے مسجد میں آنے سے روکا ہے اور اس پر صحابہؓ کا اتفاق ہے، یہ لوگ اسے ٹھکرادیتے ہیں بعض چار سے زائد شادیاں بیک وقت کرنے کو جائز کہتے ہیں اور یہ لوگ خود ہر معاملے میں ہم سے الگ رہتے ہیں، ان کے علماء ہمارے علمی مجلسوں میں شرکت کرنا گوارا نہیں کرتے ان کی مسجدیں الگ ان کی عیدگاہ الگ ہوتی ہیں اور بعض جگہوں پر جمہور مسلمانوں سے ہٹ کر دوسرے دن عید کرتے ہیں۔

ان چیزوں کے علاوہ (ائمہ اربعہ کی خصوصاً امام ابوحنیفہ اور بعض صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن

مسعودؒ) کے بارے میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اکابرین اہلسنت اور بزرگان دین کی گستاخی کرتے ہیں، ان تمام باتوں کے ساتھ ان سے نکاحی تعلق رکھنا کیسے گوارہ ہوسکتا ہے یہ فتنہ وفساد کا باعث ہے، لڑکی مرد کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے اس کے عقائد واعمال یقیناً خراب ہوں گے، لہذا مصلحتاً اس کا دروازہ ہرگز نہ کھولا جائے۔

کتابی عورتوں سے نکاح درست تھا مگر حضرت عمرؓ نے اس سے سختی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے حرام نہیں قرار دیتا، مگر مسلمانوں کی عمومی مصلحت ہے کہ ان سے نکاح نہ کیا جائے کیونکہ یہ بدعقیدگی اور بداخلاقی وبداعمالی کا موجب ہے۔ مفتی اعظم، مفتی عزیز الرحمٰن فرماتے ہیں کہ ان سے اگر نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہوجائے گا لیکن ایسے فرقوں اور متعصب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے مناکحت ومشاربت وغیر کو منع فرمایا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں سے بیاہ شادی کے تعلقات قائم نہ کئے جائیں۔ (فتاویٰ دار العلوم، صفحہ ۱۷۵/۷) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) نابالغ بچوں کے نکاح کا مسئلہ

سوال:۔ نابالغ اور نابالغہ سے ایجاب وقبول کس طرح کرایا جائے؟ اگر کسی نے درج ذیل طریقے سے ایجاب وقبول کرایا تو درست ہے یا نہیں؟ مجلس نکاح میں نکاح خواں دو گواہوں کے سامنے اور حاضرین مجلس کے روبرو نابالغہ لڑکی کے باپ کو خطاب کرکے یوں کہتا ہے کہ آپ نے اپنی لڑکی کو بعوض مہر اتنے میں فلاں صاحب کے لڑکے کے نکاح میں بیوی بنا کر دی، نابالغہ کے باپ نے کہا ہاں دی، پھر نکاح خواں نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ آپ نے فلاں صاحب کی لڑکی کو اپنے لڑکے کے نکاح میں بیوی بنا کر قبول کی، تو نابالغ کے باپ نے کہا قبول کی۔ اس طریقہ سے ایجاب قبول کرایا ہوا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ کیا اس میں دونوں سے ''نکاح کیا اور قبول کیا'' کے الفاظ کہلائے جائیں یا نہیں؟ نابالغہ سے اجازت لیں یا نہیں؟ اور دستخط کون کرے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہوگیا، ایجاب وقبول کا مذکورہ طریقہ درست ہے، لڑکے اور لڑکی کے والد وکیل نہیں بلکہ ولی ہیں اور ان دونوں (نابالغ اور نابالغہ) سے قبول کیا نکاح کی کہلوانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی نابالغہ سے رسمی اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی اجازت معتبر ہی نہیں ہے۔ اور دستخط والد کریں بقلم ولی لکھ دیں اور اوپر نام بچوں کے لکھ دیں۔

واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳) مرض الموت میں بیوی سے مہر معاف کرانا

سوال:۔ ہندہ بیمار تھی اس کے مرنے سے پہلے اس کے خاوند نے اس سے کہا کہ میرا کہا سنا معاف کر دو اور جو تمہارا مہر ہے وہ بھی معاف کر دو۔ اس نے کہا میں معاف کرتی ہوں۔ اس کے چند لمحات کے بعد وہ انتقال کر گئی۔ کیا اس کے اس وقت معاف کرنے سے مہر معاف ہو جائے گا؟

الجواب:۔ مرض الوفات میں معاف کرنا وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لئے وصیت بغیر ورثاء کی رضامندی کے درست نہیں۔ لہٰذا اگر سارے ورثاء اس معافی پر رضامند ہوں تو خاوند کو مہر کی ادائیگی لازم ہے اور یہ اس متوفیہ کا ترکہ شمار ہوگا، جس میں بحیثیت وارث خاوند کو بھی حصہ ملے گا۔

(مفتی محمد انور)

(لیکن اگر یہ عورت حالت صحت میں معاف کر دیتی تو پھر یہ حکم نہ ہوتا، شوہر کے لئے مہر معاف ہو جاتا۔)

(۱۴) سوا بتیس روپے مہر رکھنے کا مسئلہ

سوال:۔ عام مشہور ہے کہ مہر سوا بتیس روپے ہے اور یہی مقرر کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ سوا بتیس روپے مہر کی کوئی شرعی حیثیت یا اصل نہیں ہے۔ مہر کی کم از کم مقدار میں اصل اعتبار وزن کا ہے اور وہ دس درہم ہے۔ دس درہم کی چاندی ہمارے مروجہ وزن کے اعتبار سے دو تولے ساڑھے سات ماشے بنتی ہے، اتنی مقدار چاندی یا اس کے برابر کوئی بھی مالیت مہر شرعی کی کم از کم مقدار ہے اس سے مزید کم کرنا درست نہیں۔ قیمتوں کی اتار چڑھاؤ سے اتنی چاندی کی قیمت سوا بتیس روپے بن جائے تو پھر اسے مہر شرعی کہا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (جیسا کہ ابن ابی حاتم اور بیہقی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔) حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن ابی حاتم کی روایت حسن ہے۔

(مفتی محمد انور)

(۱۵) نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کا حکم

سوال:۔ کیا دولہا دلہن نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں؟ یعنی منگنی سے پہلے یا بعد میں؟

الجواب:۔ جس عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجنے کا ارادہ ہے اسے ایک نظر دیکھ لینا چاہئے اور دیکھنے کا معاملہ چوری چھپے ہونا چاہئے، باقاعدہ زیب و زینت کے ساتھ پیش کرنا اور دیگر خرافات غیرت و شرافت کے منافی ہیں، اس سے احتراز واجب ہے۔ یا پھر بالواسطہ معلوم کرلیا جائے۔ دیکھنے کے متعلق فرمان نبوی ﷺ کے ناقل حضرت جابرؓ کا اپنا عمل ابو داؤد شریف میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک لڑکی کے متعلق نکاح کا پیغام بھیجا اور چھپ کر اسے دیکھ لیا پھر اس سے نکاح کرلیا۔ مرد کے لئے دیکھنے کی اجازت متعدد روایات میں منقول ہے، عورت دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی تصریح نہیں۔ البتہ ایک حدیث میں دیکھنے کی جو علت آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہ بظاہر عورت کو بھی شامل ہے۔ الحاصل دیکھنے کی گنجائش ہے، لیکن حیا اور شرافت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ۔ مفتی عبدالستار)

(۱۶) خون دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ عورت بیمار ہوگئی، خاوند نے اپنی بیوی کو خون دیا تو کیا نکاح میں کوئی خرابی نہیں ہوئی؟ یا خون دینے سے محرم تو نہیں ہو جاتے؟

الجواب:۔ بیوی کو خون دینے کی وجہ سے نکاح میں کوئی نقص نہیں آتا اور جسے خون دیا ہو اس سے بعد میں نکاح بھی ہوسکتا ہے، اس سے محرمیت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا۔ (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۱۷) عورت نکاح کے معاملے میں کس قدر آزاد ہے؟

سوال:۔ عورت کو نکاح کے معاملے میں شریعت نے کہاں تک چھوٹ دی ہے؟

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رحمت کائنات ﷺ کا لایا ہوا دین ہے جس نے انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھایا، عدل و انصاف کا قانون جاری کیا، عورت کو آزاد و خود مختار بنایا اور اس کو

اپنی جان و مال کا ایسا ہی مالک قرار دیا جیسے کہ مرد اپنی جان و مال کا مالک ہے۔ کوئی شخص خواہ وہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو عورت کو زبردستی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر وہ زبردستی نکاح کر دے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف ہوگا لیکن جیسے عورت کو اس کے حقوق مناسبہ نہ دینا ظلم اور شقاوت ہے اسی طرح اس کو بالکل کھلی چھٹی دے دینا اور مردوں کی نگرانی و سیادت سے آزاد کر دینا بھی بہت سے فتنوں اور فسادات کا ذریعہ ہے۔ عورت کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے آزاد کر دیا جائے تو یہ پورے انسانی معاشرے کے لئے خطرہ عظیم ہے۔ جس سے فساد و خون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا پیدا ہونا لازمی ہے جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس لئے قرآن حکیم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے ساتھ یہ بیان بھی فرما دیا کہ مردان کے نگران اور ذمہ دار ہیں، عورتیں جب مردوں کی سیادت و نگرانی سے آزاد ہو جاتی ہیں تو ایسے ایسے بدنتائج سامنے آتے ہیں کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے، نکاح و شادی کے سلسلے میں شریعت کا منشا یہ ہے کہ یہ امور عورت کے اولیاء اور سرپرست انجام دیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جو عورتیں بے نکاح ہو تو ان کے نکاح کر دیا کرو۔ الایۃ (سورۃ نور، آیت ۳۲)

آیت مذکورہ کے طرز خطاب سے باتفاق ائمہ وفقہاء سے یہ بات ثابت ہے کہ خود اپنا نکاح کرنے کے لئے کوئی مرد یا عورت بلا واسطہ اقدام کرنے کے بجائے اپنے اولیاء اور سرپرستوں کے واسطے سے یہ کام سرانجام دے۔ اس میں دین و دنیا کے بہت سے مصالح وفوائد ہیں، بالخصوص لڑکیوں کے معاملہ میں کہ لڑکیاں اپنے نکاح کا معاملہ خود طے نہ کریں یہ ایک قسم کی بے حیائی بھی ہے اور اس میں فواحش کا راستہ کھل جانے کا بھی خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں عورتوں کو خود اپنا نکاح بلا واسطہ ولی کے کرنے سے روکا گیا ہے۔

آیت کریمہ **فلا تعضلوهن ان ينكحن** کی تفسیر میں امام شافعیؒ لکھتے ہیں یہ آیت واضح ترین ہے جو یہ بتاتی ہے کہ نکاح ولی کے بغیر جائز نہیں ہے۔ (مبسوط سرخسی صفحہ۱۱/ ۵)

ترمذی وابوداؤد وغیرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ ایسے ہی حضرت عائشہ سے مروی حدیث ہے کہ جو عورت ولی و سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی وہ نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔

سنن ابن ماجہ میں اس سے زیادہ واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا نکاح خود کرے۔

البتہ ان احادیث کا مطلب یہ نہیں کہ بالغہ کفو میں نکاح کر لے تو منعقد ہی نہیں ہوگا بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے ایسے نکاح مآلاً[1] باطل ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور)

(۱۸) بیوہ کے نکاح کا حکم

سوال:۔ بیوہ کا نکاح کرنا افضل ہے یا جوانی کی حالت میں یونہی بیٹھی رہے؟

الجواب:۔ اگر بیوہ صاحب اولاد نہ ہو تو اس کو نکاح کر لینا افضل ہے اور دوسرے نکاح کو عیب سمجھنا تو سخت گناہ ہے اور اگر صاحب اولاد ہو اور دوسرے نکاح سے ان بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے کہ شوہر ثانی کی خدمت وغیرہ کی وجہ سے ان بچوں کی پرورش بخوبی نہیں کر سکے گی تو نکاح نہ کرنا بہتر ہے اور اگر بچوں کی پرورش پر نکاح ثانی سے کوئی اثر نہ پڑتا ہو (یعنی کسی قریبی رشتہ دار سے شادی کر لی جائے) تو اس صورت میں بھی نکاح کر لینا افضل ہے اور یہ افضل اور غیر افضل ہونے کا مسئلہ اس وقت ہے جبکہ بیوہ کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں اپنے نفس پر پورا قابو ہو اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو ورنہ بہر صورت نکاح کر لینا لازم ہے۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۹) زنا سے حاملہ عورت کا حمل گرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک مسلمان کنواری عورت کو ناجائز حمل ٹھہر گیا، چھ سات مہینہ کے بعد ایک شخص نے باوجود حمل کا علم ہونے کے اس سے نکاح کر لیا اور رسوائی کے خوف سے اس کا حمل ضائع کرا دیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور حمل ساقط کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس کے لئے کونسی تعزیر ہے؟

الجواب:۔ ناجائز طور پر حاملہ ہونے والی کا نکاح درست ہے چاہے زانی سے ہی نکاح ہو یا کسی اور سے، اگر زانی سے ہو تو اس سے مباشرت کرنا بھی اس کے لئے حلال ہے غیر زانی کو حلال نہیں لہٰذا موجودہ صورت میں نکاح درست ہو گیا، دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں لیکن چھ سات ماہ کا ساقط حمل گرانا ایک روایت کے بموجب گناہ ہے جس کا کفارہ توبہ استغفار ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق گناہ نہیں ہوا۔ جیسا کہ عالمگیری میں تفصیل ہے۔ جس کے آخر میں ہے کہ ہمارے زمانے میں ہر حال میں ناجائز حمل کو ساقط کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ الخ۔

(علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

---

[1] انجام کے اعتبار سے

(۲۰) کم عمر بیوی کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا حکم

سوال:۔ (۱) شوہر کو اپنی نابالغہ منکوحہ کے ساتھ جسے مباشرت سے تکلیف ہوتی ہو صحبت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی کی منکوحہ اس قدر کم سن ہو کہ صحبت سے کوئی سخت تکلیف ہو جانے یا جان جانے کا اندیشہ ہو تو خاوند کا اس سے صحبت کرنا جرم ہے یا نہیں؟ اور اگر جرم ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا سزا ہے؟ اور ایسی صورت میں نابالغہ خود یا اس کا ولی شوہر کو صحبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر شوہر اس صورت میں جبراً ہم بستر ہو جائے اور وہ لڑکی مر جائے یا کسی لا علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے تو شرعاً اس کے شوہر کو کیا سزا دی جائے گی؟

الجواب:۔ الدرالمختار، فتاویٰ حامدیہ، خیر الرملی، ذخیرہ اور عالمگیری وغیرہ میں اس بارے میں جو عبارت منقول ہیں، ان کی روشنی میں یہ جوابات معروض ہیں کہ نابالغہ اگر بدن اور اٹھان کی اچھی ہو کہ اس کو جماع سے نا قابل برداشت تکلیف نہ ہو تو اس سے جماع کرنا جائز ہے اور اگر نا قابل برداشت تکلیف ہوتی ہو تو جائز نہیں۔ اور ایسی صورت میں صحبت کرنا جرم ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اگر وہ نابالغہ اس وجہ سے مر جائے تو اس کے شوہر کے خاندان پر دیت لازم ہوگی جو ایک ہزار دینار ہے اور شوہر کے ذمہ مہر لازم ہے اور اگر عورت کو سخت تکلیف پہنچی ہو اور وہ مری نہیں تو شوہر کے ذمہ اس کا علاج اور معالجہ لازم ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے جب بیوی اتنی کمسن و کمزور ہو کہ جماع برداشت کرنے کی اہل نہ ہو۔ لیکن اگر اٹھان ایسی ہو کہ جماع کو برداشت کر سکے تو شوہر پر کچھ ضمان نہیں، نہ دیت نہ کچھ تعزیر وغیرہ۔

اور اس صورت میں لڑکی کے اولیاء یا وہ خود اسے صحبت سے منع کر سکتے ہیں لیکن اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ منکوحہ جماع برداشت کرنے کی اہل ہے اور نابالغہ کا ولی یہ دعویٰ کرے کہ وہ ایسی نہیں ہے تو اس اختلاف کا فیصلہ شرعی حاکم کرے گا۔ وہ معتبر عورتوں سے کہے کہ اس لڑکی کو دیکھ کر بتائیں کہ وہ جماع برداشت کر سکتی ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۲۱) رخصتی کتنے سال میں ہونی چاہئے

سوال:۔ لڑکی کی رخصتی کر دی جاتی ہے جبکہ لڑکے کی عمر صرف ۱۶ سال لڑکی کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال

ہوتی ہے اس عمر میں رخصتی کے انتہائی تباہ کن نتائج دیکھنے میں آئے ہیں، جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیے کہ کیا اتنی کم عمر میں رخصتی جائز ہے؟

الجواب:۔ شرعاً جائز ہے اور اگر کوئی خاص رکاوٹ نہ ہو تو لڑکے لڑکی کے جوان ہو جانے کے بعد۔ اسی میں مصلحت بھی ہے، ورنہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں غلط کاریوں کے نتائج اور بھی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ حلال کے لیے تباہ کن نتائج (جو محض فرضی ہیں) پر نظر کرنا اور حرام کے لئے تباہ کن نتائج (جو واقعی اور حقیقی ہیں) پر نظر نہ کرنا نظر وفکر کی غلطی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۲) بغیر ولی کی اجازت کے نکاح

سوال:۔ ایک لڑکی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اس نے عدت کے بعد تایازاد بہن کے لڑکے سے نکاح کیا اس نے بھی طلاق دے دی اور عدت گزرنے کے بعد اس نے پہلے شوہر سے نکاح کرلیا، دوبارہ نکاح میں لڑکی کے رشتہ دار شامل نہ ہو سکے کیونکہ صرف ماں راضی تھی گو بھائی شامل نہ ہوا اور گواہ میں کوئی دوسرے شامل نہ ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جو صورت آپ نے لکھی ہے اس کے مطابق پہلے شوہر سے نکاح صحیح ہے خواہ بھائی یا رشتہ دار اس نکاح میں شامل نہ ہوئے ہوں، تب بھی یہ نکاح صحیح ہے۔ اولیاء کی رضامندی پہلی بار نکاح کے لئے ضروری ہے۔ اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کے لئے ضروری نہیں کیونکہ وہ ایک بار اس شوہر سے نکاح پر رضامندی کا اظہار کر چکے ہیں بلکہ اگر لڑکی پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اولیاء کو اس سے روکنے کی قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے۔ اس لئے اگر بھائی راضی نہیں تو وہ گناہ گار ہیں۔ لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۳) ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کی شادی کی نوعیت

سوال:۔ محترم کیا دین اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک بالغ لڑکی اپنی پسند کے مطابق کسی لڑکے سے شادی کر سکے، جبکہ والدین جبراً کسی دوسری جگہ چاہتے ہوں جہاں لڑکی تصور ہی نہ کر سکے اور مرنا پسند کرے؟

الجواب:۔ لڑکی کا والدین سے بالا بالا نکاح کر لینا شرافت وحیاء کے خلاف ہے، تاہم اگر اس

نے نکاح کرلیا تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ لڑکا اس کی برادری کا تھا اور تعلیم، اخلاق، مال وغیرہ میں بھی اس کے جوڑ کا تھا، تب تو نکاح صحیح ہو گیا۔ والدین کو بھی اس پر راضی ہونا چاہئے، کیونکہ ان کے لئے یہ نکاح کسی عار کا موجب نہیں اس لئے انہیں خود ہی لڑکی کی چاہت کو پورا کرنا چاہئے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ لڑکا خاندانی لحاظ سے لڑکی کے برابر کا نہیں اس میں بھی کچھ تفصیل ہے۔ یا تو اس کی برادری کا، مگر عقل و شکل، مال و دولت، تعلیم اور اخلاق و مذہب کے لحاظ سے لڑکی سے گھٹیا ہے تو اس صورت میں لڑکی کا اپنے طور پر نکاح کرنا شرعاً لغو اور باطل ہوگا جب تک والدین اس کی اجازت نہ دیں۔ آج کل جو لڑکیاں اپنی پسند کی شادی کرتی ہیں آپ دیکھ لیجئے کہ وہ اس شرعی مسئلہ کی رعایت کہاں تک کرتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

فصل: نابالغ اولاد کا نکاح

(۶۴) بالغ ہوتے ہی نکاح فوراً مسترد کرنے کا اختیار

سوال:۔ کیا نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے سے ہوجاتا ہے، جبکہ وہ دونوں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اپنی والدہ کا دودھ پی رہے ہوتے ہیں۔ بعض خاندانوں میں ایسے نکاح کا رواج عام ہے اور اس نکاح کے تمام فرائض لڑکی کی ماں اور لڑکے کا باپ انجام دیتے ہے۔ کیا یہ نکاح شریعت کی رو سے جائز ہے؟

الجواب:۔ نابالغی میں بچوں کا نکاح نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کے رجحان کا لحاظ کرتے ہوئے کرنا چاہئے۔ تاہم بعض اوقات والدین از راہ شفقت اسی میں بھلائی دیکھتے ہیں کہ نابالغی میں بچے کا عقد کردیا جائے۔ اس لئے شریعت نے نابالغی کے نکاح کو بھی جائز رکھا ہے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو بچوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں بلکہ لڑکا اگر اس رشتہ کو پسند نہیں کرتا تو طلاق دے سکتا ہے اور اگر لڑکی پسند نہیں کرتی تو خلع لے سکتی ہے اور باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے نابالغ کا نکاح کردیا تو بالغ ہونے کے بعد ان کو اس نکاح کے رکھنے یا مسترد کرنے کا اختیار ہے، مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ بالغ ہوئے ہوں اسی مجلس میں بالغ ہوتے ہی اس کو مسترد کردیں اور اگر بالغ ہونے کے بعد فوراً اسی مجلس میں نکاح کو مسترد نہیں کیا بلکہ مجلس کے برخاست ہونے تک خاموش رہے تو نکاح پکا ہوجائے گا بعد میں اسی کو مسترد نہیں کرسکتے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۶۵) نابالغ کا نکاح اور بلوغت کے بعد اختیار

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں نکاح کا ایک طریقہ رائج ہے جو کہ کم وبیش ہی پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی ابھی چھوٹی عمر کے ہی ہوتے ہیں یعنی بالکل نابالغ بچے ہوتے ہیں کہ ان کے والدین ان نابالغ بچوں کے نکاح کا آپس میں ایک معاہدہ کر لیتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ کیا یہ نکاح اسلام میں جائز ہے، ہماری مقامی زبان میں اسے جابہ قبولہ کہتے ہیں کیونکہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ نکاح میں لڑکے اور لڑکی رضامند ہونا نہایت ہی ضروری ہے ورنہ جبراً نکاح نہیں ہوتا اگر یہ جابہ قبولہ جائز ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں اور یہ معاہدہ کون کر سکتا ہے؟ نیز بالغ ہونے پر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی نہ ہو تو ان کے لئے کیا حکم ہے اور اس معاہدہ یعنی جابہ قبولہ کا شریعت کی رو سے نام کیا ہے؟

الجواب:۔ نابالغی کا نکاح جائز ہے، پھر اگر باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور نے کرادیا تھا تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا کہ وہ اسے رکھے یا مسترد کردے، مگر شرط یہ ہے جس مجلس میں لڑکی بالغ ہو اسی مجلس میں اعلان کردے ورنہ نکاح لازم ہو جائے گا اور بعد میں مسترد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو مسترد کرنے کا اختیار نہیں، الا یہ کہ واضح طور پر یہ نکاح اولاد کی رعایت وشفقت کی بناء پر نہیں بلکہ کسی لالچ کی بناء پر کیا ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب کفو وغیر کفو

(۲۶) کفو کا کیا مفہوم ہے؟

سوال:۔ کیا لڑکا اور لڑکی سول میرج کر سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا تھا کہ اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں تو نکاح صحیح ہے، ورنہ نہیں آپ ہر حیثیت سے برابر کی وضاحت کریں؟

الجواب:۔ لڑکا ہر حیثیت سے لڑکی کے برابر ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ دین، دیانت، مال و نسب، پیشہ اور تعلیم میں لڑکا لڑکی سے کم نہ ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) فلسفہ کفو وغیر کفو کی تفصیل

سوال:۔ دو ایک سوال کے جواب میں نکاح کی بابت آپ نے کچھ فرمایا، جس کا نچوڑ یہ ہے کہ بالغ لڑکا اور لڑکی کا نکاح ان کے والدین کی مرضی کے خلاف ان کے عدم موجودگی میں صرف اسی صورت جائز ہوگا جب دونوں لڑکا اور لڑکی۔ برادری، تعلیم اخلاق، مال، عقل و شکل میں (آپ کے الفاظ میں) ہم پلہ ہوں۔ قبلہ جہاں تک اخلاق کی بات ہے وہ قابل فہم ہے، باقی باتیں میری ناقص عقل میں نہیں آتیں۔ میں نے اب تک تو یہی پڑھا اور سنا ہے کہ مذہب اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر فوقیت حاصل نہیں اور مسلمان کی حیثیت و مرتبہ کا تعین صرف تقویٰ، ایمان و اخلاق اور نیک اعمال سے ہوگا نسل، برادری وجاہت و دولت سے نہیں اور جب یہ بات ہے تو بالغ مرد و عورت کے نکاح کے لئے مذکورہ بالا شرائط مثلاً عقل و شکل، مال و برادری وغیرہ کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ (خواہ یہ نکاح والدین کی مرضی کے مطابق نہ ہو) حضور والا اگر کچھ

اس پر روشنی ڈالیں تو مجھ کم علم کی الجھن دور ہو جائے؟

الجواب:۔ جناب نے اسلامی مساوات کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست اور بجا ہے اسلام کسی کو کسی پر فخر کی اجازت نہیں دیتا، نہ رنگ ونسل، عقل وشکل اور برادری یا مال کو معیار فضیلت قرار دیتا ہے، لیکن اس پر بھی غور فرمایئے کہ نکاح اس مقدس رشتہ کا نام ہے جو نہ صرف زوجین کو بلکہ ان کے تمام متعلقین کو بھی بہت سے حقوق وفرائض کا پابند کرتا ہے اور ان تمام حقوق وفرائض کی ادائیگی نہ صرف میاں بیوی کی مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی پر موقوف ہے بلکہ دونوں طرف کے اہل تعلق کے درمیان باہمی انس واحترام کو بھی چاہتی ہے۔

ادھر انسانی نفسیات کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ بہت ہی کم اور شاذ ونادر ایسے حضرات ہوں گے جو صرف (انَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ) کے اصول پر رشتہ ازدواج میں کافی سمجھیں اور ان کی نظر نہ لڑکے لڑکی کی عقل وشکل پر جائے نہ تعلیم وتہذیب پر، نہ رنگ ونسب پر، نہ جاہ ومال پر، رشتہ ازدواج چونکہ محض ایک نظریاتی چیز نہیں بلکہ زندگی کی امتحان گاہ میں ہر لمحہ اسے عملی تجربوں سے گزرنا ہوتا ہے اور اس رشتہ سے بڑھ کر (اپنے عملی آثار ونتائج کے اعتبار سے) کوئی رشتہ اتنا نازک، اتنا طویل اور ایسے وسیع تعلقات اور ذمہ داریوں کا حامل نہیں، اس لئے اسلام نے جو صحیح معنوں میں دین فطرت ہے انسانی فطرت کی ان کمزوریوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور نہ وہ ایسا کرسکتا تھا اس لئے اس نے اپنے اصولِ مساوات کے مطابق جہاں یہ فتویٰ دیا کہ ایک مسلمان خاتون کا نکاح بلاتمیز رنگ ونسل، عقل وشکل اور مال ووجاہت ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے وہاں اس نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس عقد سے متاثر ہونے والے اہم ترین افراد کی رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے۔ یہ حاصل ہے اسلام میں مسئلہ کفو کی اہمیت کا۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد اب میں مسئلہ لکھتا ہوں ایک اعلیٰ ترین خاندان کا فرد اپنی فرشتہ سیرت اور حور شمائل صاحبزادی کا عقد اس کی رضامندی سے کسی نومسلم حبشی کے ساتھ کردیتا ہے تو اسلام نہ صرف اس کو جائز رکھتا ہے بلکہ اسے داد تحسین دیتا ہے۔ یہ تو ہوا اسلام کا اصول مساوات۔

اب لیجئے دوسری صورت کہ ایک شریف اور اعلیٰ خاندان کی لڑکی صرف اپنے جوش عشق میں کسی ایسے لڑکے سے نکاح کرلیتی ہے جو حسب ونسب عز وشرف، دین وتقویٰ، علم وفضل، مال وجاہ

کے لحاظ سے کسی طرح بھی اس کے جوڑ کا نہیں اور یہ عقد والدین اور اقربا کی رائے کے علی الرغم (ہوتا) ہوتا ہے، تو چونکہ رشتہ ازدواج میاں بیوی کو دو بکریوں کی طرح باندھ دینے کا نام نہیں بلکہ اس کے کچھ حقوق و فرائض بھی ہیں اور اسلام یہ دیکھتا ہے کہ ان حالات میں اس مقدس رشتہ کے نازک ترین حقوق اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ادا نہیں ہوسکیں گے، اس لئے والدین اور اولیاء کی رضامندی کے بغیر اسلام اس بے جوڑ عقد کو ناروا قرار دے کر ان تمام فتنوں اور لڑائی جھگڑوں کا دروازہ بند کر دینا چاہتا ہے، جو اس بے جوڑ عقد کے نتیجے میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر جناب ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے تو مجھے توقع ہے کہ اسلام کا دین فطرت ہونا بھی آپ پر کھل جائے گا۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۸) غیر کفو میں نکاح باطل ہے

سوال:۔ اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور لڑکی والوں کا یہ قانون یا رواج ہے کہ وہ خاندان سے یا برادری سے باہر لڑکی نہیں دیتے اور جس لڑکے کو لڑکی پسند کرتی ہے وہ غیر برادری کا ہے اور تعلیم، اخلاق اور مالی حیثیت میں لڑکی سے کم نہیں ہے اور وہ دونوں گھر والوں سے چھپ کر شادی کر لیتے ہیں تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر لڑکا ہر طرح لڑکی کی حیثیت کے برابر کا ہے کہ لڑکی کے وارثوں کو اس نکاح سے کوئی عار نہیں لاحق ہوتی تو نکاح صحیح ہے۔

سوال:۔ اگر باپ دادا اور بھائی کی غیر موجودگی میں نکاح باطل ہے تو شریعت کے مطابق اس نکاح کی اہمیت کیا ہے، جو والدین سے چھپ کر کرتے ہیں یعنی کورٹ میرج؟

الجواب:۔ اگر کفو میں ہو تو جائز ہے، اور اگر غیر کفو میں ہو تو باطل۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) غیر برادری میں شادی کرنا شرعاً منع نہیں

سوال:۔ بعض مسلمان برادریاں اپنے سوا دوسری مسلمان برادریوں میں شادی بیاہ کرنا بہ منزلہ حرام کے سمجھتی ہیں۔ برائے مہربانی تحریر فرمائیے کہ ان کا یہ فعل شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟ اس قسم کے ایک نکاح کی ایک ایسے صاحب شدید مخالفت کر رہے ہیں جن کے والد کے نکاح میں غیر

برادری کی دو خواتین تھیں اور بیٹے کے گھر میں بھی غیر برادری کی خاتون ہے، ان صاحب کی اس مخالفت کی شرعی کیا حیثیت ہے؟

الجواب:۔ برادری کے محدود دائرے میں شادی بیاہ کرنے پر بعض برادریوں کی طرف سے جو زور دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس پر ہرجانہ یا بائیکاٹ تک کی سزا دی جاتی ہے یہ تو شرعاً بالکل غلط ہے اور حرام ہے۔ لڑکی اور اس کے والدین کی رضامندی سے دوسری اسلامی برادریوں میں بھی نکاح ہو سکتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی عیب کی بات نہیں اور اگر دوسری برادری کا لڑکا نیک ہو اور اپنی برادری میں ایسا رشتہ نہ ہو تو غیر برادری کے ایسے نیک رشتے کو ترجیح دینی چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) لڑکی کا غیر کفو خاندان میں بغیر اجازت کے نکاح منعقد نہیں ہوا

سوال:۔ ایک لڑکی نے والدین کی رضامندی کے بغیر کورٹ سے مختار نامہ لے کر اپنے سابقہ ڈرائیور سے شادی کر لی ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا والد کو فسخ کرنے کا حق ہے؟ جبکہ لڑکی میمن خاندان کی ہے، لڑکا پٹھان ہے، عادات و اخلاق کے اعتبار سے لڑکی والے اور لڑکا والوں میں بڑا فرق ہے، مالی اعتبار سے بھی لڑکے کی کچھ حیثیت نہیں ہے لڑکی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ بھی نہیں دے سکتا والدین کا خیال ہے کہ موجودہ نکاح غیر قانونی اور غیر شرعی ہے۔ لڑکی والوں کے خاندان پر بدنما داغ ہے جبکہ لڑکے کی ایک بیوی پہلے سے موجود بھی ہے اب کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔ اگر لڑکا اور لڑکی کے درمیان نسب کے اعتبار سے مال کے اعتبار سے دین کے اعتبار سے یا پیشے کے اعتبار سے جوڑ نہ ہو تو والدین کی رضامندی کے بغیر کیا گیا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے، اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دینا واجب ہے۔ مذکورہ سوال میں چونکہ پیشہ اور مال کے اعتبار سے لڑکا لڑکی کی ہم پلہ نہیں ہے، اس لئے نکاح منعقد نہیں ہوا دونوں کے درمیان علیحدگی ضروری ہے۔ لڑکی اور لڑکا اگر علیحدگی پر رضامند نہیں تو لڑکی کے والدین کو شرعاً قانونی و عدالتی کاروائی کرنے کا حق ہے۔ بہر حال لڑکی کی رضامندی پر والدین کی مرضی کے خلاف، غیر خاندان میں جو نکاح ہوا وہ صحیح نہ ہوا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) بالغہ لڑکی اولیاء کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو نکاح باطل ہے

سوال: ۔ کیا کوئی عورت بالغہ اپنی مرضی سے اور اپنے اولیاء کی رضا مندی کے بغیر غیر کفو میں شادی کرلے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ عورت کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا، یعنی اگر کوئی شریف سید، شیخ، مغل یا پٹھان عورت اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر جولاہے سے نکاح کرلے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا، بلکہ ابتداء ہی سے باطل ہے۔ فسخ کی بھی ضرورت نہیں۔

یہ تو اس سوال کا جواب ہوا۔ مگر یہ بات واضح رہے کہ اس مسئلہ کی بناء اس پر نہیں کہ یہ قوم شرعاً رذیل ہے (کیونکہ بنص قرآنی افضلیت اقوام کا معیار تقویٰ ہے، بلکہ اس کی بناء اس بات پر ہے کہ نکاح کے مصالح عادتاً ہم کفو اقوام ہی میں حاصل ہوتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے شریعت نے نکاح میں کفائت کا لحاظ کیا ہے، تاکہ نکاح کے مصالح بخوبی حاصل ہوں۔ البتہ اگر عورت کے اولیاء راضی ہوکر غیر کفو سے کردیں تو ان کا راضی ہونا اس کی علامت ہوگی کہ اس غیر کفو سے بھی مصالح نکاح حاصل ہونے کی امید ہے تو اس صورت میں غیر کفو سے بھی عورت کا نکاح درست ہے۔

اور پھر مصالح نکاح صرف میاں بیوی کی رضامندی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ زوج و زوجہ کی قرابت (رشتہ داروں) میں رابطہ، اتحاد و محبت، ہم آہنگی اور ایک دوسرے کی مدد و تعاون کا پیدا ہونا بھی ملحوظ ہے اور یہ بات غیر کفو کے نکاح میں مفقود ہے، الا ماشاء اللہ کوئی ایک نادر مثال ہوسکتی ہے چونکہ نادر معدوم کی طرح ہے اس لئے احکام میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

اور اگر غیر کفو میں نکاح کی صورت میں عورت کا خاوند اگر جلدی مرگیا لاولد ہو یا چھوٹے بچے چھوڑ کر، تو لڑکی کا خاندان تو ناراضگی کی وجہ سے مدد نہیں کرے گا، اس سے بہت تکلیف ہوگی، اس لئے اور دوسری وجوہات و مصالح کی وجہ سے کفائت (برابری کا نکاح میں لحاظ ہے۔ اور اگر عدم کفائت میں مرد کا پلہ بھاری اور عورت کا پلہ ادنیٰ ہو تو نکاح درست ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ مصالح فوت نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم۔

(علامہ ظفر احمد عثانی)

(۳۲) اولیاء نے دھوکہ میں آکر لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیا

سوال:۔ ایک بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے سوتیلے باپ نے زید کے ساتھ کیا جس نے اپنے کو شیخ انصاری بتایا، نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ زید جولاہا ہے، چونکہ یہ نکاح لاعلمی میں غیر کفو میں ہو گیا تھا کیا شرعاً درست اور جائز ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں نکاح تو منعقد ہو گیا لیکن چونکہ زید نے ہندہ اور اس کے اولیاء کو دھوکہ دیا اور اپنے کو انصاری ظاہر کیا اور وہ لوگ یہی سمجھ کر نکاح پر راضی ہوئے اس لئے ہندہ اور اس کے اولیاء کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے، وہ عدالت میں دعویٰ کر کے نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں۔ عدالت اس نکاح کو فسخ کر دے گی تو شرعاً نکاح فسخ ہو جائے گا، جس کے بعد ہندہ دوسری جگہ اپنا نکاح کفو میں کر سکے گی۔ تفصیل کے لئے رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ" مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۳۳) نابالغہ کا ولی معاف کر دے تو معاف نہ ہوگا

سوال:۔ ایک نابالغہ یتیم لڑکی کا نکاح زید سے ہوا، رخصتی ہوئی مگر نابالغ ہونے کی بناء پر خلوت وغیرہ نہ ہوئی اور ہندہ کسی کے بہکانے سے دن کے وقت بلا اجازت اپنے شوہر کے والدہ کے گھر چلی گئی اور بعد میں آپس میں پنچائت کے سامنے معاملہ ہوا تو یہ طے ہوا کہ لڑکی فارغ خطی چاہتی ہے لہٰذا لڑکی کے بھائی نے مہر کی معافی لکھ دی اور زید نے فارغ خطی پر دستخط کر دیئے۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ بالغ ہو کر اگر زید پر مہر کا دعویٰ کر دے تو اسے مہر کا شرعاً استحقاق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید کی طلاق واقع ہو گئی لیکن ہندہ کے بھائی نے جو ہندہ کی طرف سے مہر کی معافی لکھی ہے اس سے مہر کی معافی نہیں ہوئی، ہندہ اپنے نصف مہر کی شرعاً مستحق ہے۔ جیسا کہ الدر المختار اور شامی میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۳۴) چاہت میں خفیہ شادی کرنا غلط ہے

سوال:۔ ایک لڑکے لڑکی نے چاہت میں غیر کفو میں شادی کر لی، دونوں کے والدین کو علم نہیں ہوا بعد

ازاں لڑکی کے چچا نے پولیس کے ذریعہ لڑکی واپس منگوائی اور یہ کہہ کر اس کا دوسرا نکاح کر دیا کہ پہلا نکاح نابالغی میں ہوا تھا، اب اگر لڑکا ثبوت پیش کرے کہ جب میں نے نکاح کیا تھا تو لڑکی بالغ تھی تو ایسی صورت میں کون سا نکاح صحیح ہوا پہلا یا دوسرا؟

الجواب: ۔ لڑکی اگر اپنے اولیا کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں شادی کرنا چاہے تو یہ نکاح نہیں ہوتا، والدین کے علم کے بغیر جو شادیاں کی جاتی ہیں وہ عموماً ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے صورت مسئولہ میں پہلا نکاح غلط تھا دوسرا صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نکاح کا وکیل

(۳۵) کیا ایک ہی شخص لڑکی لڑکے دونوں کے طرف سے قبول کرسکتا ہے؟

سوال: ۔ اگر کسی شادی میں لڑکی کا باپ نکاح میں کہے کہ میں لڑکی کے والد کے حیثیت سے اپنی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے کرتا ہوں، پھر کہے کہ لڑکے کے سرپرست کی حیثیت سے میں قبول کرتا ہوں، تین بار کہے، تو کیا نکاح ہوگیا یا کہ نہیں؟

الجواب: ۔ جو شخص لڑکے اور لڑکی دونوں کی جانب سے وکیل یا ولی ہو اگر وہ یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جاتا ہے، یعنی اس بات کی بھی ضرورت نہیں کہ ایک بار یوں کہے کہ میں فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کرتا ہوں اور دوسری بار یوں کہے کہ اس لڑکے کی طرف سے قبول کرتا ہوں اور تین بار دہرانے کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک بار گواہوں کے سامنے کہہ دینے سے نکاح ہو جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) اجنبی اور نامحرم مردوں کو لڑکی کے پاس وکیل بنا کر بھیجنا خلاف غیرت ہے

سوال: ۔ ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کسی گھر میں لڑکی کی منگنی کی جاتی ہے تو دس بیس آدمی یا کم بیش لڑکے کے گھر والوں کی طرف سے لڑکی والے کے گھر جاتے ہیں، ساتھ ہی کافی مقدار میں مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کئی جوڑے کپڑا اور جوتے اور انگوٹھی لڑکی کو پہناتے ہیں

جوتھوڑی دیر کے بعد اتار دیتے ہیں اس کے بعد لڑکے والوں کی آمد رفت خلاف معمول کسی تکلف کے بغیر رہتی ہے۔

پھر شادی سے دو چار دن پہلے لڑکی کو کچھ مستورات لڑکے کے گھر سے آکر مایوں بٹھاتی ہیں اور لڑکی کے والدین لڑکی کے لیے جہیز وغیرہ بناتے ہیں، غرض مدعا یہ ہے کہ یہ سب باتیں ہوتی ہیں اور لڑکی کو اپنے رشتے اور نسبت کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور وہ تمام معاملے میں خاموش رہتی ہے اور ان تمام باتوں کو لڑکی منظور کرتی ہے، اس کی صاف دلیل یہ ہے کہ لڑکی کسی بات پر انکار نہیں کرتی تو بوقت نکاح بعض حضرات لڑکی کے پاس اجازت کے لئے دو گواہ بھیجتے ہیں جو کہ غیر محرم ہوتے ہیں اور غیر محرم عورتوں میں بلا جھجک جاتے اور لڑکی سے اجازت نکاح اور وکیل کا سوال کرتے ہیں، اکثر و بیشتر لڑکی خود نہیں بولتی پڑوس والی عورتوں میں سے کوئی عورت کہہ دیتی ہے کہ لڑکی نے فلاں کو وکیل مقرر کیا ہے، جب کہ لڑکی کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ مجلس میں موجود ہوتے ہیں، بعض اوقات ایسے نام بھی وکالت کے لیے سامنے آتے ہیں جن کی ولی اقرب کی موجودگی میں وکالت جائز بھی نہیں ہوتی، کیا یہ سب کچھ جائز ہے؟

الجواب:۔ اجنبی اور نامحرم لوگوں کا لڑکی کے پاس اجازت کے لئے جانا خلاف غیرت ہے، معلوم نہیں لوگ اس خلاف غیرت وحیا، رسم کو کیوں سینے سے چمٹائے ہیں۔ باپ لڑکی کا ولی ہے، وہی اس کی جانب سے نکاح کرنے کا وکیل اور مجاز بھی ہے، البتہ رشتہ طے کرنے اور مہر وغیرہ کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ ضرور ہونا چاہئے اور یہ مشورہ لڑکی کی والدہ اور دوسری مستورات کے ذریعہ ہوسکتا ہے اور آج کل تو نکاح کے فارم میں تمام امور کا اندراج ہوتا ہے، نکاح کے فارم پر دستخط کرنے سے لڑکی کی اجازت بھی معلوم ہو جاتی ہے اس لئے اجنبی نامحرم اشخاص کو دلہن کے پاس بھیجنے (اور ان کے دلہن سے بے حجابانہ ملنے) کی رسم قطعاً موقوف کر دینی چاہئے، شادی کی تیاری کے باوجود کنواری لڑکی کا اس پر خاموش رہنا اس کی طرف سے اجازت ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

فصل: کونسا نکاح جائز ہے؟

(۳۷) بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کرنا جائز ہے

سوال:۔ ایک شخص کے بھتیجے کا انتقال ہو گیا، اس نے زوجہ بیوہ چھوڑی اب اس شخص کے لئے اپنے بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر بھتیجے کی بیوہ سے اس شخص کی اور کوئی قرابت محرمہ نہ ہو، مثلاً وہ بیوہ خود اس شخص کی سگی بھتیجی یا بھانجی نہ ہو تو محض بھتیجے کی بیوی ہونے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی، بلکہ اس سے نکاح درست ہے، بشرطیکہ بیوہ دل سے راضی ہو، اس پر کسی قسم کا جبر نہ کیا جائے جیسا کہ بعض قوموں میں رواج ہے کہ ان کے خاندان میں کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو وہ اپنے اختیار سے خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ خاوند کے خاندان والے جہاں چاہیں نکاح کر دیتے ہیں۔ چاہے بیوہ راضی ہو یا نہیں، اور اگر یہ بھتیجے کی بیوہ اس شخص کے ساتھ قرابت محرمہ رکھتی ہے، یعنی اس کی سگی بھتیجی یا بھانجی ہے تو اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۳۸) بہن کے سوتیلے بیٹے سے نکاح درست ہے

سوال:۔ لڑکا اپنی سوتیلی ماں کی بہن سے یا یوں کہہ لیں کہ عورت اپنی بہن کے سوتیلے بیٹے سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سوتیلی ماں کی بہن سے لڑکے کا نکاح درست ہے اور سوتیلی ماں یعنی باپ کی وہ بیوی جو اپنی سگی ماں نہیں ہے اس لڑکے پر اس لئے حرام ہے کہ وہ باپ کی موطوءہ (باپ نے اس

سے ہمبستری ہی ہے) ہے۔لیکن اس کی بہن میں وہ علت نہیں ہے،اس لئے سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثانی)

(۳۹) سگی والدہ کی چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہنوں سے نکاح درست ہے

سوال:۔ کیا والدہ کی چچا، ماموں، اور پھوپھی زاد بہنوں سے نکاح کرنا جائز ہے؟ حالانکہ وہ بھی عرف عام میں خالہ کہلاتی ہیں، بلکہ بعض جگہ تو ان کے ساتھ سگی خالاؤں جیسا سلوک ہوتا ہے اور بہت سے لوگ ایسے نکاح کو درست نہیں کہتے۔

الجواب:۔ سگی والدہ کی خالہ زاد یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد بہنوں سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ حرمت نہ ہو، یعنی مثلاً یہ لڑکی اس لڑکے کی پھوپھی وغیرہ یا رضاعی خالہ وغیرہ نہ ہو تو نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسے نکاح کرنے کو معیوب جاننا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ملخص

(۴۰) والد کے چچازاد، ماموں زاد بھائیوں سے یا بہنوں سے نکاح کرنا درست ہے

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنے چچا کے بچوں سے اپنے بچوں کا نکاح کرنا چاہے تو کیسا ہے؟ کیونکہ یہ عرف میں اس کے بچوں کے چچا اور پھوپھی کہلاتے ہیں؟

الجواب:۔ ایسے نکاح شرعاً جائز ہیں، بشرطیکہ کوئی اور وجہ حرمت (رضاعت یا نسب کی) نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علی بن ابی طالب، سے کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

(۴۱) صرف رجسٹر پر انگوٹھے لگا دینے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال:۔ ایک بیوہ عورت اپنے بھائی کے پاس رہتی تھی رشتہ داروں نے زبردستی اغواء کر کے نکاح کرنے کی کوشش کی مگر لڑکی نے باوجود اس کے کہ اسے ہر طرح سے زدوکوب کیا گیا اس کے کان پھاڑ دیئے گئے اسے زبردستی ایجاب وقبول پر مجبور کیا گیا مگر پھر بھی یہ انکار ہی کرتی رہی،

انہوں نے زبردستی اس کے انگوٹھے رجسٹر پر لگوائے، آیا یہ نکاح ہو گیا ہے۔ سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ تین آدمیوں نے پکڑ کر زبردستی رجسٹر پر انگوٹھا لگوایا۔

الجواب:۔ اگر یہ درست ہے کہ عورت نے نکاح کو قبول نہیں کیا اور نہ اس کی اجازت دی تو نکاح نہیں ہوا، صرف انگوٹھا لگانا نکاح نہیں ہے۔ (بندہ، عبدالستار عفااللہ عنہ)

(الجواب صحیح محمد عبداللہ عفااللہ عنہ)

(۴۲) بیٹے کی منکوحہ باپ کے نکاح میں نہیں آسکتی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک لڑکا پاگل ہو گیا، اس کے نکاح میں ایک لڑکی ہے، ان کی خلوت صحیحہ ثابت نہیں ہوئی، کیا یہ نکاح فسخ کرانے کے بعد یہ لڑکی اس کے والد کے نکاح میں آسکتی ہے؟ واضح ہو کہ پاگل اپنے والد کو بھی اینٹیں مارتا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ عورت عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے جس کا طریقہ عندالضرورۃ دریافت کر لیں۔

عدالت سے فسخ کرانے کے بعد مذکورہ عورت اپنے خاوند کے والد کے عقد میں نہیں ہو سکتی۔

وزوجۃ أصلہ وفرعہ مطلقا ولو .... (درمختار علی الشامیہ، صفحہ ۳۰۲/ ج ۲)

وحلائل ابنائکم الذین .... (درالمختار، صفحہ ۲، ج ۲) (مفتی انور عفااللہ عنہ)

(۴۳) مجنونہ کے نکاح کا حکم

سوال:۔ مجنونہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مجنونہ کا نکاح باپ کی ولایت سے ہو سکتا ہے۔

وللولی انکاح الصغیر .... (الدرالمختار، صفحہ ۱۹۲، ج ۱۔ شامیہ، صفحہ ۱۷۴، ج ۲)

(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفااللہ عنہ۔ محمد انور عفااللہ عنہ)

(۴۴) بیوی خاوند کو پیشاب پلادے تو نکاح کا حکم

سوال:۔ اگر ایک عورت اپنے خاوند کو اپنے تابع کرنے کے لئے اپنا پیشاب پلائے اور

تعویذ پلائے تو کیا ایسا فعل کرنے والی عورت کا نکاح رہے گا یا نہیں اور اس پر شرعی حد کیا ہوگی؟ کیا وہ عورت مسلمان رہے گی یا کافر ہو جائے گی؟

الجواب: ۔صورت مسئولہ میں پیشاب پلانے سے نکاح تو نہیں ٹوٹا البتہ بہت بڑا گناہ کیا ہے، توبہ واستغفار بہت ضروری ہے۔تعویذ ایسا کرنا جس سے دوسرا بے اختیار تعویذ کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہو جائے ناجائز ہے، ہاں جائز محبت وتعلق کی حد تک بیوی خاوند کے لئے ایسا کر سکتی ہے۔ (بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ)

(۴۵) حلالہ کے لئے دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا شرط ہے

سوال: ۔کیا نکاح کے بعد دوسرے خاوند کا بیوی کے پاس جانا ضروری ہوتا ہے اگر دوسرے خاوند سے ہمبستری نہ کی ہو تو پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے؟

الجواب: ۔دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا شرط ہے، لہذا صورت مسئولہ میں پہلا خاوند اس عورت سے نکاح جدید نہیں کر سکتا۔

ان عائشۃؓ اخبرته، ان امرأۃ...... (الحدیث بخاری، صفحہ۷۹۱، ج۲)

(محمد انور عفا اللہ عنہ)

الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

(۴۶) لڑکے کا سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے

سوال: ۔ ہندہ زید کی بیوی کی سوتیلی والدہ ہے، نیز پہلے خاوند کی وفات کے بعد دوسری جگہ نکاح بھی کرچکی ہے، اب زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہے کیا زید اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں جبکہ زید کی بیوی بھی زندہ ہے۔

الجواب: ۔ صورت مسئولہ میں زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست نہیں کیونکہ اس ہندہ کا دوسرے شخص سے پہلے بھی نکاح ہے اور نکاح پر نکاح حرام ہے اگر یہ مانع نہ ہوتا تو ویسے سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے۔

ویجوزبین امراۃ وبنت زوجھا .... (عالمگیری، صفحہ ۲۷۷)

(بندہ، عبدالستار عفااللہ عنہ۔ مفتی خیر المدارس)

(۴۷) باپ کی منکوحہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم

سوال: ۔ زید کے ہاں دو بیویاں پہلے سے تھیں، پھر تیسری بیوی سے نکاح کیا، جس کی بھانجی اس کے نکاح میں موجود تھی۔ منکوحہ ثالث اس نکاح سے راضی نہ تھی، اس لئے وطی وغیرہ نہیں ہوئی، ایک مہینہ کی پوری کشمکش کے بعد جب مسئلہ کی حیثیت سے ناکح کو مجبور کیا گیا تو ناکح نکاح سے دستبردار ہوگیا اور تیسری عورت کو اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کیا، دوسرے ناکح سے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی، اب پہلے ناکح زید کا لڑکا جو اس کی دوسری بیوی یعنی اس عورت کی بھانجی کے بطن سے ہے جسے اس نے زوجیت سے علیحدہ کردیا تھا چاہتا ہے کہ اس لڑکی سے شادی کرے کیونکہ لڑکی کی ماں سے صرف عقد ہوا تھا، وطی نہیں ہوئی تھی جس کی شہادت گھر والے بھی دیتے ہیں اور خود ناکح کا بیان بھی ہے کہ غلطی سے عقد ہوا تھا، صحبت خلوت وغیرہ نہ ہوئی تھی، جب شرعی مسئلہ معلوم ہوگیا تو اسے علیحدہ کردیا تھا

الجواب: ۔ لاباس ینزوج الرجل .... (عالمگیری ص ۲۶) مطبوعہ کانپور

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ منکوحۃ الاب کی اولاد سے نکاح کرنا درست ہے پس صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے کا نکاح اس کی سابقہ منکوحہ کی لڑکی سے درست ہے۔

(بندہ عبدالستار عفی عنہ، نائب مفتی خیر المدارس۔ ملتان)
(الجواب صحیح، عبداللہ غفرلہ)

(۴۸) اجازت طلب کرنے پر چیخ چیخ کر رونا اجازت نہیں بلکہ نکاح کو رد کرنا ہے

سوال:۔ گزارش ہے کہ میرا نام مسماۃ رقیہ بی بی ہے، میں آپ حضرات سے اپنے نکاح کے بارے میں دینی لحاظ سے پوچھتی ہوں کہ میرا نکاح شریعت کی رو سے ہوا ہے یا نہیں؟ میں تقریباً عرصہ تین سال سے سن بلوغت کو پہنچی ہوئی ہوں، ہوش وحواس قائم ہیں، میرے والد اور میرے بھائی نے میرے رشتہ کی بات چیت شروع کی تو جس آدمی کو میرا رشتہ دینا چاہا تو میں نے اپنی والدہ کو بول کر کہہ دیا کہ میرا رشتہ ہرگز اس شخص کے ساتھ نہ کرنا مجھے قبول نہیں، میرے والد اور میرے بھائی کو آگاہ کر دو تو میری والدہ نے انہیں کہہ دیا تو میرے والد، چچا، بھائی وغیرہ نے مجھے منانا شروع کیا کہ ہماری عزت کا سوال ہے تو میں نے بدستور انکار کیا، لیکن والد صاحب نے اپنی مرضی پوری کی لڑکے والوں کو بلا کر میرا عقد نکاح شروع کر دیا میرے پاس خود والد صاحب اور دو حقیقی چچے اور میرا بھائی میرے باپ کا دوست بھائی اور ایک دوسرا آدمی مسمی عبدالحمید اجازت کے لئے آئے تو میری والدہ اور چند عورتیں موجود تھیں میں نے انکار کا اظہار بلند آواز سے رونے سے کیا، اتنا بلند کہ کسی دوسرے کی بات بھی سنائی نہ دے اور کمرہ سے باہر بھی سنائی دے، لیکن چاروں آدمی صبر کرنے اور بس بس کا جواب دے کر چلے گئے اور نکاح کر دیا۔ میں ابھی تک والد کے گھر ہوں، میری رخصتی نہیں ہوئی اور نہ میں رضامند ہوں، شرعاً میرا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقعی عورت اجازت نکاح مانگنے پر چیخ چیخ کر روئی ہے تو یہ اجازت نہیں بلکہ رد نکاح ہے۔ لہٰذا یہ عورت آزاد ہے۔

قال فی الفتح الاوجد عدم الصحۃ ، وان بکت ....(عالمگیری، صفحہ ۲۸۷، ج ۱)
(بندہ عبدالستار عفا اللہ۔ مفتی خیر المدارس۔ ملتان)

(۴۹) باپ نے بے بس ہو کر نابالغ بچی کا نکاح نامناسب جگہ کر دیا تو خیار بلوغ کا حکم

سوال:۔ محمد حسین نامی شخص کے بیٹے پر غلط الزام عائد کیا گیا اس نے ہر چند اپنی برأت پیش کی

مگر جھوٹا الزام لگانے والوں نے نہیں مانا، پھر برادری کے لوگوں نے اس لڑکے کے باپ کو یہ فیصلہ کر کے دیا کہ اپنی دولڑکیوں کا نکاح اس شخص کے بیٹوں سے کرو۔ (اور وہ شخص ان لڑکیوں اور لڑکے کا ماموں ہے۔) چنانچہ محمد حسین نے اپنی مظلومیت اور بے چارگی کے باعث اپنی دو نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دیا، اگر ایسا نہ ہوتا تو سلسلہ قتل وقتال تک پہنچ جاتا۔ نکاح کے بعد سے لے کر آج تک مسلسل دشمنی اور نا چاقی چلی آ رہی ہے۔ ان حالات میں نابالغہ بچیوں کا نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بظاہر اس نکاح میں یقیناً شفقت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، بچیوں کا مستقبل بھی مخدوش ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں بچیوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ (جیسا کہ فتاویٰ خیریہ کے حوالے سے جواہر الفقہ میں مذکور ہے۔) (مفتی محمد انور)

(۵۰) ساڑھے گیارہ برس کی لڑکی بلوغ کا دعویٰ کر سکتی ہے

سوال:۔ ایک لڑکی جس کی عمر ساڑھے گیارہ برس تھی اس کے والد نے لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا، بوقت نکاح لڑکی کا بھائی بھی موجود تھا تو نکاح کے بعد بھائی نے آ کر بہن کو بتایا کہ والد صاحب نے تیرا نکاح فلاں جگہ کر دیا ہے تو یہ سنتے ہی لڑکی نے اپنے دو بڑے بالغ بھائیوں اور والد کے سامنے کہہ دیا کہ یہ نکاح مجھے نامنظور ہے میں بالغ ہوں۔ اگر یہ لڑکی اس کے بعد نکاح دوسری جگہ کرے تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر لڑکی کا ظاہری حال اقرار بلوغ کی تکذیب نہ کرتا ہو تو اس کا دعویٰ بلوغ معتبر ہے اور اسی بناء پر نکاح کو رد کرنا بھی صحیح ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ لڑکی بلوغ کی ادنیٰ مدت نو سال ہے۔ اگر وہ اس عمر کو پہنچ کر کہے کہ میں بالغ ہوں تو اس کا دعویٰ سچ سمجھا جائے گا، اگر ظاہری حال خلاف نہ ہو۔ (مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۵۱) کیا ایام مخصوص میں نکاح جائز ہے

سوال:۔ بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ ایام مخصوص میں عورت کا نکاح نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جائے تو پھر میں دوبارہ نکاح پڑھانا پڑتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ کیا ایام مخصوص میں نکاح ہو سکتا ہے؟

الجواب:۔ نکاح ہوجاتا ہے مگر میاں بیوی کی یکجائی صحیح نہیں، رخصتی ان ایام کے ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) جیٹھ سے نکاح کب جائز ہے

سوال:۔ کیا جیٹھ سے نکاح جائز ہے؟

الجواب:۔ شوہر نے طلاق دے دی ہو یا انتقال ہوگیا ہو تو عدت کے بعد اس کے بڑے بھائی سے نکاح جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) دو سگے بھائیوں کی دو سگی بہنوں سے اولاد کا آپس میں رشتہ

سوال:۔ زید اور بکر دو بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئیں، زید کا لڑکا ہے بکر کی لڑکی ہے۔ بکر کے ذہن میں ہے کہ زید اس کی لڑکی کا رشتہ مانگے گا، زید کا کہنا ہے کہ دو سگے بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئیں ہوں تو ہم نے پڑھا ہے اور بزرگوں سے سنا ہے کہ انہیں اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں نہیں کرنی چاہئیں، کیونکہ ان کی اولاد ٹھیک ٹھاک پیدا نہیں ہوتی (خدا نہ کرے۔) ہمارا مذہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے؟

الجواب:۔ شرعی نقطہ نگاہ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) لے پالک کی شرعی حیثیت

سوال:۔ زید کے ہاں اولاد نہیں ہے اس نے محمود سے بیٹی گود لے لی، زید کا محمود سے کوئی رشتہ نہیں ہے، اب زید کے ہاں وہ لڑکی جوان ہوتی ہے، آپ یہ بتائیں کہ وہ لڑکی زید کے لئے محرم ہے یا غیر محرم، وہ اس لڑکی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شریعت میں لے پالک بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، وہ لڑکی اس کے لئے نامحرم ہے اور اس سے عقد بھی جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) خالہ زاد بھانجی سے شادی

سوال:۔ میرے گھر والے جہاں میری شادی کرنا چاہتے ہیں اس لڑکی کے والد میرے والد صاحب کے چچا زاد بھائی ہیں اور اس کی والدہ میرے سگی خالہ زاد بہن ہیں، کیا یہ شادی ہوسکتی ہے؟ اور یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلاشبہ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) خالہ کے نواسے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ میری ایک سگی خالہ ہیں، ان کا سگا نواسہ ہے وہ میرا بھانجا ہوا تو کیا خالہ اور بھانجے کا نکاح جائز ہے؟

الجواب:۔ خالہ کا نواسہ رشتہ کا بھانجا کہلاتا ہے، سگا بھانجا نہیں، اس کے ساتھ نکاح جائز ہے، یا یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح خالہ کے لڑکے سے نکاح ہوسکتا ہے اسی طرح خالہ کے نواسے سے بھی ہوسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۷) بھتیجے اور بھانجے کی بیوہ، مطلقہ سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ جس طرح بھتیجا یا بھانجا اپنے چچا اور ماموں کی بیوہ یا مطلقہ اپنی (چچی اور ممانی) کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ایک چچا یا ماموں بھی اپنے بھتیجے یا بھانجے کی بیوہ یا مطلقہ عورت کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) بیوی کے مرنے کے بعد سالی سے جب چاہے شادی کرسکتا ہے

سوال:۔ کیا یہ بات درست ہے کہ سالی سے شادی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بیوی کے

انتقال کے ۳ ماہ ۲۰ دن بعد کی جائے، ورنہ حرام ہوگی؟

الجواب:۔ نہیں، شوہر پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔ البتہ بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں جب تک اس کی عدت نہیں گزر جاتی اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا، بیوی کے انتقال سے نکاح فوراً ختم ہوجاتا ہے، اس لئے بیوی کی وفات کے بعد جب بھی چاہے سالی سے نکاح کرسکتا ہے اس کے لئے کسی مدت کی پابندی شرط نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۹) بیٹے کا باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ میرے والد کی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ مجھے فوراً بتائیں، مہربانی ہوگی اور میرا اس لڑکی کے ساتھ کیا رشتہ بنتا ہے؟

الجواب:۔ باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) پھوپھی کے انتقال کے بعد پھوپھا سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ جناب میری ہمشیرہ کا ۲ برس ہوئے انتقال ہوگیا وہ بے اولاد تھیں، کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بہنوئی سے کروں؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) بیوہ کا بھتیجے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ ایک شخص نے ایک غیر مسلم عورت کو مسلمان کرکے اس سے شادی کی، اس عورت سے اس شخص کے چار بچے ہوئے، پھر وہ شخص انتقال کرگیا اس شخص کے مرنے کے دو سال بعد بچوں کے مستقبل کی خاطر اس شخص کے سگے بھتیجے نے اس عورت سے شادی کرلی کیا اسلام کی رو سے یہ شادی جائز ہے۔

الجواب:۔ شوہر کا بھتیجا عورت کا محرم نہیں اس سے نکاح جائز ہے، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

(۶۲) سگی بھانجی سے نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے

سوال:۔ میرے ایک سگے ماموں ہیں جو کہ عمر میں مجھ سے ۱۰ سال بڑے ہیں انہوں نے مجھے ایک بزرگ کا دھوکا دیا اور کہا کہ ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ماموں کی سگی بھانجی سے شادی ہوسکتی ہے لہذا انہوں نے مجھ کو بے وقوف بنا کر مجھ سے شادی کر لی، میں انٹر کی طالبہ ہوں مجھے ان کی دھوکا بازیوں کا بعد میں علم ہوا، انہوں نے مجھ سے اپنا نکاح نامہ بھی لکھوالیا ہے اب میں بے حد پریشان ہوں میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اب میں کیا کروں۔ میرے گھر والے یعنی امی ابا، بہن بھائی اس بات سے بے خبر ہیں۔ میں نے کہا کہ ماموں یہ تو گناہ ہے۔ تو کہنے لگے کہ نہیں کوئی گناہ نہیں ہے، یہ جائز ہے اب مجھے ذرا یہ بھی بتادیں کہ اگر یہ ناجائز ہے، گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیسے ادا ہوگا، آپ مجھے یہ بتادیں کہ کیا یہ شادی جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب:۔ ماموں بھانجی کا نکاح قرآن کریم کی نص قطعی سے حرام ہے، جو شخص اس کو جائز کہے جیسا کہ آپ کے بدمعاش ماموں نے کہا وہ کافر و مرتد ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے اور اس کفر سے توبہ کرے، آپ کو لازم تھا کہ آپ ان سے کہتیں کہ کسی مستند عالم کا فتویٰ لاؤ تب میں اس شادی کے لئے تیار ہوسکوں گی، بہر حال یہ نکاح نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے، آپ اپنے والدین کو اس کی اطلاع کردیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۳) بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ کریم بخش کی بڑی بہن کا ایک ہی لڑکا ہے جس نے غیر خاندان میں شادی کی ہے جس سے اس کی ایک لڑکی ریحانہ ہے اس طرح یہ لڑکی ریحانہ کریم بخش کے بھانجے کی لڑکی اور بڑی بہن کی پوتی ہے، مولانا صاحب کیا قانون خداوندی کے تحت لڑکی ریحانہ اور کریم بخش کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، دوسرے لفظوں میں جس طرح بہن سے نکاح حرام

ہے اسی طرح بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے بھی نکاح حرام ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۴) سوتیلی خالہ سے شادی جائز نہیں

سوال:۔ کیا زید کی شادی اس کی سوتیلی خالہ سے اور زید کی بہن کی شادی اس کے سوتیلے ماموں سے ہوسکتی ہے؟ جبکہ زید کے نانا تو سگے ہیں، لیکن نانی سوتیلی ہیں۔

الجواب:۔ سوتیلی خالہ اور سوتیلے ماموں سے بھی نکاح اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی خالہ اور حقیقی ماموں سے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) سوتیلے والد سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ رضیہ کی والدہ کی شادی پچیس سال پہلے ہوئی تھی اور ایک سال بعد رضیہ نے جنم لیا، لیکن جب رضیہ کی عمر دس سال ہوئی تو اس کے والدین میں کچھ نا چاقی پیدا ہوئی جس سے رضیہ کے والد نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی اور رضیہ کو مہر کی جگہ والدہ کو لکھ کر دے دیا۔ کچھ عرصہ گزرا تو رضیہ کی والدہ نے اپنے سے پندرہ سال کم عمر لڑکے سے شادی کر لی، رضیہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہتی رہی۔ لیکن خدا کو کچھ منظور نہ تھا اس لئے دوسری بھی کامیاب نہ رہی اور طلاق ہوگئی۔ اس وقت رضیہ کی عمر ۲۴ سال ہے اور اس کے سوتیلے باپ کی عمر ۳۵ سال ہے۔ رضیہ کا خیال ہے کہ وہ اس آدمی سے شادی کر لے، جبکہ پہلے رشتہ سے وہ رضیہ کا سوتیلا باپ لگتا تھا، لیکن اب کوئی رشتہ نہیں کیونکہ اس نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی ہے اور نہ یہ آدمی خاندان میں سے ہے۔ ہمیں قرآن وسنت کی روشنی بتائیے کہ کیا رضیہ کا نکاح اس آدمی سے ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ سوتیلا باپ ہمیشہ کے لئے باپ رہتا ہے خواہ لڑکی کی والدہ مرگئی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو، رضیہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ سے نہیں ہوسکتا۔ سوتیلا باپ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح سگا باپ حرام ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نکاح پر نکاح کرنا

(٦٦) نکاح پر نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے، مفقود کا حکم

سوال:۔ ایک عورت جس کا شوہر عرصہ پندرہ سال سے انڈیا میں رہتا ہے، اس عورت نے پاکستان میں کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہے، جبکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اس میں بھی کئی اشخاص شامل تھے، جبکہ دوسری مرتبہ نکاح پڑھوایا اور ان لوگوں کو علم بھی ہے کہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، اس کے متعلق بھی یہی سننا ہے کہ نکاح میں شامل ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ گیا ہے، کیا یہ شادی درست ہے؟ کیا ان لوگوں کا نکاح فسخ ہوگیا؟ اور اگر شوہر لاپتہ ہوجائے تو کتنے عرصے کے بعد عورت نکاح کرے یا علم بھی ہو اور شوہر طلاق نہ دیتا ہو تو بھی عورت کتنے عرصے کے بعد نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو جب تک وہ اسے طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گزر جائے، دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس کو جائز سمجھ کر دوسرے نکاح میں شریک ہونے والے اسلام سے خارج ہوگئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کریں۔

جس عورت کا شوہر لاپتہ ہوگیا ہو اس کو چاہئے کہ عدالت سے رجوع کرے، عدالت میں اپنے نکاح کا ثبوت اور شوہر کی گمشدگی کا ثبوت پیش کریں، اس ثبوت کے بعد عدالت اس عورت کو مزید چار سال انتظار کرنے کا حکم دے اور اس دوران اس کے لاپتہ شوہر کا پتہ چلانے کی کوشش کرے، اگر اس عرصہ میں شوہر کا سراغ نہ مل سکے تو عدالت اس کی موت کا فیصلہ کردے، اس فیصلہ کے بعد عورت اپنے شوہر کی موت کی عدت (چار مہینے دس دن) پوری کرے، عدت پوری ہونے کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، لیکن جب تک عدالت سے اس کے لاپتہ شوہر کی موت کا فیصلہ نہ کرالیا جائے عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، جو شوہر نہ اپنے بیوی کو آباد کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو وہ عورت عدالت سے رجوع کرے اور عدالت تحقیق و تفتیش کے بعد شوہر کو حکم دے کہ وہ یا تو دستور کے مطابق بیوی کو آباد کرے یا اسے طلاق دے دے، اگر وہ کسی

بات پر آمادہ نہ ہو تو عدالت شوہر یا اس کے وکیل کی موجودگی میں فسخ نکاح کا خود فیصلہ کردے۔ اس فیصلے کے بعد عورت عدت گزارے، عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۷) جبر واکراہ سے نکاح

سوال: ۔ زید کا نکاح ایسی جگہ کیا جارہا ہے کہ نہ تو زید اس سے رضامند ہے اور نہ ہی زید کا والد راضی ہے، صرف والدہ زید اس پر اصرار کررہی ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
الجواب: ۔ جب زید رشتہ پر راضی نہیں ہے تو اس پر جبر واکراہ صحیح نہیں، ورنہ آج اس نے اگر نکاح کا ایجاب وقبول کر بھی لیا تو کل جب موافقت نہیں ہوگی، تو طلاق دے دے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۸) کیا والدین بالغہ لڑکی کی شادی زبردستی کر سکتے ہیں؟

سوال: ۔ والدین نے لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کردی، لڑکے نے لڑکی کو خوش رکھنے کی کوشش کی، لیکن لڑکی کے دل میں لڑکے کی جگہ نہ بن سکی تو اس سلسلے میں لڑکے کو کیا کرنا چاہئے، برائے مہربانی اس کا جواب شریعت کی رو سے ارسال فرمائیں؟
الجواب: ۔ عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں، اگر لڑکی نے والدین کے کہنے کی وجہ سے نکاح منظور کرلیا تھا تو نکاح تو ہوگیا لیکن چونکہ دونوں میاں بیوی کے درمیان الفت پیدا نہیں ہوسکی اس لئے لڑکے کو چاہئے کہ اگر لڑکی خوش نہیں تو اسے طلاق دے کر فارغ کردے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۹) رضامند نہ ہونے والی لڑکی کا بے ہوش ہونے پر انگوٹھا لگوانا

سوال: ۔ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۹ سال ہوگی اس کی شادی ایک ۳۵ سال سے زیادہ عمر کے شخص سے ہوئی، اس شخص کی پہلی بیوی سے بھی اولاد تھی جو اس لڑکی سے بھی زیادہ عمر کی تھی،

نکاح کے وقت جب لڑکی سے اجازت نامہ پر دستخط کروانے گئے تو اس نے انکار کر دیا کیونکہ لڑکی اس شادی پر تیار نہ تھی وہ مسلسل رو رو کر انکار کر رہی تھی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئی اور بے ہوشی کی حالت میں اجازت نامہ پر انگوٹھا لگوایا گیا، یعنی گواہوں نے ہاتھ پکڑ کر لگایا آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا یہ نکاح ہو گیا؟ اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ نکاح کے لئے لڑکی کا اجازت دینا شرط ہے، آپ نے جو واقعات لکھے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اس لڑکی کی طرف سے نکاح کی اجازت ہی نہیں ہوئی، اس لئے نکاح نہیں ہوا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۰) غیر حافظ لڑکے کا نکاح حافظ لڑکی سے

سوال:۔ غیر حافظ لڑکے کا حافظ قرآن لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن پر کسی اور چیز کو رکھنا جائز نہیں، لہذا نکاح نہیں ہو سکتا آپ وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ غیر حافظ لڑکا جب کہ دیندار متشرع ہو تو وہ حافظ لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے، عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لڑکی کے حفظ اور اس کے دینداری کی وجہ سے اس کے مرتبہ میں اضافہ ہو جائے گا اور حفظ قرآن کی نسبت سے اس کا احترام بھی کرنا ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے نکاح جائز نہ ہو، اور عورت مرد پر حاکم ہو جائے اور **الرجال قوامون علی النساء** کا حکم بدل جائے۔

سوال میں جو دلیل ذکر کی گئی ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ قرآن مجید محسوس صورت میں ہو تو اس وقت قرآن مجید پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور چیز رکھنا جائز نہ ہوگا اور صورت مسئولہ میں یہ بات نہیں ہے، ورنہ اس شخص کی دلیل کے پیش نظر اس حافظ لڑکی کا بیت الخلاء میں جانا اور استنجاء کرنا بھی جائز نہ ہونا چاہئے کہ قرآن کو بیت الخلاء میں لے جانا اور قرآن کے سامنے ستر کھولنا لازم آئے گا، حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں، بلا تکلف اس کے لئے یہ چیزیں جائز ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

دوسری شادی

(۷۲) دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، کرے تو عدل کرے

سوال:۔ کیا پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر سکتا ہوں، آیا اس میں بیوی کی رضامندی ضروری ہے یا کہ شرعاً ضرورت نہیں؟ اس بارے میں جواب تفصیل سے دیں؟

الجواب:۔ دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں، لیکن دونوں بیویوں کے درمیان عدل و مساوات رکھنا ضروری ہے، چونکہ عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اور گھریلو جھگڑا فساد سے آدمی کی زندگی اجیرن ہوتی ہے اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، اور اگر کی جائے تو دونوں کو الگ الگ مکان میں رکھے اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے، ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط اور مفلوج ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۷۹) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۳) اسلام نے تعدد از دواج (ایک سے زیادہ شادیاں کرنے) کی اجازت دی ہے، اس میں بہت سی مصلحت بھی ہیں

سوال:۔ اسلام نے تعدد ازواج کی اجازت کیوں دی؟

الجواب:۔ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ مثلاً:

(۱) عام طور پر عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، متعدد نکاح جائز ہونے میں عورتوں کے نکاح کا مسئلہ حل ہونے میں بہت آسانی ہو سکتی ہے، خاص طور پر عورت بیوہ یا مطلقہ ہو تو اس سے جلدی کوئی نکاح نہیں کرتا، متعدد نکاح کے جواز میں ان کے نکاح کا با آسانی انتظام ہو سکے گا اور ایسی عورتیں با عفت زندگی گزار سکیں گی اور ان عورتوں کے نان نفقہ اور گذر بسر کے مسائل بھی با آسانی

حل ہوسکیں گے اور درحقیقت عورتوں اور مردوں کے لئے نکاح بہت ضروری ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں حدیث نقل فرمائی ہے۔

(ترجمہ) مسکینہ ہے مسکینہ ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ عورت مالدار ہو تب بھی مسکینہ ہے؟ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا تب بھی وہ مسکینہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین، عربی صفحہ ۹۴ ج ۱)

دوسری حدیث میں ہے:

(ترجمہ) یعنی عورت کے لئے آغوش شوہر یا گوشہ قبر سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

(غنیۃ الطالبین، صفحہ ۹۴ ج ۱)

(۲) بعض مرتبہ بیوی ہونے کے باوجود اولاد نہیں ہوتی، وہ بانجھ ہوتی ہے یا ایسی کوئی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے اولاد ہونا بظاہر مشکل ہوتا ہے اور شوہر اولاد کا خواہش مند ہوتا ہے، تعدد ازدواج کے جواز میں اس مسئلہ کا بھی حل نکل سکتا ہے۔

(۳) بعض مردوں میں قوت باہ زیادہ ہوتی ہے، ایک عورت سے اسے شکم سیری نہیں ہوتی اگر اسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو وہ زنا کاری اور بے نکاحی داشتاؤں کے چکر میں پھنس کر حرام کاری میں مبتلا ہوسکتا ہے، زنا کاری کے انسداد کا بہترین علاج تعدد ازدواج ہے۔

معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع محمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں ایک مرد کے لئے متعدد بیبیاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ عرب، ہندوستان، ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرت ازدواج کی رسم جاری تھی اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا، دور حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازدواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا۔ بالآخر فطری قانون غالب آیا اور اب وہاں کے اہل بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہے۔

• مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے، تعدد ازدواج کے حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

ان آیتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خدا نے اس میں خاصی برکت دی ہے۔

اسی طرح پادری نکس اور جان ملٹن اور ایزک ٹیلر نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی ہے، اسی طرح ویدک تعلیم غیر محدود تعدد ازدواج کو جائز رکھتی ہے اور اس سے دس دس، تیرہ تیرہ، ستائیس ستائیس بیویوں کو ایک وقت میں جمع رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

کرشن جو ہندوؤں میں واجب التعظیم اوتار مانے جاتے ہیں ان کی سینکڑوں بیبیاں تھیں۔ جو مذہب اور قانون عفت وعصمت کو قائم رکھنا چاہتا ہو اور زنا کاری کا انسداد ضروری جانتا ہو اس کے لئے کوئی چارہ نہیں کہ تعدد ازدواج کی اجازت نہ دے، اس سے زنا کاری کا بھی انسداد ہے اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے، اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو داشتہ اور پیشہ ور عورتوں کی افراط ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں ان میں زنا کاری کی کثرت ہے۔

یورپین اقوام کو دیکھ لیجئے ان کے یہاں تعدد ازدواج پر تو پابندی ہے مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے۔ کیا تماشہ ہے کہ نکاح ممنوع اور زنا جائز۔

عرض اسلام سے پہلے کثرت ازدواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے رائج تھی، ممالک اور مذاہب کی تاریخ سے جہاں تک معلوم ہوتا ہے کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر حد نہ لگائی تھی، نہ یہود و نصاریٰ نے، نہ ہندوؤں اور آریوں نے اور نہ پارسیوں نے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی یہ رسم بغیر کسی تحدید کے جاری رہی، لیکن اس غیر محدود کثرت ازدواج کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اول اول تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے، مگر پھر ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے اور یہ عورتیں ان کے نکاح میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی گذارتی تھیں۔

پھر جو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہوتیں ان میں عدل و مساوات کا کہیں نام ونشان نہ تھا، جس سے دل بستگی ہوئی اس کو نواز آگیا، جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پرواہ نہیں۔

اسلام نے تعدد ازدواج پر ضروری پابندی لگائی اور عدل و مساوات کا قانون جاری کیا

قرآن نے عام معاشرہ کے اس ظلم عظیم کو روکا، تعدد ازدواج پر پابندی لگائی اور چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا اور جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح کے اندر ہیں

ان میں مساوات حقوق کا نہایت مؤکد حکم اور اس کی خلاف ورزی پر وعید سنائی۔ الی قولہ چار بیویوں تک کی اجازت دے کر فرمایا:

فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ ۔یعنی اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر بس کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جب کہ شریعت کے مطابق سب بیویوں میں برابری کر سکے، اور سب کے حقوق کا لحاظ رکھ سکے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو ایک ہی بیوی رکھی جائے۔ الی قولہ

حاصل یہ ہے کہ اگرچہ قرآن کریم نے چار عورتیں تک نکاح میں رکھنے کی اجازت دے دی ہے، اگر اس کے حد کے اندر جو نکاح کئے جائیں گے وہ صحیح اور جائز ہوں گے، لیکن متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں ان میں عدل و مساوات قائم رکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ عظیم ہے، اس لئے جب ایک سے زیادہ نکاح کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے حالات کا جائزہ لو کہ سب کے حقوق عدل و مساوات کے ساتھ پورا کرنے کی قدرت بھی ہے یا نہیں، اگر یہ احتمال غالب ہو کہ عدل و مساوات قائم نہ رکھ سکو گے تو ایک سے زائد نکاح پر اقدام کرنا اپنے آپ کو ایک گناہ عظیم میں مبتلا کرنے پر اقدام ہے۔ اس سے باز رہنا چاہئے، اور اس حالت میں صرف ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ الی قولہ۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری اور انصاف نہ کر سکے تو وہ قیامت میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہو گا۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۷۸)

البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں۔ مثلاً نفقہ میں برابری، شب باشی میں برابری کرنا وہ جو انسان کے اختیار میں نہیں مثلاً قلب کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو جائے تو یہ غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں، بشرطیکہ اس میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے۔ (معارف القرآن، صفحہ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۹۴۔ جلد دوم)

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ نے بھی اس مسئلہ پر بہت عمدہ مضمون تحریر فرمایا ہے، وہ مضمون بھی پیش کیا جاتا ہے۔ سیرت مصطفیٰ میں ہے۔

تعداد ازدواج

(ایک سے زیادہ شادی کرنا)

تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا تھا اور یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا، حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس دستور سے مستثنیٰ نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام کی دو بیویاں تھیں، حضرت اسحاق علیہ اسلام کی بھی متعدد بیویاں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کئی بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیسیوں بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھے اور توریت وانجیل اور دیگر صحف انبیاء میں حضرت انبیاء کی متعدد ازدواج کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعدد ازدواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام صرف یہ دو نبی ایسے گذرے ہیں کہ جنہوں نے بالکل شادی نہیں فرمائی، سو اگر ان کے فعل کو استدلال میں پیش کیا جائے تو ایک شادی بھی ممنوع ہو جائے گی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ شادی نہیں کی مگر نزول کے بعد شادی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

غرض یہ کہ علماء یہود اور علماء نصاریٰ کو مذہبی لحاظ سے تعدد ازدواج پر اعتراض کا کوئی حق نہیں، اسلام آیا اور اس نے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا، مگر اس کی حد مقرر کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے، اس لئے کہ نکاح سے مقصود عفت اور تحصین فرج ہے، یعنی پاک دامنی اور شرمگاہ کی زنا سے حفاظت مقصود ہے۔ چار عورتوں میں جب ہر تین شب کے بعد عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حقوق زوجیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا، شریعت اسلامیہ نے غایت درجہ اعتدال اور توسط کو ملحوظ رکھا، نہ تو جاہلیت کی طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے، بلکہ بین بین حالت کو برقرار رکھا کہ چار تک اجازت دی تا کہ:

(۱) نکاح کی غرض وغایت، یعنی عفت اور حفاظت نظر اور تحصین فرج اور تناسل اور اولاد بسہولت حاصل ہو سکے اور زنا سے بالکل محفوظ ہو جائے۔

اس لئے کہ قدرت نے بعض لوگوں کو ایسا قوی اور تندرست اور فارغ البال اور خوش حال بنایا ہے کہ ان کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہو سکتی اور بوجہ قوت اور توانائی اور پھر خوش حالی اور تونگری کی وجہ سے چار بیویوں کے بلا تکلف حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو دوسرے نکاح سے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے تقویٰ اور پرہیز گاری اور پاکدامنی تو رخصت ہو جائے گی اور بدکاری میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بلکہ اگر ایسے قوی اور توانا جن کے پاس لاکھوں کروڑوں کی دولت موجود ہے اگر وہ اپنے خاندان کے چار غریب عورتوں سے اس لئے نکاح کریں کہ ان کی تنگدستی مبدل بفراخی ہو جائے اور وہ غربت کے گھرانہ سے نکل کر ایک راحت اور دولت کے گھرانے میں داخل ہوں اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کریں ،تو امید ہے کہ ایسا نکاح اسلامی نقطۂ نظر سے بلاشبہ عبادت اور عین عبادت ہوگا اور قومی نقطۂ نظر سے اعلیٰ ترین قومی ہمدردی کا ثبوت ہوگا۔

دولت مند اور زمیندار اور سرمایہ دار کے خزانے سے ہر مہینہ دس ہزار مزدور، دس ہزار خاندان پرورش پاتے ہوں تو اگر دولت مند کے خاندان کی چار عورتیں بھی اس کے حرم سرائے میں داخل ہو جائیں اور عیش و عشرت اور عزت اور راحت کے ساتھ ان کی عزت اور ناموس بھی محفوظ ہو جائے تو عقلاً و شرعاً اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی بلکہ اگر کوئی صدر، بادشاہ یا وزیر سلطنت یا کوئی صاحب ثروت و دولت بیمار پڑ جائے اور پھر بذریعہ اخبار کے یہ اعلان کرائے کہ میں چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور ہر عورت کو ایک لاکھ روپیہ مہر دوں گا اور ایک ایک بنگلہ کا ہر ایک کو مالک بنادوں گا جو عورت مجھ سے نکاح کرنا چاہے وہ میرے پاس درخواست بھیج دے تو سب سے پہلے انہیں بیگمات کی درخواستیں پہنچیں گی جو تعدد ازدواج کے مسئلہ پر شور برپا کررہی ہیں۔

یہی مغرب زدہ بیگمات اور ہم رنگ میمات سب سے پہلے اپنے آپ کو اور اپنی بیٹیوں کو بھتیجیوں کو لے کر امراء اور وزراء کے بنگلوں پر خود حاضر ہو جائیں گی اور عجب نہیں کہ ان بیگمات کا اتنا ہجوم ہو جائے کہ امیر و وزیر کو انتظام کے لئے پولیس بلانا پڑے ،اور اگر کوئی امیر اور وزیر ان بیگمات کے قبول کرنے میں تامل کرے تو یہی بیگمات دلآویز طریقہ سے ان امیروں اور وزیروں کو تعدد ازدواج کے فوائد اور منافع سمجھائیں گی۔

(۲) عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند سے ہم بستر ہو سکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر مہینہ میں عورت پر پانچ چھ دن ایسے آتے ہیں یعنی ایام ماہواری جس میں مرد کو پرہیز کرنا

لازمی ہوتا ہے، دوسرے ایام حمل میں عورت کو مرد کی صحبت سے اس لئے پرہیز ضروری ہے کہ جنین کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے، تیسرے یہ کہ بسا اوقات ایک عورت امراض کی وجہ سے پاگل اور توالدو تناسل کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتی کہ مرد اس سے منتفع ہو سکے تو ایسی صورت میں مرد کے زنا سے محفوظ رہنے کی عقلاً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے، ورنہ مرد اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے۔

حکایت: ۔ ایک بزرگ کی بیوی نابینا ہوگئی تو انہوں نے دوسرا نکاح کیا تا کہ یہ دوسری بیوی پہلی نابینا بیوی کی خدمت کر سکے اہل عمل فتویٰ دیں کہ اگر کسی کی پہلی بیوی معذور ہو جائے اور وہ دوسرا نکاح اس لئے کرے تا کہ دوسری بیوی، اگر پہلی بیوی کی خدمت کر سکے اور اس کے بچوں کی تربیت کر سکے تو کیا یہ دوسرا نکاح عین مروت اور عین انسانیت نہ ہوگا۔

(۳) نیز بسا اوقات عورت امراض کی وجہ سے یا عقیم (بانجھ) ہونے کی وجہ سے توالدو تناسل کی قابل نہیں رہتی اور مرد کو بقاء نسل کی طرف فطری رغبت ہے ایسی صورت میں عورت کو بے وجہ طلاق دی کر علیحدہ کر دینا یا اس پر کوئی الزام لگا کر اس کو طلاق دے دینا (جیسا کہ دن رات یورپ میں ہوتا رہتا ہے) بہتر ہے یا یہ صورت بہتر ہے کہ اس کی زوجیت اور حقوق زوجیت کو باقی اور محفوظ رکھ کر شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت دے دی جائے۔ بتلاؤ کون سی صورت بہتر ہے؟ اگر کسی قوم کو اپنی تعداد بڑھانی منظور ہو تو اس کی سب سے بہتر تدبیر یہی ہو سکتی ہے کہ ایک مرد کئی شادیاں کرے تا کہ بہت سی اولاد ہو سکے۔

زمانہ جاہلیت میں فقر اور افلاس کے ڈر سے صرف لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اور موجود تہذیب وتمدن کے دور میں ضبط تولید کی دوائیں ایجاد ہو گئیں، جس سے موجودہ تہذیب قدیم جاہلیت پر سبقت لے گئی۔ اپنی ذہانت سے نسل کشی اور زنا اور بدکاری کے پردہ پوشی کے عجیب وغریب طریقے جاری کر دیئے جواب تک کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ گزرے تھے۔

(۴) نیز تجربہ اور مشاہدہ سے اور مردم شماری کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادتاً ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی ہے جو کہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج کی ایک روشن دلیل ہے۔ مرد بہ نسبت عورتوں کے پیدا کم ہوتے ہیں اور مرتے زیادہ ہیں۔ لاکھوں مرد لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں اور ہزاروں جہازوں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور ہزاروں مرد

کانوں میں دب کر اور تعمیرات میں بلندیوں سے گر کر مر جاتے ہیں اور عورتیں پیدا زیادہ ہوتی ہیں اور مرتی کم ہیں۔

پس اگر ایک مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے تو یہ فاضل عورتیں بالکل معطل اور بیکار رہیں۔ کون ان کی معاش کا کفیل اور ذمہ دار بنے گا؟ اور کس طرح یہ عورتیں اپنی فطری خواہش کو دبائیں اور اپنے کو زنا سے محفوظ رکھیں؟

بس تعدد ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا ہے اور ان کی عصمت اور ناموس کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے اور ان کی جان اور آبرو کا نگہبان اور پاسبان ہے عورتوں پر اسلام کے اس احسان کا شکر واجب ہے کہ تم کو تکلیف سے بچایا اور راحت پہنچائی اور ٹھکانہ دیا اور لوگوں کی تہمت اور بدگمانی سے تم کو محفوظ کر دیا۔ دنیا میں جب کبھی عظیم الشان لڑائیاں پیش آتی ہیں تو مرد ہی زیادہ مارے جاتے ہیں اور قوم میں بے کس عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو اس وقت ہمدردان قوم کی نگاہیں اسی اسلامی اصول کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔

ابھی پچیس سال قبل کی بات ہے کہ جنگ عظیم کے بعد جرمنی اور دوسرے یورپی ممالک جن کے مذہب میں تعدد ازدواج جائز نہیں عورتوں کی اس بے کسی کو دیکھ کر اندر ہی اندر تعدد ازدواج کا فتویٰ تیار کر رہے تھے، مگر زبان سے دم بخود تھے۔ جو لوگ تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جب ملک میں عورتیں لاکھوں کی تعداد میں مردوں سے زیادہ ہوں تو ان کی فطری اور طبعی جذبات اور ان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے آپ کے پاس کیا حل ہے؟ اور آپ نے ان بیکس اور بے سہارا عورتوں کی مصیبت دور کرنے کے لئے کیا قانون بنایا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب قدس سرہ (المصالح العقلیہ، صفحہ ۱۷۲، ج ۱) میں تحریر فرماتے ہیں:

گذشتہ مردم شماری میں بعض محاسبین نے صرف بنگال کے مردوں اور عورتوں کی تعداد پر نظر کی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے جو کہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج پر ایک روشن دلیل ہے، جس کو شک ہو وہ علیحدہ علیحدہ مردوں اور عورتوں کی تعداد کو سرکاری کاغذات مردم شماری ہند میں ملاحظہ کر لے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ثابت ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ یورپ جس کو سب ممالک سے زیادہ تر تعدد ازدواج کی ضرورت ہے، منزہ اور مبرا سمجھا جاتا ہے عورتوں کی تعداد مردوں سے کسی قدر زیادہ ہے

۔ چنانچہ برطانیہ کلاں میں بوئروں کی جنگ سے پہلے بارہ لاکھ انہتر ہزار تین سو پچاس عورتیں ایسی تھیں جن کے لئے ایک بیوی والے قاعدہ سے کوئی مرد مہیا نہیں ہو سکتا، فرانس میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے چار لاکھ تینتیس ہزار سات سو نو زیادہ تھی۔ جرمنی میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں ہر ہزار مرد کے لئے ایک ہزار تیس عورتیں موجود تھیں۔ گویا کل آبادی میں آٹھ لاکھ ستاسی ہزار چھ سو اڑتالیس عورتیں ایسی تھیں جن سے شادی کرنے والا کوئی مرد نہ تھا۔

سوئیڈن میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ایک لاکھ بائیس ہزار آٹھ سو ستر عورتیں اور ہسپانیہ میں سنہ ۱۸۹۰ء کی مردم شماری میں چار لاکھ ستاون ہزار دو سو باسٹھ عورتیں تھیں اور آسٹریا میں سنہ ۱۸۹۰ء میں چھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو چھیانوے عوتیں مردوں سے زائد تھیں۔

اب ہم سوال کرتے ہیں کہ اس بات پر فخر کر لینا تو آسان ہے کہ ہم تعدداز دواج کو برا سمجھتے ہیں، مگر یہ بتایا جائے کہ ان کم از کم چالیس لاکھ عورتوں کے لئے کونسا قانون تجویز کیا جائے، کیونکہ ایک بیوی کے قاعدہ کی رو سے یورپ میں تو ان کے لئے خاوند نہیں مل سکتے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جو قوانین انسانی ضروریات کے لئے بنائے جاتے ہیں وہ انسانی ضروریات کے مطابق بھی ہونے چاہئیں یا نہیں؟ وہ قانون جو تعدداز دواج کی ممانعت کرتا ہے وہ ان چالیس لاکھ عورتوں کو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی فطرت کے خلاف چاہیں اور ان کے دلوں میں مردوں کی کبھی خواہش پیدا نہ ہو۔ لیکن یہ امر تو ناممکن ہے جیسا کہ خود تجربہ اس کی شہادت دے رہا ہے۔

پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جائز طریقہ سے روکے جانے کے باعث وہ ناجائز طریقہ اختیار کریں گے اور اس طرح انہیں زنا کی کثرت ہوگی اور یہ تعدداز دواج کی ممانعت کا نتیجہ ہے اور یہ امر کہ اس سے زنا زیادہ پھیلے گا خیال ہی نہیں بلکہ امر واقع ہے۔ جیسا کہ ہزار ہا ولد الحرام بچوں کی تعداد سے ثابت ہو رہا ہے جو ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ (حضرت تھانوی کا کلام ختم ہوا۔)

افسوس اور صد ہزار افسوس

کہ اہل مغرب اسلام کے اس جائز سراپا مصلحت آمیز تعدداز دواج پر تو عیش پسندی کا الزام لگائیں اور غیر محدود ناجائز تعلقات اور بلا نکاح کی لاتعداد آشنائی کو تہذیب اور تمدن سمجھیں۔ زنا جو کہ تمام انبیاء و مرسلین کی شریعتوں میں حرام اور تمام حکماء کی حکمتوں میں قبیح اور

شرمناک فعل رہا ہے، مغرب کے مدعیان تہذیب کو اس کا قبیح ہونا نظر نہیں آتا اور تعدد ازدواج کہ جو تمام انبیاء ومرسلین اور تمام حکماء عقلاء کے نزدیک جائز اور مستحسن رہا ہے ان کو قبیح نظر آتا ہے ان مہذب قوموں کے نزدیک تعدد ازدواج تو جرم ہے اور زنا بدکاری اور غیر عورتوں سے آشنائی جرم نہیں۔ ان مہذب قوموں میں تعداد ازدواج کی ممانعت کا تو قانون موجود ہے، مگر زنا کی ممانعت کا کوئی قانون نہیں۔

(۵) تعدد ازدواج کے جواز اور استحسان کا اصل سبب یہ ہے کہ تعدد ازدواج عفت اور پاک دامنی اور تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی عظیم نعمت اور صفت کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جولوگ تعدد ازدواج کے مخالف ہیں وہ اندرونی خواہشوں اور بیرونی افعال کا مطالعہ کریں، جوقومیں زبان سے پاک تعدد ازدواج کے منکر ہیں وہ عملی طور پر ناپاک تعدد ازدواج یعنی زنا بدکاری میں مبتلا اور گرفتار ہیں۔ان کی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے یہ ثابت کردیا کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو موجود ہے ورنہ ایک عورت پر قناعت کرتے۔

پس خداوند علیم وحکیم نے اپنے قانون میں انسانوں کی وسیع خواہشوں، اندرونی میلانوں کی رعایت فرما کر ایسا قانون تجویز فرمایا کہ جومختلف جذبات، دلی طبائع کو بھی عفت اور تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھ سکے۔ (سیرت مصطفیٰ از مولانا ادریس کاندھلوی ؒ)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

منگنی

(۴۷) منگنی ہونے کے دوسال بعد لڑکے کا انکار

سوال: ۔میری بیٹی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ طے ہوا تھا، اس بات کو آج دوسال ہورہے ہیں۔لیکن آج تک لڑکے والوں نے پیسوں کی تنگی کی وجہ سے عقد نہیں کیا۔شادی سے پہلے لڑکی ایک حادثہ میں گر جانے کی وجہ ہسپتال میں داخل ہوگئی تھی ابھی الحمد اللہ تندرست ہے لیکن لڑکے والوں کے یہاں جب شادی پوچھنے کے لئے گئے تو انہوں نے نیز لڑکے نے آمادگی ظاہر نہیں کی، بلکہ انہوں نے کہا کہ تم اور ہم آج سے بے تعلق ہیں۔تم اپنی بیٹی کی شادی اپنی مرضی کے موافق کردو۔ ہماری برادری میں لڑکوں کی کمی ہے، ان حالات میں سوال یہ ہے کہ اب ہم ازروئے شرع لڑکے والوں سے لڑکی کا علاج کرانے میں جوخرچہ ہوا ہے اس میں سے کچھ خرچہ مانگتے ہیں یا

شادی کے لئے مجبور کر سکتے ہیں یا نہیں، یا اس سلسلے میں کورٹ کا سہارا لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ منگنی یعنی شادی کرنے کا وعدہ اور قول و اقرار اس پر دونوں جماعتوں کا قائم رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے و اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا۔ یعنی اور عہد (قول و قرار) پورے کرتے رہو، بے شک عہد کے متعلق پرسش ہونے والی ہے۔
(سورہ بنی اسرائیل)

لہذا کسی شرعی سبب کے بغیر قول و قرار سے پھر جانا اور دو سال تک امید دلا کر پھر انکار کر دینا گناہ کا کام ہے، برادری کے ذمہ دار لوگوں کا فرض ہے کہ رشتہ کرانے کی پوری کوشش کریں لیکن مجبور نہ کیا جائے، کورٹ کا سہارا لینا اور خرچ مانگنا غلط ہے۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب)
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷۵) ایک جگہ منگنی کر کے بلا وجہ توڑ دینا گناہ ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ناطہ گواہوں کے سامنے افضل الٰہی کے بیٹے سے کر دیا، کچھ عرصہ کے بعد اس شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنا جائز تھا یا نا جائز ہے؟ جو عالم ایسا نکاح کرے اس کے اور گواہوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ناطہ جس کو منگنی کہتے ہیں ایک وعدہ ہے اور وعدہ کر کے بلا وجہ پھر جانا نا جائز ہے، اور اگر شروع دن سے وعدہ پورا نہ کر سکا، ارادہ ہو تو نفاق کی علامت ہے جو سخت گناہ ہے۔ حدیث میں وعدہ خلافی کرنے کو منافق کی نشانی کہا گیا ہے۔ الغرض اگر اس شخص نے بلا وجہ وعدہ خلافی کی ہے تو سخت گناہگار ہوا اس کو توبہ کرنی چاہئے، اور اگر عذر پیش آیا تو مضائقہ نہیں، لیکن جو نکاح دوسری جگہ کیا ہے وہ بلاشبہ درست و صحیح ہے۔ اس نکاح کے پڑھنے والے اور گواہوں پر کوئی گناہ نہیں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۷۶) منگنی کیا بغیر شرعی عذر منگنی توڑنا جائز ہے؟

سوال:۔ رشتہ یا منگنی طے ہو جانے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر منسوخ یا توڑ دینا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ منگنی وعدہ نکاح کا نام ہے اور بغیر عذر کے وعدہ پورا نہ کرنا گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو منافق کے علامتوں میں شمار فرمایا ہے، ہاں اگر اس وعدہ کے پورا کرنے میں کسی معقول مضرت کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، تو شاید اللہ مواخذہ نہ فرمائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۷۷) نکاح سے پہلے منگیتر سے ملنا جائز ہے؟

سوال:۔ ایک صاحب فرمارہے تھے کہ منگیتر سے ملاقات کرنا، اس سے ٹیلیفون وغیرہ پر بات کرنا اور اس کے ساتھ گھومنا پھرنا صحیح نہیں۔ میں نے ان صاحب سے عرض کیا کہ یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے، اس کو تو کوئی بھی برا نہیں سمجھتا۔ پھر میرے جواب کا وہ صاحب واضح جواب نہ دے سکے جس کی وجہ سے میں الجھن میں پڑ گیا کہ کیا واقعی یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے، لہذا نکاح سے پہلے منگیتر کا حکم بھی وہی ہوگا جو غیر مرد کا ہے کہ عورت کا اس کے ساتھ اختلاط جائز نہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے کوئی برا نہیں سمجھتا، اول تو مسلّم نہیں (تسلیم نہیں)۔ کیونکہ شریف معاشروں میں اس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں معاشرے میں کسی چیز کا رواج ہو جانا کوئی دلیل نہیں، ایسا غلط رواج جو شریعت کے خلاف ہو، خود لائق اصلاح ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسیٹوں میں لڑکیاں غیر لڑکوں کے ساتھ آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں، کیا اس کو جائز کہا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۸) لڑکا دیندار نہ ہو تو کیا منگنی توڑ سکتے ہیں؟

سوال:۔ (۱) ہماری ایک بیٹی ہے، ہمارے گھرانہ کو الحمدللہ دیندار کہہ سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے

کہ ہم نے اپنی بیٹی کی منگنی دیندار لڑکے کے بجائے ایک دنیادار لڑکے سے کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ایک دیندار لڑکے سے کرتے تو ان کی اولاد انشاءاللہ حافظ قرآن اور باعمل عالم ہوتی اس کے برعکس ان کے گھر میں ٹی وی، وی سی آر اور ہر طرح کے لغویات ہیں جس کی وجہ سے ہماری بیٹی کے اعمال بھی خراب ہوں گے مجھے یہ خوف دامن گیر ہے، اس رشتہ کے ذمہ دار ہم ہیں تو کیا آخرت میں ہماری بیٹی کے متوقع گناہوں کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی، کیونکہ ایک باشرع رشتہ کے موجود ہوتے ہوئے دوسری جگہ کا انتخاب کیا جارہا ہے، کیا اس بارے میں قرآنی آیات یا احادیث مبارک ہے۔ اگر ہے تو ازراہ کرم مجھ کو مطلع فرمائیں۔

(۲) اور شرعی لحاظ سے رشتہ کے سلسلے میں کیا چیزیں دیکھنا ضروری ہیں کہ جن کا خیال رکھا جائے۔

(۳) کیا منگنی وعدہ کے ضمن میں ہے، اگر نہیں تو کیا اس کو ختم کر سکتے ہیں اور اگر میں ختم کروں تو گناہ گار تو نہ ہوں گی؟

الجواب: ۔(۱) یہ تو ظاہر ہے کہ جب آپ اپنے بیٹی کا رشتہ ایک ایسے لڑکے سے کریں گی جو دین سے بے بہرہ ہے تو متوقع گناہوں کا وبال آپ پر بھی پڑے گا اور قیامت کے دن ان گناہوں کا خمیازہ آپ کو بھی بھگتنا ہوگا۔ قرآن کریم اور احادیث میں یہ مضمون بہت کثرت سے آیا ہے جو شخص کسی نیکی کا ذریعہ بنے اس کو اس نیکی میں برابر کا حصہ ملے گا اور نیکی کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص کسی گناہ اور برائی کا ذریعہ بنے گا اس کو اس میں بھی برابر کا حصہ ملے گا اور گناہ کرنے والوں کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۲) رشتہ تجویز کرتے ہوئے والدین خود ہی بہت سی چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہیں حسب و نسب، مال و متاع اور ذریعہ معاش کے علاوہ اخلاق و کردار کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے، شریعت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی دینداری کو بطور خاص ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عورت سے اس کے حسب نسب، اس کے حسن و جمال، مال و متاع اور دین کی خاطر نکاح کیا جاتا ہے تم دین دار کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(۳) منگنی وعدہ ہے اور اگر لڑکا دیندار نہ ہو تو اس رشتہ کو ختم کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۹) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں بنتی

سوال:۔ میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں اتنی محبت کہ میں نے روحانی طور پر اسے اپنی بیوی مان لیا ہے اور کچھ عرصہ پہلے با قاعدہ قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی بیوی مانا ہے۔ آپ بتایئے کہ کیا وہ لڑکی ایسا کرنے سے میری بیوی ہوگئی اگر نہیں تو کیا کہیں اور شادی کرتے وقت مجھے اسے طلاق دینا ہوگی یا اس کی کوئی عدت وغیرہ کرنی ہوگی۔

الجواب:۔ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں ہو جاتی چونکہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھنے سے دونوں کا نکاح نہیں ہوا اس لئے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے اور آپ بھی والدین کی خواہش کے مطابق شادی کر سکتے ہیں۔ البتہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر آپ نے جو قسم کھائی تھی وہ ٹوٹ جائے گی، لہذا نکاح کے بعد دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کردیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

جہیز

(۸۰) موجودہ دور میں جہیز کی لعنت

سوال:۔ ٹی وی پروگرام تفہیم دین میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مقرر نے غیر مشروط طور پر جہیز کو کافرانہ رسم اور رسم بد قرار دیا ہے

(۱) کیا قرآن وسنت کی رو سے جہیز کو کافرانہ رسم اور رسم بد کہنا صحیح ہے؟

(۲) کیا حضور ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو جہیز دیا تھا؟

الجواب:۔ جہیز ان تحائف اور سامان کا نام ہے جو والدین اپنی بچی کو رخصت کرتے ہوئے دیتے ہیں۔ یہ رحمت ومحبت کی علامت تھی، بشرطیکہ نمود ونمائش سے پاک ہو اور والدین کے لئے کسی پریشانی واذیت کا باعث نہ بنتا ہو، لیکن مسلمانوں کی شامت اعمال نے اس رحمت کو زحمت بنا دیا ہے۔ اب لڑکے والے بڑی ڈھٹائی سے یہ دیکھتے ہی نہیں بلکہ پوچھتے بھی ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا ورنہ ہم رشتہ نہیں لیں گے۔ اسی معاشرتی بگاڑ کا نتیجہ ہے کہ غریب والدین کے لئے بچیوں کا عقد کرنا وبال جان بن گیا ہے۔ فرمایئے کیا اس جہیز کی لعنت کو کافرانہ رسم اور رسم بد سے بھی زیادہ سخت الفاظ کے ساتھ یاد نہ کیا جائے؟

آپ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں دریافت فرمایا ہے کہ کیا آپ نے اپنی صاحب زادیوں کو جہیز دیا تھا۔ جی ہاں دیا تھا لیکن کسی سیرت کی کتاب میں یہ پڑھ لیجئے کہ آپ نے اپنی چہیتی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہؓ کو کیا جہیز دیا تھا۔ دو چلیاں، پانی کے لئے دو مشکیزے، چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی اور ایک چادر۔ کیا آپ کے یہاں بھی بیٹیوں کو یہی جہیز دیا جاتا ہے۔ کاش ہم سیرت نبوی ﷺ کے آئینہ میں اپنی سیرت کا چہرہ سنوارنے کی کوشش کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۱) جہیز کی نمائش کرنا جاہلانہ رسم ہے

سوال:۔ ہمارے قبیلے کا یہ رواج ہے کہ ماں باپ لڑکی کو جو جہیز دیتے ہے اسے سرعام دکھاتے ہیں، جس میں عورت کے کپڑے بھی دکھائے جاتے ہیں اور یہاں بہت سے مرد بھی جہیز دیکھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا عورت کے کپڑے اور زیور نامحرموں کو سرعام دکھلانا دین اسلام میں جائز ہے؟

الجواب:۔ لڑکی کو دیئے جانے والے جہیز کا سرعام دکھانا جاہلی رسم ہے جس کا منشاء محض نمود ونمائش ہے اور مستورات کے زیور اور کپڑے غیر مردوں کو دکھانا بھی بری رسم ہے۔ شرفا کو اس سے غیرت آتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۲) عورت شوہر کے انتقال پر کس سامان کی حقدار ہے

سوال:۔ میرا ایک لڑکا تھا جس کی شادی ہوئی اور وہ اب انتقال کر گیا۔ بہو اپنی مرضی سے میکے چلی گئی اور جو سامان ساتھ لائی وہ بھی لے گئی اب وہ اس سامان کا مطالبہ کر رہی ہے جو ہم نے دیا تھا، جبکہ وہ سامان ہم نے اس لئے رکھا ہوا ہے کہ میری ایک پوتی بھی ہے جو میرے پاس ہی ہے بعد میں وہ اس کے کام آجائے گا۔ علاوہ ازیں جہاں میں نے لڑکے کی شادی کی تھی وہاں بدلے میں اپنی ایک لڑکی بھی دی تھی اب آپ بتائیں کہ اس سامان کے بارے میں علماء کرام کا کیا فتویٰ ہے اس کے علاوہ میرے پاس زمین اور مکان بھی ہے۔ اسے میں کس طرح تقسیم کروں؟ نیز میری پوتی کی عمر سات سال ہے اس کو ہم اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا والدہ کے حوالے کر دیں؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ جو سامان آپ نے شادی کے موقع پر بہو کو دیا تھا اگر اس کی ملکیت کر دیا تھا تو وہ سامان اسی کا ہے اور آپ کو اس کا رکھنا جائز نہیں اور اگر اس کی ملکیت نہیں کیا تھا بلکہ اس کو صرف استعمال کی اجازت دی تھی تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ سامان آپ کے مرحوم بیٹے کی ملکیت تھا اس صورت میں اس کا آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا ہے، نصف اس کی بیٹی کا اور باقی آپ کا اور اگر مرحوم کی والدہ بھی زندہ ہے تو چھٹا حصہ اس کا۔ گویا کہ کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے ان میں تین بیوہ کے، ۱۲ لڑکی کے، ۴ ماں کے اور ۵ والد کے۔

اور اگر سامان خود آپ کی اپنی ملکیت ہے، آپ کا بیٹا بھی اس کا مالک نہیں تھا تو بیوہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ آپ اس کا جو چاہیں کریں، آپ کی جائیداد آپ کے انتقال کے بعد دو تہائی آپ کی تینوں لڑکیوں کو ملے گی۔ (آپ کی اہلیہ زندہ ہے تو آٹھواں حصہ ان کو ملے گا) اور باقی آپ کے جدی وارثوں کو دی جائے گی۔ آپ کی پوتی کو کچھ نہیں ملے گا۔ گر آپ پوتی کو بھی کچھ دینا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ اپنی زندگی میں مناسب حصہ اس کے نام کر دیں۔ دوسری یہ کہ آپ وصیت کر جائیں کہ آپ کی پوتی کو اتنا حصہ دیا جائے۔ (تہائی مال کے اندر اندر وصیت کر سکتے ہیں) اور اس پر گواہ بھی مقرر کر لیں اگر آپ نے ایسی وصیت کر دی تو جائیداد کی تقسیم سے پہلے آپ کی پوتی کو وہ حصہ دیا جائے گا وارثوں کو بعد میں دیا جائے گا۔ بچی کے لئے حکم تو یہ ہے کہ بالغ[1] ہونے تک اپنی والدہ کے پاس رہے لیکن اگر والدہ کا مطالبہ نہ ہو یا اس نے کسی غیر جگہ نکاح کر لیا ہو تو آپ رکھ سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

---

[1] بالغ ہونے کی کم از کم عمر نو سال ہے اس لئے فتویٰ اسی پر ہے کہ لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گی۔ (مرتب)

فصل: زوجیت کے حقوق

(۸۳) بغیر عذر عورت کا بچے کو دودھ نہ پلانا ناجائز ہے

سوال:۔ خداوند کریم رازق العباد ہے، اس نے بچے کا رزق (دودھ) اس کی ماں کے سینے میں اتارا، اگر اس کی ماں بلا کسی شرعی عذر کے جبکہ ڈاکٹر نے بھی منع نہ کیا ہو بلکہ صرف اس عذر پر کہ وہ ملازمت کرتی ہے، بچے کو دودھ پلانے سے کمزوری واقع ہوگی، یا حسن میں بگاڑ پیدا ہوگا، بچے کو اپنا دودھ نہ پلائے تو کیا ایسی ماں کا شمار عاصیوں میں نہ ہوگا، اور کیا وہ سزاوار نہ ہوگی۔ آپ ازروئے شرع فرمایئے کہ ایسی عورت کو کیا سزا ملے گی؟

الجواب:۔ بچے کو دودھ پلانا دیانتاً ماں کے ذمہ واجب ہے، بغیر کسی صحیح عذر کے اس کا انکار کرنا جائز نہیں اور چونکہ اس کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں اس لئے ملازمت کا عذر معقول نہیں، اسی طرح حسن میں بگاڑ کا عذر بھی صحیح نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۴) شوہر سے انداز گفتگو

سوال:۔ اگر بیوی شوہر کو ناحق بات پر ٹوکے اور وہ بات صحیح ہو لیکن شوہر برا مان جائے تو کیا یہ گناہ ہے اور وہ بات بے دھڑک اسی وقت کہہ دیں یا بعد میں آرام سے کہیں؟

الجواب:۔ شوہر اگر غلط کام کرے تو اس کو ضرور ٹوکا جائے مگر لب ولہجہ نہ تو گستاخانہ ہو، نہ تحکمانہ۔ اور نہ طعن وتشنیع کا انداز ہو بلکہ انداز گفتگو بے حد پیار ومحبت کا اور دانشمندانہ ہونا چاہئے، پھر ممکن نہیں کہ اس کی اصلاح نہ ہو جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۵) بیوی سے ماں کی خدمت لینا

سوال:۔ باپ کی خدمت تو اس کے کام میں ہاتھ بٹا کر اور اس کا حکم مان کر کی جاسکتی ہے، اگر ماں بوڑھی ہو اور گھر کا پورا کام کاج نہ کرسکتی ہو تو کیا بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کے کام میں ہاتھ بٹائے، اس طرح ماں کی خدمت ہوسکتی ہے۔ لیکن آپ پہلے فرما چکے ہیں کہ اگر بیوی ساس سے خوش نہ ہو تو اس کو الگ گھر میں لے جاؤ، اس طرح تو خدمت کرنے کا ذریعہ ختم ہوجائے گا، تو کیا اس صورت میں بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کی خدمت کرے یا اس صورت میں بھی اس کو الگ گھر میں لے جایا جائے، اگر ایسا ہو تو پھر ماں کی خدمت کیسے ہوگی، کیونکہ صرف حکم ماننے سے تو ماں کی خدمت نہ ہوگی؟

الجواب:۔ بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کی خدمت کرتی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور بیوی کے لئے موجب سعادت ہے۔ لیکن یہ اخلاقی چیز ہے، قانونی نہیں۔ اگر بیوی شوہر کے والدین سے الگ رہنا چاہے تو شوہر شرعی قانون کی رو سے بیوی کو اپنے والدین کی خدمت پر مجبور نہیں کرسکتا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۶) میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ شوہر کو اس کی بیوی سے بدظن کرنا کیسا فعل ہے؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔ (ابوداؤد، صفحہ ۲۹۴، ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلانا اور ایک دوسرے سے بدظن کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور ایسا کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ فعل مسلمانوں کا نہیں اور قرآن کریم میں میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کو یہودی جادوگروں کا فعل بتایا ہے۔ (فتاویٰ شامیہ میں ہے کہ ایسے شخص کی سزا عمر قید ہے۔ (مؤلف)

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۷) بے نمازی بیوی کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔ اگر کوئی شخص خود پابندی سے نماز پڑھتا ہو اور اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرے اس کے باوجود بیوی نماز نہ پڑھے تو اس کا گناہ کس کو ملے گا، بیوی کو یا شوہر کو؟ مہربانی فرماکر میرے سوال کا جواب تفصیل سے دیں۔

الجواب:۔ شوہر کی تاکید کے باوجود اگر بیوی نماز نہ پڑھے تو وہ اپنے عمل کی خود ذمہ دار ہے، شوہر گناہ گار نہیں، مگر ایسی نالائق عورت کو گھر میں رکھا ہی کیوں جائے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۸) کیا شوہر مجازی خدا ہوتا ہے؟

سوال:۔ ایک ہفت روزہ میں مسائل کے کالم میں ایک عورت نے لکھا ہے کہ اس کا شوہر بدصورت ہونے کی وجہ سے اسے ناپسند ہے، لہٰذا اس شخص کے ساتھ رہنے میں لغزش ہوسکتی ہے اور وہ خلع چاہتی ہے جبکہ اس عورت کے والدین کہتے ہیں کہ شوہر کو بدصورت کہنا گناہ ہوتا ہے تو اسے جواباً بتایا گیا کہ شوہر کو خدا سمجھ لینے کا تصور ہندو عورتوں کا ہے، ورنہ اسلام میں نکاح طرفین کی خوشی سے ہوتا ہے اور اگر وہ عورت چاہے تو لغزش سے بچنے کے لئے خلع لے سکتی ہے کیونکہ نکاح کا مقصد ہی معاشرتی برائی سے بچنا ہے آگے اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں نے اب تک اپنی اطاعت گزار بیوی پر خود کو مجازی خدا اور باحیثیت مرد حاکم سمجھ کر جو ظلم کئے ہیں کیا میں گناہگار ہوا ہوں یا اپنی لاعلمی کی وجہ سے بے قصور ہوں یا مجھے اپنی بیوی سے معافی مانگنی ہوگی کہ خدا مجھ کو معاف کردے، یا میں حق پر ہوں اور یہ بات غلط ہے کہ شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

الجواب:۔ اللہ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے، مگر نہ وہ حقیقی خدا ہے اور نہ وہ مجازی خدا۔ حاکم کی حیثیت سے اسے بیوی پر ظلم وستم توڑنے کی اجازت نہیں، نہ ہی اس کی تحقیر وتذلیل ہی روا ہے۔ جو شوہر اپنی بیویوں پر زیادتی کرتے ہیں وہ بدترین قسم کے ظالم ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی سے

حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور جو ظلم و زیادتی کر چکے ہیں اس کی تلافی کرنی چاہئے۔ شوہر کو خدائی منصب پر فائز سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہو تو ہو، اسلام کا طریقہ بہرحال نہیں۔ البتہ عورت کو شوہر کی عزت و احترام کا یہاں تک حکم ہے کہ اس کا نام لے کر بھی نہ پکارے اور اس کے کسی بھی جائز حکم کو مسترد نہ کرے اور اگر شوہر سے عورت کا دل نہ ملتا ہو خواہ شوہر کی بدصورتی کی وجہ سے، خواہ اس کی بدخلقی کی وجہ سے، خواہ اس کی بددینی کی وجہ سے، خواہ کسی اور وجہ سے تو اس کو خلع لینے کی اجازت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۹) کیا مرد اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے

سوال:۔ کیا شوہر اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے جب کہ بیوی رہنے کو تیار نہ ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شوہر اسے جبراً رکھے ہوئے ہے ایسے مردوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ نکاح سے مقصود ہی یہ ہے کہ میاں بیوی ساتھ رہیں اس لئے شوہر کا بیوی کو اپنے پاس رکھنا تقاضائے عقل و فطرت ہے اگر بیوی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اس سے علیحدگی کرالے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کن چیزوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(۹۰) اولاد سے گفتگو میں بیوی کو امی کہنا

سوال:۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت دیکھنے میں آتی ہے جب بچہ اپنے باپ سے کسی چیز کا تقاضا کرتا ہے تو باپ بچے سے کہتا ہے جاؤ بیٹا امی سے لے لو یا یوں بھی کہا جاتا ہے کہ بیٹا اپنی امی کے پاس جاؤ بیٹے امی کہاں ہے جب کہ بیوی کو ماں کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو کیا اس قسم کے الفاظ بولنا درست ہے؟

الجواب:۔ اس سے بچے کی امی مراد ہوتی ہے اپنی نہیں اور بیوی کو امی کہنا جائز نہیں لیکن ایسا

کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۱) اپنے کو بیوی کا والد ظاہر کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹا

سوال:۔ زید نے سرکاری پلاٹ حاصل کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کو اس کے حقیقی ماموں کی بیوہ ظاہر کیا اور خود کو اپنی بیوی کا والد کیونکہ زید کی عمر اپنی بیوی کی والد جتنی ہے اسی طرح زید نے حکومت سے پلاٹ حاصل کر کے اس کو فروخت کر دیا۔

اب مندرجہ ذیل امور کی وضاحب مطلوب ہے۔

الف۔ کیا ان حالات میں زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار رہے؟

ب۔ کیا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

ج۔ اس ناپسندیدہ طریقے سے حاصل کردہ رقم جائز ہے یا ناجائز؟

د۔ شرعی اور فقہی نقطہ نگاہ سے زید کا یہ فعل کیسا ہے جب کہ زید حاجی اور بظاہر مذہبی بھی ہے۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ زید جھوٹ اور جعل سازی کا مرتکب ہوا اور ایسے غلط طریقہ سے حاصل کردہ رقم جائز نہیں ہوگی لیکن اس کے اس فعل سے نکاح نہیں ٹوٹا اس لئے تجدید نکاح کی ضروت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۲) کیا داڑھی کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال:۔ کیا داڑھی کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں داڑھی اسلام کا شعار اور آنحضرت ﷺ کی سنت واجبہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی کسی سنت اور اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا کفر ہے اس لئے میاں بیوی میں سے جس نے بھی داڑھی کا مذاق اڑایا ہے اور ایمان سے خارج ہوگیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اس کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے اپنے ایمان کی تجدید کریں اور نکاح دوبارہ کرے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۳) ''میں کافر ہوں'' کہنے سے نکاح پر کیا اثر ہوگا

سوال:۔ عشاء کی نماز سے واپس لوٹا تو دیکھا کہ بیوی بستر پر لیٹی ہوئی ہے میں نے اس خیال سے کہ بیوی بغیر عشاء کی نماز کے سوگئی ہے ذرا غصہ کے اندر میں نے کہا کہ تم نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی چونکہ پہلے وہ ہی کسی بات پر ناراض ہوکر لیٹی تھی اس لئے اس نے غصے میں جواب دیا کہ میں کافر ہوں جس کا مطلب اس کے لہجے کے انداز سے یہ نکلتا تھا میں تو کافر نہیں بہرحال اس وقت اس نے نماز ادا نہیں کی صبح اٹھ کر اس نے خود بخود صبح کی نماز ادا کی اور کہا کہ سختی کے انداز میں نماز کی دعوت کیوں دیتے ہو سوال یہ ہے کہ وہ اس جملہ سے کافر تو نہیں ہوگئی اور تجدید نکاح کی ضرورت تو نہیں؟

الجواب:۔ ''میں کافر ہوں'' کا فقرہ اگر بطور سوال کے تھا جیسا کہ آپ نے تشریح کی ہے یعنی کیا میں کافر ہوں مطلب یہ کہ ہرگز نہیں تو اس صورت میں ایمان میں فرق نہیں آیا نہ تجدید نکاح کی ضرورت ہے لیکن اگر غصے میں یہ مطلب تھا کہ میں کافر ہوں اور تم مجھے نماز کے لئے نہ کہو تو ایمان جاتا رہا اور نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۴) ایک دوسرے کا جھوٹا پینے سے نہ بہن بھائی بن سکتے ہیں اور نہ نکاح ٹوٹتا ہے

سوال:۔ ایک ہی ماں کا دودھ پینے والوں کو تو دودھ شریک کہتے ہیں لیکن یہاں کچھ لوگوں کو یوں بھی کہتے سنا ہے کہ میاں بیوی ایک ہی پیالہ میں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پی لیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا لڑکا لڑکی دودھ شریک بہن بھائی بن جاتے ہیں۔

الجواب:۔ جس دودھ کے پینے سے نکاح حرام ہوتا ہے وہ جو بچے کو مدت رضاعی یعنی دو سال کی عمر کے دوران کوئی عورت پلائے۔ عوام کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کا جھوٹا کھانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۵) اپنے شوہر کو قصداً بھائی کہنے سے نکاح پر کچھ اثر نہیں ہوتا

سوال:۔ کوئی شادی شدہ لڑکی جس کے دو بچے بھی ہیں اپنے شوہر کو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اگر بھائی کہے اور یہ کہے کہ میں طلاق چاہتی ہوں اس سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے تو کیا نکاح باقی رہے گا جب کہ لڑکی کسی بھی صورت میں اپنے سسرال جانے کو تیار نہیں ہے؟

الجواب:۔ لڑکی کے ان الفاظ سے تو طلاق نہیں ہوگی جب تک کہ شوہر اس کو طلاق نہ دے اگر وہ اپنے شوہر کے یہاں نہیں جانا چاہتی تو خلع لے سکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۶) بیوی اگر شوہر کو کہے تو مجھے کتے سے برا لگتا ہے تو نکاح پر کیا اثر ہوگا؟

سوال:۔ بیوی اگر شوہر کو کہے کہ تو مجھے کتے سے برا لگتا ہے تو نکاح میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کے ایسے الفاظ بکنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن وہ گنہگار ہوئی ایسے الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۷) جس عورت کے بیس بچے ہو جائیں کیا واقعی اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ اگر کسی عورت کے بیس بچے ہو جائیں تو اس کا اپنے شوہر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا واقعی یہ شرعی مسئلہ ہے یا عورتوں کی من گھڑت باتیں ہیں میں اکثر سن تو لیتی ہوں لیکن شرعی مسائل کی عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ بحث نہیں کرتی؟

الجواب:۔ عورتوں کا یہ ڈھکوسلا قطعاً غلط ہے اور بیہودہ ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

شادی کے متفرق مسائل

(۹۸) دلہن کی رخصتی قرآن کے سائے میں کرنا

سوال:۔ آج کل اس اسلامی معاشرہ میں چند نہایت ہی غلط اور ہندوانہ رسمیں موجود ہیں افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کسی رسم کو اجر وثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے مثلاً لڑکی کی رخصتی کے وقت اس کے سر پر قرآن کا سایہ کیا جاتا ہے حالانکہ اس قرآن کے نیچے ہی لڑکی (دلہن) ایسی حالت میں ہوتی جو قرآنی آیات کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور پا کرتی ہے یعنی بناؤ سنگھار کر کے غیر محرم کی نظر کی زینت بن کر کیمرہ کی تصویر بن رہی ہوتی ہے اگر لڑکی کہتی ہے کہ یوں درست نہیں بلکہ باپردہ ہونا لازم ہے جوکہ اسی قرآن میں تحریر ہے جس کا سایہ کیا جاسکتا ہے تو اسے قدامت پسند کہا جاتا ہے اور اگر کہا جاتا ہے کہ پھر قرآن کا سایہ نہ کرو تو اسے گمراہ کہا جاتا ہے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ دلہنوں کا یوں قرآن کے سایہ میں رخصت ہونا غیر محرموں کے سامنے کیسا ہے؟ قرآن کیا اسی لئے صرف نازل ہوا تھا کہ اس کا سایہ کریں چاہے اپنے اعمال سے ان آیات کو اپنے قدموں تلے روندیں۔

الجواب:۔ دلہن پر قرآن کریم کا سایہ کرنا محض ایک رسم ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور دلہن کو سجا کر نامحرموں کو دکھانا حرام ہے اور نامحرموں کی محفل میں اس پر قرآن کریم کا سایہ کرنا قرآن کریم کے احکام کو پامال کرنا ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۹) کیا کسی مجبوری کی وجہ سے حمل کو ضائع کرنا جائز ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شادی شدہ عورت جب کہ اس کے بچے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے کیا ایسی عورت آپریشن کے ذریعے یا کسی دواء کے ذریعے حمل کو ضائع کرسکتی ہے یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہو جائے کیا اس صورتوں میں حمل کو ضائع کرسکتی ہے قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ حمل جب چار مہینے کا ہوجائے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اس کے بعد حمل کا ساقط کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے قتل کا گناہ ہوتا ہے اس سے پہلے اگر کسی مجبوری کے تحت کیا جائے تو اگرچہ جائز ہے لیکن بغیر کسی شدید مجبوری کے مکروہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۰) دولہا کا دلہن کے آنچل پر نماز پڑھنا اور ایک دوسرے کا جھوٹا کھانا

سوال:۔ میری شادی کو تقریباً تین سال ہونے کو ہیں شادی کی پہلی رات مجھ سے دو ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں جس کی چبھن میں آج تک دل میں محسوس کرتا ہوں۔

پہلی غلطی یہ ہوئی کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ دو رکعت نماز شکرانہ جو کہ بیوی کا آنچل بچھا کر ادا کی جاتی ہے نہ پڑھ سکا یہ ہماری لاعلمی تھی اور نہ ہی میرے دوستوں اور عزیزوں نے بتایا تھا بہرحال تقریباً شادی کے دو سال بعد مجھے اس بات کا علم ہوا تو ہم دونوں میاں بیوی نے اس نماز کی ادائیگی بالکل اسی طرح سے کی نماز کے بعد اپنے رب العزت سے خوب گڑگڑا کر معافی مانگی مگر دل کی خلش دور نہ ہوسکی۔

دوسری غلطی بھی لاعلمی کے باعث ہوئی ہماری دور کی ممانی ہیں جنہوں نے ہمیں اس کا مشورہ دیا تھا کہ تم دونوں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ ضرور پینا ہم (میاں بیوی) نے ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ بھی پیا مگر جب میں نے اپنے ایک دوست سے اس بات کا ذکر کیا تو پتا چلا کہ جو لوگ ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پیتے ہیں بھائی بھائی یا بھائی بہن کہلاتے ہیں۔

جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے دل میں عجیب عجیب خیالات آتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتایئے کہ ہمارے ان افعال کا کفارہ کس طرح ادا ہو سکے گا۔ جناب کی مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ آپ سے دو غلطیاں نہیں ہوئیں بلکہ آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہے پہلی رات بیوی کی آنچل بچھا کر نماز پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب یہ محض لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی بات ہے لہٰذا آپ کی پریشانی بے وجہ ہے آپ کے دوست کا یہ کہنا غلط فہمی بلکہ جہالت ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا جھوٹا کھا پی لینے سے بھائی بہن بن جاتے ہیں یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں لہٰذا آپ پر کوئی کفارہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۱) شوہر کی موت کے بعد لڑکی پر سسرال والوں کا کوئی حق نہیں

سوال:۔ ہمارے ہاں یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ عموماً شادی سے ایک دو سال پہلے نکاح پڑھ لیتے ہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس عرصے کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے تو اب لڑکی آزاد ہو جائے گی اور جس جگہ بھی چاہے شادی کر سکتی ہے حالانکہ لڑکے کے والدین اس کو پسند نہیں کرتے بلکہ ان کے ہاں دوسرا بیٹا بھی ہے ان کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی کی شادی دوسرے بیٹے سے کرائی جائے کیا شوہر کے مرنے کے بعد لڑکی پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر کے انتقال کے بعد لڑکی کے ذمہ شوہر کی موت کی عدت ہے (ایک سو تیس دن بشرطیکہ شوہر کا انتقال مہینہ کے درمیان ہوا ہو اور چار مہینہ دس دن عدت ہے۔ اگر شوہر کا انتقال چاند رات کو ہوا ہو) واجب ہے عدت کے بعد لڑکی خودمختار ہے کہ وہ عدت کے بعد جہاں چاہے اپنا عقد کر لے سسرال والوں کا اس پر کوئی حق نہیں اگر وہ خود دوسرے بھائی سے شادی پر راضی ہو تو اس کا نکاح ہو سکتا ہے مگر سسرال والے مجبور نہیں کر سکتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۲) ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینے سے بہن بھائی نہیں بنتے

سوال:۔ میرے ایک دوست نے ایک لڑکی کو بہن بنایا اور اس نے قرآن اٹھا کر کہا کہ یہ میری بہن ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے منہ والا دودھ بھی پیا میں نے جہاں تک سنا ہے دودھ پینے سے بہن بھائی بن جاتے ہیں اب ان دونوں کی شادی ہو گئی ہے آپ بتائیں کہ یہ شادی جائز ہے؟

الجواب:۔ جھوٹی بات پر محض قرآن اٹھانے اور ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینے سے بہن بھائی نہیں بنا کرتے اس لئے ان کی شادی صحیح ہے جھوٹی بات پر قرآن اٹھانا گناہ کبیرہ ہے اور یہ ایسی قسم ہے جو آدمی کے دین دنیا کو تباہ کر دیتی ہے مسلمانوں کو ایسی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

(نوٹ) بہن بھائی کا مفہوم واضح ہے یعنی جن کا باپ ایک ہو یا ماں ایک ہو یا والدین ایک ہوں یہ نسبی بہن بھائی کہلاتے ہیں اور جس لڑکے اور لڑکی نے اپنی شیر خوارگی کے زمانے میں ایک عورت کا دودھ پیا ہو وہ رضاعی بہن بھائی کہلاتے ہیں یہ دونوں قسم کے بہن بھائی ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں ان کے علاوہ جو لوگ منہ بولے بھائی بہن بن جاتے ہیں یہ شرعاً

جھوٹ ہے اور ایسے نام نہاد بھائی بہن ایک دوسرے پر حرام نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۳) دن میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا واجب نہیں

سوال:۔ بہشتی زیور سے معلوم ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان رات میں برابری کرنی چاہئے، دن میں برابری نہیں ہے تو اگر کسی بی بی کی باری میں اس کے یہاں دن کو کھانا کھا کر دوسری بی بی کے گھر پر جس کے یہاں باری نہیں ہے دن کو علیحدہ چار پائی پر جا کر سو جائے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ صورت درست ہے...... واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۴) کیا عورت کا مرد پر حق ہے کہ وہ رات کو اپنے بستر پر سلائے

سوال:۔ کیا مرد پر عورت کا حق بنتا ہے کہ رات کو وہ عورت کو اپنے بستر پر ہی سلائے یا فقط ایک گھر میں اس کے ساتھ ہونا کافی ہے۔ اور حق مباشرت کے ایفاء کے لئے کبھی کبھار اپنے پاس لانے سے ادائے حق سے سبکدوش ہو جائے گی، غرض رات کو سونے میں عورت کا حق کہاں پر سونا ہے؟

الجواب:۔ مرد کے ذمے عورت کو اپنے بستر پر لٹانا واجب نہیں، بلکہ یہ واجب ہے کہ رات کو اسی گھر میں سوئے جہاں عورت سوتی ہے بلکہ دیانۃً یہ واجب ہے کہ عورت کے پاس جانے میں اتنی دیر نہ کرے جس سے عورت کے فساد خیال کا اندیشہ ہو، البتہ جس کے دو بیویاں ہوں اور وہ ایک گھر میں سوتا ہو تو اس پر دوسری کے گھر میں سونا بھی واجب ہے، تا کہ بیتوتت[1] میں برابری وعدل ہو اور یہ اس وقت ہے جب کہ عورت کو خاوند کے باہر لیٹنے سے وحشت نہ ہوتی ہو...... واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۵) عورت کو خیار بلوغ حاصل تھا مگر اسے علم نہ تھا کہ خیار ہوتا ہے تو خیار ساقط ہو گیا

سوال:۔ مسماۃ بہاراں کا عقد نکاح تقریباً پانچ سال کی عمر میں اس کے چچا نے مسمی احمد سے کر دیا تھا، مسماۃ بہاراں نے بالغ ہونے کے ایک ماہ بعد چھ آدمیوں اور اپنی والدہ کے سامنے کہا

[1] :- رات گزارنا

کہ مجھے اپنے چچا کا کیا ہوا عقد منظور نہیں ہے چونکہ عورت دیہات میں رہنے والی ہے اس لئے مسائل سے واقف نہیں، اس لئے بعد از بلوغ فوراً رد نہیں کرسکتی اب کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر بالغ ہونے کے وقت مسماۃ بہاراں کو عقد نکاح کا علم تھا، پھر وہ جہالت کی بناء پر خاموش رہی تو خیار بلوغ باطل ہو گیا اب اس کا نکاح کو رد کرنا معتبر نہ ہوگا، اور یہ دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی۔ (جیسا کہ ہندیہ میں صراحت سے لکھا ہے) اور اگر بوقت بلوغ نکاح کا علم نہ تھا تو خیار باطل نہ ہوگا جب تک نکاح کا علم نہ ہو خیار باقی رہے گا الخ (کما فی الھندیہ) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۱۰۶) باپ۔نے اگر غیر کفو میں نکاح کر دیا تو وہ لازم ہوگا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو میں کر دیا ہے اور اب یہ لڑکی بالغ ہوگئی ہے اور اپنے باپ کے کئے نکاح کو منظور نہیں کرتی اور کہتی ہے کہ میرا نکاح میرے خاندان میں کیوں نہیں کیا گیا، وہ لڑکی نہیں مانتی اور غیر کفو میں انکاری ہے اب اس کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

الجواب:۔ یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا۔ لڑکی کا انکار غیر معتبر ہے۔ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ باپ یا دادا اگر غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کر دیں تب بھی نکاح لازم ہو جائے گا۔ الخ۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۱۰۷) ”زوجہ کے اپنے والدین اور دیگر اقارب سے ملنے کی مدت“

سوال:۔ عورت اپنے خویش واقارب خصوصاً اپنی خالہ، اور حقیقی بھائی کے یہاں ملنے جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ لوگ اس کے ہاں آمد ورفت یا خط وکتابت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کرسکتے ہیں تو کتنے عرصہ میں آمد ورفت کرسکتے ہیں، سال بھر، ہفتہ یا مہینہ وغیرہ؟ امید ہے شافی جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

الجواب:۔ عورت کو اپنے والدین سے ایک ہی شہر میں ہوں تو ہفتہ میں ایک بار اور شہر سے باہر ہر مہینہ میں ایک بار ملنے کا حق ہے اگر والدین نہ آسکیں تو وہ خود جاسکتی ہے اور اگر والدین

آ ئیں تو ہر ہفتہ خود وہ ہیں آ کر مل جا ئیں ہاں سال میں دو چار دفعہ جس طرح عرف و دستور ہے خود بھی جا سکتی ہے، اور والدین کے سوا دیگر محارم سے شہر کے اندر اور شہر سے باہر سال بھر میں ایک بار ملنے کا عورت کو حق ہے اور محارم کو خط و کتابت کا بھی حق ہے۔ اور وہ عورت کے پاس خود بھی آ سکتے ہیں، البتہ شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ انہیں اپنے گھر کے اندر رہنے سے روک دے، پس اگر وہ اس سے مل لیں اور بات چیت کر لیں اور کچھ دیر بات کر کے واپس چلے جا ئیں، اگر رات کو بھی رہنا چاہیں تو زوج سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ الدر المختار اور شامی وغیرہ کی عبارات سے واضح ہوتا ہے لیکن اگر عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ان سے ملنے جائے گی تو ظاہر یہ ہے کہ نفقہ کی مستحق نہ ہوگی اگر چہ وہ جانے کا حق رکھتی ہے۔

اور اگر شوہر کی اجازت سے جائے گی تو مستحق نفقہ ہے الا یہ کہ شوہر جانے پر شرط رکھ دے کہ خرچہ نہیں دوں گا۔ واللہ اعلم (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۸) بیوی اور شوہر کے والدین کی نا اتفاقی اور الگ ہونے کا مسئلہ

سوال:۔ شوہر کے والدین اور بیوی کے درمیان نا اتفاقی کی صورت میں شوہر والدین سے علیحدہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر بیوی مالدار اور معزز گھرانے کی ہے اور وہ ساس سسر کے ساتھ رہنا پسند نہ کرتی ہو تو شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ اسے الگ مکان میں رکھے، اگر زوجہ متوسط الحال ہے تو شوہر کو اسے الگ مکان دینا واجب نہیں، لیکن وہ خود اگر اپنی راحت کے لئے چاہے تو جائز ہے بلکہ اگر والدین کے حقوق تعظیم ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا نزاعات کی وجہ سے قطع رحم کا خوف ہو تو الگ ہو جانا ضروری ہے۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۱۰۹) میاں بیوی کے تعلقات کا ایک اہم مسئلہ

سوال:۔ مرد و عورت جب پاک ہوں تو ان کی شرم گاہ کا ظاہری حصہ پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ اگر بوقت ہم بستری عورت مرد کی شرم گاہ کو منہ میں لے یا مرد اس کے منہ میں دے دے، یا عورت

کے ظاہری حصۂ شرم گاہ پر زبان لگائے یا چومے تو ایسی حرکتوں میں قباحت ہے یا نہیں گناہ ہوگا یا نہیں؟ ایسے مسائل کے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے مگر ضرورتاً دریافت کیا ہے معاف فرمائیں۔

الجواب:۔ دین کے مسائل واحکام دریافت کرنے میں شرم وحیا کو آڑ نہیں بنانا چاہئے، اگر شرم وحیا کا لحاظ کر کے دینی احکام معلوم نہ کئے جائیں تو شرعی احکام کا علم کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں رکھتا'' لہذا مسائل کے دریافت کرنے میں شرم وحیاء کو حجاب نہ بنانا چاہئے۔ بے شک شرم گاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کو منہ لگایا جائے اور منہ میں لیا جائے، اسے چوما جائے اور چاٹا جائے۔

ناک کی رطوبت پاک ہے تو کیا ناک کے اندرونی حصہ کو زبان لگانا اس کی رطوبت کو منہ میں لینا پسندیدہ خصلت ہوسکتی ہے؟ کیا اس کی اجازت ہوسکتی ہے؟ مقعد (پاخانہ کا مقام) کا ظاہری حصہ بھی ناپاک نہیں، پاک ہے تو کیا اس کو چومنے کی اجازت ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح عورت کی شرم گاہ کو چومنے اور زبان لگانے کی اجازت نہیں سخت مکروہ اور گناہ ہے۔ کتوں بکروں وغیرہ حیوانات کی خصلت کے مشابہہ ہے۔ اگر شہوت کا غلبہ ہو تو مرد کو چاہئے کہ صحبت کر کے ختم کر لے البتہ عورت فاعل نہیں مفعول ہوتی ہے اس لئے صحبت اس کے اختیار کی بات نہیں اس لئے اگر وہ صحبت کی درخواست کرنے میں شرم محسوس کرے اور شہوت سے مغلوب ہو کر مرد کا عضو مخصوص منہ میں لے لے تو معذوری ہے لیکن اس کی عادت کر لینا مکروہ ہے۔

عالمگیری کتاب الکراھیۃ میں، مرد کا عضو مخصوص عورت کے منہ میں دینا مکروہ لکھا ہے اور ایک قول اس کے خلاف بھی ہے۔

غور کیجئے۔ جس منہ سے پاک کلمہ پڑھا جائے تلاوت کی جائے درود پڑھا جائے اس کو ایسے کام میں استعمال کرنا دل کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا جس کا ترجمہ ہے۔ میں ہزار مرتبہ مشک وگلاب سے منہ دھوؤں تب بھی تیرا پاک نام لینا بے ادبی سی ہے۔ فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

فصل۔حق مہر

(۱۱۰) مہر فاطمی کی وضاحت اور ادائیگی مہر میں کوتاہیاں

سوال:۔ اگر کوئی اعتدال کے ساتھ مہر کی رقم مقرر کرنا چاہے تو آپ کی رائے میں کتنی رقم ہونی چاہئے بعض لوگ مہر فاطمی یا مہر محمدی رکھتے ہیں ان کی کیا تعریف ہے اکثر گھروں میں دیکھا گیا ہے کہ بیوی زندہ ہو یا مر جائے اس کے مہر کی ادائیگی کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا ہے اس کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے؟

الجواب:۔ مہر کے متعلق نبی کریم ﷺ کی احادیث طیبہ واضح ہیں مثلاً حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کا مہر (اپنی ازواج مطہرات کے لئے) کتنا تھا؟ فرمایا ساڑھے بارہ اوقیہ اور یہ پانچ سو درہم ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا دیکھو عورتوں کے مہر زیادہ نہ بڑھایا کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت کا موجب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو نبی کریم ﷺ تم سے زیادہ اس کے مستحق تھے مجھے علم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو؟ (مشکوٰۃ شریف)

بیویوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق مہر ہے جو شہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے ہمارے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مہر کم سے کم دس درہم (تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) ہے اور زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں حسب حیثیت جتنا مہر چاہیں رکھ سکتے ہیں یوں تو کوئی نکاح مہر

کے بغیر نہیں ہوتا لیکن اس بارے میں بہت سی کوتاہیاں اور بے احتیاطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

(۱) ایک کوتاہی لڑکی کے والدین اور اس کے عزیز واقارب کی جانب سے ہوتی ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات اس میں تنازع اور جھگڑے کی شکل بھی پیدا ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض موقعوں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اسی جھگڑے میں شادی رک جاتی ہے لوگ زیادہ مہر مقرر کرنے کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے ورنہ اگر مہر کا زیادہ ہونا شرف وسیادت کی بات ہوتی تو آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرت اور آپ ﷺ کی صاحب زادیوں کا مہر زیادہ ہوتا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو اور کسی صاحب زادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا پانچ سو درہم کی ایک سو اکتیس تولے تین ماشے (۴/۱-۱۳۱) چاندی بنتی ہے اگر چاندی کا بھاؤ پچاس روپے تولہ ہو تو پانچ سو درہم یعنی ۴/۱-۱۳۱ تولہ چاندی کے چھ ہزار پانچ سو ترسٹھ (۶۵۶۳) روپے بنتے ہیں (بھاؤ کی کمی بیشی کے مطابق اس مقدار میں کمی بیشی ہوسکتی ہے بہر حال ۴/۱-۱۳۱ تولہ چاندی کا حساب رکھنا چاہئے) اسی کو مہر فاطمی کہا جاتا ہے۔

بعض اکابر کا معمول رہا ہے کہ اگر ان سے نکاح پڑھانے کی فرمائش کی جاتی تو فرماتے کہ اگر مہر فاطمی رکھو گے تو نکاح پڑھائیں گے ورنہ کسی اور سے پڑھوالو الغرض مسلمانوں کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی لائق فخر ہونا چاہئے اور مہر کی مقدار اتنی رکھنی چاہئے جتنی آنحضرت ﷺ نے اپنی مقدس ازواج اور پیاری صاحب زادیوں کے لئے رکھی آپ ﷺ سے بڑھ کر کس کی عزت ہے گو اس سے زیادہ مہر رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں لیکن زیادتی کو فخر کی چیز سمجھنا اس پر جھگڑے کھڑے کرنا اور باہمی رنجش کی بنیاد بنالینا جاہلیت کے جراثیم ہیں جن سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے؟

(۲) ایک کوتاہی بعض دیہاتی حلقوں میں ہوتی ہے کہ سوا بتیس روپے مہر کو شرح محمدی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مقدار آج کل مہر کی کم سے کم بھی نہیں بنتی مگر لوگ اسی مقدار کو شرح محمدی سمجھتے ہیں جو بالکل غلط ہے خدا جانے یہ غلطی کہاں سے چلی ہے لیکن افسوس ہے کہ میاں جی صاحبان بھی لوگوں کو مسئلہ سے آگاہ نہیں کرتے جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم بعض ۲ تولے ۲/۱-۷ ماشے چاندی ہے جس کے آج کے حساب سے تقریباً ایک سو

اکتیس (۱۳۱) روپے بنتے ہیں اس سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے اس سے کم مقرر کرلیا تو دس درہم کی مالیت مہر واجب ہوگا؟

(۳) ایک زبردست کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ مہر ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی بلکہ رواج یہی بن گیا ہے کہ بیویاں حق مہر معاف کردیا کرتی ہیں یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بیوی کا مہر بھی شوہر کے ذمہ اسی طرح کا ایک قرض ہے جس طرح دوسری قرض واجب الاداہوتے ہیں یوں تو اگر بیوی کل مہر یا اس کا کچھ حصہ شوہر کو معاف کردے تو صحیح ہے لیکن شروع ہی سے اس کو واجب الادانہ سمجھنا بڑی غلطی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو وہ زانی ہے؟

(۴) ہماری معاشرے میں جو اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مہر لینا بھی عیب سمجھا جاتا ہے اور میراث کا حصہ لینا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ چاروناچار معاف کردینا ضروری سمجھتی ہیں اگر نہ کریں تو معاشرے میں نکو سمجھی جاتی ہے دیندار طبقہ کا فرض ہے کہ اس معاشرتی برائی کو مٹائیں اور لڑکیوں کو مہر بھی دلوائیں اور میراث کا حصہ بھی دلوائیں اگر وہ معاف کرنا چاہیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنا حق وصول کرلیں اور کچھ عرصہ تک اپنے تصرف میں رکھنے کے بعد اگر چاہیں تو واپس لوٹادیں اس سلسلے میں ان پر قطعاً جبر نہ کیا جائے؟

(۵) مہر کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ اگر بیوی مرجائے اور اس کا مہر ادا نہ کیا ہوتو اس کو ہضم کرجاتے ہیں حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر خانہ آبادی سے اور میاں بیوی کی یکجائی سے پہلے بیوی کا انتقال ہوجائے تو نصف مہر واجب الادا ہوگا اور اگر میاں بیوی کی خلوت صحیحہ (میاں بیوی کا بالکل اکیلے کمرے میں جمع ہونا) کے بعد اس کا انتقال ہوا ہوں تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا اور یہ مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہوکر اس کے جائز ورثاء پر تقسیم ہوگا اس کا مسئلہ علماء سے دریافت کرلینا چاہئے؟

ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر لڑکی کا انتقال سسرال میں ہوا تو اس کا سارا اثاثہ ان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور وہ لڑکی کے وارثوں کو کچھ نہیں دیتے اور اگر اس کا انتقال میکے میں ہوتو وہ قابض ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور شوہر کا حق دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ مردے کے مال پر ناجائز قبضہ جمالینا بڑی گری ہوئی بات بھی ہے اور ناجائز مال ہمیشہ نحوست اور بے برکتی کا سبب بنتا

ہے بلکہ بعض اوقات دوسرے مال کو بھی ساتھ لے ڈوبتا ہے اللہ تعالیٰ عقل وایمان نصیب فرمائے اور جاہلیت کے غلط رسوم ورواج سے محفوظ رکھے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۱) مہر کی رقم ادا کرنے کا طریقہ

سوال: ۔مہر کی رقم ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: ۔صحیح طریقہ یہ ہے کہ بلا کم وکاست مہر زوجہ کو ادا کر دیا جائے اور مہر شب زفاف کے بعد لازم ہو جاتا ہے یا دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۲) مہر کی ادائیگی بوقت نکاح ضروری نہیں

سوال: ۔حق مہر کی بوقت نکاح نقد ادائیگی ضروری ہے یا کہ نکاح نامہ پر ایک معاہدہ کی صورت میں اس قسم کا اندراج ہی کافی ہوتا ہے یعنی بعوض اتنی رقم بطور حق مہر فلاں ولد فلاں کا نکاح فلاں بنت فلاں سے قرار پایا وغیرہ وغیرہ؟

الجواب: ۔مہر کی ادائیگی بوقت نکاح ضروری نہیں بعد میں عورت کے مطالبہ پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۳) مہر مرد کے ذمہ بیوی کا قرض ہوتا ہے

سوال: ۔اگر حق مہر طے ہوا ہو اور وہ شوہر نے ادا نہ کیا ہو اور نہ بخشایا ہو تو اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے شادی کئے ہوئے بھی سوا سال ہو گئے ہیں اور میں نے حق مہر کے بارے میں کبھی خیال بھی نہیں کیا ہے؟

الجواب: ۔عورت کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے خواہ شادی کو کتنے ہی سال ہو گئے ہوں وہ واجب الادا رہتا ہے اور اگر شوہر کا انتقال ہو جائے اور اس نے مہر نہ ادا کیا تو اس کے ترکہ میں سے پہلے مہر ادا کیا جائے گا پھر ترکہ تقسیم ہوگا؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۴) شوہر اگر مر جائے تو مہر وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں

سوال:۔ زید اپنی اہلیہ کی مہر کی رقم ادا کئے بغیر فوت ہو گیا اب زید کی اہلیہ اپنی بڑے بچے سے مہر کی رقم جو زید کے ذمہ واجب الادا تھی یہ کہہ کر وصول کرنا چاہتی ہیں کہ اپنے باپ کے قرض کی ادائیگی تم پر واجب الادا ہے لہٰذا مذکورہ بالا صورت کی پیش نظر زید کے بچے پر ماں کی مہر کی رقم کی ادائیگی منجانب زید مرحوم کے لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے پس اگر وہ کوئی چیز چھوڑ کر مرے (خواہ گھر کا سامان کپڑے مکان وغیرہ ہو) اس سے یہ قرضہ ادا کیا جائے گا اور اگر وہ کوئی چیز چھوڑ کر نہیں مرا تو اس کے وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وہ گنہگار رہے گا اور قیامت کے دن اس کو ادائیگی کرنا ہوگی؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۵) کیا خلع والی عورت مہر کی حق دار ہے

سوال:۔ مذہب اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے سوال یہ ہے کہ خلع لینے کی صورت میں عورت مقررہ مہر کی حق دار رہتی ہے یا نہیں یعنی شوہر کے لئے بیوی کا مہر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ خلع میں جو شرائط طے ہو جائے فریقین کو اس کی پابندی لازم ہوگی اگر مہر چھوڑنے کی شرط پر خلع ہوا ہے تو عورت مہر کی حق دار نہیں اور اگر مہر کا تذکرہ نہیں آیا کہ وہ چھوڑا جائے گا یا نہیں تب بھی مہر معاف ہو گیا البتہ اگر مہر ادا کرنے کی شرط تھی تو مہر واجب الادا رہے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۶) بیوی اگر مہر معاف کر دے تو شوہر کے ذمہ دینا ضروری نہیں

سوال:۔ میرے نکاح کا حق مہر مبلغ = / ۱۵۰۰ روپے مقرر کیا گیا ہے جس میں سے آدھا معجّل اور آدھا غیر مؤجل طے پایا ہے جس کو میں فوری طور پر ادا نہیں کر سکتا تھا شادی کی رات جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور سلام وکلام کے بعد میں نے یہ صورت حال اپنی بیوی کے سامنے رکھی تو

اس نے اسی وقت اپنا تمام حق مہر مجھ پر معاف کر دیا براہ کرم مجھے قانون شریعت کے مطابق بتائیں کہ اس کے بعد میری بیوی مجھ پر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر آپ کا بیان اور بیوی کا اقرار نامہ درست ہے تو آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کو مہر معاف ہو گیا اور اب آپ پر مہر کی ادائیگی ضروری نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۷) جھگڑے میں بیوی نے کہا آپ کو مہر معاف ہے تو کیا ہوگا؟

سوال: ۔ میری بیوی نے تین یا چار مواقع پر لڑائی جھگڑے کے دوران کچھ ایسے جملے ادا کئے آپ کو مہر معاف ہے اور ایسے ہی ملتے جلتے جملے کیا ان جملوں سے مہر معاف ہو گیا یا نہیں؟

الجواب: ۔ لڑائی جھگڑے میں آپ کو مہر معاف ہے کہ الفاظ کا استعمال یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں اس کے بدلے میں مہر معاف ہے پس اگر آپ نے اس کی پیش کش کو قبول کر لیا تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور مہر معاف ہو جائے گا اور اگر قبول نہیں کیا تو مہر کی معافی بھی نہیں ہوئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حرمت مصاہرت

(۱۱۸) شرم گاہ کے اندرونی حصہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے ایک عورت کی اندام نہانی کو عمداً دیکھا، بلکہ دیکھنے میں ڈاکٹر کی طرح معائنہ کیا، لیکن زنا نہیں کیا تو کیا یہ اس عورت کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر شرم گاہ کا اندرونی حصہ شہوت سے دیکھا یا شہوت سے بلا حائل جسم کو چھوا ہے جیسا کہ اس صورت میں ظاہر ہے ہوا ہوگا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، مذکورہ عورت کی بچی سے نکاح درست نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ (مفتی محمد انور)

(۱۱۹) عورت مرد کے یا مرد عورت کے جسم کے کسی حصے کو شہوت سے چھولے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی

سوال:۔ کیا محض دل لگی کے خیال سے یعنی لذت کے خیال سے یا جسم چھونے کی خواہش سے یا بری نیت سے عورت مرد کے جسم کو یا مرد عورت کے جسم کو چھولے تو کیا حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ شہوت جس میں مرد کا عورت کی طرف یا عورت کا مرد کی طرف میلان ہوتا ہے اور وہ خواہش یا لذت کے لئے جسم کو چھولیں اور خواہش بڑھتی ہوئی محسوس ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی اب یہ مرد اس کے عورت کی ماں یا بیٹی سے اور یہ عورت اس مرد کے باپ یا بیٹے سے شادی نہیں کرسکتی۔ یہ ایک بہت نازک مسئلہ ہے جس میں بہت احتیاط کی جانی چاہئے۔ خصوصاً

اولاد والوں کو اپنی بھانجیوں، بھتیجیوں یا بیوی کے بھانجیوں، بھتیجیوں اور عورت کو مرد کے ان رشتوں اور دیگر رشتوں سے بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس پورے معاملے میں شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ ملخص

(۱۲۰) کسی نے بیٹی سے بدکاری کی تو بیوی حرام ہو جائے گی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی سے بدکاری کا گناہ کرلیا ہے اور اس کی بیوی اب تک اس کے پاس ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اس گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور اس کی جو سزا میرے لئے ہو میں بھگتنے کو تیار ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ اگر علیٰحدگی ضروری ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کی بیوی اسی گھر میں بچوں کی پرورش کرتی رہے اور یہ اس سے لاتعلق ہو کر رہے اور گھر کا خرچ دیتا رہے۔ اور کیا اس صورت میں بیوی اس سے پردہ کرے گی؟

الجواب:۔ بیٹی کے ساتھ بدکاری کرنے سے اس کی ماں شوہر پر حرام ہو گئی اب اس سے ازواجی تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ باقی نکاح بغیر قاضی کے فسخ کئے یا میاں بیوی میں سے کسی ایک کے متارکت کرنے کے بغیر نہیں ٹوٹتا۔ (متارکت یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک کہہ دے کہ میں تجھ سے تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔) لہذا جب تک قاضی سے تفریق نہ ہو یا متارکت کا تحقق نہ ہو نکاح نہیں ٹوٹتا، لہذا یہ شخص اپنی بیوی کو اس طرح گھر میں رکھ سکتا ہے کہ اس کے پاس نہ جائے اور نان نفقہ دیتا رہے، بشرط یہ کہ اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی وقت بیوی کے ساتھ تعلقات قائم ہو جائیں اور بیوی سے ترک تعلقات کر کے دوسرے نکاح کے بغیر اس کی عفت پر بھی اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی بیوی کی عفت پر کوئی اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۲۱) حدیث سے حرمت مصاہرت بالزنا کا ثبوت

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بہو سے زبردستی بدکاری کی تو کیا وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے؟ اب بیٹے کو اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کے بعد کوئی صورت ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر رہ سکے؟ اگر نہیں ہے تو اس کا نکاح فسخ سمجھا جائے گا یا طلاق کی ضرورت رہے گی؟

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اس لئے صورت مسئولہ میں بیٹے کی بیوی بیٹے پر حرام ہوگئی، اور اس کو اس سے جماع ومقدمات جماع (بوسہ، چھونا وغیرہ) سب حرام ہو گئے، لیکن نکاح فسخ نہیں ہوا، بلکہ فاسد ہو گیا اور اب طلاق دینا یا متارکت سے نکاح قطع کر دینا واجب ہے جب کہ اس کی بیوی کہیں اور نکاح کرنا چاہے۔ لیکن اگر وہ اسی کے ساتھ رہنا چاہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے پر قادر ہوں اور کسی قسم کی بے احتیاطی یا بے پردگی کا خطرہ نہ ہو اور گھر میں رکھنے کی سخت ضرورت ہو مثلاً اولاد کی وجہ سے۔ اس طرح عورت رہ سکتی ہے (اور اگر ضروت نہ ہو تو رہنے کی ضرورت نہیں) (اور ضرورت کے وقت) بے اطمینانی ہو تو کسی معتبر عورت کو ہمیشہ ساتھ رکھے اور جن لوگوں کو واقعہ زنا کی اطلاع ہے انہیں بھی اطلاع کر دی جائے کہ عورت کو اس صورت سے گھر میں رکھا جا رہا ہے بیوی بنا کر نہیں رکھا گیا۔

والاصل فی ثبوت حرمة المصاهرة بالزنا، قوله صلی الله علیه وسلم لسودة فی ولد جاریة زمعة "واحتجبی منه یا سودة (الحدیث) لانه صلی الله علیه وسلم لما رأی الشبه بعتبة علم انه من ماء ه فاجراه فی الا حتیاط مجری النسب. قال ابن حزم وهو قول الثوری ، وفی المعالم للخطابی وهو مذهب اصحاب الرأی والاوزاعی واحمد، قال وفی قوله صلی الله علیه وسلم، احتجبی منه یاسودة" حجة لهم. کذافی الجوهر النقی (ص۸۵/۲)

(**ترجمہ**) اور زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت میں اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب زمعہ کی لونڈی (کو عتبہ کے زنا سے حمل اور اس کے بچے کے بارے میں جھگڑا ہو اور اس بچے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تو اس) کے بچے کے بارے میں فرمایا کہ اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرنا۔ (حالانکہ یہ بچہ نسبی رشتہ میں ان کا بھائی بنتا تھا) چونکہ نبی کریم ﷺ نے اس میں عتبہ کی مشابہت دیکھ لی اس لئے پہچان لیا کہ یہ عتبہ کے نطفے سے ہے اس لئے نسب کی جگہ اسے قرار دیا۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہی ثوری کا قول ہے۔ معالم خطابی میں ہے کہ یہی اصحاب رائے۔ امام اوزاعی اور امام احمد کا قول ہے اور آپ ﷺ کے اس ارشاد میں ان قائلین کے لئے دلیل موجود ہے۔ (جوہر نقی)

اسی جوہرنقی میں ہے کہ ابن حزم کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عباس سے روایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص اوراس کی عورت کے مابین تفریق کی جس کے اس عورت سے سات لڑکے پیدا ہوئے اور ہرلڑکا ہتھیار اٹھانے والا مرد تھا۔ اس لئے کہ اس شخص نے اپنی ساس سے ناجائز کام کیا تھا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے'' کہ حضرت عمرانؓ بن حصین سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنی ساس سے زنا کیا ہو'' کہ وہ دونوں اس پر حرام ہوجائیں گی۔ (اوراس کی اسناد حسن ہیں)

ان دوصحابہ نے اس بات کی صراحت کی ہے جس پر حدیث مرفوع دلالت کرتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک صحابہ کے اقوال حجت ہیں۔ اورابن حزم نے یہی مسئلہ سعید بن میتب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن زبیر سے بھی روایت کیا ہے اور یہ بڑے تابعین ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے بھی صحیح سند سے ابن میتب، حسن بصری سے عبدالرزاق نے عطاء، طاؤس سے اورابن ابی شیبہ نے قتادہ، اورابوھاشم سے اس شخص کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جواپنی ساس یا بیٹی کو شہوت سے بوسہ دے توان حضرات نے جواب دیا کہ اس پر دونوں صورتوں میں بیوی ہوجائے گی (یعنی بیٹی اور ساس کی وجہ سے بیوی حرام ہوجائے گی) عبداللہ بن مغفل (صحابی) اور عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اس طرح جوہرنقی میں ہے جیسا کہ ہم نے اعلاء السنن میں علامہ ابن حجر سے فتح الباری اور تلخیص الجبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (علامہ ظفراحمد عثمانیؒ)

(۱۲۲) باپ اگر بیٹے کی بیوی کوشہوت سے چھوئے تو کیا حکم ہے

سوال:۔ ایک لڑکی کواس کے سسر نے کئی بار شہوت سے چھوا، بوسہ لیا اور گلے لگایا اور سینے پر ہاتھ لگایا۔ کیا یہ عورت اپنے شوہر پرحرام ہوگئی؟ یا اس کی ساس حرام ہوئی۔

الجواب:۔ اگر فی الواقع لڑکی کا بیان درست ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی، اس کی ساس اس کے سسر پر حرام نہیں ہوئی۔ لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اس وقت تک نہیں کرسکتی جب تک کہ خاونداس کو چھوڑ نہ دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو (حالانکہ اپنی بیوی کے بیان کی تصدیق کرتا ہو) تو لڑکی کو اختیار ہے کہ

عدالت کے ذریعے سے یا پنچائت وغیرہ کے ذریعے سے اس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر لڑکی کا شوہر اس کے بیان کی تصدیق نہیں کرتا تو پھر حاکم اسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ (جیسا کہ شامیہ میں یہ مسئلہ تفصیل سے مرقوم ہے) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۲۳) نابالغ بچے کے ساتھ بالغہ نے صحبت کر لی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک آٹھ نو سالہ بچے کا بیان ہے کہ فلاں عورت اسے ورغلا کر لے گئی اور اس کے ساتھ غلط حرکت کی اور باقاعدہ صحبت کی، دخول کرالیا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی؟ کیا جوان ہونے پر اس عورت کی بیٹی سے اس لڑکے کا نکاح ہو سکتا ہے؟

الجواب:۔ الدرالمختار، خانیہ وغیرہ میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اتنی عمر کا بچہ مراہق نہیں ہے اگر بالغہ عورت اس کے ساتھ صحبت کر لے اور دخول ہو جائے تو حرمت مصاحرت ثابت نہ ہو گی لہذا نکاح اس لڑکے کا اس عورت کی بیٹی سے درست ہو جائے گا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ یہ نکاح نہ کیا جائے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۲۴) حرمت مصاہرت کیا ہے؟

سوال:۔ حرمت مصاہرت کیا ہے؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب:۔ حرمت سے یہاں مراد وہ رشتہ ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہے ایک حرمت نسبتی ہوتی ہے جو خون اور رشتوں کی بنا پر ہوتی ہے جیسے ماں، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی وغیرہ دوسری حرمت رضاعی ہوتی ہے کہ کسی عوت کا دودھ پینے والی بچی یا بچہ اس عورت کے رضاعی بچے بن جاتے ہیں اور اس کے تمام نسبی رشتے ان بچوں کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔ تیسری حرمت مصاہرت ہے۔ یہ وہ حرمت ہے جو کسی بھی شخص یا عورت کے آپس میں ازدواجی تعلقات کی بناء پر مبنی ہے۔ اور اس میں، مباشرت، شہوت سے چھونا شہوت سے عورت کی شرم گاہ کا اندرونی حصہ دیکھنا بھی شامل ہے۔ ان افعال کے مرتکب مرد اور پہلے دو افعال کی مرتکب عورت پر حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی اب عورت اس مرد کے باپ اور بیٹے سے شادی نہیں کر سکتی

اور نہ ہی یہ مرد اس عورت کی ماں یا بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مرد اور عورت بالغ ہوں یا کم از کم ایک بالغ دوسرا قریب البلوغ ہو[1]

اور یہ حرمت مصاہرت باضابطہ نکاح سے بھی وجود میں آتی ہے اور ناجائز طور پر، یا شبہ کی طور پر بھی ان افعال کی صورت میں جو ہ میں آتی ہے۔

اس میں شرط یہ ہے کہ چھوتے وقت شہوت ہو یا شرم گاہ دیکھتے وقت شہوت ہو اور شہوت میں زیادتی محسوس ہو یعنی لذت کی نیت سے چھونے، چومنے یا مباشرت کرنے کی طرف دل مائل ہو۔ اور مرد کے لئے عضو مخصوص کے انتشار سے اس کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

بہر حال یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے جس کے بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

---

[1] اور یہ کہ جسم کو بغیر کپڑے کے چھوا ہو۔

کتاب الرضاع

رضاعت یعنی بچوں کو دودھ پلانا

(۱۲۵) عورت کے دودھ کی حرمت کا حکم کب ہوتا ہے؟

سوال:۔ ایک میاں بیوی جو خوشگوار ازدواجی زندگی گذار رہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے تین بچوں سے نوازا ہے سب سے چھوٹی شیر خوار بچی جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہے اور ماں کا دودھ پیتی ہے ایک روز رات کے وقت بچی نے دودھ نہیں پیا جس کی وجہ سے اس عورت کا دودھ بہت چڑھ آیا تکلیف کی وجہ سے مجبوراً اس عورت کو اپنا دودھ خود نکالنا پڑا اس نے اپنا دودھ نکال کر کسی برتن میں اس غرض سے رکھا کہ بعد میں کسی صاف جگہ پر دودھ ڈال دیں گی یا ڈلوا دیں گی کیونکہ اس عورت نے کسی سے سن رکھا تھا کہ ویسے ہی عام جگہ یا گندی جگہ پر اس قسم کا دودھ پھینکنا گناہ ہے حسب معمول وہ صبح کی چائے کے لئے بھی رات ہی کو دودھ منگوا کر رکھ لیا کرتے تھے یعنی اس کا شوہر چائے کے لئے دودھ لا کر رکھ دیا کرتا تھا صبح اس کے شوہر نے اٹھ کر چائے بنائی اور غلطی سے چائے والا دودھ پائے میں ڈالنے کے بجائے اپنی بیوی کا وہ نکالا ہوا دودھ چائے میں ڈال کر چائے بنائی اور وہ چائے دونوں میاں بیوی اور بچوں نے پی لی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد جب اس کی بیوی نے وہ اپنا نکالا ہوا دودھ کسی صاف جگہ ڈلوانے کے لئے اپنے شوہر کو دینا چاہا تو دیکھا کہ اس برتن میں دودھ نہیں اس بارے میں اس نے اپنے شوہر سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس برتن والا دودھ تو میں چائے میں ڈال چکا ہوں اور جب اس نے دیکھا تو چائے والا دودھ ویسے کا

ویسا ہی پڑا تھا، بیوی یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوئی تو شوہر نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو بیوی نے بتایا کہ اس برتن میں تو میں نے اپنا دودھ رات کے وقت تمہارے سامنے نکال کر رکھا تھا جو تم نے چائے میں ڈال دیا اور وہ چائے ہم سب نے پی لی ہے اب دونوں میاں بیوی سخت پریشان ہوئے تو انہوں نے ایک عالم صاحب سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا تمام واقعات سننے کے بعد عالم صاحب نے بتایا کہ تم دنوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ چکا ہے اور اب تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے کسی صورت میں بھی نہیں رہ سکتے کیونکہ تمہاری بیوی اب تمہاری رضاعی ماں بن چکی ہے اب یہ بیوی تم پر حرام ہے۔

لہذا اب آپ اس مسئلہ پر قرآن وسنت کے مطابق روشنی ڈالیں کہ کیا واقعی ان دونوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا کیا ان دونوں میاں بیوی کے مابین طلاق ہوگئی کیا اب یہ عورت اپنے میاں پر حرام ہے کیا رجوع کرنے سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے کیا حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ عورت کے دودھ سے حرمت جب ثابت ہوتی ہے جب کہ بچے نے دوسال کی عمر کے اندر اس کا دودھ پیا ہو بڑی عمر کے آدمی کے لئے دودھ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی نہ عورت رضاعی ماں بنتی ہے لہذا ان دونوں میاں بیوی کا نکاح قائم ہے اس عالم صاحب نے مسئلہ قطعاً غلط بتایا ان دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا اس لئے نہ حلالہ کی ضرورت ہے نہ دوبارہ نکاح کرنے کی اور نہ کسی کفارے کی اطمینان رکھیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۶) رضاعت کے بارے میں عورت کا قبول نا قابل اعتبار ہے

سوال:۔ میرے چچازاد دو بھائیوں کے لڑکا اور لڑکی (جو آپس میں رضاعی بہن بھائی بتائے جاتے ہیں) نے نکاح کیا جس مولوی صاحب نے نکاح پڑھوایا۔ اس کو بعد میں بتایا گیا کہ معاملہ تو ایسا ہے مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ تین آدمیوں کی شہادت پیش کرو کہ یہ دودھ پیا گیا ہے لڑکا اور لڑکی کے والدین کا کہنا ہے کہ یہ بات جھوٹ ہے لڑکے نے لڑکی کی سوتیلی ماں کا دودھ نہیں پیا ہے میں اور خاندان کے چند اور بھائیوں نے اسی دوران اس بات پر لڑکا اور لڑکی کے والدین کے ساتھ فتویٰ لے کر قطع تعلق کیا چونکہ تین شہادتیں ہمارے پاس نہیں تھیں البتہ جس عورت کا

دودھ پیا گیا تھا چونکہ لڑکی کے والدین نے دوسری شادی کی اور پہلی عورت سے ناچاقی ہوگئی ہے اس لئے وہ اپنے والدین کے ہاں رہائش پذیر ہے ہم تین آدمی اس عورت کے پاس چلے گئے اور اس کے حالات معلوم کئے تو اس عورت نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اور اس کے خاوند کا کہنا ہے کہ چونکہ میرا اس عورت کے ساتھ تعلقات دوسری شادی کی وجہ سے اچھے نہیں اس لئے وہ مجھ سے انتقام لینا چاہتی ہے اور جھوٹ الزام لگاتی ہے۔

اب چونکہ یہ بات مشکوک ہوگئی ہے کہ عورت سچ بولتی ہے یا جھوٹ اور تین گواہ بھی ہمارے پاس نہیں ہے اس لئے گذارش یہ کہ ہمیں اس بات کا فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا میں نے جو قطع تعلق کیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ رضاعت کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی چشم دید شہادت ضروری ہے صرف دودھ پلانے والی کا یہ کہنا کہ میں نے دودھ پلایا کافی نہیں اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور اس عورت کا قول ناقابل اعتبار ہے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۷) اگر دوائی میں دودھ ڈال کر پلایا تو اس کا حکم

سوال:۔ ایک عورت نے ایک بچہ کو دوائی میں اپنا دودھ ڈال کر پلا دیا اب اس کا رشتہ اس عورت کی اولاد کی ساتھ جائز ہے یا نہیں اس صورت میں کہ دودھ غالب ہو؟

الجواب:۔ جائز نہیں۔

سوال:۔ اس صورت میں کہ دودھ اور دوائی دونوں برابر ہوں؟

الجواب:۔ جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۸) بچہ کو دو سال سے زائد دودھ پلانا

سوال:۔ میری بچی کی عمر تین سال ہے مگر اسے میری بیوی اپنا دودھ پلاتی ہے میرا خیال یہ ہے کہ دو سال کے بعد دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ احادیث کے مطابق مدت رضاعت دو سال ہے اس سے زائد عمر تک بچے کو بلا عذر دودھ پلانا گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ (کمافی کتب الفقہ)

(۱۲۹) شادی کے بعد ساس کا دودھ پلانے کا دعویٰ

سوال:۔ میرے شوہر نے میری ماں کا دودھ پیا تھا اور میری شادی کو تقریباً ۱۴ سال ہو رہے ہیں اور ۱۴ سال سے یہ مسئلہ میرے لئے عذاب بنا ہوا ہے میری ماں کہتی ہیں کہ تیرے شوہر نے میرا دودھ تیرے اوپر نہیں پیا تھا بلکہ بڑے بھائی کے ساتھ پیا تھا اور کبھی کہتی ہیں کہ دودھ نہیں پیا تھا بلکہ اس کو بہلانے کے لئے دے دیا کرتی تھی دودھ نہیں ہوتا تھا یاد رہے کہ جب میری ماں نے میرے شوہر کو دودھ پلایا تھا اس وقت ان کی گود میں بھی بچہ تھا جو کہ دودھ پیتا تھا اور وہ میرے بڑے بھائی تھے۔

الجواب:۔ صرف آپ کی والدہ کا دعویٰ تو قابل قبول نہیں بلکہ رضاعت کا ثبوت دو ثقہ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوتا ہے پس اگر دودھ پلانے کے گواہ موجود ہیں تو آپ دونوں میاں بیوی نہیں بہن بھائی ہیں اور اگر گواہ نہیں تو دودھ پلانے کا دعویٰ غلط ہے اور نکاح صحیح ہے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۰) رضاعی باپ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ سعودی عرب میں پیش آنے والا ایک واقعہ (۲۱ برس تک بہن بیوی رہی سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا) اس بیان کے مطابق زید نے اپنی چچی کا دودھ پیا اور اس کی وہ چچی وفات پا گئی اس کے چچا نے دوسری شادی کی دوسری چچی کی لڑکی سے زید نے شادی کی چونکہ سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا حنفیہ عقیدے میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ دوسری لڑکی بھی اس کے چچا سے تھی اس کا چچا رضاعی باپ تھا اور باپ کی اولاد بھائی بہن ہوتے ہیں اس لئے یہ لڑکی اس کی رضاعی بہن تھی سعودی علماء نے جو فتویٰ دیا ہے وہ صحیح ہے اور چاروں مذاہب کے علماء اس پر متفق ہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۱) رضاعی بہن سے شادی

سوال:۔ میری اہلیہ کے بھائی کے گھر ایک بچی کی ولادت ہوئی بچی کی ولادت کے چند ہفتے

بعد میری اہلیہ نے اس بچی کو اپنا دودھ پلایا بچی نے مشکل سے ایک یا دو قطرے دودھ پیا ہوگا اور صرف ایک دفعہ ہی ایسا ہوا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے بڑے بیٹے کی شادی اپنی اہلیہ کے بھائی کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہوں آپ حدیث اور شریعت کی رو کے مطابق بتائیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ آپ کی اہلیہ نے اپنے بھائی کی جس بچی کو دودھ پلایا ہے وہ اس بچی کی رضاعی والدہ بن گئیں اور یہ لڑکی آپ کے لڑکے کی رضاعی بہن ہے اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہے لہذا آپ اپنے لڑکے کی شادی اس لڑکی سے نہیں کر سکتے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

خون دینے سے حرمت کا مسئلہ

(۱۳۲) جس عورت کو خون دیا ہو اس کے لڑکے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ ایک لڑکی نے ایک بوڑھی عورت کو خون دیا ہے اب اس عورت کا لڑکا اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے شادی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہوسکتی ہے خودن دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۳) بیوی کا دودھ پینا جائز نہیں

سوال:۔ بوقت اختلاط و جماع اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے پستان چوسے یہ جانتے ہوئے کہ ان میں دودھ نہیں ہے تو شرعاً جائز ہے اگر نا جائز ہے تو نکاح قائم رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب دودھ نہ ہونا یقینی ہو تو جائز ہے اور نکاح میں بہر حال کوئی خلل نہیں آتا، البتہ اگر خاوند صغیر السن اور عمر رضاعت کے اندر ہو اور زوجہ دودھ پلادے تو حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔ (جیسا کہ الدر المختار اور دوسری کتب فقہ میں ہے) اور اگر دودھ ہونا یقینی ہو اور منہ میں دودھ آجائے تو اسے تھوک دے اس کا نگل لینا حرام ہے البتہ عمر رضاعت کے بعد نکاح میں کوئی فرق

نہیں آتا۔(م)

(۱۳۴)مسلمان بچہ کو کافرہ کا دودھ پلوانا

سوال:۔ ایک مسلمان کی بیوی فوت ہوگئی اس کی بچی دو ماہ کی ہے اس شخص نے وہ لڑکی پرورش کے لئے ایک عیسائی عورت کے حوالے کر دی ہے۔ کیا بچی بڑی ہو کر اگر عقائد و اعمال بگاڑ لے تو کیا باپ پر اس کا گناہ نہ ہوگا۔

الجواب:۔ شیر خوار بچے کو تربیت و رضاعت کے لئے بلا ضرورت کافر عورت کے سپرد کرنا مناسب نہیں ہے لیکن جائز ہے اور یہ ضروری ہے کہ جب بچہ کچھ دین و مذہب سمجھنے لگے تو اس سے بچے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ نیز اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس عورت کے پاس رہنے سے اس کے مزاج و طبیعت میں کفر کی محبت پیدا ہو جائے گی تو تب بھی اس عورت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ الدر المختار وغیرہ میں ہے کہ بچہ جب دین کو سمجھنے لگے تو اس کی غیر مسلمہ ایسی حاضنہ سے اس کو الگ کر دیا جائے، لیکن اگر ڈر ہو کہ وہ کفر سے محبت کرنے لگے گا تو پہلے ہی ہٹا لیا جائے اگرچہ وہ دین نہ سمجھتا ہو۔ الخ۔ جو شخص اس کے خلاف کرے گا وہ گناہگار ہوگا مگر مسلمان رہے گا۔ (مفتی محمد شفیع)

(۱۳۵) آٹا گوندھتے وقت عورت کا دودھ گر کر آٹے میں مل گیا تو اس کی روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک عورت آٹا گوندھ رہی تھی اور اس کے پستان سے دودھ نکل کر آٹے میں گر کر مل گیا، اب وہ اس گھر کا آٹا کھا سکتی ہے یا نہیں؟ اور کون کون کھا سکتا ہے، سنا ہے کہ خاوند کو حرام ہے، اور عورت کو مکروہ ہے اور بچوں کے لئے جائز ہے۔ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب:۔ آٹے میں دودھ گرنے سے اس آٹے کا کھانا موجب حرمت نکاح نہ ہوگا، کیونکہ یہ رضاع کے معنی میں نہیں اور خصوصاً جب کہ وہ روٹی میں مل گیا ہے۔ اور نہ اس سے رضاعت ثابت ہوگی۔ البتہ دودھ انسانی جزو ہے۔ جس کا استعمال قصداً جائز نہیں چاہے کھانے ہی میں ہو لہٰذا اس سے احتراز اولیٰ ہے، لیکن چونکہ وہ پکتے میں جل جائے گا اور تھوڑا سا ہے اس لئے احتراز واجب نہیں، اس کی روٹی کھانا سب کو جائز ہے۔ کیونکہ اس طرح کی پابندی میں حرج

واقع ہے اور حرج امت سے اٹھایا جاچکا ہے۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۳۶) بھائی کی رضاعی بہن اور رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح صحیح ہے

سوال:۔ ایک لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ پیا ہے اب اس لڑکے کا بھائی اس چچی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہ نکاح حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ جب دودھ پینے والے لڑکے کے بھائی نے اس چچی کا دودھ نہیں پیا تو اس کا نکاح اس چچی کی لڑکی سے صحیح ہے بھائی کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح حلال ہے حرام نہیں اسی طرح رضاعی بھائی کی حقیقی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اسی طرح رضاعی بھائی کی رضاعی بہن ساتھ بھی نکاح درست ہے؟(وتحل اخت اخیه رضاعاً کما تحل نسباً الخ)
(فتاوی عالمگیری ج۱ص۳۴۳)

(۱۳۷) دو سال سے کم عمر بچے کے ایک مرتبہ پینے یا ایک مرتبہ پستان چوسنے سے حرمت ثابت ہوجائے گی

سوال:۔ رضاعت کی حرمت ثابت ہونے کے لئے کتنی عمر ضروری ہے اور کتنی مرتبہ پینا ضروری ہے؟ کہ جس سے رضاعت کی حرمت ثابت ہوجائے؟

الجواب:۔ فقہائے حنفیہ کے نزدیک دو سال یا اس سے کم عمر بچہ اگر کسی عورت کا دودھ ایک مرتبہ پی لے یا ایک مرتبہ پستان چوس لے جس سے دودھ اس کے حلق میں اتر جائے تو حرمت ثابت ہوجائے گی جیسا کہ کئی احادیث وآثار سے ثابت ہے دو سال سے زائد عمر کے بچے کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ (ملخص) تفصیل کے لئے درس ترمذی ج۳ صفحہ۴۴۲) ملاحظہ کریں۔

کتاب الطّلاق

طلاق، اس کی اقسام، صریح، کنایہ،
عدت، ظہار، ایلاء تنسیخ نکاح
کے متعلق احکام

طلاق واقع ہونے اور اس کے موزوں وقت کا بیان

(۱) طلاق دینے کا اختیار کس کو ہے اور کتنا ہے؟

سوال:۔ طلاق دینے کا اختیار مرد کو ہے یا عورت کو؟ اور کتنی طلاقیں دی جا سکتی ہیں؟
الجواب:۔ طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دے دی تو طلاق پڑ گئی عورت کا اس میں کچھ بس نہیں ہے کہ منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہو جاتی ہے اور عورت اپنے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی۔ پھر مرد کو بھی فقط تین طلاقوں کا اختیار ہے اس سے زیادہ کا نہیں اگر چار، پانچ یا اور زیادہ دے دے تب بھی تین ہی طلاقیں ہوں گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲) طلاق دینے کا شرعی طریقہ

سوال:۔ اسلام میں طلاق دینے کا شرعی صحیح طریقہ کیا ہے؟ یعنی طلاق کس طرح دی جاتی ہے؟ عائلی قوانین میں یہ ہے کہ اپنی بیوی کو جب تین مرتبہ طلاق نہ دے اس وقت تک طلاق کو مؤثر نہیں سمجھا جاتا۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟
الجواب:۔ طلاق دینے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ جب بیوی ماہواری سے پاک ہو تو اس سے جنسی تعلق قائم کئے بغیر ایک رجعی طلاق دے دے۔ (رجعی طلاق کا بیان آگے آ رہا ہے) پھر اس سے رجوع نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے۔ اس صورت میں عدت کے اندر بھی رجوع کی گنجائش ہوگی اور عدت گذر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الگ الگ تین طہروں میں تین طلاقیں دے، یہ صورت زیادہ بہتر نہیں۔ اس میں بغیر حلالہ شرعی کے آئندہ نکاح نہیں ہو سکے گا۔

(۳) تیسرا طریقہ ''طلاق بدعت'' ہے جس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ بیوی کو ماہواری کے دوران طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں صحبت کر چکا ہے یا ایک ہی لفظ سے یا ایک ہی مجلس میں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے ڈالے یہ طلاق بدعت کہلاتی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس طریقہ سے طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگر ایک دی تو طلاق واقع ہوئی۔ دو دیں تو دو واقع ہوئیں اور اگر تین اکٹھی طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں۔ خواہ ایک لفظ میں دی ہوں یا ایک مجلس میں یا ایک طُھر میں، عائلی قوانین کی اتباع میں ایک ہی مرتبہ میں تین طلاقیں دینا برا ہے اس سے میاں بیوی کا رشتہ یکسر ختم ہو جاتا ہے اور رجوع اور مصالحت کی گنجائش نہیں رہتی اور بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح نہیں ہوتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) واضح لفظ اور اشارے کنایوں کی طلاق

سوال:۔ کیا اشاروں کنایوں سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ صحیح واضح لفظ کہے یا نہ کہے اس کی کچھ وضاحت فرما دیں۔

الجواب:۔ طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ غرض یہ کہ ایسی صاف واضح بات کہہ دی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو ''طلاق صریح'' کہتے ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ صاف صاف لفظ تو نہ کہے مگر ایسے گول مول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہو اور طلاق کے سوا دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہوں۔ جیسے کوئی کہے۔ ''میں نے تجھ کو دور کر دیا'' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دی'' اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ طلاق تو نہیں دی مگر اب تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ تیری خبر نہ لوں گا۔

''یا یوں کہے کہ مجھ کو تجھ سے کوئی مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی'' ''میرا تجھ سے کوئی واسطہ

نہیں، میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ دور ہو۔ اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ جا۔ اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اس طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں۔ ایسی طلاق کو ''کنایہ'' کہتے ہیں۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۴) طلاق صریح کا حکم

سوال:۔ طلاق صریح واضح لفظ سے طلاق۔ ایک دفعہ، دو دفعہ یا تین دفعہ کہنے کا کیا حکم ہے؟ کیا صرف تلفظ کرتے ہی طلاق ہو جائے گی؟ نیت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے طلاق دینے کی نیت ہو یا نہ ہو، بلکہ ہنسی مذاق میں کہہ دیئے ہوں، ہر طرح طلاق پڑ جائے گی۔ صاف لفظوں سے ایک یا دو مرتبہ کہنے سے اس قسم کی طلاق پڑے گی جس میں عدت کے آخر تک رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار باقی رہتا ہے۔ اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک، دو مرتبہ کہنے سے دو مرتبہ طلاق پڑتی ہے اور اگر تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہے یا یوں کہے کہ ''تین طلاقیں دیں'' تو تین طلاقیں پڑیں گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵) جو شخص گونگا نہ ہو اسکے اشارے سے یا پتھر پھینکنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال:۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو تو شوہر نے تین انگلیوں سے اشارہ کیا مگر زبان سے کوئی لفظ طلاق کا نہیں کہا، تو کیا تین طلاقیں ہو جائیں گی، خصوصاً جب کہ شوہر کی نیت بھی اشارے سے طلاق کی ہی ہو؟

الجواب:۔ اس صورت میں جب تک الفاظ زبان سے نہ کہے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اگرچہ شوہر کی نیت بھی اس اشارے سے تین طلاق کی ہو، یہی حکم اس صورت کا ہے کہ بیوی کی طرف تین پتھر پھینک دیئے زبان سے کچھ نہ کہے جیسے پنجاب (اور سرحد) کے بعض علاقوں میں اس عمل کو طلاق سمجھا جاتا ہے۔ (کمافی فتاویٰ القرویہ)

(مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۶) عورت طلاق کا کب مطالبہ کرسکتی ہے؟

سوال:۔ عورت کس صورت میں طلاق طلب کرسکتی ہے؟
الجواب:۔ اگر میاں بیوی کے آپس میں نا اتفاقی ہو اور کوئی صورت موافقت کی نہ ہو اور حقوق طرفین ادا نہ ہو سکتے ہوں تو عورت طلاق طلب کرسکتی ہے اور خلع کرا سکتی ہے، لیکن اس میں عورت کو اپنا خود کچھ اختیار حاصل نہیں مرد ہی کو اختیار ہے کہ وہ طلاق دے یا نہ دے اور خلع کرے یا نہ کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ)

(۷) میاں بیوی میں میل نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ میاں بیوی میں اتفاق نہیں ہے کیا ہونا چاہئے؟
الجواب:۔ شوہر کو چاہئے کہ اتفاق کرے ورنہ طلاق دے دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینا، طلاق ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ تیری ذات پر طلاق ہے "جو تو آج شام کو یہاں رہے۔" اور عورت گھر میں موجود رہی۔ یہ الفاظ اس نے دو مرتبہ کہے، زید نے ذات سے مراد خاندان اور قوم سمجھی ہوئی ہے اور چار پانچ سال میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہے چونکہ زید کا خیال ان لفظوں سے اسے غیرت اور شرم دلانے کا تھا اس لئے اس بارے میں کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ یہ شخص چونکہ دو مرتبہ سے زائد دے چکا ہے جیسا کہ سوال میں تصریح ہے اس لئے عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اب دوبارہ بغیر حلالہ شرعی اس کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی، طلاق کے الفاظ بولنے میں نیت پر مدار نہیں نیت جو کچھ بھی ہو طلاق ضرور پڑ جاتی ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ ذات سے مراد قوم اور اس کا خاندان سمجھا ہوا ہے، تو اس (تاویل) سے بھی کام نہیں چلتا کیوں کہ قوم اور اس خاندان میں یہ عورت بھی داخل ہے اس پر بھی ضمنا طلاق پڑے گی۔ (جیسا کہ عالمگیری میں تصریح ہے) (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۹) جھوٹ موٹ طلاق کا اقرار کرنا

سوال:۔ زید کی بیوی خود میکہ چلی گئی دوسرے دن زید خود اس کے ہاں گیا جب واپس آیا تو علاقے میں اور تمام رشتہ داروں میں شور مچ گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تم نے طلاق دے دی ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ مگر ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے تو محض جھوٹ کہا تھا، طلاق نہیں دی تھی، بتایئے طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقعی اس نے جھوٹ موٹ بہکانے کی نیت سے طلاق کا اقرار کیا تھ تو دیانتاً طلاق نہیں پڑی لیکن قضاءً پڑگئی یعنی پنچائیت یا عدالت میں معاملہ جائے گا تو وہاں اس کی نیت کی شنوائی نہیں ہوگی اور سرپنچ کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو طلاق قرار دے۔ اور جب حاکم یا سرپنچ اس کو طلاق دے کر تفریق کا حکم کرے گا تو پھر دیانتاً بھی عورت حرام ہو جائے گی لیکن اگر الفاظ مذکور ہی کہے گئے تھے تو عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہے اس لئے مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ اگر عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو رجعت ضرور کر لے اگر عدت نہ گذری ہو تو ورنہ نکاح جدید کرے تا کہ حرمت کے خطرے سے نکل جائے (کما قال الشامی) (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کوئی کسی کو جھوٹی خبر دے کہ میں نے طلاق دی ہے اور جھوٹ بولنا ہی نیت ہو۔" (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۰) بیوی کی خبر گیری نہ کر سکے تو طلاق دینا واجب ہے

سوال:۔ ایک صاحب ملکیت شخص نے اپنی عورت کو گھر سے الگ کر دیا ہے خرچ بھی کچھ نہیں دیتا اب وہ نہایت مصیبت سے زندگی کے دن کاٹ رہی ہے، اس شخص نے اپنی جائیداد بھی دوسرے کے نام کر دی ہے۔ اس لئے انگریزی عدالت کے ذریعے کچھ چارہ جوئی بھی نہیں ہو سکتی اب وہ عورت اس بے کسی کی حالت میں طلاق لینے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا بدستور اسی فاقہ کشی اور بے کسی میں مبتلا رہ کر اپنی جان دے دے؟

الجواب:۔ اس صورت میں بے شک شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ وہ جب امساک بالمعروف نہیں کرتا اور اپنی بیوی کو نفقہ نہیں دیتا اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اس کو طلاق دے دے اور اس

مصیبت سے اسے چھٹکارا دلائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پس روکے رکھنا ہے معروف طریقے سے یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ۔ (سورۃ البقرۃ آیت)

درمختار میں ہے" کہ اگر امساک بالمعروف نہ رہے تو طلاق دینا واجب ہے۔" لہٰذا معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں شوہر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ طلاق دے۔ لیکن عورت بغیر طلاق لئے خود اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور تفریق نہیں کرا سکتی۔ (جیسا کہ درمختار میں ہے)۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱) اگر عورت متبع شریعت نہ ہو تو کیا شوہر طلاق دے سکتا ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی عورت باوجود سمجھانے کے ہر طرح سے فہمائش کرنے کے اپنے اخلاق اور اعمال درست نہ کرے اور کفر و شرک کے رسوم کو نہ چھوڑے تو کیا متبع سنت شوہر عورت کو اس بنیاد پر طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب:۔ طلاق دینا ایسی صورت میں واجب نہیں لیکن اگر طلاق دے دے تو درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سمجھاتا رہے اور طلاق نہ دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۲) بیوی شوہر کے باپ کی عزت نہ کرے۔ اس کا حکم

سوال:۔ ایک عورت اپنے سسر کی بہت بے عزتی کرتی ہے اور شوہر کو اس کا والد اس کے رویے کی بناء پر دوسری شادی کے لئے اور اس عورت کو طلاق دینے کے لئے کہتا ہے۔ اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو والد خوش ہوگا ورنہ ناراض ہے عورت چھ ماہ سے اپنے بھائی کے ہاں ہے مگر زبان درازی سے باز نہیں آتی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اور طلاق دینے کی کیا ترکیب ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں طلاق دینا درست بلکہ مناسب ہے اور طلاق دینے کی اچھی صورت یہ ہے جب وہ عورت پاک ہو اس وقت اسے ایک طلاق دے دی جائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۳) بیوی کو شوہر سے نفرت ہو تو طلاق دینا گناہ نہیں

سوال:۔ شوہر بیوی سے جس قدر محبت کرتا ہے بیوی اسی قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور بھاگتی ہے سرزنش کرنے پر دن بدن رنجش بڑھتی جاتی ہے تو اگر شوہر طلاق دے تو گناہ تو نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ یکجائی بود و باش اور باہمی اتحاد کی کوئی صورت نہیں تو مرد طلاق دے سکتا ہے اس معاملہ میں اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ بہتری کی یہی شکل ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) وہم، خیال کے تسلط اور محض خیال سے طلاق کا حکم

سوال:۔ اگر کوئی شخص کو محض خیال دل میں پیدا ہو کہ اگر میں دوسری شادی کروں تو اس پر تین طلاق یا میں بکر سے بات کروں تو بیوی کو طلاق یا وہم ہو جائے کہ منہ سے ''طلاق دی'' کا لفظ نکل رہا ہے اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اور محض بر سبیل تذکرہ ''طلاق دی'' کہنے سے جب کہ اس کی نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہ ہو طلاق نہ ہو گی۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵) بیوی کو طلاق لکھنے یا لکھوانے طلاق نامہ بنوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی اور سے طلاق تحریر کرا کر دی، کہ زبان سے کچھ نہ کہا، طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ تحریر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چاہے خود لکھے، کسی سے لکھوائے (طلاق نامہ بنوائے یا طلاق نامہ بنوانے کا کہہ دے سب صورتوں میں طلاق ہو جائے گی چاہے کاغذ بیوی کی ہاتھ میں دے یا دیئے بغیر ہی ضائع کر دے۔ (مفتی محمد شفیعؒ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) مذاق میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ زید کا دوست زید سے مذاق کر رہا تھا اس نے اس کی بیوی کے بارے میں مذاق کیا تو

زید نے بھی ازراہ مذاق کہہ دیا کہ میں نے اسے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی تو ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی دوسرے مولوی صاحب نے طلاق کا فتویٰ دیا ہے۔ کون سا فتویٰ درست ہے؟

الجواب:۔ چونکہ پہلے سے ذکر زید کی بیوی کا ہی تھا تو ان الفاظ مذکورہ سے زید کی بیوی کو تین طلاقیں مغلظہ پڑ گئیں، صریح الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں اور اضافت صریح کی بھی ضرورت نہیں بلکہ قرائن سے واضح ہے کہ زید اپنی بیوی کے بارے میں ہی کہہ رہا تھا۔ طلاق مذاق میں بھی واقع ہوجاتی ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت شمار ہوتا ہے۔ طلاق، نکاح۔ عتاق۔ (الحدیث) لہذا اب بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷) مدہوشی میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک شخص کی نسبت محلّہ والے کہتے ہیں کہ تین برس سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے کر اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ بہت بیمار تھا اور طلاق کے واقعہ کے وقت بھی اسے سخت بخار تھا دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ طلاق دیتے وقت بخار کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ دوسرے دن جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے طلاق کیوں دی؟ تو اس نے کہا کہ میں نے کیا کہا اور کیا کیا مجھے کچھ معلوم نہیں مجھے بخار کی شدت میں ہوش ہی نہ تھا میں مدہوش ہوگیا تھا۔ اب اس شخص کا قول معتبر ہے یا نہیں؟ اور تین سال تک محلّہ والوں کا اس کی طلاق کو ظاہر نہ کرنا۔ گواہی نہ دینا بلکہ اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا کرتے رہنا، اب طلاق کو ثابت کرتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے گواہوں کا بغیر عذر کے گواہی میں تاخیر کرنا موجب فسق ہے اور رد شہادت کا موجب بھی ہے لہذا اس صورت میں ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ اور جب کہ شوہر طلاق سے انکاری ہے یا یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یاد نہیں، تو اس صورت میں طلاق ثابت نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸) بلا اجازت بیوی کے کہیں جانے پر طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال:۔ ایک عورت بغیر اجازت اپنے شوہر کی، اپنے بہنوئی کے ساتھ چلی گئی تو شوہر طلاق دینا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ طلاق دینا واجب نہیں، لیکن اگر دے گا تو واقع ہو جائے گی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۹) پاگل (مجنون) کی طلاق کا حکم

سوال:۔ مجنون طلاق دے سکتا ہے یا نہیں یا اس کی طرف سے اس کے بھائی یا والد طلاق دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کے اولیاء مثلاً بھائی وغیرہ بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتے۔ البتہ امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر تفریق چاہے تو عدالت مجنون کو ایک سال علاج کی مہلت دے پھر بھی اگر وہ اچھا نہ ہو تو ان میں تفریق کرادے اور تفریق کے بعد عدت گذار کے وہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔

(۲۰) عورت نے کہا "میں نے شوہر سے تعلق قطع کرلیا ہے" اس کا حکم

سوال:۔ مطیع اللہ خان اور ان کی زوجہ زمرد بیگم کے درمیان دس بارہ سال سے ناچاقی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی میکے رہنے لگی، مطیع اللہ خان اس کو منانے اور لینے کی غرض سے اس کے میکے گئی تو وہ آنے پر رضامند نہیں ہوئی اور اس نے کہا کہ "آج سے ہم نے مطیع اللہ سے اپنا تعلق قطع کرلیا ہے آج سے میں ان کی بہن اور وہ میرا بھائی ہے۔" آیا اس صورت میں مرد کو یہ حق ہے کہ وہ عورت کو چھوڑ دے اور قطع تعلق کرے، اور اس صورت میں عورت مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بااختیار خود اپنا زوجیت کا تعلق اپنے شوہر سے منقطع کرلے، طلاق دینے اور قطع تعلق کرنے کا اختیار شرعاً شوہر کو ہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ لہذا عورت کا یہ قول لغو ہے اس سے قطع تعلق نہیں ہوا اور طلاق وقع نہیں ہوئی، مہر مؤجل کا مطالبہ عورت طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کر سکتی ہے اور ابھی چونکہ طلاق نہیں ہوئی اور میاں

بیوی بھی زندہ ہیں اس لئے عورت مہر مؤجل کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱) ''خدا کی قسم اس کو نہیں رکھوں گا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہ الفاظ کہے ''کہ خدا کی قسم اس کو میں کبھی نہیں رکھوں گا'' چنانچہ چار سال کا عرصہ ہوگیا کہ نان نفقہ نہیں دیا، تو کیا زید کے ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کیا اس کی نیت کے بارے میں پوچھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ مستقبل کے صیغہ کو اگر صریح الفاظ طلاق کے ساتھ بھی کہا جائے تب بھی اس سے طلاق نہیں پڑتی۔ (کذا فی الهندیه)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲) مدہوشی کے دعویٰ کے بعد طلاق کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں طلاق دی، دو گواہ بھی ہیں لیکن وہ مدہوش ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر ظاہری علامتوں سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اس حالت میں گواہوں کے قول کا اعتبار ہے یا مدعی کے؟ اور اگر غصہ والے کے ظاہری اقوال و افعال میں مجنونیت پائی جائے تب وہ مدہوش کہلا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب ظاہری علامت سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا تو قاضی اس کے فیصلے کا اعتبار نہیں کرے گا لیکن اگر وہ خود (ایمان داری سے) یہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ میں مدہوش تھا اور کچھ خبر (طلاق دینے کی) نہ تھی تو دیانتاً طلاق واقع نہ ہوگی (یعنی قاضی کے پاس معاملہ نہ جائے تو یہ بیوی کو رکھ سکتا ہے ورنہ قاضی مذکورہ صورت میں طلاق ہی کا فیصلہ دے گا اور وہ نافذ ہو جائے گا۔) اور اگر اس شخص کے ظاہری اقوال و افعال سے مدہوش و مجنون ہونا معلوم ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی طلاق واقع ہونے کا حکم نہیں ہوگا۔ (کذا فی الشامی)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳) تیرہ چودہ سالہ لڑکے کی طلاق کا مسئلہ

سوال:۔ ایک لڑکے کا نکاح آٹھ نو سال پہلے ایک لڑکی سے ہوا تھا لڑکے کی عمر اندازاً تیرہ چودہ سال ہی ہے مگر لڑکی بڑی ہے کوئی چوبیس پچیس سال کی ہوگی، جوان لڑکی ہے اس لئے برائی کے خدشہ کے پیش نظر سب لوگ متفق ہو چکے ہیں کہ ان کی جدائی کرادی جائے اور لڑکے کا نکاح اس لڑکی کی چھوٹی بہن سے کر دیا جائے، لڑکی کو طلاق دلا کر کسی ہم عمر لڑکے سے شادی کر دی جائے یہ لڑکا شرعاً طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس کا باپ یا دادا وغیرہ دے؟

الجواب:۔ بالغ ہونے کی عمر شرعی طور پر پندرہ سال ہے اس سے پہلے اگر کوئی علامت بلوغ مثلاً احتلام انزال وغیرہ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر ہی وہ لڑکا بالغ ہوگا اسی وقت کی طلاق واقع ہوگی نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (کما جاء فی الحدیث عن مرفوع القلم و کما صرح به الفقهاء) اور نابالغ کی طرف سے باپ دادا یا کوئی عصبہ بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ لہذا جب تک لڑکا بالغ نہ ہو تو تب تک اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کی منکوحہ کا نکاح کہیں اور کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ یہ نکاح ولی جائز نے کیا ہو، غیر ولی نے کیا تھا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر ولی نہیں ہے تو نکاح ہی باطل ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۴) بیمار کی طلاق بھی واقع ہوتی ہے

سوال:۔ ایک بیمار شخص نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاق دے دی۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ وہ دوبارہ اسے رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں اب وہ اس عورت کو بغیر حلالہ شرعی اپنے پاس نہیں لا سکتا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵) غصہ میں بغیر نیت کے کہا ’’تمہیں سو طلاقیں ہیں‘‘

سوال:۔ ایک شخص نے تکرار کے دوران اپنی بیوی کو کہا میں نے تمہیں سو طلاقیں دیں۔ اب وہ

شخص کہتا ہے کہ میں نے غصہ کی حالت میں بلا نیت طلاق یہ الفاظ کہے تھے تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ صریح طلاق ہے اس میں نیت کی ضرورت نہیں، بغیر نیت کے ہی واقع ہو جاتی ہے اور طلاق تو اکثر غصہ ہی میں دی جاتی ہے، غصہ کی طلاق بھی واقع ہوتی ہے۔ بعض کنایہ کے الفاظ کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر غصہ میں کہے ہوں تو غصہ کے قرینہ سے بغیر نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (کما فی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۶) حالت حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے حیض کے دوران اسے جھگڑے میں کہا کہ تم کو "طلاق" "طلاق" "طلاق" اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور عدت کب سے شمار ہوگی۔

الجواب:۔ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگر چہ گناہ ہے لہذا اس صورت میں عورت کو طلاق ہو گئی اور وہ بائنہ مغلظہ ہو گئی، بغیر حلالہ شرعی کے وہ اس کے لئے حلال نہیں اور عدت طلاق دینے کے وقت سے شمار ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷) ناپسند اور نقصان دینے والی عورت کو طلاق دینا درست ہے

سوال:۔ اگر مرد عورت کو نہ چاہتا ہو۔ اور عورت مرد پر جھوٹے الزام لگاتی ہو جس سے مرد کی شہرت کو نقصان ہوتا ہو حالانکہ مرد کی غلطی نہیں ایسی صورت میں طلاق دینا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ طلاق دے دے تو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ طلاق نہ دے اور اس کا قصور معاف کر دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) بحر الرائق میں غایۃ البیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ تکلیف دینے والی بدزبان عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔ (ظفیر الدین)

(۲۸) کیا طلاق میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے

سوال:۔ طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا تنہائی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ گواہوں کا ہونا ضروری نہیں، طلاق تنہائی میں دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے

البتہ جب شوہر طلاق دے کر مکر جائے اور معاملہ عدالت میں ہو تب گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۹) ''شوہر نے کہا مہر کا معافی نامہ لکھ کر بھیجو تو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں''

سوال:۔ زید اپنی بیوی کو نو سال پہلے میکہ چھوڑ کر باہر ملک چلا گیا اور پھر نان نفقہ کی کوئی خبر نہ لی اب زید نے بذریعہ خط ہندہ کو اطلاع دی کہ اگر ہندہ بذریعہ خط اپنا مہر بخشوا کر دو گواہوں کے دستخط سے بھجوا دے تو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں۔ بیوی نے ایسا کر کے بھجوا دیا مگر اب زید کا کوئی جواب نہیں آیا۔ کیا بیوی کو طلاق ہو گئی؟

الجواب:۔ زید نے جو کچھ لکھا اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت مہر کی معافی لکھ بھیجے گی تو میں طلاق لکھ کر بھیجوں گا۔ یہ وعدہ ہوا۔ اب زید کو چاہئے کہ وہ وعدے کے مطابق طلاق لکھ کر بھیجے، جب تک زید طلاق نہیں دے گا اس وقت تک طلاق نہیں ہو گی اور نہ مہر معاف ہوگا کیونکہ مہر کی معافی طلاق دینے پر معلق ہے۔ غرض یہ کہ زید کے طلاق دیئے بغیر طلاق نہیں ہو گی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۰) کسی کو طلاق نامہ لکھنے کے لئے کہا تب بھی طلاق واقع ہو گئی

سوال:۔ زید کو اس کے بھائی نے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، تو زید نے انکار کر دیا مگر بھائی ناراض ہوا تو اس نے کہا کہ بھائی تم طلاق نامہ کا مضمون بنا دو تو میں نقل کر لوں گا۔ چنانچہ اس نے مضمون بنا کر دیا اور زید نے نقل کر دیا اور زبان سے کچھ بھی نہیں کہا۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی؟ (اس نے تین طلاق لکھا تھا)

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں کیونکہ طلاق کے صریح لفظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دوسرے کو اتنا کہنا ''کہ تو طلاق نامہ لکھ دے میں اس کی نقل کر دوں گا'' اس سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ '' تین چیزیں حقیقت اور مذاق دونوں میں واقع ہو جاتی ہیں طلاق، نکاح عتاق (غلام کی آزادی) (الحدیث) اور شامی میں ہے کہ اگر کاتب کو کسی نے کہا کہ میری بیوی کو طلاق لکھ دے'' تو یہ کہنا بھی طلاق کا اقرار ہوگا اگرچہ وہ نہ لکھے الخ (تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی)۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

لیکن اگر صرف اسٹامپ خرید لیا طلاق دینے کی نیت سے کاغذ اٹھایا تو بغیر لکھے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۱) ''تلاک'' یا تلاخ، یا طلاح، کہنے سے بھی طلاق ہوتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ'' میں نے تلاخ دی، میں نے تلاخ دی، تلاخ دی'' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ (شامیہ میں تلاق، تلاک، یا لفظ طلاق میں دوسری تبدیلی کے ساتھ کہنے سے طلاق کے وقوع کا بیان ہے۔ مرتب)

(شامیۃ عن البحر باب الطلاق الصریح)

(۳۲) دل میں طلاق دینے سے واقع نہیں ہوتی

سوال:۔ زید کے دل میں اس قسم کے وسوسے آتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کلام نفسی میں اگر کوئی شخص طلاق دے اور الفاظ طلاق زبان سے نہ نکلیں تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس طرح کچھ بھی نہیں ہوتا، یعنی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ'' اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دلوں کے وسوسوں کا حکم اٹھا دیا ہے جب تک وہ شخص عمل نہ کرلے یا اسے کہہ نہ لے۔ (مشکوٰۃ۔ ظفیر) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۳) بیوی کو دوسرے نام سے طلاق دینا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، چنانچہ عورت اور اس کے باپ کا نام جو بوقت نکاح کہا گیا تھا، طلاق کے وقت وہ نام نہیں لیا گیا بلکہ اس نے بیوی کا اور اس کے باپ دونوں کے دوسرے نام سے طلاق دی۔ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ زوجہ اور اس کے والد کا جو نام لے کر طلاق دی ہے اگر اس نام سے عورت کو پکارا جاتا ہے یا اس نام سے اس کا خیال ہوتا ہے، تو اگرچہ نکاح کے وقت وہ نام نہ لیا گیا ہو، اس عورت

پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ (اگر وہ اس نام سے پہچانی نہیں جاتی تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس طرح وہ نام بدل جانے سے اجنبیہ کے حکم میں آ گئی۔ خلاصہ یہ کہ جب طلاق بیوی کو ہی دی اور وہ اس نام سے پہچانی جاتی ہے جس نام سے طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (کما فی الشامیة عن البحر الرائق. باب طلاق الصریح)
(مفتی ظفیر الدین)

(۳۴) زبردستی کی طلاق کا حکم

سوال: ۔ زید پر سخت تشدد کیا گیا کہ وہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دے چنانچہ مجبوراً اس نے لکھ دیا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں اور پھر یہی الفاظ اس سے زبردستی کہلوائے گئے (تلوار کی نوک پر) کیا ایسی صورت میں شرعاً طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر شوہر پر زبردستی و جبر کر کے ڈرا دھمکا کر طلاق دلوائی جائے تو واقع ہو جاتی ہے لیکن اگر جبراً طلاق لکھوائی جائے اور شوہر زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی الشامیة. ''اگر کسی کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق لکھ دے اور اس نے لکھ دی تو واقع نہ ہوگی'' الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۵) دوسری شادی کے لئے دھوکہ دیا، بیوی کا نام بدل کر طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: ۔ ایک شخص نے دوسرا نکاح کیا تو اس سے پہلے لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ پہلی بیوی کو طلاق دو گے تو ہم نکاح کر دیں گے اس نے بجائے افروزہ خاتون بنت ابومیاں کو طلاق دینے کے کہا'' کہ میں نے عافیہ خاتون بنت ابومیاں کو تین طلاق دیں'' اس طرح طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ نام کی غلطی سے جس طرح نکاح منعقد نہیں ہوتا اسی طرح طلاق بھی واقع نہ ہوگی پس اس صورت میں اس کی بیوی افروزہ خاتون پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۶) غصہ میں اگر ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسے میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

سوال: ۔ ایک شخص کی اپنے سالے سے خوب لڑائی ہوئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ شخص غصہ میں بدحواس ہوگیا اور بیہودہ اور فحش الفاظ کہنے لگا اسی دوران اس کے منہ سے طلق کے الفاظ بھی نکل گئے اور وہ اسی بدحواسی (مدہوشی میں تھا) ایسے جنون کی حالت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ جب غصہ اس درجہ پہنچ جائے کہ کچھ ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ۔ جیسا کہ علامہ شامی نے تحقیق فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ''دوسری وہ حالت کے جس میں وہ اس انتہا کو پہنچ جائے کہ اس اپنا کہا معلوم نہ ہو اور نہ وہ یہ الفاظ کہنا چاہتا ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اس حالت میں کوئی قول نافذ نہیں ہوگا۔'' الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۷) طلاق میں بیوی کا سامنے موجود ہونا یا اسے مخاطب کیا جانا ضروری نہیں ہے

سوال: ۔ طلاق میں بیوی کو مخاطب کیا جانا اور اس کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ خطاب ہونا اور بیوی کا روبرو ہونا شرط نہیں ہے اگر بیوی موجود نہ ہو اور اسے خطاب نہ کیا جائے اور غائبانہ طلاق دی جائے تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے (کما فی ردالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۸) اگر بیوی فسق وفجور میں مبتلا ہو جائے تو اسے طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال: ۔ ایک شخص اپنی بیوی کو پردہ میں رہنے اور نماز پڑھنے کی تاکید کرتا رہتا تھا۔ اس پر عورت ناراض ہوکر میکے چلی گئی اور وہاں فسق وفجور اور شرک وکفر کے کام کرنے لگی۔ جھوٹی قبر سالار مدار پر غلاف مالیدہ، گھونگی وغیرہ چڑھاوا چڑھاتی ہے، ہنود کے میلوں میں جاتی ہے بے پردہ پھرتی ہے اور طلاق چاہتی ہے، اس کا شوہر اسے طلاق نہیں دیتا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور عورت ان باتوں کی وجہ سے مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ ایسی صورت میں طلاق دے دینا مناسب ہے اگرچہ واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ

درمختار میں ہے کہ '' فاسق فاجر بیوی کو طلاق دینا واجب نہیں، سوائے اس کے کہ انہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جدا ہو جائیں۔''

لیکن شامیؒ کی تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ جب امساک بالمعروف ختم ہو جائے تو طلاق دینا واجب ہے اگر یہ عورت توبہ کر لے تو پھر طلاق دینا ضروری نہیں ہے، اور اگر عورت رخصتی شدہ ہے تو پورا مہر واجب ہے اور رخصتی یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے گا تو آدھا مہر دینا لازم ہوگا۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۹) جس بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا اس کی جان چھوڑنا ضروری ہے

سوال:۔ عرصہ دو برس سے میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ رکھا ہے طلاق نہیں دی اور وہ طلاق چاہتی ہے کیا طلاق دینا ضروری ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ جب امساک بالمعروف فوت ہو جائے یعنی بیوی کو اچھی طرح نہ رکھ سکے اور اس کے حقوق ادا نہ کرے تو اسے طلاق دینا ضروری ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

یعنی عورت پر ظلم نہ کرے یا تو حقوق ادا کرے یا پھر اس کی جان چھوڑ دے۔ (مرتب)

طلاق رجعی

(ایک یا دو مرتبہ صاف لفظوں میں طلاق دینا)

(۴۰) طلاق رجعی کی تعریف؟

سوال:۔ اسلام میں '' طلاق رجعی '' کی تعریف کی کیا صورت اور کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ '' رجعی طلاق '' یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ صاف لفظوں میں طلاق دے دے اور اس کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال نہ کرے جس کا مفہوم یہ ہو کہ وہ فوری طور پر نکاح کو ختم کر رہا ہے!

''رجعی طلاق'' کا حکم یہ ہے کہ عدت کے پورا نہ ہونے تک بیوی بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے اور شوہر کو یہ حق رہتا ہے کہ وہ عدت کے اندر جب چاہے بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔ اور ''رجوع'' کا مطلب یہ ہے کہ یا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا بیوی کو ہاتھ لگادے۔ دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر عدت گذر گئی اور اس نے اپنے قول یا فعل سے رجوع نہیں کیا تو اب دونوں میاں بیوی نہیں رہے عورت دوسری جگہ اپنا عقد کرسکتی ہے اور اگر ان دونوں کے درمیان مصالحت ہوجائے تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں اور ''رجوع'' کے بعد اگرچہ طلاق کا اثر ختم ہوجاتا ہے لیکن جو طلاقیں دی چکی ہے۔ وہ چونکہ اس نے استعمال کرلیں۔ لہذا اب اس کو صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ کیونکہ شوہر کو کل تین طلاقوں کا اختیار دیا گیا اگر اس نے ایک رجعی طلاق دے دی تو اب پیچھے دو اس کے پاس رہ گئے اور دو رجعی طلاقیں دی تھی ایک طلاق دے دے گا تو بیوی حرام ہوجائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکے گا!

(مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ)

(۴۱) ''چھوڑ دیا'' کہنے سے طلاق صریح واقع ہوگی

سوال:۔ شوہر نے غصہ میں اپنی بیوی کو ''میں نے تمہیں چھوڑ دیا'' کہہ دیا ہے اب وہ پریشان ہے کہ اس سے طلاق تو نہیں ہوگئی۔

الجواب:۔ عرف میں استعمال ہونے کی بناء پر ''چھوڑ دیا'' کہنا طلاق صریح ہے لہذا اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی (کما فی الهندیه ، والشامیة) (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۴۲) ''طلاق دے چکا'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی

سوال:۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دے کہ میں طلاق دے چکا مگر بوجہ مہر کے ظاہر نہیں کیا، بغیر گواہ کے اپنے دل سے کہہ دیا تو یہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور پھر وہ عورت اپنا نکاح کسی اور سے کرلے تو درست ہے یا نہیں اگر ظاہراً طلاق دے تو مہر دینا پڑتا ہے، طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔

الجواب:۔ جب شوہر نے یہ لفظ کہا کہ ''میں طلاق دے چکا'' تو طلاق واقع ہوگئی (کما فی

الشامیة) گواہ ہوں یا نہ ہوں، اور عورت مہر وصول کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو بغیر دو گواہوں کے طلاق ثابت نہ ہوگی اور جب کہ شوہر کو طلاق کا اقرار ہے تو طلاق ثابت ہے۔ عدت گذارنے کے بعد عورت کو دوسرا نکاح کر لینا بھی درست ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) تجھ کو طلاق دی، ''تو ماں کی طرح ہے'' کون سی طلاق ہے

سوال: ۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اور تو میری ماں بہن کی طرح ہے اگر تو میرے ساتھ گھر کرے گی تو گویا اپنے باپ کے ساتھ گھر کرے گی یہ جملہ اس نے تین بار کہا۔ اس سے عورت پر کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: ۔ اس کی بیوی پر ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہوگی، اور مثل ماں بہن کہنے میں بھی اگر طلاق کی نیت ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہو کر کل دو طلاق بائنہ ہو گئیں تیسرے جملے سے کوئی بھی طلاق واقع نہ ہوگی لہذا اس عورت کو تین طلاقیں نہ ہوئیں۔ جیسا درمختار اور شامی میں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ''مثل ماں بہن'' کہنے سے قضاءً بلا نیت طلاق بائنہ کا حکم ہوگا۔ اور چونکہ ایک بائن سے دوسری بائن ملحق نہ ہونے کا قاعدہ فقہیہ ہے اس لئے اس بائنہ کے بعد دوسری بائن طلاق واقع نہ ہوگی لہذا یہ کل دو طلاق رہیں اور دونوں بائنہ ہو گئیں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) ایک یا دو طلاق کے بعد عدت میں ہم بستری سے رجعت ہو جاتی ہے

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو بار طلاق دے دی اور پھر دونوں میاں بیوی ایک مکان میں رہتے رہے، چند دن کے بعد باز نہ آئے اور ہم بستری کر لی اب یہ فرمائیے کہ وہ ہم بستری کرنا ہی رجعت ہو گیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

الجواب: ۔ دو طلاق بھی رجعی ہیں اور دو طلاق رجعی کے بعد عدت میں رجعت صحیح ہے لہذا اس صورت میں رجعت صحیح ہو گئی، اور شوہر کا عدت میں ہم بستری کرنا یہی رجعت ہے اب دوبارہ رجعت کرنے کی ضرورت نہیں رہی عورت بدستور نکاح میں اور اس کی بیوی ہے (البتہ اب اس

شخص کے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار رہ گیا اگر اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بچی دے دی تو وہ ایک طلاق سے ہی مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعی نکاح بھی نہ ہو سکے گا۔)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۵) ''نکاح میں رہو یا طلاق لے لو۔ بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ چاہو تو تم میرے نکاح میں رہو یا طلاق لے لو تم کو اختیار ہے بیوی نے کہا میں طلاق لیتی ہوں۔ اس صورت میں طلاق بائن ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہوئی۔ جیسا کہ درمختار میں ''اختیاری'' کی بحث میں مذکور ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۶) ''ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے''

سوال:۔ زید نے اپنی سسرال میں ساس کو کہا کہ اپنی بیٹی کو کہہ دو میں نے اس طلاق دی، پھر سالیوں سے کہا، میں نے تمہاری بہن کو طلاق دے دی ہے، پھر باہر مردوں میں بھی کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے چوتھے شخص سے بھی ایسے ہی کہا کیا یہ سب جو اول مرتبہ کے بعد طلاق کا اقرار ہوا یہ بطور خبر واطلاع تھا، طلاق کا تعدد مراد نہیں تھا۔ جو حکم ہو مطلع فرمائیے؟

الجواب:۔ اگر زید کی نیت دوسری تیسری مرتبہ سے خبر دینا تھی اسی طلاق کی۔ تو اس کی بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور حکم اس کا یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح درست ہے اور عدت کے بعد نکاح بلا حلالہ درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۷) لفظ، ''چھوڑ دی'' سے طلاق صریح واقع ہو جائے گی نیت کرے یا نہ کرے

سوال:۔ ایک شخص بیٹھا تھا دوسرا آدمی جو آیا اس نے پوچھا کہ بیوی ''چھوڑ دی''؟ بیٹھے ہوئے شخص نے جواب دیا کہ ''چھوڑ دی'' اور کچھ نہیں کہا نہ کسی قسم کا دل میں خیال تھا تو بیٹھے ہوئے شخص کے لئے حکم ہے؟ اور اس کے نکاح میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ یہی بیٹھا ہوا شخص اس بات کے کہنے

سے جو اوپر معلوم ہوئی ۔اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا مگر بیماری کے باعث ہم بستری نہ ہوئی۔اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عالمگیری میں اس قسم کے الفاظ پہ بحث کرتے ہوئے عرف کا اعتبار کرتے ہوئے اسے طلاق کے معنی میں لے کر طلاق رجعی کا وقوع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ ''چھوڑ دی'' ہماری زبان میں ہشتم کا ترجمہ ہے اور معنی طلاق میں صریح ہے،لہٰذا صورت مسئولہ میں قائل کی بیوی پر طلاق رجعی واقع ہوگئی خواہ نیت ہو یا نہ ہو اگر عدت کے اندر اس نے اپنی بیوی سے قولاً رجوع کر لیا یا اس کو شہوت سے چھولیا تب تو نکاح فاسد نہیں ہوا اور نہ عدت گذرنے پر نکاح ٹوٹ گیا، دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔واللہ اعلم (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۴۸) شوہر نے دومرتبہ کہا ''میں نے تجھ کو آزاد کردیا''

سوال:۔ شوہر نے اپنی بیوی کو لڑائی میں دومرتبہ یہ کہہ دیا کہ ''جا میں نے تجھ کو آزاد کردیا تو میری بہن ہے'' غصہ دور ہونے کے بعد ہوش وحواس میں آیا تو بہت پچھتایا۔ایسی طلاق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر دوطلاق رجعی پڑ گئیں جن سے نکاح نہیں ٹوٹا، پہلا نکاح بدستور باقی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں (لیکن نئے سرے سے احتیاطاً نکاح پڑھا لیں تو اچھا ہے گو کہ ضرورت نہیں۔(اس کی وجہ اس لفظ کے صریح یا کنائی ہونے کے اختلاف کے باعث ''شبہ'' ہے ظفر) اور اب تک تو نکاح نہیں ٹوٹا لیکن اگر اس کے بعد اگر کسی وقت خدا نخواستہ زید کی زبان سے ایک دفعہ طلاق کا لفظ اور نکل گیا تو اس کی بیوی پھر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور جدید نکاح سے بھی حلال نہ ہو سکے گی سوائے یہ کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے طلاق یا اس کی موت کے بعد اس سے نکاح ہو سکے گا۔اس لئے زید اپنی زبان سنبھالے اور طلاق کو کھیل نہ بنائے۔واللہ اعلم۔

طلاق بائن

(۴۹) طلاق بائن کی تعریف

سوال:۔ طلاق بائن کی تعریف کیا ہے اگر تین مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا جائے کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں یا میں نے تم کو آزاد کردیا ہے تو کیا دوبارہ اسی عورت سے نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ طلاق کی تین قسمیں ہیں طلاق رجعی طلاق بائن۔اور طلاق مغلظہ۔

طلاق رجعی یہ ہے کہ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دی جائے اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی طلاق میں عدت پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے اور شوہر کو اختیار ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے بیوی سے رجوع کرلے اگر اس نے عدت کے اندر رجوع کرلیا تو نکاح بحال رہے گا اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر اس نے عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو طلاق مؤثر ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا اگر دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں (لیکن جتنی طلاقیں وہ استعمال کرچکا ہے وہ ختم ہوگئیں آئندہ اس کو تین میں سے صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا) مثلاً اگر ایک طلاق دی تھی اور اس سے رجوع کرلیا تھا تو اب اس کے پاس صرف دو طلاقیں باقی رہ گئیں اور اگر دو طلاقیں دے کر رجوع کرلیا تھا تو اب صرف ایک باقی رہ گئی اب اگر ایک طلاق دے دی تو بیوی تین طلاق کے ساتھ حرام ہوجائے گی۔

طلاق بائن یہ ہے کہ گول مول الفاظ (یعنی کنایہ کے الفاظ) میں طلق دی ہو یا طلاق کی ساتھ کوئی صفت ایسی ذکر کی جائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو مثلاً یوں کہے کہ تجھ کو سخت طلاق۔ یا لمبی چوڑی طلاق۔ طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا البتہ عدت کے اندر بھی اور عدت ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

طلاق مغلظہ یہ ہے کہ تین طلاق دے دے اس صورت میں بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

شوہر کا یہ کہنا کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں یہ طلاق کنایہ ہے اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور دوسری تیسری دفعہ کہنا لغو ہوگا اور میں نے تم کو آزاد کردیا کے الفاظ اردو محاورہ میں

صریح طلاق کے ہیں اس لئے یہ الفاظ اگر ایک یا دو بار کہے تو طلاق رجعی ہوگی اور اگر تین بار کہے تو طلاق مغلظہ ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) میں آزاد کرتا ہوں صریح طلاق کے الفاظ ہیں

سوال:۔ آج سے تقریباً دو سال قبل ہم میاں بیوی میں کچھ اختلاف ہوگیا تھا اور میں اپنے میکے پنڈی چلی گئی وہاں میرے شوہر نے میرے والد کے پاس ایک خط لکھا جس میں ان کے الفاظ یہ تھے میں نے سوچا ہے کہ میں آج سے آپ کی بیٹی کو آزاد کرتا ہوں اور یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ بچار اور ہوش وحواس میں کیا ہے اس کے بعد جب میں نے ان سے ملنا چاہا تو انہوں نے کہلوادیا کہ آپ اب میرے لئے نامحرم ہیں اور ملنا نہیں چاہتا پھر خاندان کے بزرگوں نے انہیں سمجھانا چاہا تو انہوں نے انہیں کہہ دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں لیکن پھر سب لوگوں کے سمجھانے سے وہ کچھ سمجھ گئے اور ان ہی بزرگوں میں سے ایک مولوی صاحب نے میرے شوہر کو کہا کہ کیونکہ تم نے طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں لہذا تم رجوع کر سکتے ہو جب سے اب تک ہم اکٹھے رہ رہے ہیں اور ہماری چند ماہ کی ایک بچی بھی ہے۔

الجواب:۔ اردو محاورہ میں آزاد کرتا ہوں کے الفاظ صریح طلاق کے الفاظ ہیں اس لئے مولوی صاحب کا یہ کہنا تو غلط ہے کہ طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے البتہ چونکہ یہ لفظ صرف ایک بار استعمال کیا اس لئے ایک طلاق واقع ہوئی اور شوہر کا یہ کہنا کہ اب آپ نامحرم ہیں اس بات کا قرینہ ہے کہ اس نے طلاق بائن مراد لی تھی اس لئے نکاح دوبارہ ہونا چاہئے تھا بہر حال بے علمی میں جو غلطی ہوچکی ہے اس کی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے اور فوراً دوبارہ نکاح کر لیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

طلاق مغلظہ

(۵۱) تین طلاق کے بعد رجوع کا مسئلہ

سوال:۔ ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ہوجاتی ہیں اور پھر سوائے حلالہ کے رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی یہ حنفیہ کا مسلک ہے لیکن اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ابو رکانہ نے ام رکانہ کو تین طلاقیں دیں جب آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کو رجوع کی اجازت دے دی۔

الجواب:۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ میں دی گئی ہوں یا ایک مجلس میں وہ تین ہی ہوتی ہیں ابو رکانہ کا جو واقعہ آپ نے نقل کیا ہے اس میں بڑا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق البتہ (ہمیشہ کے لئے طلاق) دی تھی بہر حال جب دوسری احادیث میں وضاحت موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین بھی اس پر متفق ہیں تو اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں رہ جاتی اہل حدیث حضرات کا فتویٰ صحیح نہیں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے اس لئے جو شخص شریعت کے حلال وحرام کی پابندی کرنا چاہتا ہو اس کو اہل حدیث کے فتویٰ پر عمل کرنا حلال نہیں۔ (تفصیلی فتویٰ آگے آرہا ہے۔)
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) حلالہ شرعی کی تشریح

سوال:۔ کیا حلالہ جائز ہے یا ناجائز قرآن پاک وحدیث کی رو سے تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
میری والدہ کو میرے والد صاحب نے سوچ سمجھ کر ۳ بار لفظ طلاق دہرا کر طلاق دی اور پھر حلالہ کر کے عدت گزرنے کے بعد نکاح کروایا حلالہ کچھ اس طرح کیا کہ ایک شخص کو پوری تفصیل سے آگاہ کر کے نکاح کے بعد طلاق دینے پر آمادہ کیا اس شخص نے نکاح کے دن بغیر ہم بستری کئے اسی وقت دروازے کے قریب والدہ کے سامنے کھڑے ہو کر ۳ بار طلاق دے دی اور پھر عدت گزرنے کے بعد ہمارے والد نے ہماری ماں سے دوبارہ نکاح کروالیا اور سابقہ طریقے

سے رہنے لگے۔ یہ حلالہ صحیح ہوا یا غلط اس کی روشنی میں والدہ صاحبہ سے دوبارہ نکاح جائز ہوا یا ناجائز؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں رہتی، یہاں تک کہ وہ عورت (عدت کے بعد) دوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کرے اور نکاح کے بعد دوسرا شوہر اس سے صحبت کرے پھر مر جائے یا ازخود طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تب یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی اور وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکے گا) یہ ہے حلالہ شرعی۔

تین طلاق کے بعد عورت کا کسی سے اس شرط پر نکاح کر دینا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا یہ شرط باطل ہے اور حدیث میں ایسا حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ تاہم ملعون ہونے کے باوجود اگر دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے دے تو عدت کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔

اور اگر وہ صحبت کے بغیر طلاق دے دے جیسا کہ آپ نے اپنی والدہ کا قصہ لکھا ہے تو عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر دوسرے مرد سے نکاح کرتے وقت یہ نہیں کہا گیا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا، لیکن اس شخص کا اپنا خیال یہ ہو کہ وہ اس عورت کو صحبت کے بعد فارغ کر دے گا تو یہ صورت موجب لعنت نہیں، اسی طرح اگر عورت کی نیت یہ ہو کہ وہ دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کر کے پہلے شوہر کے گھر میں آباد ہونے کے لائق ہو جائے گی تب بھی گناہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) ''آج سے تم مجھ پر حرام ہو'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی

سوال:۔ کچھ دن ہوئے میری بیوی والدہ صاحبہ سے لڑ کر اپنے میکے چلی گئی اور اکثر وہ میری والدہ سے لڑ کر میکے چلی جاتی ہے اس دفعہ میں لینے گیا تو اس نے میری والدہ کو گالیاں دیں اس پر میں نے اس کو کہا کہ ''آج سے تم مجھ پر حرام ہو۔'' برائے کرم بتائیے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی ہے تو ٹھیک ہے نہیں ہوئی تو میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں اور ایک بات اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ حاملہ بھی ہے۔

الجواب:۔ ''آج سے میرے اوپر حرام ہے'' کے الفاظ سے ایک طلاق ہوگئی، وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہوجائے گی، اس کے بعد وہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اگر آپ کا غصہ اتر جائے تو آپ سے بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور عدت کے اندر بھی اس کی رضامندی سے نکاح ہوسکتا ہے۔ (اور مہر دوبارہ نیا رکھنا ہوگا) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) ''میں تم کو حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ میں نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ ''میں تم کو حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' تین بار یہ الفاظ کہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے۔ کیونکہ بیوی طلاق مانگ رہی تھی اور میں دینا نہیں چاہتا تھا۔ بتائیے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) شوہر نے کہا، اگر میں نے وہ کام کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر یاد آیا کہ وہ کام کیا تھا

سوال:۔ ایک شخص (زید) نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، اور قسم کے وقت اسے یقین تھا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا چنانچہ اسی یقین پر اس نے یہ قسم کھائی تھی کچھ دنوں کے بعد اسے یاد آیا کہ وہ کام قسم کھانے سے پہلے کرچکا تھا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ قسم کا وقوع (ہر حال میں) ہوجاتا ہے چاہے قسم زبردستی کھلائی گئی، غلطی سے کھالی یا بھول کر (وغیرہ) (کھالی جائے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۶) بیوی کوخودکشی کی دھمکی کے ڈر سے طلاق دے دی

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی کوجنون کا اثر ہے ایک دن بیوی نے خاوند سے کہا کہ مجھے طلاق لکھ کردو میں تمہارے ہاں نہیں رہوں گی ،اور تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ اگر طلاق نامہ نہیں لکھو گے تو گلا کاٹ لوں گی خودکشی کرلوں گی ۔ (یا کوئی عورت کنپٹی پر پستول رکھ کر کہے کہ گولی مارلوں گی) خاوند کا ارادہ دلی طور پر طلاق دینے کا نہیں تھا ، بیوی کے اصرار پر اس نے طلاق نامہ لکھ دیا اور تین طلاقیں لکھ کر بیوی کو سنادیں اور یہ کہا کہ اس پر گواہی کرادوں گا ،خیال یہ تھا کہ بیوی کی حالت اس وقت مجنونانہ ہے جب جنون اور غصہ کم ہوگا خود سمجھ آ جائے گی تو جب بیوی کا غصہ ختم ہوا تو افسوس کرنے لگی ،اس صورت میں بیوی خاوند کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں بغیر حلالہ شرعی کے اب وہ اپنے شوہر پر حلال نہیں ہوگی ..... لقولہ علیہ السلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد (الحدیث)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۵۷) تین طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جاتا ہے

سوال:۔ تین طلاق کے بعد کیا ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جاتا ہے یا کوئی شرعی طرح رجوع ہے کہ نہیں۔

الجواب:۔ تین طلاق کے بعد نہ رجوع کی گنجائش رہتی ہے نہ دوبارہ نکاح کی عدت کے بعد عورت دوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کر کے ہم بستری کرے پھر دوسرا شوہر مر جائے یا از خود طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تب پہلے شوہر کے سابق نکاح کر سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) تین بار طلاق کا کوئی کفارہ نہیں

سوال:۔ ایک شخص بے پناہ غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تم میری ماں بہن کی جگہ ہو میں نے تمہیں طلاق دی اور یہ جملہ وہ تین سے بھی زیادہ مرتبہ دہرائے تو یقیناً طلاق ہو جائے گی ..... آپ یہ فرمائیں کہ کیا وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے بغیر کسی کفارہ کے رہ

سکتے ہیں۔

الجواب:۔ تین بار طلاق دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اور دونوں میاں بیوی ایک دوسری پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بغیر تحلیل شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جس شخص کا واقعہ لکھا ہے انہیں چاہئے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں ورنہ ساری عمر بدکاری کا وبال ہوگا۔

(۵۹۔الف) بیک وقت تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں، ایک نہیں

سوال:۔ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تینوں طلاقیں دے دی ہیں، اور تمام علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ لہذا اب ان کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔ لیکن وہ غیر مقلدوں سے فتویٰ لے آئے ہیں کہ ایک طلاق ہوئی ہے اور اب وہ ساتھ رہ سکتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کونسا فتویٰ درست ہے؟

الجواب:۔ بیک وقت ایک لفظ سے یا الگ الگ الفاظ میں تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہو جاتی ہیں اور اسی پر صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین اور چاروں فقہی مسالک کا اتفاق ہے۔ لہذا میاں بیوی کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور غیر مقلدوں کا فتویٰ قرآن وسنت کے ارشادات کے خلاف ہے۔

اس مسئلہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان...... لی قوله ...... فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غیره" الآیه (البقره۲۲۹،۲۳۰)

(ترجمہ) "وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے۔ پھر خواہ رکھ لینا قاعدے کے موافق، خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ، اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (سہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا، مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے۔ سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے)

میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے، یہ خدائی ضابطے ہیں، سو تم ان سے باہر مت نکلنا، اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل باہر نکل جائے، سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں، پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دے دے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کر لے۔ پھر اگر یہ اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں، بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے ہیں، حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانش مند ہیں۔"

اس آیت شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری طلاق دے دی تو بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ تیسری طلاق خواہ اسی مجلس میں دی گئی ہو یا الگ طہر میں، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب من اجاز الطلاق الثلاث" میں اس آیت کا حوالہ دے کر بتایا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی گئی ہوں تین ہی نافذ ہو جاتی ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا باب کے ذیل میں عمویمر عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے لعان کا واقعہ ذکر کیا ہے، جس کے آخر میں ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"کذبت علیها یارسول الله ان امسکتها، فطلقها ثلاثا قبل ان یامره رسول الله صلی الله علیه وسلم" (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

(ترجمہ) "یارسول اللہ! اگر اس کے بعد اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ باندھا، پس انہوں نے قبل اس کے کہ آنحضرت ﷺ اسے حکم دیتے، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی جائیں، واقع ہو جاتی ہیں اور حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے عویمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دیں، اور آنحضرت ﷺ نے اس پر گرفت نہ فرمائی، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تین طلاقیں بیک وقت صحیح ہیں۔ (المحلی، ج ۱۰ صفحہ ۱۷۰)

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا، یارسول اللہ! رفاعہؓ نے مجھے طلاق دے دی، پس پکی طلاق دے دی۔ (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

اس حدیث میں ''پکی طلاق دے دی'' (بت طلاق) سے مراد تین طلاقیں ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے یہ تفصیل دریافت نہیں فرمائی کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی تھیں یا الگ الگ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

۴۔ اسی باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔ اس نے دوسرے شوہر سے (عدت کے بعد) نکاح کرلیا، اور دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دے دی، آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ فرمایا، نہیں! یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے صحبت بھی کرے، جیسا کہ پہلے سے کی تھی۔ (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

۵۔ صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں، ان کے نفقہ و سکنیٰ کا مسئلہ زیر بحث آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کے لئے نفقہ و سکنیٰ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، صفحہ ۴۸۳)

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ خبر متواتر ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے دیں، آنحضرت ﷺ نے تین طلاقوں پر اعتراض نہیں فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ خلاف سنت ہے۔ (المحلی، ج ۱۰، صفحہ ۱۷۱)

۶۔ امام نسائیؒ نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، آنحضرت ﷺ غضبناک ہوکر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کہ کیا میرے موجود ہوتے ہوئے اللہ کی کتاب سے کھیلا جارہا ہے؟ (نسائی، ج ۲، صفحہ ۹۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو تین ہوتی ہیں، ورنہ اگر ایک ہی ہوتیں تو آنحضرت ﷺ اس پر غیض و غضب کا اظہار نہ فرماتے۔

۷۔ امام ابوداؤد نے متعدد طرق سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو ''البتہ'' طلاق دے دی، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ فرمایا، حلفاً کہتے ہو کہ ایک کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کیا، اللہ کی قسم! میں نے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کی بیوی اس کو واپس لوٹا دی۔ (ابوداؤد، ج ۱، صفحہ ۳۰۰)

آنحضرت ﷺ کا رکانہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''حلفاً کہتے ہو کہ تم نے ایک ہی کا ارادہ کیا

تھا؟'' اس امر کی دلیل ہے کہ ''البتۃ'' کے لفظ سے بھی اگر تین طلاق کا ارادہ کیا جائے تو تین ہی واقع ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ صریح الفاظ میں تین طلاقیں دی ہوں۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام محدثین اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ سے ہوں، یا ایک مجلس میں، تین ہی شمار کی جائیں گی۔

فتویٰ نمبر ۱۴[1] ایک اہلحدیث کے قلم سے ہے، جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ تین طلاقیں جب ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہیں، لہٰذا نرگس پر ایک طلاق واقع ہوئی، عدت کے اندر شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

اہلحدیث عالم کا یہ فتویٰ صریحاً غلط اور مذکورہ بالا آیت واحادیث کے علاوہ اجماع امت کی بھی خلاف ہے۔ کیونکہ تمام اکابر صحابہؓ اس پر متفق ہیں کہ ایک لفظ یا ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، اور بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے۔ خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے چند فتاویٰ بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، آپ اس کو سزا دیتے اور دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ صفحہ ۱۱، عبدالرزاق ج ۶ صفحہ ۳۹۶)

۲۔ زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دے دی۔ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو اس شخص نے کہا کہ میں تو یونہی کھیل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر درہ اٹھایا اور دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳۔ عبدالرزاق ج ۶، صفحہ ۳۹۳)

۳۔ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا، میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں، فرمایا، تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں، اور باقی ستانوے عدوان (ظلم وزیادتی اور حدود الٰہی سے تجاوز) ہے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۳)

۴۔ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں فرمایا، تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں۔ باقیوں کو اپنی دوسری

[1]: مفتی صاحب نے جس فتوی کا جواب لکھا ہے اس کا نمبر ۱۴ تھا۔

عورتوں پر تقسیم کردو۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ۹۹ طلاقیں دی ہیں، فرمایا، پھر لوگوں نے تجھ سے کیا کہا؟ کہنے لگا کہ لوگوں نے یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی۔ فرمایا، لوگوں نے تیرے ساتھ شفقت ونرمی کرنا چاہی ہے (کہ صرف بیوی کو حرام کہا) وہ تین طلاقوں کے ساتھ تجھ پر حرام ہوگئی، باقی طلاقیں ظلم وتعدی ہے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۲، عبدالرزاق، ج ۶، صفحہ ۳۹۵)

۶۔ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، فرمایا تین طلاقوں نے اس کو حرام کردیا، باقی ۹۷ گناہ ہیں۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۲)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۱)

۸۔ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو سو مرتبہ طلاق دی ہے، فرمایا تین کے ساتھ تجھ پر حرام ہوگئی اور ۹۷ کا اللہ تعالیٰ تجھ سے قیامت کے دن حساب لیں گے۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۴)

۹۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی دیں، فرمایا، تیرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ندامت میں ڈال دیا، اور اس کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں رکھی۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۱)

۱۰۔ ہارون بن عنترہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص آیا اور کہا کہ حضور! میں نے ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ڈالیں، اب وہ تین طلاق کے ساتھ مجھ پر بائنہ ہوجائے گی یا ایک ہی طلاق ہوگی؟ فرمایا، تین کے ساتھ وہ تجھ پر بائنہ ہوگئی اور ۹۷ کا گناہ تیری گردن پر رہا۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۱۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار ایک سو طلاقیں دی ہیں، فرمایا، تین کے ساتھ تجھ پر بائنہ ہوگئی، باقی ماندہ کا گناہ تجھ پر بوجھ ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو ہنسی مذاق بنایا۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک ہی مجلس

میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، فرمایا اس نے اپنے رب کا گناہ کیا، اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۰)

۱۳۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں، فرمایا، تین نے بیوی کو اس پر حرام کر دیا، باقی ماندہ زائد رہیں۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۴۔ محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں، پھر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا، وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا، میں بھی اس کے لئے مسئلہ پوچھنے کی خاطر اس کے ساتھ گیا، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا، دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ وہ دوسری شادی نہ کرے، اس نے کہا کہ میرا اسے طلاق دینا تو ایک ہی بار تھا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیرے لئے جو کچھ بچ رہا تھا وہ تو نے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ (موطا امام مالک، صفحہ ۵۲۱)

دوسری روایت میں ہے کہ معاویہ ابن ابی عیاش انصاری کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدوی نے اپنی بیوی کو رخصتی سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، اس مسئلہ میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ میں ان دونوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے چھوڑ آیا ہوں۔ ان سے پوچھو اور واپس آ کر ہمیں بھی بتاؤ۔ چنانچہ وہ ان دونوں کی خدمت میں گئے اور ان سے مسئلہ پوچھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ابو ہریرہ! ان کو فتویٰ دیجئے، کیونکہ آپ کے سامنے پیچیدہ مسئلہ آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، ایک طلاق اس کو بائنہ کر دیتی ہے، اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(موطا امام مالک صفحہ ۵۲۱، سنن کبریٰ بیہقی، ج ۷، صفحہ ۳۳۵۔ شرح معانی طحاوی، ج ۲، صفحہ ۳۷)

۱۵۔ عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتویٰ لینے آیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں

نے کہا کہ جس عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو اس کی طلاق تو ایک ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تو تو محض قصہ گو ہے (مفتی نہیں) ایک طلاق اس کو بائنہ کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (حوالہ بالا)

۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلقہ ثلاثہ شوہر کے لئے حلال نہیں رہی، یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (طحاوی شریف، ج ۲، صفحہ ۳۸)

۱۷۔ سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے (اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کی جگہ خلیفہ ہوئے) تو اس خاتون نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلافت کی مبارکباد دی۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی کا اظہار کرتی ہے؟ جا تجھے تین طلاق۔ اس نے فوراً اپنے کپڑوں سے اپنے بدن کو لپیٹ لیا اور عدت میں بیٹھ گئی۔ عدت پوری ہوئی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا بقیہ مہر اس کو بھیج دیا اور دس ہزار درہم بطور عطیہ کے دیئے۔ یہ عطیہ جب اس خاتون کو موصول ہوا تو کہا "متاع قليل من حبيب مفارق" (جدائی اختیار کرنے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا سا سامان آیا ہے) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو رو پڑے، پھر فرمایا کہ اگر میں نے اپنے نانا ﷺ سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی (یا یہ فرمایا کہ اگر میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث نہ بیان فرمائی ہوتی جو انہوں نے میرے نانا ﷺ سے سنی تھی) کہ "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دے دیں، یا تین مبہم دے دیں تو وہ اس کے لئے حلال نہیں۔ یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے" تو میں اس خاتون سے رجوع کر لیتا ہے۔ (سنن کبریٰ، ج ۷، صفحہ ۳۳۶)

یہ صحابہ کرام کے چند فتاویٰ ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی شامل ہیں، جو اپنے دور میں مرجع فتویٰ تھے اور ان کے خلاف کسی صحابیؓ سے ایک حرف بھی منقول نہیں، اس لئے یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ کا اجماعی مسئلہ ہے کہ تین طلاقیں بہ لفظ واحد تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ چاروں مذاہب کے ائمہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ بھی صحابہ

کرامؓ کے اس اجماعی فتویٰ پر متفق ہیں۔ یہی فتویٰ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (ج ۲، صفحہ ۷۹۱) میں ذکر فرمایا ہے اور یہی فتویٰ حافظ ابن حزم رحمتہ اللہ علیہ ظاہری کا ہے جیسا کہ انہوں نے (المحلی ج ۱۰، صفحہ ۱۷۰) میں ذکر کیا ہے۔

الغرض ''تین طلاق کا تین ہونا'' ایک ایسی قطعی و یقینی حقیقت ہے، جس پر تمام صحابہ کرامؓ بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں، اکابر تابعینؒ متفق ہیں، چاروں فقہی مذاہب متفق ہیں، لہٰذا جو شخص اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے راستہ سے منحرف ہے وہ روافض کے نقش قدم پر ہے اور حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

'ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصیرا'' (النساء:۱۱۵)

(ترجمہ) ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ ﷺ کی، جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ، اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کردیں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔''

اہلحدیث مفتی نے اپنے فتوے میں (جو اجماع صحابہؓ اور ائمہ اربعہؒ کے اجماع کے خلاف ہے) جن دو احادیث سے استدلال کیا ہے ان پر کامل و مکمل بحث میری کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی پانچویں جلد (صفحہ ۳۱۲ سے ۳۲۲ تک) میں آچکی ہے، جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے، اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی حدیث جو رکانہ کی طلاق کے بارے میں مسند احمد سے نقل کی ہے، یہ اہل علم کے نزدیک مضطرب، ضعیف اور منکر ہے، اس کے راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں شدید جرحیں کتب الرجال میں منقول ہیں، اور محدثین کا اس کی روایت کے قبول کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہے، بعض اکابر اس کو دجال و کذاب کہتے ہیں، بعض اس کی مطلقاً توثیق کرتے ہیں، اور بعض نے یہ معتدل رائے قائم کی ہے کہ کسی حلال و حرام کے مسئلہ میں ابن اسحاق متفرد ہو تو حجت نہیں، اسی طرح اس کا استاد داؤد بن حصین بھی خارجی تھا اور عکرمہ سے منکر روایت نقل کرنے میں بدنام ہے، اور عکرمہ بھی مجروح ہے، اور اس پر بہت سے اکابر نے جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے۔

ایک ایسی روایت جو مسلسل مجروح در مجروح در مجروح راویوں سے منقول ہو اس کو اجماع صحابہؓ اور اجماع امت کے مقابلہ میں پیش کرنا انصاف کے منافی ہے اور اگر اس روایت کو صحیح مان

بھی لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ رکانہؓ نے اپنی بیوی کو ''البتہ'' طلاق دی تھی، جیسا کہ ابوداؤد کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے۔ چونکہ ''البتہ'' کا لفظ تین طلاق کے لئے بہ کثرت استعمال ہوتا ہے، اسی لئے راوی نے ''البتہ'' کے معنی تین سمجھ کر مفہوم نقل کر دیا، بہر حال صحیح روایت وہ ہے جو امام داؤد نے متعدد طرق سے نقل کی ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث جو صحیح مسلم سے نقل کی ہے اس پر بھی اہل علم نے طویل کلام کیا ہے اور اس کے بہت سے جوابات ذکر کئے ہیں، سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ ایک شخص تین طلاق الگ الگ لفظوں میں دیتا، یعنی انت **طلق**، انت **طلق**، انت **طلق** اور پھر کہتا کہ میں نے صرف ایک طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا، اور دوسری اور تیسری مرتبہ کا لفظ محض تاکید کے لئے تھا تو ابتدائی اسلام میں اس کے قول کو معتبر سمجھا جاتا تھا، اور ایک طلاق کا حکم کہا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا، اور یہ قرار دیا گیا کہ تین طلاق کے بعد اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا، چنانچہ امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباسؓ ہی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیت شریفہ: ''وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ'' کی تلاوت کر کے فرمایا:

''وذالک ان الرجل کان اذا طلق لمرلنه فهوا حق برجعتها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذالک فقال الطلاق مرتان'' (ابوداؤد ج ۱، صفحہ ۲۹۷)

(ترجمہ) ''اور یہ یوں تھا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کر سکتا تھا، خواہ تین طلاقیں دی ہوں، پس اس کو منسوخ کر دیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''وہ طلاق (جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے) صرف دو مرتبہ کی ہے۔''

واقعہ یہ ہے کہ یہ روایت اگر صحیح ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ نے **''باب الرجل یطلق امراته ثلاثا معا''** میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (طحاوی، ج ۲، صفحہ ۳۶)

نیز امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباسؓ کی زیر بحث حدیث کو **''باب بقیة نسخ المراجعة بعدالتطلیقات الثلاث''** کے ذیل میں نقل کر کے بتایا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ (ابوداؤد، ج ۱، صفحہ ۲۹۹)

ان امور سے قطع نظر اہلحدیث کے مفتی صاحب کی توجہ چند امور کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

اول:..... ان دونوں روایتوں کی نسبت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف کی گئی ہے، جبکہ متواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اگر

ان کی ذکر کردہ یہ دونوں روایتیں، جن کا حوالہ مفتی صاحب نے دیا ہے، صحیح بھی ہوں اور اپنے ظاہر پر محمول ہوں اور منسوخ بھی نہ ہوں، اور حضرت ابن عباسؓ انہی کی مطابق عقیدہ رکھتے ہوں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کے باوجود وہ اپنی روایت کردہ احادیث کے خلاف فتوے صادر کریں؟ ظاہر ہے کہ کسی صحابیؓ کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا، لامحالہ ان روایات کو منسوخ کہا جائے گا۔

دوم:...... فاضل مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''نبی ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالہ دور خلافت میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں، عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کا حکم دے دیا تاکہ لوگ اس فعل سے رک جائیں۔''

حضرت خلفائے راشدینؓ کے بارے میں اہل سنت اور روافض کے نقطہ نظر کا اختلاف سب کو معلوم ہے، اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضراتؓ قرآن وسنت کے فیصلوں سے سرمو انحراف نہیں کرتے تھے، اور کوئی بڑی سے بڑی مصلحت بھی ان کو خلاف شرع فیصلے پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی، اس لئے کہ خلیفہ راشد وہی کہلاتا ہے جو ٹھیک ٹھیک منہاج نبوت پر قائم ہو، اس سے سرمو تجاوز نہ کرے۔ ان حضرات کے جو واقعات یا فیصلے ایسے نظر آتے ہیں جن میں ان کے خلاف شبہ ہوتا ہے ان میں اہل سنت ان حضرات کے فیصلوں کو حق مانتے ہیں۔ اس کے برعکس روافض ان کے فیصلوں کو غلط، قرآن وسنت کے خلاف اور وقتی مصلحتوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں، اس لئے وہ ان اکابرؓ کو خلیفہ راشد نہیں بلکہ نعوذ باللہ خلیفہ جائر سمجھتے ہیں، چنانچہ طلاق ثلاثہ اور متعہ کے مسئلوں میں حضرت عمرؓ کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اہلحدیث بھی طلاق کے مسئلہ میں اصولی طور پر اہل تشیع کے ہمنوا ہیں، حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

''وفی الجملة فالذی وقع فی هذه المسلة نظیر ما وقع فی مسالة المتعة سواء اعنی قول جابرؓ انها کانت تفعل فی عهدالنبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر وصدرا من خلافة عمر، قال ثم نهانا عمر عنها فانتهینا، فالراجع فی الموضعین تحریم المتعة ایقاع الثلاث للاجماع الذی انعقد فی عهد عمرؓ علی ذلک، ولایحفظ ان احدا فی عهد عمر خالفه فی

واحدة منهما، وقد دل اجماعهم على وجود ناسخ، وان كان خفى عن بعضهم قبل ذالک حتى ظهر لجميعهم فى عهد عمر، فالمخالف بعد هذاالاجماع منا بذله والجمهور على عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق۔" (فتح الباری، ج۹، صفحہ ۳۶۵)

(ترجمہ) "خلاصہ یہ ہے کہ اس تین طلاق کے مسئلہ میں جو واقعہ پیش آیا وہ ٹھیک اس واقعہ کی نظیر ہے جو متعہ کے مسئلے میں پیش آیا، میری مراد حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ:

"متعہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں کیا جاتا تھا، پھر حضرت عمرؓ نے ہمیں منع کر دیا تو ہم باز آ گئے۔"

پس دونوں جگہوں میں راجح یہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر اجماع ہو گیا اور کسی ایک صحابیؓ سے بھی منقول نہیں کہ ان دونوں مسئلوں میں کسی ایک میں بھی اس نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کی ہو اور حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع اس امر کی دلیل ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں ناسخ موجود تھا، مگر بعض حضرات کو اس سے قبل ناسخ کا علم نہیں ہو سکا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب کے لئے ظاہر ہو گیا۔

پس جو شخص اس اجماع کا مخالف ہو وہ اجماع صحابہؓ کو پس پشت ڈالتا ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جانے کے بعد جو شخص اختلاف پیدا کرے وہ لائق اعتبار نہیں۔"

الغرض اس مسئلہ میں اہلحدیث حضرات کا حضرت عمرؓ کے اجماعی فیصلے سے اختلاف کرنا شیعہ عقیدے کی ترجمانی ہے اور عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے، اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ متعہ کے بارے میں صحیح ہے تو یقیناً تین طلاق بہ لفظ واحد کے بارے میں بھی برحق ہے، اور پوری امت پر اس فاروقی فیصلے کی، جس کی تمام صحابہ کرامؓ نے موافقت فرمائی، پابندی لازم ہو جاتی ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں جو کہا گیا ہے کہ "آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، اس کے معنی یہ لئے جائیں گے کہ نسخ کے باوجود بعض لوگوں کو علم نہیں ہوا ہوگا، اور وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ تین طلاق بہ لفظ واحد کو ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جبکہ طلاق دینے والے کی نیت تین کی نہ ہو، بلکہ ایک طلاق کی ہو، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا اور وضاحت کر دی کہ یہ حکم منسوخ ہے، لہذا آج کے بعد کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے۔ اور تمام صحابہ کرامؓ نے اس سے موافقت فرمائی۔

اور اگر نعوذ باللہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت کی بناء پر غلط فیصلہ کیا تھا، اور صحابہؓ نے بھی بالا جماع اس سے موافقت کر لی تھی اور آج اہلحدیث حضرات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غلطی کی اصلاح کرنے جا رہے ہیں تو یوں کہو کہ شیعہ سچ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے متعہ شریف پر پابندی لگا کر ایک حلال اور پاکیزہ چیز کو حرام قرار دے دیا، اور صحابہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلط فیصلے کی ہم نوائی کر لی۔ نعوذ باللہ، استغفر اللہ۔

واضح رہے کہ ان مسئلوں کا حرام وحلال سے تعلق ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور جس عورت سے متعہ کیا جائے اس سے جنسی تعلق حرام ہے، اسی طرح جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہوں وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی۔ اب اس سے بیوی کا سا تعلق قائم کرنا حرام ہے۔ اہل تشیع حضرات فاروق اعظمؓ کے فیصلہ سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اس سے جنسی تعلق حرام نہیں بلکہ اتباع سنت کی وجہ سے موجب ثواب ہے۔ ادھر اہلحدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مطلقہ ثلاثہ حرام نہیں، بلکہ اتباع سنت کے لئے اسے بیوی بنا کر رکھنا موجب ثواب ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوم:...... اہلحدیث عموماً یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا تھا، اس فتویٰ میں بھی جناب مفتی صاحب نے یہی بات دہرائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ''چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رجوع کر لیا۔''

اہلحدیث حضرات نے حضرت عمرؓ پر پہلے تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کسی وقتی مصلحت کے لئے اس سنت کو تبدیل کر دیا جو آنحضرت ﷺ کے زمانے سے ان کے دور خلافت تک مسلسل چلی آ رہی تھی، اور پھر اس الزام کو مزید پختہ کرنے کے لئے ان پر یہ تہمت جڑ دی کہ انہوں نے اپنی غلطی کو خود بھی تسلیم کر لیا تھا۔ چنانچہ اس غلطی سے رجوع کر لیا تھا، مفتی صاحب نے یہاں دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک صحیح مسلم، صفحہ ۴۷۷ (جلد کا نمبر نہیں دیا) حالانکہ صحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا حوالہ حافظ ابن قیم کی کتاب ''اغاثۃ اللھفان'' کا ہے۔ جس کا نہ صفحہ ذکر کیا ہے اور نہ جلد نمبر۔ حالانکہ اغاثۃ اللھفان میں بھی یہ کہیں ذکر نہیں کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رجوع کرلیا تھا۔ مناسب ہوگا کہ یہاں حافظ ابن قیم کی کتاب ''اغاثۃ اللھفان'' کا صحیح حوالہ نقل کرکے اہلحدیث کی اس تہمت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برأت کی جائے۔

واضح رہے کہ ۱۳۹۱ھ میں سعودی حکومت نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ''طلاق ثلاثہ بلفظ واحد'' کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے سعودیہ کے چوٹی کے علماء کی ایک ۷ رکنی مجلس تحقیقات تشکیل دی، جس نے طرفین کے دلائل کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ ''حکم الطلاق الثلاث بلفظ واحد'' کے نام سے مرتب کیا اور اسے ''ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد'' کے ترجمان ''مجلۃ البحوث الاسلامیہ ریاض'' نے (المجلد الاول العدد الثالث ۱۳۹۷ھ میں) شائع کیا۔ میں ''اغاثۃ اللھفان'' کا حوالہ اسی مجلّہ سے نقل کررہا ہوں۔

حافظ ابن قیمؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فلما رای امیر المومنین ان اللہ سبحانہ عاقب المطلق ثلاثا بان حال بینہ وبین زوجتہ وحرمھا علیہ حتی تنکح زوجا غیرہ علم ان ذالک لکراھۃ الطلاق المحرم وبغضہ لہ فوافقہ امیرالمومنین فی عقوبتہ لمن طلق ثلاثا جمیعا بان الزمہ بھا وامضاھا علیہ'' (حکم الطلاق الثلاث، صفحہ۷۱)

(ترجمہ) ''پس جب امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تین طلاق دینے والے کو یہ سزا دی ہے کہ تین طلاق کے بعد اس نے طلاق دینے والے کے درمیان اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان آڑ واقع کردی اور بیوی کو اس پر حرام کردیا۔ یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے، تو امیر المومنین نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ اس وجہ سے ہے کہ وہ حرام طلاق کو ناپسند فرماتا ہے اور اس سے بغض رکھتا ہے۔ لہٰذا امیر المومنین نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ اس سزا میں اللہ تعالیٰ کی موافقت فرمائی اس شخص کے حق میں جو تین طلاقیں بیک وقت دے ڈالے۔ اس موافقت کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص پر تین طلاقیں لازم کردیں اور ان کو اس پر نافذ کردیا۔''

آگے بڑھنے سے پہلے حافظ ابن قیمؒ کی مندرجہ بالا عبارت پر اچھی طرح غور کرلیا جائے کہ حافظ ابن قیمؒ کے بقول حضرت عمر رضی اللہ نے تین طلاق بہ لفظ واحد کو نافذ اور لازم قرار دینے کے فیصلے میں منشاء خداوندی کی موافقت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق دینے کے لئے جو سزا

اپنی کتاب محکم میں تجویز فرمائی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیک وقت تین طلاق دینے والے پر یہ قرآنی سزا نافذ کر کے منشائے الٰہی کی تکمیل فرمادی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کہ تین طلاق بہ لفظ واحد تین ہیں، منشائے الٰہی کی تعمیل تھی۔

سبحان اللہ! کیسی عمدہ بات فرمائی ہے۔ ائمہ اربعہ اور پوری امت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برحق سمجھتے ہوئے ان کی موافقت ورفاقت میں منشائے الٰہی کی تکمیل کو اپنا دین وایمان سمجھتی ہے، جبکہ اہلحدیث حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے منشائے الٰہی کی مخالفت اور اہل تشیع کے منشاء کی موافقت کررہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد برحق ہے:

"ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه" (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷)

(ترجمہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے حق عمرؓ کی زبان اور قلب پر رکھ دیا ہے۔

جس شخصیت کو رسول برحق ﷺ نے ناطق بالحق قرار دیا، اس کا فیصلہ خلاف حق ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے منشا کے عین مطابق ہوگا اور اس کی مخالفت، حق کی مخالفت اور خدا اور رسول کے منشاء کے خلاف ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقطہ نظر کی مندرجہ بالا وضاحت کرنے کے بعد حافظ ابن قیمؒ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ:

"فان قيل فكان اسهل من ذالك ان يمنع الناس من ايقاع الثلاث ويحرمه عليهم ويعاقب بالضرب والتاديب من فعله لئلا يقع المحذور الذى يترتب عليه؟ قيل لعمر الله! قد كان يمكنه من ذالك ولذالك ندم عليه فى آخر ايامه وودانه كان فعله قال الحافظ الاسماعيلى فى مسند عمرؓ اخبرنا ابويعلىٰ حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن يزيد بن ابى مالك عن ابيه قال قال عمر رضى الله عنه ماندمت على شئى ندامتى على ثلاثة ان لااكون حرمت الطلاق، على ان لااكون انكحت الموالى وعلى ان لااكون قتلت النوائح" (حوالہ بالا)

(ترجمہ) "اگر کہا جائے کہ اس سے آسان تو یہ تھا کہ آپؓ لوگوں کو تین طلاق دینے کی ممانعت کردیتے اور اس کو حرام اور ممنوع قرار دے دیتے اور اس پر ضرب وتعزیر جاری کرتے تاکہ وہ محذور جو اس تین طلاق پر مرتب ہوتا ہے، وہ واقع ہی نہیں ہوتا۔"

یہ سوال اٹھانے کے بعد حافظ ابن قیمؒ خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔

(ترجمہ) ''جواب یہ ہے کہ جی ہاں! بخدا اس کے لئے یہ ممکن تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ آخری زمانے میں اس پر نادم ہوئے، اور انہوں نے یہ چاہا کہ انہوں نے یہ کام کرلیا ہوتا۔''

حافظ ابوبکر الاسماعیلی ''مسند عمرؓ'' میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، کہا ہم سے بیان کیا صالح بن مالک نے، کہا ہم سے بیان کیا خالد بن یزید بن ابی مالک نے اپنے والد سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے جتنی ندامت تین چیزوں پر ہوئی، اتنی کسی چیز پر نہیں ہوئی۔ ایک یہ کہ میں نے طلاق کو حرام کیوں نہ کردیا؟ دوم یہ کہ میں نے غلاموں کا نکاح کیوں نہ کرادیا؟ سوم یہ کہ میں نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو قتل کیوں نہ کردیا؟''

لیجئے یہ ہے وہ روایت جس کے سہارے ہمارے اہلحدیث حضرات ابن قیمؒ کی تقلید میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کرلیا تھا کہ تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہے، خواہ ایک ہی مجلس میں دی جائیں یا ایک لفظ سے۔'' اہلحدیث کی بے انصافی و سینہ زوری دیکھنے کے لئے اس روایت کی سند اور متن پر غور کرلینا ضروری ہے۔

اس کی سند میں خالد بن یزید بن ابی مالک اپنے والد سے اس قصہ کو نقل کرتا ہے۔ اس خالد کے بارے میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

''لم یرض ان یکذب علی ابیه حتی کذب علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم'' (تہذیب التہذیب، صفحہ ۱۲۷، ج ۳)

(ترجمہ) ''یہ صاحب صرف اپنے باپ پر جھوٹ باندھنے پر راضی نہیں ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ پر بھی جھوٹ باندھا۔''

یہ جھوٹا اپنے والد کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کرکے کہتا ہے کہ میرے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اظہار ندامت کو بیان کیا جبکہ اس کے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا اور وہ تدلیس میں بھی معروف تھا۔ (حکم الطلاق الثلاث، صفحہ ۱۰۷)

حافظ ابن قیمؒ پر تعجب ہے کہ وہ ایک کذاب کی مجہول اور جھوٹی روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت ثابت فرمارہے ہیں اور اہلحدیث حضرات پر حیرت ہے کہ وہ اس کو حضرت عمرؓ کے رجوع کا نام دے رہے ہیں۔

سند سے قطع نظر اب روایت کے متن پر توجہ فرمائیے۔ روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے منسوب کر کے یہ کہا گیا کہ مجھے زندگی میں ایسی ندامت کسی چیز پر نہیں ہوئی جتنی کہ اس بات پر کہ میں نے طلاق کو حرام قرار کیوں نہ دیا ... الخ۔

دین کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ طلاق حق تعالیٰ شانہ کی نظر میں خواہ کیسی ہی ناپسندیدہ چیز ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں اس کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ ادھر آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی زبان زد خاص و عام ہے کہ:

"ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۳، بروایت ابوداؤد)

(ترجمہ) "یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"۔

پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہو اور صدر اول سے آج تک جس پر مسلمانوں کا تعامل چلا آرہا ہو، کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانے کا سوچ بھی سکتے ہیں؟ چہ جائیکہ اس قطعاً غلط اور باطل چیز کے نہ کرنے پر شدید ندامت کا اظہار فرمائیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خالص بہتان اور افترا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد مطلق طلاق سے نہیں بلکہ تین طلاق سے ہے تو اولاً یہ گزارش ہے کہ اس روایت میں کون سا قرینہ ہے جو تین طلاق پر دلالت کرتا ہے؟ ثانیاً: فرض کر لیجئے کہ یہی مراد ہے تو سوال یہ ہے کہ تین طلاق کو حرام قرار دینے سے یہ کیسے لازم آیا کہ کوئی اس حرام کا ارتکاب کرے گا تو طلاق واقع نہیں ہوگی؟ آپ دیکھتے ہیں کہ بیوی کو "تو میری ماں کی مانند" کہنا حرام ہے۔ قرآن کریم نے اس کو "منکر من القول" اور جھوٹ قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس حرام کا ارتکاب کر کے بیوی سے ظہار کر لے تو کیا ظہار واقع نہیں ہوا؟ اسی طرح بالفرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آپؓ نے اپنے اس فیصلہ سے رجوع فرمالیا تھا کہ تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں، بلکہ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر افسوس تھا کہ آپؓ نے تین طلاق پر پابندی کیوں نہ لگا دی تو اس سے جمہور کے قول کی مزید تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں روایت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے تین طلاق کے نفاذ پر اکتفا کیوں کیا، اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی چاہئے تھا کہ میں تین طلاق کے واقع کرنے پر بھی پابندی لگا دیتا اور ایسا کرنے والوں کو بیوی کی حرمت مغلظہ کا حکم دینے کے علاوہ

ان کی گوشمالی بھی کرتا۔

الغرض اول تو یہ روایت ہی سنداً ومتناً غلط اور مہمل ہے اور اگر بالفرض محال اس کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امیر المومنین فاروق اعظم الناطق بالصدق والصواب رضی اللہ عنہ نے اپنے سابقہ فیصلے سے رجوع کرلیا تھا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے فیصلہ سے رجوع کو منسوب کرنا آپؓ کی ذات عالی پر سراسر ظلم اور بہتان وافترا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اہلحدیث کو حضرت عمرؓ کی ذات سے کیا ضد ہے کہ ان کی طرف پے در پے جھوٹ منسوب کررہے ہیں اور ان حضرات کو یہ سوچنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ محض وقتی ہوتا یا کسی مصلحت پر مبنی ہوتا یا آپؓ نے اس فیصلے سے آخری عمر میں رجوع فرمالیا ہوتا تو تمام صحابہ کرامؓ سے ائمہ اربعہ تک جماہیر سلف وخلف اس فیصلے پر مصر کیوں کر رہ سکتے تھے؟

خلاصہ یہ کہ تین طلاق سے تین کا واقع ہونا قطعی برحق ہے۔ یہی حضرت خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ناطق فیصلہ ہے۔ اسی پر حضرات خلفائے راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ کا اجماعی فتویٰ ہے اور اسی پر چاروں فقہائے امت واماماں ملت متفق ہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی فتویٰ دیتا ہے، خواہ وہ اہلحدیث ہو یا منکر حدیث، وہ قطعاً مردود اور باطل ہے۔ **وماذا بعد الحق الاالضلال**۔ (حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے) کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، یہ حلال نہیں کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہؒ کے اجماعی فتوے کے خلاف تین طلاق کو ایک قرار دے اور تین طلاق پانے والی مطلقہ کو حلال قرار دے۔ "**حتی تنکح زوجا غیرہ**" (ملخص) (مفتی یوسف لدھیانوی، شہیدؒ)

(۵۹۔ب) کیا تین طلاق کے بعد بچوں کی خاطر اسی گھر میں عورت رہ سکتی ہے

سوال:۔ مجھے شوہر نے طلاق دے دی ہے جو اس طرح ہوئی کہ ایک دن گھریلو معاملہ پر جھگڑا ہوا انہوں نے مجھے مارا، پھر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا میں نے تجھے طلاق دی نکل جا میرے گھر سے۔ محلے کے لوگ شور سن کر جمع ہوگئے تھے انہیں سمجھانے لگے مگر وہ نہیں مانے۔ پھر کہا تجھے طلاق دی۔ طلاق کے الفاظ اسی طرح دونوں بار تین مرتبہ سے بھی زیادہ دفعہ کہے۔ محلے والوں کے کہنے

پر میں نے سارے حالات دار العلوم کو لکھ کر بھیجے جنہوں نے کہہ دیا کہ طلاق ہوگئی۔ میں اس واقعہ کے بعد کئی ماہ تک وہیں الگ کمرے میں رہی پھر جب مرد کی نیت خراب دیکھی تو وہاں سے اپنے عزیز کے گھر پنجاب چلی گئی۔ اور دو مہینے عدت گزارنے کے بعد آئی تو وہ یہ کہہ کر کہ میرے سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا بچوں کی خاطر چل کر رہ۔ میں بچوں کی ممتا میں مجبور ہو کر چلی گئی کچھ دن تو وہ ٹھیک رہا پھر اس کا ارادہ بدلنے لگا۔ وہ کسی مولوی صاحب سے لکھوا کر بھی لایا کہ طلاق نہیں ہوئی مگر میں نہیں مانی اور اس سے صاف کہہ دیا کہ میں اپنی عاقبت خراب نہیں کروں گی تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر وہ مختلف بہانوں سے جھگڑے کرنے لگا ایک دن تنگ آ کر میں نے اپنی جان ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر بچ گئی میں سخت مصیبت میں ہوں محلے والوں کو طلاق کا پتا ہے ان کے سامنے ہوئی میں نے ان لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ بچوں کی خاطر رہ رہی ہوں ان کے باپ سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے میرے بچے بڑے ہیں لیکن مذہب سے ناواقف ہیں ان کا باپ ان کو ورغلاتا ہے خدا کے خوف سے ڈرتی ہوں لہٰذا مجھے آپ بتائیں کہ تین مرتبہ کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے میرے ایک عزیز کہتے ہیں کہ غصے میں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی مرد بھی اب اسی طرح کی باتیں کرتا ہے کہ میں نے دل سے نہیں کہا تھا اور مجھے گمراہ کرتا ہے ایک رشتہ دار نے کہا شریف عورتیں مر کر گھر سے نکلتی ہیں میں آپ سے خدا اور اس کے رسول کا حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں تفصیل سے بتائیں اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا میں خدا کی خوشنودی اور آخرت کی اچھائی چاہتی ہوں میں مرنا گوارا کر لوں گی لیکن گناہ اور حرام کاری کی زندگی بسر نہیں کروں گی۔

الجواب:۔ آپ کو پکی طلاق ہو چکی ہے اس شخص کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا اگر آپ کو عزت و آبرو کا خطرہ ہے تو وہاں کی رہائش ترک کر کے کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں دار العلوم کا فتویٰ بالکل صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) تین طلاق کے بعد اگر تعلقات قائم رکھے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہوگی

سوال:۔ میرے بڑے بیٹے نے اپنی منہ زور اور نافرمان بیوی کو تقریباً سات سال قبل دلبر داشتہ ہو کر عدالت سے تحریری طور پر بمعرفت وکیل ڈاک سے رجسٹری ایک طلاق نامہ روانہ کیا

جواس کے بھائی نے وصول کیا طلاق نامہ کا مضمون انگریزی میں تحریر تھا طلاق نامے میں بیٹے نے اپنی منکوحہ بیوی کو تین دفعہ یعنی میں نے تمہیں طلاق دی لکھا یہ طلاق میرے بیٹے نے بغیر کسی جبرو دباؤ اور غصے کی حالت میں دی تھی اس وقت اس کی بیوی تقریباً چھ ماہ کے حمل سے تھی اس کی خوشدامن ارر دیگرافراد خانہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق حمل کے دوران نہیں ہوئی مگر میں اور دیگرافراد کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت کی رو سے طلاق ہوگئی مگراس کے سسرال والے اس بات کونہیں مانتے اور اس سے قطعی انکار کرتے ہیں لہذا آپ سے سوال ہے کہ طلاق ہوئی یانہیں اوراس دوران یعنی تقریباً سات سال سے دونوں بطور میاں بیوی کے رہ رہے ہیں اوراس درمیان ان کی دو بچیاں پیدا ہوئیں تو یہ بچیاں کس زمرے میں آتی ہیں برائے کرام شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب:۔ حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور وضع حمل سے عدت ختم ہو جاتی ہے آپ کے بیٹے نے اپنی بیوی کو جوتین طلاقیں دیں وہ واقع ہو چکی ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے پر قطعی حرام ہو چکے ہیں اس کے بعد اگر وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو وہ گناہ اور بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں اوران کے ہاں جواولا داس عرصہ میں ہوئی اس کا نسب صحیح نہیں اس کی حیثیت ناجائز اولاد کی سی ہے ان کو چاہئے کہ وہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔(البتہ ان بچوں کا نسب باپ سے ہی ثابت ہوگا) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) تین طلاق والے طلاق نامہ سے عورت کو لاعلم رکھ کر اس کو ساتھ رکھنا بدکاری ہے

سوال:۔ میری بیوی نہایت بدزبان بدتمیز اور نافرمان ہے ایک دفعہ جب اس نے میری اور میرے والدین کی بہت زیادہ بے عزتی کی تو میں نے غصے میں آ کر وکیل کے ذریعہ قانونی طور سے ایک طلاق نامہ تیار کروایا جس میں میں نے وکیل نے اور دو گواہوں نے دستخط بھی کئے تھے اور جس میں صاف اور واضح طور سے درج تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی اور آج سے میرا اوراس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بعد وہ طلاق نامہ میں چند ناگزیر حالات کی بنا پر اپنی بیوی کو نہ دے سکا اور آج تک وہ طلاق نامہ میرے پاس محفوظ ہے جب کہ بادل نخواستہ اور مجبوراً

بیوی کے ساتھ رہ بھی رہا ہوں اور حقوق زوجیت ادا بھی کر رہا ہوں مہربانی فرما کر بتایئے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اور کیا میں گناہ کبیرہ کا مرتکب تو نہیں ہو رہا ہوں اگر اس سلسلے میں کوئی کفارہ ادا کرنا چاہوں تو وہ کیا ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ جب بدزبان بدتمیز اور نافرمان بیوی کو آپ نے تین طلاقیں لکھ دیں تو وہ آپ پر اسی لمحہ حرام ہوگئی خواہ اس کو طلاق کا علم ہوا یا نہیں اور تین طلاق کے بعد جو آپ اس سے جنسی ملاپ کرتے ہیں یہ خالص بدکاری اور گناہ کبیرہ ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ اس گناہ سے توبہ کریں اور اس کو فوراً اپنے سے علیحدہ کر دیں حلالہ شرعی کے بعد وہ آپ کے نکاح میں دوبارہ آ سکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۲) تین طلاق لکھ کر پھاڑ دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ عرض یہ ہے کہ میں نے شادی کی تھی کچھ عرصہ کے بعد میں نے کئی لوگوں کے کہنے پر بے وقوفی سے ایک پرچہ لکھا جس میں لکھا کہ میری بیوی فلاں بنت فلاں مجھ پر تین طلاق ہے تین طلاق کا لفظ میں نے تین دفعہ لکھا وہ پرچہ لکھوا کر پھاڑ دیا پھر دوسرا پرچہ بھی اسی نوعیت کا لکھا جس کو میں نے روانہ کر دیا لیکن ان کو ملا نہیں ہے برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں طلاق ہوگئی یا نہیں کسی صورت میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔

الجواب:۔ تین طلاقیں ہوگئیں اب رجوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے نہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا دوسری جگہ نکاح ہو وہاں آباد ہو پھر طلاق ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۳) طلاق غصہ میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے؟

سوال:۔ میرے شوہر غصے میں کئی بار لفظ طلاق کہہ چکے ہیں مگر وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہتے ہیں غصے میں طلاق نہیں ہوتی جب کہ میں کہتی ہوں کہ طلاق ہر حال میں ہو جاتی ہے میرے شادی کو صرف دو سال ہوئے ہیں اس درمیان تقریباً ۲ بار لفظ طلاق کہہ چکے ہیں ذرا ذرا سی بات پر طلاق دے دیتے ہیں اور پھر رجوع بھی کر لیتے ہیں غصے میں کہتے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے مگر پھر بھی تم بے غیرت بن کر میرے گھر میں رہتی ہو پھر جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو

کہتے ہیں تم اسی گھر میں رہو گی تم تو میری بیوی ہو اور ہمیشہ رہو گی؟

الجواب:۔ جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ بدمزاج شوہر جب چاہتا طلاق دے دیتا اور پھر جب چاہتا رجوع کر لیتا سو بار طلاق دینے کے بعد بھی وہ رجوع کا حق سمجھتا اسلام نے اس جاہلی دستور کو مٹا دیا اور اس کی جگہ یہ قانون مقرر کیا کہ شوہر کو دو بار طلاق کے بعد تو رجوع کا حق ہے لیکن تیسری طلاق کے بعد بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی شوہر کو رجوع کا حق نہ ہوگا سوائے اس صورت کے کہ اس مطلقہ عورت نے عدت کے بعد کسی اور جگہ نکاح کر کے وظیفۂ زوجیت ادا کیا ہو پھر وہ دوسرا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے تو اس کی عدت ختم ہونے کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی آپ کے شوہر نے پھر سے جاہلی دستور کو زندہ کر دیا ہے آپ اس کے لئے قطعی حرام ہو چکی ہیں اس منحوس سے فوراً علیحدگی اختیار کر لیجئے اس کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ غصے میں طلاق نہیں ہوتی طلاق غصے میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۴) کیا تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے شادی کرنا ظلم ہے

سوال:۔ ایک شخص بدکار نشہ کرنے والا اور دیگر عیوب میں غرق ہے اور اپنی بیوی کو جو نہایت پارسا دیندار اور نیک ہے طلاق دیتا ہے طلاق حالت نشہ میں دے دی تھی بعد میں یہی شخص تائب ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے دوبارہ شادی کر لے لیکن طلاق کے بعد جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ جائے وہ اپنے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی مگر عورت کا عذر یہ ہے کہ غلطی خاوند کی تھی اور وہ اپنے پہلے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح اور نکاح کے بعد مباشرت کا تصور بھی نہیں کر سکتی وہ کہتی ہے کہ اسلام میں بے گناہ پر کبھی ظلم نہیں جاری ہو سکتا ہے اور عورت کی غلطی نہیں لہذا اس کو کسی دوسرے آدمی سے نکاح پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور وہ اپنے شوہر ہی سے نکاح چاہتی ہے اسلام کی رو سے انہیں مسئلہ کا حل بتائیں کیا عورت پر پہلے ظلم کے بعد اس کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح لازم ہے اجماع کیا ہے اور حالات کے پیش نظر عورت کا یہ کہنا کہ میرے اوپر ہی ظلم کیوں ہے اور کس قانون کی بنا پر اور کیا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ یہاں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں۔

اول۔ یہ کہ تین طلاق کے بعد عورت طلاق دینے والے پر قطعی حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ دوسری جگہ نکاح شرعی کر کے اپنے دوسرے شوہر سے وظیفہ زوجیت ادا نہ کرے اور وہ اپنی خوشی سے طلاق نہ دے اور اس کی عدت گزر نہ جائے یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی نہ اس شرط کے بغیر ان دونوں کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یہ قرآن کریم کا دوٹوک اور قطعی فیصلہ ہے جس میں نہ کوئی استثناء رکھا گیا ہے اور نہ اس میں کسی ترمیم کی گنجائش ہے۔

دوم۔ قرآن کریم کا فیصلہ عورت کو سزا نہیں بلکہ اس مظلومہ کی حمایت میں اس کے طلاق دینے والے ظالم شوہر کو سزا ہے گویا اس قانون کے ذریعے اس شوہر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سرزنش کی گئی ہے کہ اب تم اس شریف زادی کو اپنے گھر آباد کرنے کے اہل نہیں رہے ہیں بلکہ اب ہم اس کا عقد قانوناً دوسری جگہ کرائیں گے اور تمہیں اس شریف زادی کو دوبارہ قید نکاح میں لانے سے بھی محروم کر دیا گیا ہے جب تک کہ تمہیں عقل نہ آجائے کہ کسی شریف خاتون کو تین طلاق دینے کا انجام کیا ہوا کرتا ہے۔

سوئم۔ خالق فطرت کا ارشاد فرمودہ یہ قانون سراسر مظلوم عورت کی حمایت میں ہے لیکن یہ عجیب وغریب عورت ہے کہ وہ ظالم کے ساتھ تو پیوند جوڑنا چاہتی ہے مگر خالق کائنات جو خود اسی کی بھلائی کے لئے قانون وضع کر رہا ہے اس کی قانون کو اپنے اوپر ظلم تصور کرتی ہے اور پھر ایک ایسا شخص جو شرابی ظالم ہے اور جس پر وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے اس سے جو خدا تعالیٰ کی حد کو توڑ کر نکاح کرنے کی خواہش مند ہے اور اسے کسی نیک پارسا شریف النفس مسلمان کے ساتھ نکاح کرنے کا جو مشورہ دیا جا رہا ہے اسے اپنے حق میں ظلم تصور کرتی ہے اس ظالم سے کیا کم ظالم ہیں یہ سزا عورت کو نہیں بلکہ اس ظالم مرد کو دی گئی ہے جسے عورت اپنی حماقت سے اپنے حق میں ظلم تصور کرتی ہے وہ اس ظالم سے دوبارہ نکاح کرنے پر کیوں بضد ہے اسے چاہئے کہ کسی اور جگہ اپنا عقد کر کے شریفانہ زندگی بسر کرے اور اس ظالم کو عمر بھر منہ نہ لگائے۔

چہارم۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ جس طرح زہر کھانے کا اثر موت ہے زہر دینے والا ظالم ہے مگر جب اس نے مہلک زہر دے دیا تو مظلوم کو موت کا منہ بہر حال دیکھنا ہوگا اسی طرح تین طلاق کے زہر کا اثر حرمت مغلظہ ہے یعنی یہ خاتون دوسری جگہ چاہے تو نکاح کر سکتی ہے (اس کو دوسری جگہ نکاح کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا) لیکن پہلے شوہر کے لئے وہ حلال نہیں رہی اگر وہ پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دوسری جگہ عقد

اور خانہ آبادی نہ ہو پس جس طرح موت نتیجتاً ہے زہر خوری کا اسی طرح یہ حرمت مغلظہ نتیجہ ہے تین طلاق کا اگر یہ ظالم ہے تو یہ ظلم بھی تین طلاق دینے والے ہی کی طرف سے ہوا ہے کسی اور کی طرف سے نہیں اگر عورت اسی ظالم کے گھر بخوشی رہنا چاہتی ہے تو اسے اس کے ظلم کا نتیجہ بھی بخوشی بھگتنا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اس قانون میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تینوں طلاق واقع ہونے پر ''اجماع امت'' ہے

سوال:۔ زید نے اپنی زوجہ پر بخیال شبہ ارتکاب قصور غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دے دیں، اس کے بعد بیوی کا قصور ثابت نہیں ہوا، اب زید رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب ساکن اجمیری دروازہ دہلی مالک مطبع اخبار محمدی نے نہایت شدومد سے قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کا عمل اور فتویٰ بعض علمائے حنفیہ کے حوالہ سے اپنے اخبار کے تین تاریخوں کے پرچوں میں لکھا ہے کہ، ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی ہے جس سے رجوع کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ دلائل درست ہیں یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ مطلقہ ثلاث کا جو حکم ''اخبار محمدی'' نے لکھا ہے بالکل غلط ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے، تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث کو ہی سمجھنے اور سمجھانے میں پڑھنے اور پڑھانے میں گذر گئیں، وہ سب اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو اگرچہ اس طرح وہ طلاق دینے سے گنہگار ہوتا ہے لیکن طلاق تینوں پڑ جائیں گی۔

امام مالکؒ جو حدیث نبوی ﷺ کے سب سے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں، اور امام احمد بن حنبل جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ جو فقہ وحدیث کے مشہور امام ہیں، امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ قول مردود ہے اور اہل سنت والجماعت کے مخالف ہے روافض وغیرہ نے اس کو لیا

ہے۔ (جیسا کہ صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی نے واضح کیا ہے۔) اور صرف اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت میں گنجائش نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین و ائمہ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے واقف قرار دے اور آج تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول اور ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ پہلے جب مرد عورت کو طلاق دینا چاہے تین تو وہ رجوع کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا۔ پھر تین پر رجوع منسوخ ہوگیا۔ (الحدیث)

ابوداؤد نے جو اس حدیث کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی متعین ہے کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے۔ یہ باب تین طلاق کے بعد رجوع کے نسخ کے بیان میں ہے۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے نسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا اور ہزار ہا صحابۂ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کر کے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کر دی یہ واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کے اعلان کا طحاوی نے معانی آلا ثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اب یہ جرأت، جسارت کہ حضرت فاروق جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ جمہور صحابہ کرام کو اور پھر تمام امت ائمہ مجتہدین کو غلطی پر سمجھے اور آج پونے چودہ سو سال کے بعد اخباری محمدی پر بذریعہ وحی حق واضح ہو یہ فقط اخباری محمدی کا ہی حصہ ہے الحمدللہ کوئی مسلمان اب بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا ہزار ہا صحابہ کرام اور کروڑوں علمائے امت اور تمام ائمہ مجتہدین نے اگر قرآن وحدیث کو معاذاللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا اخباری محمدی ترجمہ مشکوٰۃ دیکھ کر دین کی حقیقت کو سمجھے گا۔

سرّ خدا کہ عارف و زاہد کسے نہ گفت درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید معاذاللہ یہ تو دین کے ساتھ کھیلنا ہے۔ اس بحث کی مفصل تحقیق حنفیہ کی تفصیلی کتب میں نہایت وضاحت سے درج ہیں، جس میں اخباری محمدی کی ایک ایک دلیل کا شافی جواب موجود ہے اس وقت اتنا ہی عرض کر دینا مسلمان کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہے۔ واللہ الهادی و هو الموفق (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(٦٦) ''ایک مجلس میں تین طلاق دے اور نیت ایک کی کرے'' اس کا حکم

سوال: ۔ ایک مجلس میں تین طلاق دینا اور ایک کی نیت کرنا اور دو تاکید کی غرض سے کہنا، یہ ایک واقع ہوگی یا تین؟

الجواب: ۔ تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں اور تاکید کی نیت کا نہ قاضی اعتبار کرے گا اور عورت بھی نہیں مانے گی تین طلاق ہی سمجھے گی ''المرأة کا لقاضی'' کتب فقہ میں تصریح ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(٦٧) اپنی بیوی سے کہا'' یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے، اسکا حکم'':

سوال: ۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے یہ کہا کہ یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے، اسی طور پر کہہ دیا اور عدت کے اندر زبانی رجعت بھی کرلی، آیا بغیر نکاح وحلالہ کے یہ عورت اس پر جائز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی اور وہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہوکر مغلظہ بائنہ ہوگئی، بغیر حلالہ کے اس سے شوہر اول دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا اور رجعت صحیح نہ ہوئی کیونکہ ایک مرتبہ میں تین طلاق دینے سے بھی تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں۔ درمختار میں ہے کہ جمہور صحابہ تابعین وتبع تابعین وائمہ کا مسلک ہے کہ اس طرح تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں الخ۔
(مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ)

(٦٨) بچپن میں نکاح ہوا، بالغ ہونے پر پھر نکاح ہوا اور بعد میں پہلے نکاح کی طلاق دے دی

سوال: ۔ ایک عورت کا بچپن میں نکاح ہوگیا تھا بلوغت کے بعد پھر تجدید نکاح کرلیا اب باہمی ناچاقی پر عورت نے شوہر سے کہا تمہارا مجھ سے دو مرتبہ نکاح ہوا ہے اس لئے ایک نکاح کی مجھے تین طلاقیں دے دو اور ایک نکاح رہنے دو، شوہر بے علم تھا اس نے طلاق دے دی اب کیا عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو تین طلاقیں ہوگئیں جیسا کہ تمام نصوص سے ثابت ہے۔ اور چونکہ نکاح ہو چکا تھا اس لئے تجدید نکاح لغو ہوا اس سے کوئی دوسرا عقد نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی تو منکوحہ ایک ہے اس پر تین طلاق واقع ہوں گی۔ **وھو ظاھر** (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶۹) دو طلاق دے کر نکاح کرلیا آٹھ سال بعد پھر دو طلاق دی پھر نکاح کرلیا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی اور پھر نکاح کرلیا۔ بعد میں سات آٹھ برس کے بعد پھر دو طلاق دے دی اور پھر نکاح کرلیا۔ کیا شرع شریف کے حکم کے مطابق یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلاث ہوگئی، چونکہ درمیان میں نکاح زوج ثانی سے نہیں کیا، لہذا پہلی دو طلاق منہدم نہیں ہوئیں، اس لئے ایک طلاق باقی تھی اور بعد کی دو طلاقوں سے ایک طلاق ان کے ساتھ مل کر تین طلاق ہو جائیں گی، اور جب عورت مطلقہ ثلاث ہوگئی تو بلا حلالہ اس سے نکاح کرنا صحیح نہ ہوگا اور وہ نکاح جو بعد میں کیا باطل ہوا۔ (کما ھو مصرح فی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۰) دو مرتبہ لفظ طلاق اور ایک مرتبہ لفظ ''حرام'' کہا، کتنی طلاقیں ہوئیں؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو طلاق ہے تو طلاق ہے تو حرام ہے، آیا حرام طلاق صریح سے ملحق ہو کر تین طلاق بنے گی؟

الجواب:۔ اس صورت میں بے شک لفظ حرام دو صریح طلاق سے مل کر تین کو ثابت کرتا ہے۔ (لہذا) تین طلاقیں ہوگئیں۔ (کمافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۱) تین، چار، پانچ، دس یا سو مرتبہ طلاق دی

سوال:۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ یا سو مرتبہ طلاق دے تو کتنی طلاقیں سمجھی جائیں گی؟

الجواب: ۔ تین طلاق واقع ہوجائیں گی اور باقی لغو اور اس پر وبال ہوں گی۔ کما جاء فی الاحادیث والآثار۔

(۴۲) حلالہ کرنے والے کا حکم

سوال: ۔ حلالہ کرنے والے کے لئے حدیث میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ حدیث شریف میں یہ وارد ہے کہ **"لعن اللّٰہ المحلل و المحلل له"** یعنی اللہ کی لعنت ہے حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا۔

اس کا مطلب فقہاء حنفیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو صراحۃً یہ کہا جائے کہ حلالہ کی غرض سے تو نکاح کرلے، پھر طلاق دے دینا اور وہ اسی شرط پر نکاح کرلے، لیکن اگر دل میں یہ مقصد ہو مگر زبان سے کچھ نہ کہے تو درست ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص (ایسے میاں بیوی کی) خیر خواہی کی نیت سے شادی کرے اور مقصد کو چھپائے اور طلاق دے دے تاکہ یہ دونوں دوبارہ شادی کرلیں تو اسے اجر ملے گا۔ الخ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) غصہ میں بیوی کو ماں، بہن کہنے کا حکم

سوال: ۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غصہ میں ماں، بہن کہہ دے یا تین طلاق دے دے تو طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور پھر اس عورت کا رکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اپنی بیوی کو صرف یہ کہنے سے کہ تو میری ماں، بہن ہے، طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر غصہ میں تین طلاق دے دے تو پھر تین طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ بغیر حلالہ کے پھر اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

حیض منقطع ہونے والی کا حلالہ اور اس کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص نے ایک عورت کو تین طلاق دے دیں، اس نے ساڑھے تین ماہ عدت گذار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور بعد میں اس نے بھی تین طلاقیں دے دیں، اب

اس کی عدت بھی ساڑھے تین ماہ گذار چکی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ پہلے شوہر سے اسے جب اولاد ہوئی تھی تو اس کا حیض بند ہو گیا تھا اور اب تک (دوسرے شوہر سے طلاق تک) اسے حیض نہیں آیا۔ تو کیا اب وہ اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جو اس عورت نے ساڑھے تین ماہ عدت گذار کر دوسرے شخص سے نکاح کیا وہ معتبر نہیں ہے۔ چونکہ تین حیض گذارنا ضروری ہے۔ تین حیض آ جانے کے بعد یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر اس کا شوہر مباشرت وغیرہ کے بعد طلاق دے دے تو یہ عدت گذار کر پہلے شوہر کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ (لیکن جب تک حیض نہیں آئے اس وقت تک وہ اپنے پہلے شوہر کی عدت میں ہے۔) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

بلا تلفظ محض سوچنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک مرد اور اس کی بیوی کی آپس میں بنتی نہیں ہے، مرد کے کہنے پر عورت نہیں چلتی جس کی وجہ سے دماغ کبھی کبھی پریشان ہو جاتا ہے۔ مگر دل ہرگز چھٹی کرنے کو نہیں مانتا، اس لئے کہ رشتہ داریاں، اولاد سب کچھ دیکھتے ہوئے موت تک نبھانے کا ارادہ ہوتا ہے، مگر دل میں وسوسے آتے ہیں، اور وسوسہ اندر ہی اندر طلاق طلاق کا ہوتا ہے۔ اس وقت طلاق دینے کی کوئی نیت نہیں ہوتی اور الفاظ زبان سے دہرائے بھی نہیں جاتے، سوچ ہی سوچ میں وسوسہ آتے ہیں، تو کیا ایسی صورت میں طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زبان سے تلفظ کئے بغیر محض سوچنے اور دل کے وسوسوں سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کیا حلالہ میں ضروری ہے کہ شوہر ثانی عورت کو اپنے پاس تین حیض تک رکھے؟ فتاویٰ رشیدیہ کے ایک مسئلے کی توضیح

سوال:۔ فتاویٰ رشیدیہ میں مرقوم ہے کہ "پھر دوسرا خاوند اس سے قربت کرے اور قربت کے بعد اپنے ہی نکاح میں رکھے، جب اس کو تین حیض آ جائیں اس وقت طلاق دے اور طلاق کے بعد اس

کی عدت پوری ہو، اور اگر اس عرصہ میں حمل ہو گیا تو وضع حمل ہو ورنہ جب تین حیض آجائیں اس وقت پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہو جائے گی ہرگز نکاح نہ ہوگا۔'' یہ بتایا جائے کہ اس پر عمل ضروری ہے یا مطلقہ ثلاث عدت گزرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کر کے محض وطی کے بعد ہی طلاق لے لے اور شوہر اول سے نکاح کر لے؟

الجواب: ۔ چونکہ شوہر ثانی کی وطی حلالہ کے لئے ضروری ہے اور جس طہر میں وطی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے اور مکروہ ہے، اس لئے شوہر ثانی مباشرت کے فوراً بعد یا دو چار روز میں طلاق نہ دے ورنہ بدعت و کراہت کا ارتکاب لازم آئے گا۔ لیکن اگر شوہر ثانی وطی کے بعد فوراً یا دو چار روز کے بعد اسی طہر میں طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی اگر چہ بدعت ہوگی اور عدت کے بعد وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔ (درمختار میں طلاق بدعی کی وضاحت مذکور ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طہر میں مباشرت ہو اس میں طلاق نہ دے) لہذا اگر اس طہر کے بعد ایک حیض آنے کے بعد پھر دوسرے طہر میں جس میں مباشرت نہ ہو طلاق دے دے تو بظاہر وہ طلاق بدعت نہ رہے گی۔ لہذا فتاویٰ رشیدیہ میں جو تین حیض پورا ہونے کے بعد طلاق کا لکھا ہے، یہ احتیاطاً اور اولویت کے لئے ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۷) نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: ۔ ایک رات میرے خاوند نے شراب کے نشے میں اور غصے میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ لوگ تین بار طلاق دیتے ہیں میں نے تجھے دس بار طلاق دی ہے۔ طلاق، طلاق، طلاق...... آج سے تو میری ماں بیٹی ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ میں نشے میں ہوں بلکہ ہوش میں ہوں، لیکن وہ تھے نشے میں۔ اب میں بہت پریشان ہوں، آپ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: ۔ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ آپ کے شوہر نے آپ کو دس طلاقیں دی ہیں، تین واقع ہو گئیں اور باقی اس کے گردن پر وبال رہیں۔ دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہو گئے اور آئندہ بغیر شرعی حلالہ کے نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۵) طلاق اور شرط بیک وقت جملہ میں ہونے سے طلاق معلق ہوگئی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ کر طلاق اس طرح دی کہ میں انہیں طلاق بائن دیتا ہوں تین طلاقوں کے ساتھ۔ یہ سب مسائل میں نے بہشتی زیور میں بغور پڑھ کر حاصل کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص نے یہ شرط بھی عائد کر دی کہ طلاق کا اطلاق اس وقت ہوگا جب فلیٹ جو کہ بیوی کی ملکیت میں ہے وہ فروخت کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ شوہر نے پرسکون زندگی گزارنے کے وعدے پر مہر کی رقم معاف کرالی اور اس ضمن میں اپنی بیوی کا حلفیہ بیان مجسٹریٹ کے روبرو دلوایا۔ اس کے فوراً ہی دو تین روز کے وقفہ کے بعد طلاق مندرجہ بالا طریق پر دے دی۔ براہ کرم از روئے شرع وضاحت و رہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ طلاق ہوگئی؟ یا فلیٹ فروخت ہونے کے ساتھ مشروط رہے گی جبکہ فلیٹ بیوی کے نام الاٹ شدہ ہے۔

الجواب:۔ اگر طلاق اور اس کی شرط ایک ہی جملہ میں لکھی تھی، مثلاً یہ کہ اگر فلیٹ فروخت کرے گی تو اس کو تین طلاق۔ اس صورت میں فلیٹ کے فروخت ہونے پر طلاق ہوگی۔ جب تک فلیٹ فروخت نہیں ہوتا طلاق نہیں ہوگی اور اگر طلاق پہلے دے دی، بعد میں وضاحت کرتے ہوئے شرط لگائی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی اور بعد کی وضاحت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۶) غصے میں طلاق ہونے یا نہ ہونے کی صورت

سوال:۔ ایک خاوند کے منہ سے غصہ کی حالت میں بلاقصد اپنی بیوی کے لئے طلاق کے الفاظ نکل جائیں تو کیا وہ طلاق ہو جائے گی؟

الجواب:۔ بلاقصد کا کیا مطلب؟ کیا وہ کوئی اور الفاظ کہنا چاہتا تھا کہ سہواً اس کے منہ سے طلاق کا لفظ نکل گیا یا کہ وہ غصہ میں آپے سے باہر ہو کر طلاق دے بیٹھا۔ پہلی صورت میں اگرچہ دیانتاً طلاق نہیں ہوئی مگر یہ شوہر کا محض دعویٰ ہے، اس لئے قضاءً طلاق کا حکم کیا جائے گا اور دوسری صورت میں بھی طلاق ہوگئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۷) ''ٹھہر وابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق'' کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میں اپنی بیوی کی وجہ سے پریشان ہوں۔ بے انتہاء زبان دراز ہے۔ دو چار دن ہوئے، پھر جھگڑا ہوا۔ میں نے تنگ آ کر غصہ میں کہا ٹھہر وابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق، ابھی دیتا ہوں تم کو طلاق۔ یہ کہتے ہوئے پین کاپی ڈھونڈنے لگا۔ کیونکہ میرے ذہن میں تھا کہ طلاق لکھ کر دی جاتی ہے۔ الفاظ میں نے دو دفعہ کہے۔ میری بیوی نے فوراً ڈر کے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے لکھنے نہیں دیا۔ مہربانی فرما کر مجھے بتائیں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی۔ اگر خدانخواستہ طلاق دو دفعہ کہنے سے واقع ہوگئی ہے تو آگے کیا طریقہ کار ہوگا۔ میں اپنے بچوں کی وجہ سے بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

الجواب:۔ زبان کے محاورے میں ٹھہر وابھی یہ کام کرتا ہوں کے الفاظ مستقبل قریب کے لئے استعمال ہوتے ہیں، گویا طلاق دی نہیں بلکہ طلاق دینے کا وعدہ کیا کہ ابھی تھوڑی دیر میں دیتا ہوں۔ اس لئے میرے خیال میں تو طلاق نہیں ہوئی، لیکن بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان الفاظ سے دو طلاق واقع ہوگئیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا ہو تو نکاح دوبارہ کرلیا جائے آئندہ طلاق کے لفظ سے پرہیز کیا جائے ورنہ ان اہل علم کے قول کے مطابق ایک طلاق اور دے دی تو بیوی حرام ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۸) طلاق مانگنے پر شوہر نے کہا ''طلاق ہی سی ہے'' اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو عرصہ تک چھوڑ رکھا تھا، بہت عرصہ بعد اپنے شوہر کو اس نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو لے جاؤ، اس نے انکار کیا۔ پھر عورت نے طلاق طلب کی تو اس نے یہ لفظ کہا کہ طلاق ہی سی ہے۔ پھر دوبارہ بھی یہ ہی لفظ کہا تو ان دونوں الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت پر طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس قسم کے الفاظ کو اقرار بالطلاق گردانا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کے کہنے سے بھی اقرار بالطلاق ہو جاتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۹) طلاق دی طلاق دی تین مرتبہ کہا، مراد تاکید تھی

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دیں، ساتھ الفاظ متفرقہ اور صریحہ کے وہ الفاظ یہ ہیں کہ" تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے" پھر زید کہتا ہے کہ میری مراد ان الفاظ سے تاکید ہے، لہذا ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ عمر کہتا ہے کہ یہ طلاق صریح ہے، نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

الجواب:۔ شامی و درمختار میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں قاضی اس کا اعتبار نہیں کرے گا اور دیانۃً اس کی نیت معتبر ہے۔　　　　(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۰) کسی نے کہا تو کہہ کہ فلاں کو طلاق دی، شوہر نے کہا میں نے قبول کیا، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید کی بیوی دس آدمی لے کر گھر گئی اور کہا کہ زید نامرد ہے۔ مجھے طلاق دلوا دیجئے۔ زید نے کہا غلط ہے بلکہ یہی مجھے قریب آنے نہیں دیتی۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہندہ چند روز صبر کر لو، ہم تجربہ کر لیں تو ہندہ نے کہا میں ایک لمحے نہیں رہ سکتی تو لوگوں نے زید کو ڈانٹا کہ اسے طلاق دے دو، یہ رہنا ہی نہیں چاہتی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو کہہ میں نے فلاں کو طلاق دی تو زید نے بسبب دہشت کہہ دیا کہ ہم نے قبول کیا۔ طلاق کا کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ بتایئے کیا طلاق ہوگئی؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں قبول کیا کہنے کا مطلب ہے میں نے طلاق دی۔ لہذا طلاق رجعی ہوگئی۔ لہذا اگر عورت مدخول بہا ہے تو رجعت کر سکتا ہے۔ غیر مدخولہ ہے تو رجعت درست نہیں۔　　　　(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۱) اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا، کیا اس جملہ سے طلاق پڑ جائے گی؟

سوال:۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کر یہ خط لکھا کہ جس دل میں پیار بھرا تھا اب تو

اس دل میں نفرت بھر کے رکھی ہے۔ اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا (معاذ اللہ) تو کیا ان الفاظ کے کہنے سے اس مرد کا نکاح اس عورت سے باقی رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ نفرت کے الفاظ سے طلاق تو واقع نہ ہوگی لیکن اس جملہ سے کہ اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا (معاذ اللہ) میں ایمان خطرہ میں پڑ گیا۔ لہٰذا تجدید ایمان، تجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۸۲) احتیاطی طور پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم کیا گیا ہو وہاں تجدید مہر ضروری نہیں ہے[1]

سوال:۔ (الف) جن الفاظ کفر پر تجدید نکاح کا حکم مفتیان کرام نے دیا ہو اس میں مہر جدید ضروری ہے یا مہر سابق کافی ہے؟

(ب) اس تجدید نکاح میں عورت کو پورا اختیار حاصل ہے یا اسی شوہر کے ساتھ نکاح ضروری ہے؟

(ج) اگر اسی کے ساتھ نکاح ضروری نہیں تو عدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(د) اور عدت کتنی گذارنی ہوگی؟

الجواب:۔ پہلے فتویٰ میں اس کا کفر اور اسلام سے خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا ہے، ایمان کا خطرہ میں پڑ جانا لکھا ہے اور احتیاطاً زجراً وتشدیداً تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم کیا ہے۔ درمختار میں ہے:

ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدیدالنکاح (قوله والتوبة) ای تجدید الاسلام (قوله و تجدید النکاح) ای احتیاطاً الخ (شامی، ج ۳، صفحہ ۱۱۴)

عامی شخص کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ اب اس نفرت کو تو خدا بھی نہیں مٹا سکتا انتہائی درجہ کی نفرت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں، اس کی قدرت سے باہر ہے (معاذ اللہ) لہٰذا اس صورت میں تجدید وتجدید نکاح کا حکم احتیاطاً ہے اور تجدید نکاح کے لئے تجدید مہر ضروری نہیں۔ عورت اسی سے نکاح کرے، دوسرے سے نہیں

---

[1] ملاحظہ ۸۳ یہ دونوں مسئلے ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

کرسکتی۔ البتہ عورت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ تاوقتیکہ تجدید ایمان تجدید نکاح پر شوہر آمادہ نہ ہو، دوسری ناجائز وحرام حرکتوں سے باز نہ آوے، اپنی ذات کواس کے حوالہ نہ کرے۔

قال الشامی عن تمکنه اذا علمت منه الظاهر وعلمت ان المرأة کالقاضی لایحل ان تمکنه اذا علمت منه ماظاهره خلاف مدعاه (صفحہ ۷۶۹، ج ۳۔ امداد الفتاویٰ، صفحہ ۴۶۳، ج ۲۔ مطبوعہ دیوبند بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ، ج ۸، صفحہ ۳۱۲) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۸۳) عورت نے خود تین طلاق شوہر سے سنی ہے لیکن مرد کو یاد نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ عورت قسم کے ساتھ یہ بیان دیتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین صریح طلاق دی ہے، مرد کو کچھ یاد نہیں، جبکہ شاہدہ کا کہنا دو صریح طلاق کا ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اب عورت اور مرد کو تعلق قائم کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ خاوند کو عدد طلاق یاد نہیں اور گواہ دو صریح طلاق دینا بیان کرتے ہیں تو قضاءً دو طلاق واقع ہوں گی، لیکن چونکہ عورت بذات خود وہاں موجود تھی، اس نے اپنے کانوں سے تین طلاقیں سنی ہیں اور بقسم بیان کرتی ہے کہ شوہر نے تین صریح طلاقیں دی ہیں لہذا عورت اپنے حق میں تین ہی طلاق واقع ہونا سمجھے، اسے حلال نہیں کہ بدون حلالہ اپنی ذات کو شوہر کے حوالہ کرے۔ شامی میں ہے کہ **والمرأة کالقاضی اذسمعته اواخبرها عدل لایحل لها تمکینه**. (ج ۲، صفحہ ۵۹۴)

نیز امداد الفتاویٰ میں ہے کہ درصورت مسئولہ از دو حال خالی نیست یا زن مطلقہ در عدد طلاق یاداست یانہ اگر یاداست درحق او حجت باشد پس اگر سہ بار شد مغلظہ شد حسب علم خود پس اوروا نیست کہ زوج خودرا برخود قدرت دید (ج ۲، صفحہ ۳۴۹) فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

طلاق قبل الدخول

(ہمبستری سے پہلے طلاق دینا)

(۸۴) رخصتی سے قبل طلاق کا مسئلہ

سوال:۔ کسی لڑکی کا نکاح ہوا، لیکن رخصتی نہ ہوئی اور لڑکا لڑکی کو صرف ایک بار کہہ دے کہ ''طلاق دی'' اب اس بات کو چار ماہ گذر گئے، کیا طلاق ہوگئی؟ اگر لڑکا یوں کہہ دے کہ تین طلاق دیتا ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق بائن ہوجاتی ہے اور اس عورت کی طلاق کی عدت بھی نہیں ہے۔ لڑکی بلاتوقف دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے۔ فریقین کی رضامندی سے طلاق دینے والے سے دوبارہ نکاح بھی ہوسکتا ہے اور اس میں نیا مہر رکھا جائے گا۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

اور اگر اس نے یوں کہا یا لکھا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں تو تینوں طلاقیں بیک وقت واقع ہوگئیں اور اب بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ وہ عورت اس کے نکاح سے نکل چکی۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ، مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸۵) رخصتی سے قبل تین بار لفظ ''طلاق'' کہنے کا حکم

سوال:۔ میری منگنی ہوئی اور نکاح بھی ہوا اور اس کے بعد رخصتی نہ ہوئی تھی۔ میں نے ایک کام نہ کرنے کا عہد کیا اور کہا اگر میں یہ کام کروں تو میری بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق۔ یعنی طلاق کا لفظ تین مرتبہ استعمال کرلیا[1]۔ اس کے بعد میری رخصتی بھی ہوگئی۔ بہشتی زیور میں، میں نے یہ مسئلہ پڑھا تھا۔ اس میں تھوڑی بہت گنجائش تھی تو میں نے نکاح کی تجدید کرلی، مگر دل میں خلش موجود ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ طلاق ثلاثہ واقع ہوئی ہو۔

الجواب:۔ آپ نے جو صورت لکھی اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے کیونکہ طلاق کا

---
[1] اور وہ کام بھی کرلیا۔

لفظ آپ نے تین بار الگ الگ کہا تھا۔ لہذا ایک طلاق پڑتے ہی بیوی بائنہ ہوگئی اور دو طلاقیں لغو ہوگئیں۔ آپ نے دوبارہ نکاح کرلیا تو ٹھیک کیا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۸۶) کیا طلاق رجعی کے بعد رجوع کے لئے نکاح ضروری ہے؟

سوال: ۔کیا طلاق رجعی میں نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں درست ہے؟
الجواب: ۔طلاق رجعی میں عدت کے اندر نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، صرف رجوع کرلینا کافی ہے اور عدت ختم ہوجانے کے بعد دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح درست ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۷) مطلقہ عورتوں کی اقسام اور رجوع کا طریقہ

سوال: ۔رجعی طلاق میں رجوع کرنے کی میعاد ایک ماہ ہے یا زیادہ ہے؟ رجوع کرنے سے مراد وظیفہ زوجیت ادا کرنا ضروری ہے؟ اور دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں اس قابل نہ ہوں تو کس طرح رجوع کیا جائے گا؟
الجواب: ۔رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے اور عدت کے لحاظ سے مطلقہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ: ۔اس کی عدت ''وضع حمل'' پر پوری ہوتی ہے، یعنی بچے کی پیدائش پر اس کی عدت ختم ہوجائے گی، خواہ بچے کی پیدائش جلدی ہو یا دیر سے۔

(۲) وہ عورت جس کو ''ایام'' آتے ہوں اس کی عدت تین حیض ہے، طلاق کے بعد جب تیسری مرتبہ وہ پاک ہوجائے گی تو اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔

(۳) وہ عورت جو نہ حاملہ ہو نہ اسے ایام آتے ہوں اس کی عدت تین ماہ ہے۔

رجعی طلاق میں اگر مرد اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہے تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجوع کرلیا، بس رجوع ہوجائے گا۔ اور اگر زبان سے کچھ نہ کہا مگر میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیا یا خواہش و رغبت سے اس کو ہاتھ لگادیا تب بھی رجوع ہوجائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

طلاق کے متفرق مسائل

(۸۸) میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا

سوال:۔ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر خط میں یہ لکھ کر بھیج دے کہ میں نے یکم جنوری ۱۹۲۳ء سے اپنے دل میں خاوند ہونے کا خیال نکال دیا تو اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نکاح قائم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح قائم ہے۔ (کیونکہ یہ جملہ نہ تو صریح ہے اور نہ ہی کنایہ۔ کذا فہم من کتب الفقہ۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۹) ایک ملک کے رواج کے مطابق طلاق کے بجائے کنکریاں پھینکنا

سوال:۔ ایک ملک میں رواج ہے کہ وہاں طلاق دیتے وقت کنکریاں پھینکتے ہیں زبان سے کچھ نہیں کہتے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی الشامی۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۰) بیس بچے پیدا ہونے سے عورت نکاح سے باہر نہیں ہوتی

سوال:۔ یہاں اس بات پر جھگڑا ہے کہ جس عورت کے بیس بچے ہو جائیں وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔ نکاح ثانی ہونا چاہئے، فیصلہ فرمائیں؟

الجواب:۔ قرآن وسنت کی رو سے یہ بات غلط ہے، بلکہ وہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں رہتی ہے نکاح سے باہر نہیں ہوتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۱) جس عورت سے بدکاری کا گناہ سرزد ہو جائے اسے طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک شخص کسی دوسرے ملک میں ملازم ہوگیا اور چار سال کے بعد واپس آیا اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی نے اس کے بھائی سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا زنا سے لڑکا بھی پیدا ہوا ایسی عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ عورت توبہ کر لے تو اس کو طلاق دینا اور چھوڑنا ضروری نہیں ہے اور نکاح قائم ہے۔ درمختار میں مجتبیٰ کے حوالے سے مرقوم ہے کہ بدکار عورت کو طلاق دینا واجب ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

اور پھر حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جو شخص گناہ سے توبہ کر لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا، لہٰذا توبہ کے بعد اس کا گناہ معاف ہوگیا تو شوہر کو بھی معاف کر دینا بہتر ہے۔ (مرتب)

(۹۲) استاد پیر طلاق دینے کو کہے اور ماں باپ منع کریں تو کس کی بات مانی جائے؟

سوال:۔ زید کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی ہے اس پر اس کے استاد (یا پیر صاحب ناراض ہیں) کیونکہ زید عالم ہیں اور اس لڑکی کا باپ جاہل۔ زید چاہتا ہے کہ اپنے پیر صاحب کو راضی کر لے مگر وہ کہتے ہیں کہ جب تک طلاق نہ دوگے راضی نہ ہوں گا۔ زید کا والد اور چچا طلاق دینے سے منع کرتے ہیں زید کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس صورت میں اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے خصوصاً جب کہ اس کے والدین اور چچا منع کرتے ہیں تو طلاق دینی نہیں چاہئے اگر استاد کی ناراضگی کسی وجہ شرعی کے بغیر ہے تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرے، جس قدر اپنا کام ہے وہ کرے یعنی ان سے معافی چاہے اور قصور معاف کرائے اگر وہ معاف نہ کریں تو یہ مؤاخذہ اور گناہ استاد کے اپنے ذمے ہوگا، زید بری ہو جائے گا۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۳) شوہر زبان سے یا لکھ کر طلاق نہ دے اور طلاق ہو جانے کی صورت

سوال: ۔ کیا ایسی کوئی صورت ہے کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور عورت خود بخود مطلقہ ہو جائے؟

الجواب: ۔ وہ صورت یہ ہے کہ شوہر یا عورت معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو کسی ایک کے مرتد ہونے کے بعد خود بخود تفریق ہو جاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (کیونکہ مرتد سے اور کافر مشرک سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں ہے باقی تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔)

(۹۴) کسی کو محض طلاق کا وکیل بنایا اور اس نے تین طلاق دے دیں

سوال: ۔ وکیل نے شرط پائے جانے پر زید کی بیوی کو تین طلاق دی دیں، مگر اب زید کا کہنا یہ ہے کہ میں نے فقط لفظ طلاق کا کہا تھا تین طلاق کا وکیل نہیں کیا تھا، ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۵) بلا عذر گواہی میں تاخیر کرنے کا حکم

سوال: ۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور طلاق کے بعد شب باشی بھی کرتا رہا اور دو لڑکے پیدا ہو گئے اب دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ طلاق کے گواہ اگر بلا عذر گواہی دینے میں تاخیر کریں تو فاسق ہو جاتے ہیں ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی۔ (کذا فی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۶) جعلی داماد بن کر طلاق دی تو خود اس کی اپنی بیوی پر طلاق ہو گئی

سوال: ۔ عمر زید کا داماد ہے۔ زید نے عمر سے دشمنی کی وجہ عدالت میں جج کے سامنے یہ بات

ظاہر کی کہ اس نے دوسرے شخص کو پیش کیا، کہ یہ میرا داماد ہے اور اس جعلی داماد نے حاکم کے سامنے کہہ دیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور اس نقلی داماد کی اپنی ایک بیوی ہے تو یہ طلاق اور طلاق نامہ جو جج کے سامنے لکھا گیا اس کی اپنی بیوی کے حق میں معتبر ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو تو طلاق نہیں ہوئی البتہ اس جعلی داماد کی اپنی بیوی پر طلاق ہوگئی، کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ **الحدیث النبوی ثلث جدھن جدو ھزلھن جد وعد منھن الطلاق** (الحدیث)

(اور اسی طرح درمختار میں ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۷) تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر چھوڑ دیا اور پھر تین سال بعد گھر لے آیا اور نکاح کرلیا، بعض اہل علم نے اعتراض کیا کہ اگر تین طلاق دی تھیں تو اب یہ نکاح درست نہیں ہے تو اس کے جواب میں اس شخص نے کہا کہ چونکہ مدت زیادہ گزری ہے اس لئے مجھ کو یاد نہیں کہ میں نے دو طلاق دیں تھیں یا نہیں؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ اقول و باللہ التوفیق۔ اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر طلاق رجعی ثابت ہوئی۔ لہذا عدت کے بعد بغیر حلالہ نکاح جدید درست ہے، چونکہ عدت گزر چکی ہے لہذا اس سے دوبارہ نکاح صحیح ہے۔ کمافی الدر المختار کہ ''اگر شک ہو کہ طلاق ایک دی یا تین تو کم پر فیصلہ ہوگا۔'' الخ مگر شامی کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً تین طلاق کا حکم کیا جائے اور بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح درست نہ ہونا چاہئے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۸) سالی کی نیت کر کے چچی سے کہا تیری بھتیجی کو طلاق، اس کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص حلفاً کہتا ہے کہ میری بیوی اور دو سالیاں ہیں جو میری سوتیلی ماں کی بھتیجی ہیں، ایک دن میں نے اپنی سالی کی نیت کر کے سوتیلی ماں سے کہا تیری بھتیجی کو میں نے تین طلاق دی، لیکن خدا کی قسم میری نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہیں تھی اس صورت میں اس شخص کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا اس کی نیت اور قول معتبر ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں شخص مذکور کی بیوی پر تین طلاق ہوگئی اور اس کا یہ قول کہ میں نے سالی کی نیت کر کے کہا ہے قضاء معتبر نہیں ہے، البتہ دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (جیسا کہ شامی کی اصولی بحث سے معلوم ہوتا ہے۔) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۹) شادی شدہ شخص نے خود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تیری شادی ہوگئی ہے تو تیری بیوی کو تین طلاق، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شادی شدہ خود کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے زید اگر تمہاری شادی ہوئی تو تمہاری بیوی کو تین طلاق، حالانکہ شادی ہو چکی ہے اور بیوی موجود ہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو تین طلاق ہوگئیں کیونکہ زید کا یہ کہنا کہ (اگر تمہاری شادی ہوگئی ہے تو تمہاری بیوی کو تین طلاق) یہ امر محقق ہے اس لئے کہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امر محقق پر طلاق کو معلق کرنے سے طلاق منجز (فوراً طلاق) ہوتی ہے۔ یعنی فوراً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے کہ وہ محقق جیسے کہ آسمان ہمارے سر پر تھا تنجیز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۰۰) خیالات میں طلاق آئی پھر آہستہ سے زبان پر لفظ بھی جاری ہوا، طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

سوال:۔ نکاح ہونے کے کچھ دیر بعد اس کے دل وزبان پر شیطانی وسوسہ اور خیالات فاسدہ خود ہی بغیر نیت اور قصد وارادے کے جاری ہو گئے کہ تو نے فلاں کو کیا یا نہیں؟ میں نے قبول نہیں کیا، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور دل میں یہ خیالات آ کر بلا ارادہ زبان سے آہستہ کوئی لفظ طلاق وغیرہ کا نکل بھی گیا تو اس شخص کا نکاح صحیح رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے وساوس اور خیالات اور وہمی طور پر زبان کی حرکت سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ درمختار میں ہے۔ و ادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن یقربہ الخ ویجری ذلک المذکور فی کل مایتعلق بنطق کتسمیۃ علی ذبیحۃ

الخ و عتاق و طلاق الخ (فصل فی القرأة) (مفتی عزیز الرحمن)

(۱۰۱) کسی نے شراب پلا کر سادے کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا اور طلاق نامہ لکھ دیا

سوال:۔ ایک شخص کے دشمنوں نے ایک عرض نویس سے مل کر ایک شخص کو شراب پلا کر اس کی طرف سے ایک طلاق نامہ کا اسٹامپ خرید کر اس پر نشہ کی حالت ہی میں سادہ کاغذ پر اس سے انگوٹھا لگوالیا اور پھر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھ دیا، لیکن اس شخص کو یا اس کی بیوی کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوئی غرضیکہ ساری کاروائی فرضی اور دھوکہ ہے اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ اور جو کچھ اولاد اس قصہ کے بعد ہوئی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ فرضی طور پر کسی کی طرف سے طلاق نامہ لکھ دینے سے اور بدون اطلاع اس کے کہ اس کاغذ میں طلاق لکھی ہوئی ہے، شوہر کا انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح سادہ کاغذ پر انگوٹھا یا دستخط لے کر اس میں کسی اور کے طلاق لکھ دینے سے شوہر کی طرف سے طلاق نہیں ہوگی۔ شامی میں ہے ہر وہ مکتوب جو اس نے نہ لکھا ہو اور نہ لکھوایا ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی جب تک کہ وہ یہ اقرار نہ کرے کہ اس کا لکھا ہوا ہے الخ۔ اس لئے یہ طلاق نہیں ہوئی اور اولاد ثابت النسب اور ولد الحلال ہے۔

(۱۰۲) نابالغ کی بیوی کو طلاق دینے کی کیا صورت ہے اور اصول فقہ کی کتب میں ''طلاق نابالغ'' کے تذکرے کی مراد کیا ہے؟

سوال:۔ نابالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ کسی نابالغ کی بالغہ بیوی ہے اور شوہر کے نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے زنا میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہو، تب جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض کتب اصول فقہ میں ہے کہ نابالغ کی طلاق ضرورت کے وقت جائز ہے اس ضرورت سے مراد کیا ہے؟

الجواب:۔ نابالغ کی طلاق کسی طرح صحیح نہیں ہے، نہ وہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے۔ فقہاء نے چند وجوہات کی بناء پر نابالغ کی بیوی سے تفریق کی قاضی کے لئے اجازت دی ہے وہ یہ ہیں یا تو شوہر مجنون ہو یا مقطوع الذکر ہو یا شوہر مرتد ہو جائے یا کافر کی

بیوی اسلام لے آئے تو ان جگہوں میں نابالغ کی بیوی کو قاضی اس سے علیحدہ کر سکتا ہے۔ یہاں بھی درحقیقت ایقاع طلاق نابالغ کی طرف سے نہیں ہے اور جہاں فقہاء نے تفریق کی تصریح کی ہے ان جگہوں کے سوا نابالغ کی طلاق کے عدم وقوع کی تصریح فرماتے ہیں کہ ماسوا ان مسائل اربعہ کے صبی (بچہ) میں طلاق دینے کی اہلیت نہیں ہے جیسا کہ شامی میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ملخص۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۳) نابالغ بچوں کا نکاح کر کے واپس لینا جائز نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی دوسرے شخص کے نابالغ لڑکے کے نکاح میں دے دی اور اس کی لڑکی کو اپنے لڑکے کے نکاح میں لیا، نکاح ہونے کے بعد پتہ چلا کہ اس کی بہو بالکل دیوانی ہے تو اس نے دیوانی لڑکی کو واپس کر دیا اور اپنی لڑکی کو واپس لے لیا اب یہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور نکاح ہونے کو ہے، کیا اسے طلاق لینا ضروری ہے یا اس کے باپ کا واپس کر لینا ہی کافی ہے؟

الجواب:۔ دونوں لڑکیوں کا نکاح ہو گیا ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں ہو سکتی اور دونوں کا ہی نکاح قائم ہے، جب تک شوہر بالغ ہو کر طلاق نہ دے اس وقت تک کوئی لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہو گی اور دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہو گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۴) غصہ کی ایک حالت میں طلاق کا حکم

سوال:۔ زید نے جو کہ پارسا آدمی ہے اپنی بیوی کو سخت غصہ کی حالت میں کہا کہ تجھ کو ایک طلاق ہے بیوی نے کہا مجھ کو طلاق کی کوئی ضرورت نہیں پھر زید نے سخت غصہ میں کہا کہ تین طلاق تین طلاق سو طلاق اسی دوران زید کی بہن آ گئی اور زید سے کہا کہ ہوش میں آ تیرے ہوش قائم نہیں ہیں۔ زید نے کہا میرے ہوش قائم ہیں۔ غصہ ختم ہونے کے بعد زید نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ تو نے مجھ کو "ہوش میں آ" اور میں نے میرے ہوش قائم ہیں نہیں کہا۔ زید کی نیت بھی طلاق کی نہیں تھی۔ اور دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی سے معلوم ہوا کہ زید کے ہوش وحواس باختہ تھے، آنکھیں سرخ تھیں پگڑی اتری ہوئی تھی اور ہاتھ کانپ رہے تھے۔ لیکن زید کہتا ہے کہ مجھ کو طلاق دینے کا علم ہے اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہو گئی ہے تو شامی میں حالت غضب

کی جو تشریح کی ہے اس کا کیا مطلب ہے

الجواب:۔ اس بارے میں علامہ شامی نے اولاً حافظ ابن القیم سے نقل کر کے تحقیق کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر غصہ وغضب اس درجہ پر پہنچ گیا کہ اس کی حالت بالکل مجنونانہ ہو گئی ہے اور اس کو کچھ ہوش وخبر نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اگر غصہ کی ابتداء اور انتہاء کے درمیان اس کی حالت ہے جیسا کہ صورت مسئولہ سے معلوم ہوتا ہے تو ابن قیمؒ اس میں بھی طلاق واقع نہ ہونے کو راجح سمجھتے ہیں مگر حنفیہ کا مذہب اس صورت میں طلاق واقع ہونے کا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔ شامیؒ نے اس جگہ آخر میں فتح القدیر اور خانیہ سے ایک مسئلہ نقل کیا ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے اور صورت مسئولہ اس کے مطابق ہے۔

الغرض صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئیں اور بغیر حلالہ شوہر کے لئے کوئی صورت نہیں ہے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ جو اقسام کنایات اور اقسام مطلق کی تفصیل فرماتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالت غضب کی طلاق واقع ہوتی ہے باقی وہ غضب جو بالکل مجنونانہ حالت بنا دے اس کو البتہ خارج کیا جائے گا کیونکہ وہ جنون ہے اور آنکھوں کا سرخ ہونا وغیرہ اس حالت میں دلیل نہیں ہیں، غصہ میں تو اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں غصہ کی کیفیات منقول اور ان میں ہے کہ بعض صحابہ اس حالت میں آئے کہ آنکھیں لال اور آنکھیں پھولی ہوئی تھیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۵) مجنون سے اس طرح طلاق کہ وہ سمجھ رہا تھا، اس کا حکم

سوال:۔ ہندہ نے اپنے مجنون شوہر سے کہا کہ یا تو مجھے اپنے گھر میں رہنے دے یا مجھ کو طلاق دے دے۔ مجنون نے اشارے سے اپنے گھر رہنے کو منع کیا اور اشارے سے کہا کہ محلے کے چند آدمی جمع کر لو چند آدمی جمع ہو گئے۔ مجنون نے اپنی بیوی ہندہ کو اشارے سے کہا کہ مہر معاف کر دے، ہندہ سمجھ گئی اور کہا کہ میں نے مہر معاف کر دیا پھر معافی مہر کا کاغذ ہندہ نے لکھ دیا مجنون نے بحفاظت اس کاغذ کو اپنے رومال میں باندھ لیا اور طلاق نامہ پر سب کے سامنے انگوٹھا لگا دیا، ایسی حالت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ مجنون کو اگر کسی وقت ہوش آ جائے تو اس کا حکم ممیز لڑکے کا سا لکھا ہے یعنی اس

کے بعض تصرفات کو اگر ولی جائز رکھے تو صحیح ہیں ورنہ نہیں اور طلاق کی اجازت دے بھی نہیں دے سکتا، جیسا کہ الدر المختار میں ہے۔

البتہ امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ جنون حادث (حالت صحت کے بعد طاری ہونے والے جنون) میں مجنون کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر وہ ٹھیک نہ ہو تو قاضی تفریق کرادے اور فتویٰ اسی پر دیا گیا ہے، لہذا مجنون شوہر کو ایک سال کی مہلت دے کہ اگر وہ اچھا نہ ہو تو کسی مسلمان قاضی سے تفریق کرادی جائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۶) گونگے کی بیوی طلاق کیسے حاصل کرے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح بچپن میں ایک لڑکے سے کردیا تھا اس وقت لڑکے میں کوئی عیب نہ تھا، بالغ ہونے کے بعد لڑکے میں چند عیوب پیدا ہو گئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نامرد گونگا ہے، اس لئے لڑکی کا والد چاہتا ہے کہ اس کا دوسرا نکاح کردے مگر لڑکا بوجہ گونگا ہونے کے طلاق نہیں دے سکتا، اس وجہ سے اس کا دوسرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ گونگے کی طلاق اشارے سے پڑ جاتی ہے اور تحریر سے بھی پڑ جاتی ہے اگر وہ لکھ سکتا ہے تو اس سے طلاق لکھوائی جائے ورنہ اشارے سے طلاق دلوائی جائے، بغیر طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست نہیں ہے۔ (کما فی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۷) گونگا تین کنکری پھینکے تو اس سے طلاق نہ ہوگی

سوال:۔ زید گونگا ہے اس کی بیوی نے اس سے علیحدہ ہونے کی یہ صورت اختیار کی کہ اس سے تین کنکریاں پھینکنے کو کہا سو گونگے کے اس فعل سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ تین کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ طلاق یا تو لفظ سے ہو یا جو چیز اس کے قائم مقام ہے اس کے ذریعے ہو، جیسے واضح کتابت یا سمجھ میں آنے والا اشارہ ہو۔ لہذا تین پتھر پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۰۸) طلاق کے ساتھ لفظ انشاء اللہ کہا

سوال: ۔ ایک شخص کی بیوی نے اس سے طلاق مانگی ۔ زید نے کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی نکاح باقی ہے۔

(لما جاء فی الحدیث النبوی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۹) طلاق کے ساتھ لفظ انشاء اللہ آہستہ سے کہا

سوال: ۔ اگر طلاق اس طرح دے کہ آہستہ سے لفظ انشاء اللہ کہے، مثلاً یوں کہے کہ میں سب کے سامنے تین طلاق دوں گا مگر انشاء اللہ دل میں ضرور کہوں گا اور ایسے ہی کہا ۔ یعنی انشاء اللہ آہستہ سے کہا جس کو کسی نے نہیں سنا تو یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر طلاق کے ساتھ انشاء اللہ اس طرح کہا ہے کہ اگر کوئی اس کے منہ سے کان لگا کر دے تو سن لے تو وہ استثناء معتبر ہے، یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر محض دل میں کہا اور زبان سے اس طرح نہیں کہا کہ اس کے منہ سے کان لگانے والا سن سکے تو طلاق واقع ہوگئی اور استثناء صحیح نہیں ہوگا جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۰) ''ایک ماہ بعد میں نے تین طلاق دیں'' لکھنے کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنے برادر نسبتی کو خط میں لکھا کہ ایک ماہ تک میرا انتظار کریں اور ایک ماہ کے بعد میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو ان الفاظ کے کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس خط میں شوہر کے دستخط نہیں ہیں۔

الجواب: ۔ ان الفاظ سے کہ ایک ماہ میرا اور انتظار کریں الخ ۔ تحریر کے وقت ٹھیک ایک ماہ کے بعد اس لکھنے والے کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائے گی ۔ جب کہ لکھنے والا اس کا شوہر ہو نام لکھنا یا نہ لکھنا برابر ہے ۔ (یعنی شوہر اس بات کا اقرار کرے یا دو عادل گواہ شہادت دیں کہ شوہر

نے سامنے لکھا ہے تب خط کا اعتبار ہوگا بغیر اس کے طلاق کا حکم کیا جائے گا۔)

(۱۱۱) بیوی نے طلاق مانگی شوہر نے کہا سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو، میرے اس نکاح میں بدنامی ہے، میرے رشتہ دار ناراض ہیں۔ اس کے جواب میں شوہر نے ایک رقعہ لکھا کہ تمہاری بدنامی جاتی رہے گی تم سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی ہے۔ اس سے مقصود بظاہر طلاق کا ایقاع نہ تھا اب اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقع میں شوہر نے طلاق نہیں دی اور عورت سے کہہ دیا کہ سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر غرض اس لفظ سے طلاق دینا ہی تھا تو طلاق واقع ہوگئی۔ اب مرد سے پوچھا جائے کہ اس کی کیا غرض تھی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱۲) شوہر کہتا ہے کہ معلق طلاق دی، قطعی طلاق نامہ پر دستخط سے انکار کر دیا، مگر کہنے سننے سے دستخط کر دیئے، اس صورت کا حکم

سوال:۔ رابعہ بیگم کو اس کے شوہر عبدالکریم شاہ نے معلق طلاق دی اور اقرار نامہ لکھ دیا تا کہ عدالت میں پیش ہو اور جو مقدمہ رابعہ بیگم نے اپنے شوہر پر کر رکھا ہے وہ خارج کر دیا جائے، لیکن طلاق نامہ میں طلاق منجز (قطعی) لکھ دی گئی۔ عبدالکریم نے مضمون سن کر دستخط کرنے سے انکار کر دیا، کہا کہ میں تو وہی مشروط طلاق دیتا ہوں۔ حاضرین نے کہا کہ مشروط طلاق سے مقدمہ خارج نہ ہوگا، طلاق تمہاری مشروط ہی ہے مگر مقدمہ خارج کرانے کی غرض سے طلاق قطعی پر دستخط کر دو، اس غرض سے عبدالکریم شاہ نے دستخط کر دیئے۔ اس قصہ کے گواہ موجود ہیں عبدالکریم شاہ کی بیوی پر طلاق قطعی واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں اس بارے میں جو روایات ہیں ان کے مجموعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحریری طلاق میں جو کچھ اقرار شوہر کا ہو اس کے موافق عمل درآمد ہوتا ہے۔ پس جب کہ شوہر یہ کہتا

ہے کہ میں نے تحریری طلاق پر طلاق معلق کو تسلیم کئے جانے کی بنا پر دستخط کئے ہیں تو قضاء اور دیانۃ دونوں طرح وہ طلاق طلاق معلق ہی ہوگی اور چونکہ شرط کا وجود نہیں ہوا لہذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱۳) بیوی کو "طلاقن" کہہ کر مخاطب کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا اے طلاقن تو نے اب تک میرے لئے بستر نہیں بچھایا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اس لفظ سے طلاق دینا مقصود نہیں ہوتا۔

الجواب:۔ اس لفظ کے کہنے سے اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی اور صریح لفظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر یہ لفظ ایک ہی مرتبہ کہا ہے تو ایک طلاق رجعی ہوئی اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح صحیح ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱۴) جج کے سامنے کہا کہ چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی

سوال:۔ ایک شخص کے بیوی کو خلع کرانے کے لئے ایک وکیل کے پاس گیا تا کہ طلاق نامہ رجسٹری کر دے، تو وکیل سے کہا کہ تم جج کے سامنے یہ کہو کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سال پہلے طلاق دے دی تھی تو وکیل نے کہا کہ ایک سال کا بیان کرو گے تو رجسٹری نہیں ہوگی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ ماہ قبل کی رجسٹری ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس کے کہنے کے مطابق اس نے جج کے سامنے کہہ دیا کہ میں نے چھ ماہ پہلے طلاق دے دی تھی۔ تب جج نے بغیر کسی سے پوچھے تین طلاق رجسٹر کر لی اور ان لوگوں نے رجسٹری کے ایک دن بعد عورت کا نکاح کر لیا، آیا اس کی بیوی شرعاً مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟ اور نکاح کرنے والے کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں ہوا؟

الجواب:۔ اگر اس کاغذ پر شوہر کے دستخط ہو گئے اور اس مضمون طلاق کی تصدیق اس کی طرف سے ہوگئی تو تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں، لیکن طلاق اسی وقت واقع ہوئی جس وقت شوہر نے طلاق نامہ لکھوایا، زمانہ گزشتہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ مثلاً شوہر یہ کہے کہ میں نے ایک سال پہلے طلاق دی تھی اور حقیقتاً میں اس نے دی نہیں تھی تو فی الحال واقع ہوگی۔ جیسا کہ در مختار اور

شامی میں ہے۔اور جب کہ طلاق بوقت رجسٹری واقع ہوئی ہے لہٰذا اس سے ایک روز بعد عورت کا دوسرے شخص سے نکاح باطل ہے، کیونکہ عدت میں نکاح باطل ہوتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱۵) کاتب سے ایک طلاق لکھنے کا کہا اس نے تین لکھ دی

سوال:۔ زید نے گھریلو تنازع کی بناء پر بیوی کے لئے ایک ہندو کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا اور کہا کہ میری بیوی کو ایک طلاق لکھ دے مگر اس نے زید کے ایک دشمن کی اندرونی سازش کی وجہ سے تین لکھ دیں، زید نے حسن ظن کی وجہ سے بغیر پڑھے ہی دستخط کر دیئے کہ زید کا حلفی بیان ہے اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

الجواب:۔ زید کے بیان کے مطابق اس کی بیوی پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور زید دوران عدت رجوع کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بغیر حلالہ نکاح جدید کر سکتا ہے لیکن اگر زید نے جھوٹ کہا ہے تو بیوی کو رکھنے کا بال اسی پر ہوگا مگر شریعت کے حکم کے مطابق ایک طلاق رجعی کا حکم کیا جائے گا جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱۶) ’’جواب دیا‘‘ کے الفاظ تین مرتبہ کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح ہوا، بعد میں اس کے شوہر سے (رخصتی سے پہلے ہی) لڑکی کے باپ کے اختلافات ہو گئے، شوہر نے کہا کہ تم اس کو جواب دو تو شوہر نے منظور کر لیا، تو مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے کہا کیا تم نے اپنی منکوحہ فلاں کو جواب دیا؟ اس نے کہا میں نے جواب دیا۔ اسی طرح اس نے تین بار دہرایا اس نے تین بار یہی کہا کہ میں نے جواب دیا، سندھ کے محاورہ میں جواب کا لفظ بجائے طلاق کے مستعمل ہے تو اس صورت میں اس نابالغہ لڑکی پر ایک طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں ’’سرحتک‘‘ اور رہا کردم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عرف میں صریح ہو گیا ہے، اور پھر فرمایا کہ اس سے رجعی طلاق ہی واقع ہوگی، باوجودیکہ یہ کنایات میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ جواب عرف میں طلاق کے معنی میں مستعمل ہے، لہٰذا عورت مذکورہ مطلقہ ہوگئی اور چونکہ وہ نابالغہ اور غیر مدخولہ (رخصتی نہیں ہوئی) ہے تو وہ ایک طلاق سے بائنہ

ہوگئی، دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہ ہوئی۔ (کما ھو مسلم وصرح فی کتب الفقہ)
(مفتی عزیز الرحمن)

(۱۱۷) تین لکیر کھینچ کر کہا طلاق ہے، پھر کہا مجھ پر میری عورت حرام حرام

سوال:۔ احمد نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر تین لکیر کھینچی اور تیسری لکیر کے متصل کہا کہ طلاق ہے، اس کے بعد متصل کہا مجھ پر میری عورت حرام، حرام، حرام، اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئی؟

الجواب:۔ درمختار میں اشارے سے طلاق کی جو عبارت ہے اس کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں بھی اگر شوہر کی نیت تین طلاق کی ہو تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی ورنہ ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہوئی اور دوسری طلاق لفظ حرام سے واقع ہو کر عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی اور باقی دو دفعہ لفظ حرام کہنا لغو ہوا۔ درمختار میں ہے کہ طلاق صریح، صریح اور بائن دونوں سے ملحق ہو جاتی ہے اور بائن صریح سے مگر بائن سے ملحق نہیں ہوتی (اس لئے حرام سے بائن ہو کر دوسری بائن ملحق نہ ہوگی۔) (مفتی عزیز الرحمن)

(۱۱۸) اگر کہا کہ فلاں کام کروں تو بیوی کو تین طلاق، حانث ہونے سے بچنے کی تدبیر

سوال:۔ زید نے اپنی ساس سے جھگڑے میں کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں یا تمہارا کام کروں تو ہماری عورت پر تین طلاق تو زید اگر وہ کام کرنے سے پہلے یا اپنی ساس کے گھر آنے سے پہلے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے اور عدت گذرنے کے بعد اپنی ساس کا اس کے کہنے سے کام کر دے۔ اور وہ حلف سے بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ کتب فقہ مثلاً شامی وغیرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اس عورت سے بغیر حلالہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور حلف سے بھی بری الذمہ ہو جائے گا۔
(مفتی عزیز الرحمن)

(۱۱۹) شوہر نے طلاق دو دی مگر بیان میں جھوٹ کہہ کر تین بتائیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاقیں دی تھیں، چند ایام کے بعد ایک مولوی صاحب اس معاملہ کے فیصلہ کے لئے آئے تو انہوں نے پوچھا کتنی طلاق دیں تو اس شخص نے کہا کہ تین طلاق مغلظ دی تھیں۔ فیصلہ کے دو چار دن بعد کہنے لگا کہ میں نے دراصل دو طلاق دی تھیں دو گواہ بھی موجود تھے میں نے جھوٹ بول کر تین کہہ دیں۔ بتائیے اس طرح تین واقع ہوں گی یا دو؟

الجواب:۔ جب اس شخص نے سوال جواب میں یہ کہا کہ تین طلاق مغلظ تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئیں اور رجوع کرنا اس کلام سے صحیح نہیں ہے۔ (لحدیث النبوی الشریف)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۰) ایک طلاق، دو طلاق دی سے طلاقوں کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تم کو ایک طلاق دی، دو طلاق دی۔ یا کہا ایک طلاق، دو طلاق دی، اس کہنے سے کتنی طلاقیں ہوئیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں جمع ہو کر تین طلاق ہو جائیں گی۔ (کذا فی الشامیۃ)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۱) غصہ میں طلاق دیں مگر یاد نہیں دو ہیں یا تین؟

سوال:۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی لیکن اس کو یہ یاد نہیں کہ دو مرتبہ دی یا تین مرتبہ، وہ اب اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے، رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی ہے لیکن اگر دو یا تین میں شک ہے تو دو طلاق سمجھی جائیں گی اور دو طلاق صریح میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید صحیح ہے۔ حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر یہ شک ہو کہ طلاق ایک دی یا زیادہ تو کم والے عدد پر

عمل کیا جائے گا۔ الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۲) ایک بیوی کو دوسری بیوی کی طلاق کا اختیار دینا

سوال:۔ ایک شخص ہندہ سے نکاح کرتے وقت یہ کابین نامہ لکھ کر دیا ہے کہ میں اس کی اجازت کے بغیر دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا، اگر کر دی تو اس کو اختیار ہے کہ میری طرف سے اس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کر دے، اب زید نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے تو اگر اس وقت زید کسی دوسری عورت سے نکاح کرے تو ہندہ اس پر طلاق واقع کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دے دے۔ (شامی کتاب الایمان میں یہی مسئلہ وضاحت سے مذکور ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۳) بیوی نفقہ نہ دینے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک شخص نے طلاق دے کر بیوی کو گھر سے نکال دیا، اس بات کو آٹھ سال چار ماہ ہو گئے یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مولوی نومسلم نے یہ لکھا ہے کہ مذہب حنفی، شافعی اور مالکی وحنبلی کا اتفاق ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چار سال تک نان ونفقہ نہ دے اور گھر سے نکال دے تو طلاق شرعی ہو جاتی ہے اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ تین طلاق کے بعد تین مہینے دس دن میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور جو گواہی طلاق کے معتبر گواہوں نے دی ہے، اس کی رو سے شرعاً اس عورت کو نکاح کر لینا جائز ہے، کیا یہ جواب صحیح ہے؟

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق۔ یہ فتویٰ مولوی نومسلم کا صحیح نہیں ہے، ان کا یہ دعویٰ کہ مذہب حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی میں چار برس تک نفقہ نہ دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، غلط ہے اور اتفاق کا یہ دعویٰ باطل ہے، تین مہینہ دس دن عدت طلاق کہنا بھی غلط ہے، طلاق کی عدت نص قرآنی کے مطابق تین حیض ہیں اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اسکی عدت تین مہینہ ہے۔ پس جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ اگر اس عورت کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور دو عادل گواہ اس کی گواہی دیتے ہیں، (جیسا کہ سوال میں ہے) تو عدت گذرنے کے بعد تین حیض کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۴) تجھے طلاق ہے چلی جا، کہنے سے کونسی طلاق ہوئی

سوال: ۔ زید نے اپنی بیوی کو تنہائی میں یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے، چلی جا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر زید نے اپنی بیوی سے مذکورہ الفاظ کہے ہیں تو اس پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ تنہائی میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگر دو مرتبہ کہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۵) پیر صاحب کے خوف سے طلاق دی تو واقع ہوگئی

سوال: ۔ ایک پیر نے ایک مرید کی داڑھی خوب پکڑ کر ہلائی اور کہا "بری بیوی بدکار ہے تو اسے طلاق دیدے تو مرید نے جان کے خوف سے چھ سات مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی (کہ اگر نہ دے گا تو پیر صاحب کا جلال اسے مار ڈالے گا) اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ عاقل بالغ کی طلاق ہوجاتی ہے، زبردستی ہو۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۶) نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے

سوال: ۔ اگر نشہ کی حالت میں یا غصہ میں طلاق دے دے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۷) حاملہ، حائضہ اور نفساء کو بھی ہوجاتی ہے

سوال: ۔ ہمارے علاقوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر حاملہ یا حائضہ یا نفساء ہو تو طلاق نہیں ہوتی کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: ۔ واضح رہے کہ حاملہ، حائضہ یا نفساء کو اگر طلاق دی جائے تو طلاق واقع ہوجائے

گی۔اگر تین دے گا تو وہ بھی واقع ہو جائیں گی،لیکن ان حالات میں عورت وطلاق دینا بدعت اور گناہ ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (کمافی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۸) مال کے عوض طلاق جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بیوی اگر شوہر کو مال دے کر طلاق لے لےتو جائز ہے یا نہیں اور عدت ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ بالغ مرد سے اگر اس کی عورت مال دے کر طلاق لےتو طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت لازم ہوگی اگر صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہے ورنہ عدت نہیں اور وہ روپیہ لینا مرد کے لئے درست ہے،لیکن اگر جھگڑے میں قصور مرد کا ہےتو روپیہ لینا اس کے لئے اچھا نہیں ہے۔ (کمافی البدائع) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۹) تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں یا کر چکا ہوں تو اس پر تین طلاق اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں تیری اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کروں یا کر چکا ہوں تو اس پر تین طلاق،تو شرط کے خلاف کرنے سے اس کی دوسری منکوحہ جس سے نکاح پہلے کیا ہو یا بعد میں نکاح کرے گا کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں بیوی کی اجازت کے بغیر اگر نکاح کرے گا یا نکاح کر چکا ہے تو اسے تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (کذافی الشامیۃ)

(۱۳۰) سب گھر والوں کو طلاق دی کہا گیا، تیری بیوی کو بھی پڑ گئی اس نے کہا پڑ جانے دو

سوال:۔ ایک شخص نے کہا میں نے سب گھر والوں کو طلاق دے دی،لیکن اس کی نیت طلاق کی نہ تھی ایک دن لوگوں نے کہا کہ تیری بیوی پر بھی طلاق پڑ گئی تو اس وقت اس کی زبان سے نکلا کہ پڑ جانے دو،نیت طلاق کی اب بھی نہ تھی کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ (درمختار اور شامی میں جولکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے) اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی، وہ عورت نکاح سے بالکل خارج ہوگئی۔ اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور پھر شوہر کا یہ کہنا کہ پڑ جانے دو، یہ اور بھی سبب وقوع طلاق ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۱) تجھے ہمیشہ کے لئے تین طلاق کہنے کے باوجود حلالہ سے عورت حلال ہوجائے گی

سوال:۔ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تجھ کو ہمیشہ کے لئے تین طلاق تو اس صورت میں شرعی حلالہ کے بعد یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی یا نہیں، لفظ ہمیشہ سے عدم حلت کا گمان ہوتا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں شرعی حلالہ کے بعد وہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی، شرعی حلالہ کے بعد زوج اول کے لئے حلال ہونا منصوص ہے۔ ارشاد خداوندی فان طلقصا فلاتحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ (دو کے بعد) اگر تیسری طلاق بھی دے دی تو اب یہ عورت اس کے لئے حلال نہیں، تاوقتیکہ کسی اور سے نکاح کرے یہ حلت لفظ ہمیشہ کہہ دینے سے ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ لفظ لغو ہوگا، مندرجہ ذیل جزئیہ اس کی واضح دلیل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

۔ وان قال انت طالق علی ان لارجعة لی علیک یلغو ویملک الرجعة کذا فی السراج الوهاج فتاویٰ عالمگیری کتا ب الطلاق باب۲ فصل۳۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳۲) حالت حمل میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ عورت کو حمل کی حالت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۳۳) غیر فطری طریقے سے وطی سے نکاح باقی رہتا ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے تو نکاح بحال ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کی دبر (جائے براز) میں وطی کرنا بالا جماع حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ صدق دل سے توبہ کرے۔ بارگاہ خداوندی میں عجز وانکساری سے اپنے گناہ کی معافی مانگے، یہ سنگین جرم ہے، لیکن بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔

(۱۳۴) اگر بہو سسر پر زنا کا دعویٰ کرے تو حرمت مصاہرت

سوال:۔ اگر ایک بہو اپنے سسر پر زنا کا دعویٰ کرے اس پر حرمت مصاہرہ لازم آتی ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر اس کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۵) کیا تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے، کہنے والے کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی

سوال:۔ دو شخص آپس میں ایک دینی مسئلہ پر تنازع کرتے ہیں اور ان میں سے ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں کہتا ہے کہ تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے اور اس بات کی دو تین بار تکرار کرتا ہے، اس شخص کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس شخص کا یہ کہنا کہ تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے، شرعاً درست نہیں اور یہ قول اس کا نہایت ناپسندیدہ اور داڑھی کی اہانت کا موجب ہے اس لئے وہ سخت گناہ گار ہوا اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے مکمل احتراز کرنا چاہئے، البتہ اس لفظ سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ ہی اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ اس شخص کا مقصود داڑھی کی توہین نہیں۔		(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۶) طلاق کی عدت کے دوران اگر شوہر انتقال کر جائے تو کتنی عدت ہوگی

سوال:۔ اگر شوہر نے عورت کو طلاق دی اور عورت کی عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت طلاق کی عدت کے دن گزارے یا مرنے کی عدت کے دن گزارے؟

الجواب:۔ اگر عورت طلاق کی عدت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کا حکم الگ الگ ہے:

(۱) ایک صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ ہو اس کی عدت وہی وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے، بچے کی پیدائش سے اس کی عدت ختم ہو جائے گی، خواہ طلاق دہندہ کی وفات کے چند لمحوں بعد بچہ پیدا ہو جائے عورت کی عدت ختم ہوگئی۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے رجعی طلاق دی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے اس صورت میں طلاق کی عدت کالعدم سمجھی جائے گی اور عورت نئے سرے سے وفات کی عدت گزارے گی، یعنی چار مہینے دس دن۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے بائن طلاق دی تھی، پھر عدت ختم ہونے سے پہلے مر گیا اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ طلاق کی عدت زیادہ طویل ہے یا موت کی، ان دونوں میں سے جو زیادہ طویل ہوگی وہ اس کے ذمہ لازم ہوگی یا یوں کہہ لیجئے کہ عورت اس صورت میں طلاق اور وفات دونوں کی عدت بیک وقت گزارے گی۔ ان میں سے اگر ایک پوری ہو جائے اور دوسری کے کچھ دن باقی ہوں تو ان باقی ماندہ دنوں کی عدت بھی پوری کرے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۷) عدت کے دوران ملازمت کرنا

سوال:۔ عورت عدت میں کوئی بہتر ملازمت مل جائے تو وہ شرعی طور سے ملازمت کر سکتی ہے یا کوئی مضائقہ ہے؟

الجواب:۔ اگر خرچ کا انتظام نہ ہو تو محنت مزدوری ملازمت جائز ہے، اگر خرچ کا انتظام ہو تو ملازمت بھی جائز نہیں۔

(۱۳۸) نکاح کے بعد عورتوں کو پیش آنے والے مصائب کا سہل علاج

سوال: ۔ آج کل عورتوں کو نکاح کے بعد جس قدر پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے جو کہ محتاج بیان نہیں، کبھی مرد ظلم کرتا اور بے رخی سے پیش آتا ہے، کبھی بال بچوں سے بے فکر ہو کر پردیس چلا جاتا ہے اور لاپتہ ہو جاتا ہے، کبھی نامرد نکلتا ہے۔ بعض دفعہ باکرہ کا نکاح ولی اپنی رائے سے کر دیتا ہے اور نکاح کے بعد عورت اور مرد میں توافق نہیں ہو پاتا، بعض دفعہ مرد مجنون بھی ہو جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں مثلاً ہندوستان وغیرہ میں قاضی شرعی کا وجود نہیں ہوتا ہو جو ان پریشانیوں کا علاج تھا، مگر جب قاضی شرعی نہ ہو تو بعض دفعہ غیر مسلم حاکم فیصلہ کرتے ہیں جو کہ شرعاً معتبر نہیں ہوتے، بعض مسلم حاکم بھی فیصلہ کر دیتے ہیں، مگر وہ بھی قابل اطمینان نہیں ہوتے جیسے پاکستان وغیرہ میں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا کوئی سہل علاج ارشاد فرمائیں، تاکہ عورتیں مصیبت کے وقت اس پر عمل کر کے ظلم سے نجات پائیں۔

الجواب: ۔ صورت مسئولہ میں عورتوں کی اس مصیبت کا سہل علاج یہ ہے کہ عورت یا اس کا وکیل بوقت نکاح دولہے سے یوں کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں یا قاضی یوں کہے کہ میں نے مسماۃ فلاں کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دے دیا کہ معاملہ کا اختیار مسماۃ فلاں کے ہاتھ میں ہو گا وہ جب اور جس وقت چاہے گی اپنے آپ کو طلاق دے لے گی، اس کے جواب میں مرد ناکح یوں کہے گا کہ میں نے قبول کر لیا تو معاملہ عورت کے اختیار میں ہو گا، وہ جب اپنے اوپر مصیبت وظلم دیکھے اپنے آپ کو خود ایک طلاق بائن دیکر شوہر کے نکاح سے نکل جائے گی۔ اس صورت کے جواز میں علماء حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے اس کو نکاح معلق میں داخل سمجھ کر شبہ کیا ہے، مگر درحقیقت یہ نکاح معلق نہیں ہے بلکہ نکاح منجز ہے جو اختیار معلق سے مشروط ہے۔ نکاح معلق وہ ہے کہ اس وقت نکاح ہی نہیں، جیسے عورت یوں کہے کہ میں نے اپنے کو نکاح میں دے دیا، اگر میرا باپ راضی ہو یا مرد کہے کہ میں نے قبول کیا اگر زید راضی ہو، اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور اگر اصل نکاح کو معلق نہ کیا جائے، بلکہ اس کے ساتھ کوئی شرط زائد لگائی جائی تو یہ جائز ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مجلس عقد میں نکاح اسی وقت ہو رہا ہے، مگر اس کے ساتھ ایک شرط ہے جسے شوہر سے منوایا جاتا ہے۔

(۱۳۹) انتہائی ذلت، اور بے عزتی کے خوف سے طلاق دینا، طلاق بالا کراہ ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میاں بیوی دونوں معزز اور خاندانی ہیں کسی وجہ سے عورت کے دل میں شوہر کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہوگئی وہ بضد طلاق کا مطالبہ کرتی تھی شوہر اسے مطمئن کرنے کی غرض سے ہمراہ لے کر امارت شرعیہ بہار واڑیسہ (انڈیا کے شہر میں) پہنچا تو دفتر بند تھا واپس ہونے لگے تو بیوی نے سخت غصہ میں برقع اتار پھینکا اور آنکھیں نکال کر شوہر کا گریبان پکڑ لیا اور بھرے بازار میں طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ لوگ جمع ہو گئے تو شوہر نے اپنی بے عزتی اور عورت کی زبردستی کی وجہ سے طلاق نامہ لکھ دیا، اس سے بھی وہ مطمئن نہیں ہوئی اور تین مرتبہ طلاق لکھوائی، شوہر نے زبان سے کچھ نہیں کہا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ صورت اکراہ (زبردستی) کی ہے یا نہیں؟ اور طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ بصورت اکراہ جب کہ جان کا خطرہ ہو یا کسی عضو کے تلف ہو جانے یا شدید نا قابل برداشت مار یا انتہائی ذلت کے خوف سے اگر زبانی طلاق (کلمات طلاق زبان سے ادا کر کے) دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے اور زبان سے الفاظ طلاق بولے بغیر صرف طلاق کی تحریر لکھ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر ذی منصب و ذی جاہ بھی ہے اور واقعہ تحریری طلاق کا ہے اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی۔

رہی یہ بات کہ صورت مسئولہ اکراہ کی صورت ہے اس کے لئے درج ذیل عبارتیں پیش ہیں:

(۱) مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد المدنی فتاویٰ سعودیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے شوہر سے لڑے اور اس کے کپڑے پھاڑ دے اور کہے کہ مجھے طلاق دو اور شوہر کو پتہ ہو کہ سوائے طلاق دینے کے جان چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں تو وہ طلاق کا لفظ کہہ دے اور اس کی طلاق کے وقوع کی نیت نہ ہو، صرف اس سے جان بچانے کے لئے کہہ دے اور اس سے پہلے دو طلاقیں دے چکا ہو تو اب اس آخری طلاق کا کیا حکم ہے (تو اس کا جواب لکھتے ہیں کہ اس کے کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوگئی اور نیت کا اعتبار نہیں۔) اس کی طویل بحث بحر الرائق میں ہے وہاں دیکھ لو اور یہ صورت "طلاق مکرہ" کی ہے اور اس صورت میں طلاق کے وقوع میں شک

نہیں۔ (فتاوی اسعدیہ صفحہ ۱۷۵)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت جو سوال میں ہے وہ بھی اکراہ کی ہے، لہذا تحریری طلاق واقع نہ ہوگی۔

درمختار میں ہے کہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اکراہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنے والی یا اس کی موجب ہو، ایسے غم واندوہ کی جو رضا مندی کو نیست و نابود کردے ..... اور یہ یعنی موجب غم کمتر مرتبہ ہے اکراہ کا۔ اور وہ لوگوں کے مختلف ہونے سے بدل جاتا ہے، کیونکہ عزت دار لوگ سخت بات سے غمگین ہو جاتے ہیں اور کمینے اکثر آزردہ نہیں ہوتے، سوائے یہ کہ سخت پٹائی کی جائے۔ کما ذکرہ ابن الکمال۔ غایۃ الاوطار۔ ترجمہ الدر المختار (ص ۴/۸۱)

درمختار میں ایک اور جگہ ہے کہ ایک شخص پر اکراہ ہو قتل یا تلف کرنے والی ضرب شدید کی وجہ سے۔ نہ کہ ایک دو کوڑے کی ضرب سے کیونکہ وہ تلف کرنے والی نہیں، البتہ آنکھ پر اور آلہ تناسل پر متلف ہے ..... یا لمبی قید ہو، بخلاف ہلکی مار یا ایک دو روز کی قید کے، کیونکہ وہ اکراہ نہیں، مگر عزت دار کے حق میں اکراہ ہے۔ (غایۃ الاوطار، ص ۴/۸۲)

بحرالرائق میں محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ جب آدمی صاحب منصب ہو تو اسے معلوم ہے کہ کوڑے کی ایک ضرب یا ایک دن کی قید بھی اسے نقصان دے گی تو یہ اکراہ ہوگا۔ کیونکہ اکراہ لوگوں کے احوال سے بدلتا رہتا ہے الخ۔ (البحر الرائق، صفحہ ۸/۷۱ تکملہ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ ایک ضرب کوڑے کی یا ایک دن کی قید اکراہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ شخص ذی منصب ہو، جسے وہ نقصان اور ضرر سمجھے تو رضامندی کے زائل ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں یہ بھی اکراہ ہوگا۔ (ص ۲/۱۰۵)

عینی شرح کنز میں بھی عزت دار اور صاحب منصب کے لئے اسے اکراہ شمار کیا گیا ہے، مجمع الانہر، شرح ملتقی الابحر میں بھی اسی پر بحث کرتے ہوئے عزت دار کو سخت بات سے غمگین ہونے اور اسے ضرب شدید سے زیادہ بھاری ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے ایک کوڑے کی ضرب اور ایک دن کی قید کو اکراہ تسلیم کیا ہے۔ مجمع الانہر (صفحہ ۲/۴۳۰)

ان حوالہ جات سے بقدر مشترک یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ شوہر شریف النسب اور ذی منصب و ذی جاہ ہے، اس لئے یہ صورت اکراہ کی ہے اور واقعہ تحریری طلاق کا ہے، اس لئے طلاق

واقع نہ ہوگی ۔اس کی مزید تائید فتاویٰ دارالعلوم قدیم (صفحہ ۲۴۴/۳۔۴) پر مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا فتویٰ بھی ہے، جس میں والد کی ناراضگی اور خفگی کو بھی اکراہ شمار کیا گیا ہے اور تحریری طلاق کے اکراہ کی وجہ طلاق واقع نہ ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۰) زبردستی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے ایک بیوہ سے نکاح کرلیا تھا مگر اس کے سسر نے زبردستی طلاق دلا دی تو طلاق پڑ گئی یا نہیں، وہ دونوں پھر اس نکاح میں رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے کیونکہ جبراً طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک طلاق دی ہے تو عدت کے اندر بغیر جدید نکاح کے وہ شخص مطلقہ سے رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گذر چکی ہے تو نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے۔ (اگر تین دی ہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح نہیں ہو سکتا۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۱) کسی کو کہا گیا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی اس نے لکھ دی، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ میں نے اپنی منگیتر کو چھوڑ کر دوسری جگہ نکاح کرلیا تھا، مگر میری منگیتر اس کے باوجود میرے انتظار میں بیٹھی رہی، آخر کار لوگوں کے کہنے سننے کے بعد نکاح کی تیاری ہوگئی مگر عین موقع پر اس کے والد نے کہا کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو۔ میں نے صاف انکار کر دیا، لیکن باتیں بہت ہونے لگیں تو ایک مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ تم کاغذ لکھ دو تو ان کی زبان بند ہو جائے گی اور وقت گذر جائے گا۔ محض لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ مولوی کے کہنے پر یقین کر کے میں نے سمجھا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ لکھواتا گیا، میں لکھتا گیا۔ تین طلاق، میری بیوی کا نام، سب لکھا گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ طلاق جس طرح زبان سے کہنے سے واقع ہوتی ہے لکھنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب مولوی نے باقاعدہ آپ کے ہاتھ سے طلاق نامہ لکھوایا اور آپ نے لکھ دیا تو آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی، اس مولوی نے آپ کو دھوکا دیا، چنانچہ اس کی تحقیق فتاویٰ شامی میں ہے کہ لکھنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ طلاق مذاق میں اور صحیح دونوں طرح واقع

ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۸۴) اور بغیر نیت بھی صریح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ فقط۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۲) مفقود کا شرعی حکم کیا ہے؟

سوال:۔ تقریباً بائیس برس کی لڑکی کی شادی چار برس پہلے ہوئی تھی۔ شادی کے ڈیڑھ دو برس بعد اس کا خاوند گم ہو گیا ہے۔ حسب امکان جستجو کی، مگر پتہ نہ لگا۔ تقریباً بیس ماہ سے بالکل لاپتہ ہے، عورت کو شوہر کی جائیداد میں سے نفقہ و لباس نہیں ملتا تو اب عورت کیا کرے اور اس کے نفقہ و لباس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس طرف کے علماء سے مسئلہ دریافت کرنے پر کہا کہ نوے برس تک انتظار کرے، اس پر آشوب دور میں جوان عورت کے لئے شریعت مطہرہ میں کچھ گنجائش ہو تو عربی عبارت کے حوالہ سے جواب دیں۔

الجواب:۔ جمہور ائمہ و مجتہدین کا اجماع یہی ہے کہ لاپتہ شخص کو مال و جائیداد کے بارے میں اس وقت تک زندہ مانا جائے گا جب تک اس کے ہم عمر زندہ ہیں۔ جب اس کی بستی میں اس کے ہم عمر مر جائیں تب اس کو بھی متوفی اور مردہ تسلیم کیا جائے اور اس کا ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا اور نوے سال کی مدت ایسی مانی گئی ہے کہ اس کے ہم عمر ختم ہو جائیں۔ اس ضابطہ کی بناء پر عورت کو بھی نوے سال کے بعد بیوہ ماننا چاہئے۔ (ہاں بعض صورتوں میں، جیسے کہ جنگ میں گم ہو گیا ہو یا ٹی بی یا کینسر وغیرہ مہلک امراض میں غائب ہو گیا ہو یا دریا میں کام کرتے ہوئے لاپتہ ہو گیا ہو اور شرعی قاضی کو اس کی موت کا غالب گمان ہو جائے تو موت کا حکم دے سکتا ہے۔)

لیکن حضرت امام مالکؒ نے عورت کے بارے میں چند شرطوں کے ساتھ چار برس کی مدت متعین فرمائی ہے۔ دلیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ:

(ترجمہ) جس عورت کا خاوند مفقود ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں ہے (زندہ ہے یا مر گیا) تو عورت شرعی قاضی وغیرہ کے حکم سے چار برس انتظار کرے، پھر چار ماہ دس دن عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے بھی بعض مواقع میں چار برس کی مدت تسلیم کی ہے اور اب وقت کی نزاکت اور پر آشوب دور کا لحاظ کر کے ناچاری و مجبوری کی صورت میں حنفی فقہاء بھی

حضرت امام مالک کے مذہب کے مطابق چار برس کی مدت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

لوفتی حنفی فی هذه المسئلة بقول مالک عندالضرور لاباس به عمدة الرعایه علی شرالوقایه (صفحہ ۳۱۳، ج۱) الدر المنتقی شرح الملتقی (صفحہ ۱۲۲، ج۱۔ شامی، صفحہ ۴۵۶، ج۳)

خلاصہ یہ کہ اگر کسی عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا اور عورت نفقہ ولباس سے عاجز ہو یا عفت کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں عورت اپنا مقدمہ شرعی قاضی کی عدالت میں دائرہ کرے، جہاں شرعی قاضی نہ ہو اور مسلم جج کو گورنمنٹ نے اس جیسے مقدمہ کا شرعی فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہو تو اس مسلم جج کے یہاں مقدمہ دائر کرے یا دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں جو شریعت کے مطابق فیصلہ کر سکے اپنا مقدمہ پیش کر کے جدائی کا مطالبہ کرے تو قاضی وغیرہ معاملہ کی تحقیق وتفتیش کر کے عورت کو مزید چار برس انتظار کرنے کا حکم دیں۔ چار برس بعد پھر عورت کے مطالبہ پر شوہر کی وفات کا حکم صادر کر کے وفات کی عدت گزار کر نکاح کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر عورت مدت دراز تک صبر کر کے عاجز وتنگ آ گئی ہو اور مزید چار برس صبر نہ کر سکتی ہو اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا نہایت قوی اندیشہ ہو تو ایسے خطرناک موقع پر مالکی مذہب کے مطابق فقط ایک برس انتظار کرا کر جدائی کر کے عدت طلاق گزار کر قاضی وغیرہ نکاح کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (الحیلۃ الناجزہ، صفحہ ۱۱ بالفاظ) عدت ختم ہونے تک عورت لاپتہ خاوند کی جائیداد میں نفقہ ولباس وغیرہ خرچ لینے کی شرعاً حقدار ہے۔ (ملخص)

باب الکنایات

ایسے الفاظ سے طلاق دینا جن میں دوسرے معنی کے ساتھ طلاق کا معنی بھی پایا جاتا ہو

(۱۴۳) ''اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں'' سے نیت ہوتو طلاق ہوگی

سوال: ۔ایک شخص نے ایک عورت سے تکلیف نہ دینے کا وعدہ کر کے شادی کرلی اوراس کے بعد بہت تکالیف دیں اور وعدہ خلافی کی ،کیا اس طرح سے نکاح باقی رہے گا؟ اور پھر جس سے نکاح کیا اس کے لئے یہ بھی کہا کہ ، یہ جو تمہاری لڑکی میرے نکاح میں ہے اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ۔کیا ان الفاظ سے نکاح باقی رہے گا؟

الجواب: ۔اگر شوہر اس طرح کہتا کہ اگر میں اپنے وعدے کے خلاف کروں تو اس منکوحہ پر نکاح کے بعد طلاق ہے تو بصورت وعدہ خلافی اس کی عورت پر طلاق واقع ہوجاتی (جیسا کہ تعلیق کا حکم ہے۔) لیکن چونکہ اس صورت میں شوہر نے ایسا نہیں کہا اور طلاق کو وعدہ خلافی پر معلق نہیں کیا لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی ۔اور جو الفاظ شوہر نے بیوی کو کہے ہیں یہ کنایہ کے الفاظ ہیں ان میں اگر نیت طلاق کی ہوتو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ،پس شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس نے کس نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۴) ''مجھ سے تیرا کچھ تعلق نہیں'' سے نیت ہو تو طلاق ہو گی

سوال:۔ زینب کا نکاح عمر سے ہوا تھا مگر نکاح کے دوسرے دن سے ہی باہم نا اتفاقی پہلے ساس کی طرف سے پھر عمر کی طرف سے شروع ہو گئی، اور پھر ناراضگی بھی ہوئی مگر عرصہ تین سال پہلے عمر نے اسے مار پیٹ کر اس کا زیور جہیز وغیرہ اس کے میکہ پہنچا دیا اور کہا ہم کو منہ نہ دکھانا ہم سے تمہارا کچھ تعلق نہیں ہے اور دوسرا نکاح کر لیا، کیا اس صورت میں زینب عقد ثانی کی مجاز نہیں کیونکہ عمر نہ پنچائت قبول کرتا ہے نہ صاف طور پر جواب دیتا ہے؟

الجواب:۔ جو الفاظ عمر نے زینب کو کہے ہیں ان سے اگر نیت طلاق کی تھی تو بائنہ طلاق ہو جائے گی، عدت کے بعد زینب نکاح ثانی کر سکتی ہے اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس صورت میں عمر سے دریافت کر لیا جائے اور اس کو بذریعہ نالش مجبور کیا جائے کہ وہ زینب کی خبر گیری کرے اور نان نفقہ ادا کرتا رہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۵) ''مجھ سے تجھے (یا تیرا کوئی واسطہ نہیں'' کہنے کا حکم)

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے چند بار کہا کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا میں اور شادی کرنے والا ہوں مجھ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اس صورت میں اس کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر کے ان الفاظ سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں ہو گی۔ جیسا کہ الدر المختار میں ہے، ففی حالة الرضاء تتوقف الا قسام الثلاثة علىٰ نية الخ. (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۶) ''یہاں سے چلی جا نہ میں تیرا خاوند نہ تو میری بیوی'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو جھگڑے میں سخت فحش گالیاں دیں اور کہا تو روپیہ دینے سے انکار کرتی ہے تو مجھ سے تجھے کوئی واسطہ نہیں، یہاں سے چلی جا ''نہ میں تیرا خاوند نہ تو میری بیوی'' ایسی حالت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ان الفاظ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے لست لک بزوج اولست لی با مرأۃ الخ طلاق ان نواہ الخ۔ فقط
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۷) ”جہاں تیرا دل چاہے چلی جا“ کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو بے انتہا مارا اور یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا، ”جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔“ عورت کو اس کے بھائی لے گئے جس کو پانچ سال ہو گئے ہیں نہ شوہر لینے آیا، نہ نان نفقہ کی خبر لی۔ طلاق ہوئی یا نہیں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر ان الفاظ سے شوہر کی نیت طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی، نیت ہونے نہ ہونے کی بابت شوہر سے دریافت کیا جائے اگر نیت طلاق کی تھی تو عدت بھی گذر چکی لہذا اس کا دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۸) بیوی، شوہر سے جوا چھوڑ دینے پر طلاق کی قسم لے لے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید جوا کھیلتا ہے، اس وجہ سے اس کی بیوی اس سے ناراض رہتی ہے ایک دن بیوی نے کہا آپ جوا چھوڑ دیجئے اور میری طلاق کی قسم کھائیے تو زید نے کہا مجھے طلاق کی قسم منظور ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ یمین منعقد ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو پھر جوا کھیلنے کی صورت میں کون سی طلاق واقع ہو گی؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اگر جوا کھیلے گا تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، رجوع کی صورت یہ ہے کہ مجامعت کرے یا زبان سے کہہ دے کہ میں بیوی کو واپس لیتا ہوں تو رجوع درست ہو جائے گا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ درمختار وغیرہ میں رجوع کا طریقہ یہی لکھا ہے (اور جوا کھیلنا سخت گناہ اور حرام ہے اسے چھوڑ دینا ضروری ہے اور اب تک جو سرزد ہوا ہے اس پر توبہ واستغفار کی ضرورت ہے۔ م)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۹) ''تم جب مجھ سے چھٹی ہونا چاہوتو بچوں کو بددعا دینا'' اس جملہ کا شرعی حکم

سوال: ۔ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب ''تم مجھ سے چھٹی ہونا چاہوتو بچوں کو بددعا دینا تو تم مجھ سے چھٹی ہو جاؤ گی۔'' ان الفاظ کے کہنے سے شوہر کا مقصد عورت کو طلاق کا اختیار دینا تھا، عورت نے ابھی تک اختیار کو استعمال نہیں کیا ہے، تو کیا شوہر طلاق کا اختیار واپس لے سکتا ہے؟ اور اگر عورت اپنے اختیار کو استعمال کرے تو کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: ۔ جب عورت کو طلاق کا اختیار دینے کی غرض سے کہا گیا ہے کہ جب تم چھٹی ہونا چاہوتو بچوں کو بددعا دینا تو عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہو گیا، عورت جب بچوں کو بددعا دے گی تو چھٹی ہو جائے گی یعنی طلاق رجعی واقع ہوگی، اگرچہ لفظ ''چھٹی ہونا'' کنایہ ہے مگر غلبہ استعمال سے صریح کے حکم میں ہے اس لئے طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے اندر رجوع جائز ہے اور عدت کے بعد بتراضی زوجین (میاں بیوی کی رضامندی سے) تجدید نکاح درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ۔ اور شوہر اپنے اختیار کو واپس نہیں لے سکتا۔ (تفصیلات ہدایہ صفحہ ۳۶۱ اور شامی (ج ۲ صفحہ ۶۳۸) اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہیں۔) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۵۰) ''گھر سے نکل جا تو میرے کام کی نہیں'' کہنے کا حکم

سوال: ۔ زید نے اپنی بیوی کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا ''تو میرے کام کی نہیں گھر سے نکل جا۔'' لیکن لفظ طلاق نہیں کہا اور ایک دو سال تک نفقہ نہیں دیا اور نہ رجوع کیا ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ ان الفاظ سے اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے اس میں نکاح جدید بغیر حلالہ کے درست ہے ۔ اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں بدستور وہ عورت اس کی بیوی ہے ۔ فی الدر المختار. **فالکنایات لا تطلق بھاقضآء الابنیة او دلالة الحال نحو اخرجی، واذھبی الخ.**

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۱) ''میرا نباہ کرنا دنیا میں مشکل ہے'' لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: ۔شوہر نے اپنی خوش دامن کو ایک تحریر لکھی کہ آپ کی لڑکی کا اور ''میرا نباہ دنیا میں مشکل ہے۔'' اب وہ کہتا ہے کہ یہ تحریر میں نے یوں ہی لکھ دی تھی طلاق کی نیت نہ تھی۔ آیا اس فقرہ سے طلاق پڑی یا نہیں؟

الجواب: ۔اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نباہ کو مشکل کہنا نہ تو صریح طلاق ہے نہ کنایہ ہے۔ اور پھر کنایہ ہو بھی تو نیت کی ضرورت ہے جب کہ شوہر نیت طلاق سے انکار کرتا ہے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۲) ''تم نکاح کرو تو کرلو'' بیوی کو لکھنے کا حکم

سوال: ۔میرے خاوند عبدالکریم خان نے میرے نام ایک چھٹی لکھی تھی کہ میری طرف سے دوسری کوئی امید نہ رکھنا اگر رکھنا تو طلاق کی امید رکھنا، دوسری چھٹی تین ماہ بعد آئی کہ ''تم نکاح کرو تو کرلو۔'' ان دونوں چھٹیوں کے مضامین طلاق کی حد تک پہنچے ہیں یا نہیں؟ اور میں عبدالکریم خان کی زوجیت سے علیٰحدہ ہو چکی ہوں یا نہیں؟

الجواب: ۔اس صورت میں ایک طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوگئی اور وہ عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ کیونکہ عبدالکریم خان کے دوسرے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی نے اس سے طلاق کا سوال ان الفاظ سے کیا کہ اگر تم نے طلاق باضابطہ روانہ نہ کی تو میں دوسرا نکاح کرسکتی ہوں اس پر شوہر نے لکھا کہ ''اگر تم نکاح کرو تو کرلو۔'' یہ الفاظ کنایات طلاق میں سے ہیں اور کنایات میں نیت یا دلالت حال سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے اذھبی وتزوّجی، تقع واحدۃ بلانیت الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۳) ''میری زوجیت سے باہر ہوگئی'' کہنے کا حکم

سوال: ۔ایک عورت اپنے سسر اور ساس سے جھگڑا کر کے میکے جا بیٹھی (شوہر کی مرضی کے بغیر) وہیں رہتی ہے اور شوہر کا بیان یہ ہے کہ یہ عورت جس تاریخ سے میرے مکان سے بغیر

اجازت باہر گئی ہے میری زوجیت سے باہر ہوگئی ہے۔ اب میں کسی طرح اپنے مکان میں یا بطور زوجیت کے نہیں رکھ سکتا اور نہ نان ونفقہ ومہر دے سکتا ہوں بلکہ وہ روپیہ اور زیور جو وہ لے گئی ہے میری ذات خاص سے جمع کیا ہوا ہے میں اس کے لینے کا مستحق ہوں۔ بتایئے کیا عورت نکاح سے خارج ہوگئی؟ جتنے عرصے اپنے والدین کے ہاں رہی ہے اس کے نفقے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور جو کچھ زیور روپیہ وہ لے گئی ہے شوہر اسے واپس لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ محض عورت کے بغیر اجازت گھر سے نکل جانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور وہ شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی البتہ جو شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ میرے نکاح وزوجیت سے باہر ہوگئی اگر یہ ایقاع طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو یہ الفاظ کہنے کے وقت اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی۔ **کما فی عالمگیریہ ولو قال انا بری من نکاحک یقع الطلاق اذا نوی الخ** وہ پہلے سے مطلقہ نہیں ہوئی تھی، اور جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلے ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے۔ مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے اور جو زیور وہ لے گئی تھی اگر وہ شوہر نے بنوایا اور اسی کا دیا ہوا تھا اور شوہر نے اسے ہبہ نہیں کیا تھا تو وہ شوہر کی ملکیت ہے، شوہر اس کو واپس لے سکتا ہے۔ فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۴) ''تین پتھر پھینکے اور کہا چلی جا'' اس کا کیا حکم ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کی طرف ''تین پتھر پھینکے اور کہا اٹھ اور چلی جا میرے گھر میں نہ بیٹھ۔'' اس عورت کا کیا حکم ہے؟ اسے کون سی طلاق ہوئی؟

الجواب:۔ پتھر پھینکنے سے اگرچہ نیت طلاق کی کی ہو طلاق نہیں ہوگی **کما فی الشامیۃ** لیکن جو کلمات اس نے اس کے بعد کہے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک سے یا سب سے نیت طلاق کی کی تھی تب ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور اگر نیت نہیں کی تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۵) ''میرے کام کی نہیں، مجھے اس سے سروکار نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر اپنے مکان سے نکال دیا کہ'' جا تو میرے کسی کام کی نہیں

ہے، تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے اور خطوط میں بھی یہی لکھا کہ مجھے ہندہ سے کوئی سروکار نہیں، میں اسے نہیں چاہتا، میں اسے اپنے گھر سے نکال چکا ہوں اب ہندہ تقریباً بارہ سال سے اپنے شوہر زید سے علیحدہ رہتی ہے کیا اس صورت میں بغیر مزید تحقیقات کے صرف ہندہ کے حلفیہ بیان پر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ یہ الفاظ جو شوہر نے زبانی کہے یا بذریعہ خط لکھے ہیں، کنایہ کے الفاظ ہیں صریح طلاق کے الفاظ نہیں ہیں، ان الفاظ میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا پھر دلالت حال کا، اور جب شوہر کی نیت کچھ معلوم نہ ہو اور نہ ہی مذاکرہ طلاق (آپس میں طلاق کا تذکرہ) کا ہو اور نہ غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں تو ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی۔ اور جب ہندہ کو طلاق نہیں ہوئی تو اسے دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵۶) ''یہ میرے لائق نہیں، میری بیوی نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے چال چلن دیکھ کر یہ الفاظ کہے کہ یہ میرے لائق نہیں، جس جگہ چاہے نکاح کرے یا بازار میں بیٹھ جائے اور یہ لکھ دیا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ان الفاظ سے جو اس شخص نے اپنی بیوی کو کہے ہیں طلاق کی نیت کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ لہذا اگر وہ شخص طلاق کی نیت کا انکار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (هكذا فى كتب الفقه)

(۱۵۷) ''اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا'' لکھنے کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو نوٹس دیا کہ میں نے تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو رجعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زید نے یہ الفاظ نیت طلاق کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی، رجعت نہیں ہوسکتی۔ (كما فى الشامية) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۸) ''میں اس کو نہیں رکھتا، یہ میرے لائق نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو رخصت کرا کر اپنے گھر لے آیا دو تین روز بعد معلوم ہوا کہ اس کو ناجائز حمل ہے تو وہ اس کو اس کے والدین کے گھر چھوڑ گیا اور یہ کہہ گیا کہ اس کو میں نہیں رکھتا، یہ عورت میرے لائق نہیں ہے۔ عوت کے والدین اسے دوسرے شخص کے گھر بٹھا دیا اب وضع حمل ہو چکا ہے اور وہ دوسرا شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست ہے۔ عدت اس کی وضع حمل تھی تو بچہ پیدا ہو چکا ہے اور عدت ختم ہو گئی ہے نکاح درست ہے لیکن پہلے شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے تھے یا نہیں؟ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵۹) ''جا دور ہو چلی جا'' کہنے سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق ہے۔

سوال:۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک کو اچھی طرح رکھتا ہے دوسری کو ایک ہفتہ تک کھانے کو نہیں دیتا، اور اسے یہ الفاظ کہے، جا دور ہو چلی جا، اپنے باپ کے ہاں جا کر رہ تیرا میرا کچھ مطلب نہیں۔ اور اب اس شخص کو تین سال کی جیل ہو گئی ہے۔ یہ بتایئے کہ مذکورہ الفاظ سے اس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسا شخص جو دونوں بیویوں میں برابری نہ کرے فاسق اور مستحق عذاب ہے، جو الفاظ وہ اپنی ایک بیوی کو کہتا ہے اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، کیونکہ الفاظ کنایہ کے ہیں صریح طلاق کے نہیں ہیں۔ اور کنایہ میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دوسرا نکاح عورت کا اسی وقت جائز ہوتا ہے جب پہلے شوہر کی طرف سے طلاق ہو جائے اور جیل جانے سے بھی طلاق نہیں ہوتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۰) ''مہر کی رسید لا دو اور طلاق تحریری لے لو'' سے طلاق نہیں ہو گی

سوال:۔ چند ماہ پہلے زید کی بہن کا عقد بکر سے ہوا تھا اب زید نے بکر سے رخصتی کے لئے کہا تو

بکر نے یہ جواب دیا کہ یہ نکاح مجھے شروع سے ہی مرغوب نہ تھا اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے لہذا مجھے ''مہر کی رسید لا دو اور تحریر طلاق لے لو۔'' ان الفاظ سے قطع تعلق ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ کہ مجھے ''مہر کی رسید لا دو طلاق تحریری لے لو'' بطریق وعدہ اور بطریق تعلیق کے ہے کہ اگر تم رسید لا دو گے تو میں طلاق نامہ لکھ دوں گا اس سے فی الحال طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور یہ لفظ کہ ''اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے کنایہ ہے اگر اس سے نیت طلاق کی تھی تو طلاق ہوگئی۔'' (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۱) مندرجہ ذیل صورت میں طلاق نہیں ہوئی

سوال:۔ زید اور ہندہ کا نکاح ان کے والدین نے صغرسنی میں ہی کر دیا تھا، جب دونوں بالغ ہوگئے تو زید نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو ہندہ نے اس سے کہا کہ تیرا نکاح تو میرے ساتھ ہوا ہے تو دوسرا نکاح کیوں کرتا ہے زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا، دوسری عورت سے اس کی اولاد بھی ہوگئی ہے ہندہ کے باپ نے زید اور اس کے باپ سے کہا کہ جب تم میری لڑکی کو کھانے پہننے کو نہیں دیتے ہو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کروں گا'' تو زید اس کی ماں نے بالاتفاق کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔'' اس صورت میں ہندہ کا نکاح دوسری جگہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ''زید کا یہ کہنا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا'' جھوٹ ہے۔ اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ شامی میں ہے کہ ''نکاح کی نفی کر دی جائے تو وہ طلاق نہیں بلکہ انکار ہے۔'' الخ اور اسی طرح اس کا اور اس کے والد یا والدہ کا یہ کہنا کہ ''تمہیں اختیار ہے۔'' الفاظ صریح سے طلاق نہیں ہے جو بغیر نیت واقع ہو جائے لہذا زید سے بغیر طلاق لئے ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ اور الفاظ تعویض میں بھی شوہر کی نیت کی ضرورت ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ عورت اسی مجلس میں خود طلاق دے دے۔ لہذا وہ صورت بھی یہاں متصور نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۲) ''فریقین کے درمیان قصہ زوجیت نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ہندہ نے اپنے شوہر پر مہر کے لئے مقدمہ دائر کیا اور مقدمہ ختم ہونے سے پہلے ان

دونوں کے درمیان ان الفاظ سے معاہدہ وتصفیہ ہوگیا کہ ''مبلغ دس روپے ماہانہ ہندہ کے گزارے کے لئے اس کا شوہر خالد ادا کرتا رہے گا اور فریقین کے درمیان آئندہ کوئی قصہ زوجیت یا شوہری کا باقی نہ رہا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں کہ ''مابین فریقین کوئی قصہ زوجیت یا شوہری کا نہ رہا'' ان الفاظ سے اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی یا کوئی اور قرینہ طلاق کا ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۳) ''میں اس کا شوہر نہیں ملازم ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ کو کسی نازیبا کام کے لئے مجبور کیا تو عورت نے تھانیدار سے شکایت کی۔ اس نے شوہر کو دھمکایا تو شوہر نے کہا کہ میں اس کا شوہر نہیں ملازم ہوں، یہ کہہ کر زید روپوش ہوگیا اندازاً آٹھ سال ہوگئے نہ کوئی خبر بھیجی نہ خرچ بھیجا۔ کیا عورت اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوجاتی ہے ورنہ نہیں اب جب کہ شوہر کی نیت کا کچھ حال معلوم نہیں ہوسکتا تو طلاق کا حکم نہیں ہوسکتا لیکن اگر شوہر بالکل مفقود الخبر ہے کہ اس کے مرنے جینے کا کچھ حال معلوم نہیں ہے تو امام مالکؒ کے مذہب کے موافق اس کے مفقود ہونے سے چار سال بعد عدت وفات پوری کر کے مفقود کی بیوی نکاح کرسکتی ہے۔ (انشاء اللہ اس کی مکمل تفصیل گم شدہ شوہر کے بیان میں آئے گی۔) (مرتب) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۴) مندرجہ ذیل صورت بشرط نیت تفویض ہے

سوال:۔ میاں بیوی نے آپس کے جھگڑے سے صلح کے بعد شوہر نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بیوی کو دیا کہ اگر میں ایک سال سے زیادہ پردیس میں رہ کر یا چھ ماہ سے زیادہ اپنے ہی دیس میں رہ کر تمہارے حقوق ونان نفقہ ادا نہ کروں تو تمہارے ارادہ وخواہش کے مطابق دوسرا شوہر اختیار کر لینے سے تم پر ہمارا حق دین ودنیا میں بالکل نہیں رہے گا۔'' اس کے بعد قاضی کے ہاں ہمارا دعویٰ

بھی کذب و باطل سمجھا جائے گا۔'' اس شرط کی بناء پر ہندہ پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کون سی اور کس وقت طلاق واقع ہوگی، اور وقوع طلاق کے بعد ہندہ دوسرا شوہر اختیار کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر کے اس کلام کا حاصل ہے کہ اگر میں نان ونفقہ ادا نہ کروں تو تم کو اختیار ہے کہ تم دوسرا شوہر کرلو اخ حکم اس عبارت کا یہ ہے کہ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو شوہر کے شرط کو پورا نہ کرنے کی صورت میں عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اوپر ایک طلاق بائنہ واقع کرلے اور عدت طلاق (اگر رخصتی شدہ ہے تو) پوری کرکے شادی کرلے۔ نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہوسکتا ہے بغیر معلوم کیے طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۵) ''اگر تو ماں کے گھر گئی تو میرے نکاح سے خارج'' یہ کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو میرے نکاح سے خارج ہے۔'' بیوی اب تک ماں باپ کے ہاں نہیں گئی ہے۔ میاں بیوی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی تدبیر بتائی جائے کہ بیوی اپنے ماں کے گھر آئے جائے؟

الجواب:۔ اس بات کی تدبیر کہ ''بیوی پر طلاق واقع نہ ہو'' یہ ہے کہ اس کے ماں باپ اس کے پاس آ کر مل جایا کریں اور زید کی بیوی ان کے ہاں نہ جائے نیز ایک صورت دوسری ہے جس میں ایک بار طلاق واقع ہوکر پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وہ یہ کہ زید کی بیوی ماں باپ کے ہاں چلی جائے تو ایک بار شرط کے مطابق طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور قسم بھی ختم ہوجائے گی۔ پھر عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا جائے تو دوبارہ جانے سے پھر طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ایسی قسم ایک مرتبہ سے پوری ہوجاتی ہے۔ (هکذا فی کتب الفقه) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۶) ''مہر کے بدلے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے''

سوال:۔ میاں بیوی کی لڑائی ہوئی تو بیوی نے کہا کہ تم مجھے چھوڑتے کیوں نہیں ہو؟ تو شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو طلاق دے دوں گا۔ الحاصل عورت نے کہا کہ میرے باطن سے تمہارے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے ان کو بعوض مہر دے دو تو میں مہر معاف کردوں گی۔ عورت کے

اصرار پر شوہر نے یہ مضمون لکھ دیا کہ میں نے طلاق دی اور مہر کے عوض دو لڑکے اور لڑکی اسے دے دیئے، اب مجھے بیوی سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ لڑکے اور لڑکی سے۔ بیوی نے بھی یہ لکھوا کر شوہر کو دے دیا کہ میں نے مہر معاف کیا اور لڑکے اور لڑکی کو مہر کی عوض میں لے لیا۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی یا بائن؟

الجواب:۔ ایک شوہر نے ایک مرتبہ یہ لفظ لکھا تھا کہ میں نے طلاق دی تو اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ شوہر کے ابتدائے کلام میں یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں کہ اگر تم مہر معاف کر دو تو طلاق دے دوں گا اس لئے طلاق کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس نے مہر کے بدلے طلاق دی ہے اس لئے اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی۔ کیونکہ جو طلاق مال کے عوض ہوتی ہے وہ طلاق بائنہ ہے، لہذا ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور مہر معاف ہو گیا۔ البتہ یہ لغو ہے کہ لڑکا لڑکی کے عوض مہر معاف کیا، مہر طلاق کے عوض معاف ہوگا۔ لہذا رجعت درست نہیں البتہ عورت راضی ہو جائے تو دوبارہ جدید مہر کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۷) ’’کبھی میرے پاس نہ آنا‘‘ کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا کہ اب کبھی میرے پاس نہ آنا اس نے کہا میں جہاں چاہوں کام کروں؟ اس نے کہا تجھ کو اختیار ہے۔ جی میں یہ خیال تھا کہ اچھا ہے پاپ کٹ جائے (جان چھوٹ جائے)۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ شوہر کا یہ الفاظ کہنا کہ اب کبھی میرے پاس نہ آنا اور زوجہ کا اس کے جواب میں کہنا کہ میں جہاں چاہوں کام کروں، اور شوہر کا یہ کہنا کہ تجھ کو اختیار ہے یہ الفاظ طلاق صریح یا کنایہ کے نہیں ہیں ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ شوہر نے جو کہا ہے کہ تجھ کو اختیار ہے تو یہ تو جواب ہے بیوی کی اس بات کا کہ ’’میں جہاں چاہوں کام کروں۔‘‘ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۸) ’’ماں کے دباؤ سے فارغ خط لکھ دی‘‘ پھر دوبارہ مل گئے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے والدہ کے دباؤ سے اپنی بیوی کو فارغ خطی لکھ دی دو سال کے بعد دونوں فارغ خطی کو غلط سمجھ کر مل گئے آیا یہ فارغ خطی صحیح ہے یا نہیں؟ اور اب دونوں کا ملنا حق

ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ وہ فارغ خطی صحیح ہوئی اور طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع ہوئی لیکن مدت کے بعد اور عدت کے اندر دوبارہ نکاح کرنا صحیح ہے اور باپ کا جبر وتعدی بے جا تھا لیکن میاں بیوی کو بغیر نکاح جدید کے ملنا و یکجا ہونا جائز نہیں ہے چاہئے کہ فوراً پھر سے نکاح کریں۔ (اور اب تک جو بغیر نکاح رہے ہیں اس پر توبہ واستغفار کریں۔)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۹) کہا ''تجھ کو تراق میرے گھر سے نکل جا'' طلاق ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھ کو تراق۔ ہے ایک دو تین میرے گھر سے نکل جا یہ تو اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے عورت کو صرف ڈرانے اور دھمکانے کی نیت سے یہ کلمہ کہا ہے نہ کہ طلاق کی نیت سے۔ یہ شخص کچھ پڑھا لکھا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ط ل اق کے حروف سے طلاق ہوتی ہے نہ کہ ت رق سے۔

لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے لفظ طلاق کہا ہے اور یہی ہماری سمجھ میں آیا ہے اس شخص کی بیوی نے پہلے تو دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے طلاق دی ہے مجھے مہر ملنا چاہئے، لیکن اس شخص نے طلاق واقع ہونے کا انکار کر دیا اب وہ عورت بھی کہتی ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس نے مجھ لفظ طلاق کہا یا تراق وغیرہ غرض ہے کہ وہ دعویٰ سے دستبردار ہے اس صورت میں کون سی طلاق ہوئی؟

الجواب: ۔ اگر دو مرد عادل نمازی پرہیزگار اس بات کے گواہ ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں (جیسا کہ گواہوں کا نصاب کتب فقہ میں لکھا ہے) لہذا جب دو عادل مرد گواہ موجود ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو طلاق ثابت ہو جائے گی پھر اس بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ لفظ تراق سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں اس بحث سے متعلق درمختار میں تحقیق کی گئی ہے جس کا حاصل ہے کہ الفاظ مصحفہ (تبدیل شدہ الفاظ) سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور یہ کہنا کہ تجھ کو تراق ایک دو تین، تو میرے گھر سے نکل جا۔ اس میں قرینہ اس بات کا مقتضی ہے کہ ان الفاظ سے طلاق ہو جائے گی۔

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۷۰) ''تو جس سے چاہے ہم بستر ہو'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو فلاں شخص سے ہم بستر نہ ہونا اور جس سے چاہے ہم بستر ہو۔ یہ کہنے سے اس کی بیوی نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے الفاظ کہنے سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور نہ ہی اس پر طلاق پڑے گی۔ (مگر اس طرح کے الفاظ کہنا بداخلاقی اور گناہ ہے اس سے بچنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۱) کہا گیا کہ اتنے دن خبر نہ لی تو یہ تمہاری بیوی نہیں رہے گی۔ شوہر نے منظور کرلیا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے سالے کو خط لکھا کہ جس میں اپنی بیوی کو تین طلاق لکھی تھی لیکن دریافت کرنے پر اس نے خط لکھنے سے انکار کر دیا تو لوگوں نے اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر چھ ماہ تک لڑکی کی خبر نہ لوگے اور کھانا کپڑا نہ دوگے تو یہ تمہاری بیوی نہیں رہے گی اس نے منظور کرلیا۔ مگر چھ ماہ سے دو تین ماہ زیادہ ہی ہو گئے مگر اس نے خبر نہیں لی اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ خط کے انکار کی صورت میں بغیر دو عادل گواہوں کے طلاق ثابت نہ ہوگی اور یہ الفاظ جو بعد میں شوہر نے بطور تعلیق کہے ہیں کہ چھ ماہ تک خبر نہ لی تو وہ اس کی بیوی نہیں رہے گی اس میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوں تو شرط پائے جانے کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷۲) مندرجہ ذیل اشعار کا حکم

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی اپنی بہن کے ہاں گئی تھی تو اس نے اپنی بیوی کو یہ اشعار خط میں لکھ کر بھیجے۔

ترک ہرگز ہو نہیں پردہ وہاں الطاف سے
جیسے بے پردہ رہی ہو کچھ دن ممتاز سے

خلاف اس کے عمل ہے یا کیا اب جائے گا
زوجیت کا باہمی رشتہ قطع ہوجائے گا

اس شعر کے موصول ہونے سے پہلے اس کی بیوی نے میاں الطاف سے جو کہ اس کا بہنوئی ہے پردہ ترک کردیا تھا اور اطلاع پانے کے بعد بھی بے پردہ رہی اس صورت میں طلاق بائن ہوئی یا نہیں۔ شوہر کا کہنا ہے کہ اس نے اس شعر سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔

الجواب:۔ اگر شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی تو اس صورت میں طلاق نہیں ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایات میں سے ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۷۳) ''تو مجھ سے علیحدہ ہے تیری ضرورت نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو کئی مرتبہ یہ کہا کہ تو مجھ سے علیحدہ ہو اور نہ مجھ کو تیری ضرورت ہے۔ اب شوہر ۶ مہینوں سے لاپتہ ہے۔ اس میں عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ کلمات صریح طلاق کے نہیں ہیں ان کلمات میں طلاق شوہر کی نیت سے واقع ہوتی ہے جب کہ شوہر کی نیت کا حال معلوم نہیں ہوسکتا تو ان الفاظ پر کچھ حکم نہیں کیا جائے گا اور طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ اس لئے اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۷۴) ''تو جان اور تیرا کام'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید کی بیوی اس کی مار پٹائی کی وجہ سے میکے چلی گئی مگر اس کی اجازت سے گئی اور پندرہ دنوں میں واپسی کا وعدہ بھی کیا تھا مگر واپس نہیں آئی۔ زید نے دو خط لکھے، ایک بھائی کے نام لکھا کہ ''خط دیکھتے ہی اسے گھر پہنچادو جس طرح ممکن ہو اگر خدانخواستہ نہیں پہنچاؤ گے تو واضح رہے کہ مجھ سے اور آپ کی ہمشیرہ سے کوئی سروکار نہیں رہے گا آئندہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ دوسرا خط بیوی کے نام بھیجا اگر تو فلاں دن اپنے بھائی کے ہمراہ میرے یہاں پہنچ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ تو جان اور تیرا کام۔'' مگر بیوی اس معین دن نہیں پہنچی۔ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ ''تو جان اور تیرا کام'' کنایات میں سے ہیں اور ظاہر اً خلیۃ بریۃ کے ہم معنی ہیں۔ لہٰذا اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع

ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷۵) ''عمر بھر تیری صورت نہ دیکھوں گا'' کہنے کا حکم

سوال: ۔ زید نے اپنے بھائی کو اپنی بیوی کو لانے کے لئے بھیجا اور بیوی کو لکھا کہ اس کے ہمراہ فوراً چلی آؤ ورنہ عمر بھر صورت نہیں دیکھوں گا۔'' ہندہ کے باپ نے زید کے بھائی کو ہندہ کی اجازت کے بغیر واپس بھیج دیا اور ہندہ کو نہیں بھیجا'' اب ہندہ کے لئے کیا حکم ہے۔ مولوی ثناء اللہ[1] صاحب نے ایلاء مؤبد کا فتویٰ دیا ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ زید کے یہ الفاظ کہ'' عمر بھر صورت نہیں دیکھوں گا'' ظاہر یہ ہے کہ طلاق کنایہ کے الفاظ ہیں کیونکہ یہ الفاظ مطلقاً قطع تعلق کے لئے استعمال ہوتے ہیں نہ کہ ترک وطی کے لئے۔ اب طلاق کنایہ کا حکم یہ ہے کہ اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو اس سے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں اسی کی قریب قریب الفاظ کو کنایہ طلاق قرار دیا ہے (خلاصہ ج ۲ صفحہ ۱۰۰) اور اگر عرف سے قطع نظر کی جائے تو ان الفاظ کو کنایہ ایلاء مؤبد کا بھی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی کنایہ ہوگا جو ایلاء میں بھی نیت کا محتاج ہے۔ اور ان الفاظ سے بغیر ایلاء مؤبد کی نیت کئے ایلاء بھی منعقد نہیں ہوگا۔

جیسا کہ شامیہ میں تصریح ہے۔ اس لئے اس لفظ کی مثال ایسی ہوگئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کو صاحب مختار وغیرہ نے ایک مشترک لفظ قرار دیا ہے جو ایلاء پر بھی محمول ہو سکتا ہے۔ اور ظہار پر بھی، کنایہ طلاق بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ عرف میں ایلاء کے لئے عموماً نہیں بولا جاتا بلکہ طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسی لئے درمختار باب الایلاء میں اسی پر فتویٰ دیا ہے کہ یہ لفظ طلاق ہے۔ اور شامی نے اسی لفظ پر بحث کرتے ہوئے اس میں عرف کی دو قسمیں قرار دی ہیں اور عرف حادث میں اسے طلاق کے لئے مانا ہے۔ الخ الغرض فی نفسہ زید کے یہ الفاظ عمر بھر صورت نہ دیکھوں گا'' اس معنی کا احتمال بھی رکھتے ہیں کہ اس سے مراد جماع نہ کرنے پر قسم کھانا ہے جس کو اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں۔ عرف میں ان الفاظ کو سن کر عموماً یہ مضمون نہیں سمجھا جاتا بلکہ جماع اور وطی کا اس کے ذیل میں تصور بھی نہیں آتا، ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص اس سے تعلق نہیں رکھے گا۔ اور یہ مفہوم کنایہ طلاق کا ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت سے ذکر کیا گیا۔ تو

---

[1] اس سے غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مراد ہیں۔

اگر زید نے ان لفظوں سے طلاق کا ارادہ کیا ہو تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں۔ اور بالفرض اگر ایلاء کا ارادہ بھی کر لیا ہو اور ایلاء منعقد ہو گیا ہو تب بھی چار ماہ گذرنے پر اس سے بائنہ نہیں ہو گی کیونکہ ایلاء کا یہ حکم اس شرط سے مشروط ہے کہ وطی میں کوئی مانع نہ ہو مثلاً زوجہ کو کسی نے روک لیا خاوند کے پاس جانے نہ دیا۔ یا زوجہ خود باز رہی جیسا کہ مسئولہ صورت میں واقع رہے تو اس صورت میں کتنی ہی مدت گذر جائے بائنہ نہیں ہو گی بلکہ چار ماہ کے اندر شوہر کا زبان سے ایلاء سے رجوع کافی ہو گا۔ اور ہندہ اگر بالغ ہے تو باپ کو اس کی مرضی کے بغیر ایسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔

(۱۷۶) دوسرے کو لکھا ''میری بیوی کو فارغ البال کردیں''

سوال:۔ زید نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ دو ماہ بعد میری بیوی کو 'فارغ البال کردیں' اس خط کو آئے ایک سال ہو گیا ہے۔ وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر نے جو اپنے بھائی کے نام خط لکھا ہے کہ دو ماہ کے بعد میری بیوی کو فارغ البال کردیں، اگر نیت طلاق کے ساتھ لکھا تھا اور اس کے بھائی نے تحریر کے مطابق اس عورت کو فارغ البال کر دیا یعنی طلاق دے دی تو اس عورت پر طلاق بائن ہو گئی۔ شوہر کی نیت کے بغیر اگر بھائی نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ لہذا اگر بھائی نے طلاق دے دی تھی اور شوہر کی نیت بھی یہی تھی تو طلاق دینے کے بعد اگر عدت گذر گئی (جو کہ تین حیض ہے) تو اب وہ عورت دوسرا نکاح جس سے چاہے کر سکتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو نکاح نہیں کر سکتی۔

شوہر کے بھائی کو چاہیے کہ پہلے بھائی سے دریافت کرے کہ تمہاری نیت اس لفظ سے کیا ہے اگر وہ لکھے کہ میری غرض طلاق ہے تو اس وقت بھائی کو چاہئے کہ طلاق دے دے، جب طلاق دے دے گا تو عدت کے بعد عورت کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۷) ''میں تیرے لائق نہیں'' ''تم دوسرا انتظام کرلو''

سوال:۔ ہندہ بیان کرتی ہے کہ جس وقت سے میری شادی ہوئی شوہر میری طرف بالکل مخاطب نہیں ہوا ایک روز شب کو میں نے شوہر کا ہاتھ پکڑا۔ تب شوہر نے مجھ سے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ میں تیرے بالکل لائق نہیں ہوں تم اپنا دوسرا انتظام کرلو۔ یہ کہہ کر پانچ روپے دے دیئے اور صبح

کو کہیں چلا گیا۔ اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر نے یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ عدت گذرنے کے بعد وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ لیکن نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے شرعی قاضی مہلت دینے کے بعد تفریق کرسکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۸) ''میری طرف سے اجازت ہے رکھو یا عقد کرادو'' لکھنے کا حکم

سوال:۔ شوہر نے دو خطوط میں اپنی بیوی کے لئے یہ الفاظ لکھے کہ میری طرف سے اجازت ہے جو طبیعت میں آئے کرو یا اپنے گھر رکھو یا دوسری جگہ عقد کرادو۔ اس صورت میں مسماۃ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ الفاظ جو شوہر نے لکھے ہیں کنایہ کے الفاظ ہیں صریح طلاق کے نہیں۔ ان میں نیت کی ضرورت ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع ہوگئی اور نیت کا حال شوہر سے معلوم کرلیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷۹) ''دوسرے سے کہا اسے لے جاؤ اس سے نکاح کرلینا''

سوال:۔ ایک شخص نے باہمی جھگڑے کی وجہ سے اپنی بیوی کو غیر شخص کے ہمراہ کر کے کہا، یہ ہمارے قابل نہیں ہے تم اس کو لے جاؤ اس سے نکاح کرلینا، یا کسی اور کے ساتھ نکاح کرادینا۔ اس صورت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کے شوہر سے معلوم کرلیا جائے کہ اس نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے۔ درمختار۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۸۰) ''میں نے تمہاری صفائی کردی'' کہہ کر علیحدہ کردینے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کا زیور لے کر کہا اب ''ہم نے تمہاری صفائی کردی'' اس کا اس

سے مطلب یہ ہے کہ اپنی زوجیت سے علیٰحدہ کردیا۔ زید کی بیوی میکہ چلی آئی اب نو برس کے بعد اس کا دعویٰ ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دی۔ کیا زید اسے شرعاً لے جاسکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر زید حلفاً کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی وہ اس کو رکھ سکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن) (کذافی الدرالمختار)

(۱۸۱) ''اگر اتنے دن نہ آؤں تو میں لا دعویٰ ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک عورت اپنے شوہر سے زبانی یا بذریعہ خط طلاق طلب کرلے اس پر شوہر یہ کہے یا لکھے کہ چھ ماہ تک اگر میں نہ آؤں یا تیری ضروریات کا انتظام نہ کروں تو میں لا دعویٰ ہوں، جو تیرا جی چاہے کر، چنانچہ قدوری اور ہدایہ میں ہے کہ طلاق کی گفتگو کے وقت کنایہ سے جواب دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ جو الفاظ کنایہ کے مذکور ہیں ان سے بے شک مذاکرہ طلاق کی صورت میں طلاق بائنہ ہوجاتی ہے کیونکہ لا دعویٰ ہونا انت بریئۃ، یا انت حرۃ وغیرہ کے معنی کے قریب ہے اور ان دونوں الفاظ میں مذاکرہ طلاق کے وقت طلاق بائنہ ہوجاتی ہے۔

اور تیرا جی جو چاہے کر بمعنی ''اختاری'' کے ہوسکتا ہے اور اس میں طلاق بائنہ کے وقوع کے لئے شرط ہے کہ عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یا طلاق دے جیسا کہ شامی میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

طلاق معلق

کسی شرط کے ساتھ معلق کر کے طلاق دینا

(۱۸۲) طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال:۔ زید نے قسم کھائی اگر میں نے عمر کی شکایت کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظ ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے اس قسم کھانے سے پہلے فلاں شخص جو کہ عمر کی شکایتوں

سے واقف تھا اس سے کلکتہ میں یہ کہا تھا کہ جب بنارس جاؤ تو عمر کی شکایت فلاں شخص سے کرنا بنارس جا کر اس نے شکایت کر بھی دی تھی مگر اس قسم میں زید کو یہ شبہ ہے کہ قسم کھاتے وقت کسی جگہ کی تخصیص کی تھی یا نہیں؟ مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اگر میں نے عمر کی شکایت بنارس میں کسی سے کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے یا یہ کہ مطلق کسی جگہ وغیرہ کی تخصیص نہیں کی تھی۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب صورت مسئولہ میں اس کو تعمیم و تخصیص مکان میں شک ہے تو تحقیق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کمافی الدرالمختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۳) مرد نے کہا کہ اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق

سوال:۔ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر علاقہ بار کے گاؤں میں جاؤ تو مجھے تین طلاق ہیں۔'' ان الفاظ سے کیا ثابت ہوگا کیا یہ الفاظ معلق باشرط ٹھریں گے اوران الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب:۔ اس صورت میں تین طلاق شرط مذکور پر معلق ہوگی اگر اس فعل کو کرے گا تو تین طلاق اس کی بیوی پر واقع ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے اس کی بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ علی الحرام ،علی الطلاق جیسے الفاظ سے بغیر نیت طلاق ہوگی۔ (والتفصیل فی الشامی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۴) بیوی کے کسی کام پر مستقبل کے صیغے سے طلاق معلق کی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کلمہ کہے کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھ کو طلاق دے دوں گا، اگر عورت غلطی سے وہ کام کرے اور مرد عورت پر مذکورہ کلمے کا استعمال نہ کرے تو کیا پہلی مرتبہ کہے جانے والے جملے سے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ عورت اس کام کو کرے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگر شوہر طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہوگی بغیر طلاق دیئے اس سے پہلے جملہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (شامی میں صیغہ مستقبل سے طلاق کا عدم وقوع مذکور ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۵) ''طلاق کو امر محال سے معلق کرنے پر طلاق نہ ہوگی''

سوال:۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، زید نے کسی رنجش سے یہ قسم کھائی کہ جب میں اپنی بیوی سے نکاح کروں تو وہ مجھ پر حرام ہے، لیکن قسم سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم کی شرط لغو ہے نکاح تو ہو چکا اب ایسی قسم کا اثر نکاح پر نہ ہوگا، البتہ نکاح سے پہلے یہ قسم کھاتا تو ہندہ سے نکاح نہ ہوسکتا۔ اس صورت میں زید ہندہ پر حرام ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار باب التعلیق میں " وشرط صحته کون الشرط معدوما علی خطر الوجود" سے جو تحقیق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر محال بات پر طلاق کو معلق کیا جائے تو وہ لغو ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ بیوی جب تک اس کی بیوی ہے نکاح نہیں ہوسکتا اور بیوی (منکوحہ) محل نکاح نہیں ہے لہذا جب کہ یہ کلام لغو ہوا تو اگر طلاق کے بعد پھر اس سے نکاح کرے گا تب بھی اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لہذا موجود حالت میں جب کہ وہ عورت پہلے سے اس کے نکاح میں ہے اس پر اس تعلیق کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۶) طلاق دیتے وقت اگر معلق نہ کی تو بعد میں معلق کرنے کا اعتبار نہیں ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے گفتگو کے دوران یہ الفاظ کہے'' کہ تمہارا شرک کرنا ثابت ہوا میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی۔'' چندروز کے بعد وہ دوبارہ اپنی بیوی کو گھر لے گیا اور وہ اب تک وہاں رہ رہی ہے۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں نے شرک کروانے کی نیت نہیں کی تھی فلاں کام سے اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسی شرط پر طلاق معلق کی تھی کہ اگر شرک ثابت ہوگا تو تجھ کو طلاق دے دوں گا۔ لہذا شرک ثابت نہیں ہوا اس وجہ سے میں نے رجوع کرلیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صوت میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ اور اس کا رجوع کرنا یا نکاح جدید کرنا بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہے۔ کیونکہ زید کے الفاظ یہ ہیں کہ تمہارا شرک کرنا ثابت ہوا میں نے طلاق دی۔ ان الفاظ میں کسی شرط پر طلاق کو معلق نہیں کیا بلکہ بغیر کسی شرط کے طلاق دی ہے اور صریح الفاظ میں نیت ضروری نہیں ہے، اور غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی

ہے اور زید کا حالت جنون میں ہونا ثابت نہیں۔ بہر حال طلاق ہوگئی۔ لحدیث النبوی الشریف ثلاث جدھن جد (الحدیث) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۷) ''زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا

سوال:۔ ایک طالب علم نے آپ کے فتویٰ[1] کو دیکھ کر شبہ ظاہر کیا ہے کہ سائل نے طلاق دل میں دی ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہا حالانکہ شوہر نے طلاق کا لفظ تین بار زبان سے کہا ہے۔ لہذا اس صورت میں کیا حکم ہوگا کہ جب طلاق کی تعلیق دل میں ہو اور زبان سے نہ کہی جائے حالانکہ طلاق زبان سے دی جائے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق صحیح بات یہ ہے کہ اگر تعلیق زبان سے نہ کہی جائے بلکہ دل میں ہو اور طلاق زبان سے دی جائے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے۔ احقر نے جو جواب پہلے لکھا تھا وہ غالباً اس بناء پر تھا کہ تعلیق یعنی الفاظ شرط اور لفظ طلاق دونوں زبان سے کہے ہیں چونکہ پہلا سوال جو یہاں رجسٹر میں منقول ہے اس کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے بیان کو سچ خیال کر کے یہ کہا کہ اگر ہندہ کا بیان سچا ہے تو میں نے تین طلاق دی اور پھر وہ بیان غلط ثابت ہوا تو چونکہ شرط نہ پائی گئی اس لئے جواب یہ لکھا کہ تین طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہذا اگر واقعہ یہ ہے کہ تعلیق زبان سے نہیں کی، بلکہ صرف دل میں خیال کیا اور زبان سے طلاق دی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی۔ (کما فی الدر المختار)

(۱۸۸) اقرار نامہ میں ہے کہ اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کا علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ کابین نامہ[2] کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ کو حسب دل خواہ جگہ میں رکھوں گا اور جبراً کہیں نہیں لے جاؤں گا اگر لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا اب شوہر عورت کو غیر مرضی کی جگہ میں لے جانا چاہتا ہے جس کو عورت ناپسند کرتی ہے اس صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو طلاق بائن لینے کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ تعلیق کا حکم

[1] فتویٰ ۱۸۶ مراد ہے۔ [2] شادی کے وقت تیار کیا جانے والا اقرار نامہ و شرائط۔

ہے کہ وہ وجود شرط کے بعد منحل (خلل انداز) ہوجاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۸۹) ''تم نہیں جاؤ گی تو تمہیں طلاق دے دوں گا'' وعدہ طلاق ہے

سوال:۔ اصغر علی نے اپنی بیوی کو جو اپنے میکے میں تھی جھگڑے کے دوران کہا کہ کیا تم میرے ساتھ جاؤ گی یا نہیں؟ اگر نہیں جاؤ گی تو میں طلاق دے دوں گا''۔ بعد میں بہت زیادہ جھگڑے اور جھوٹی باتیں بنیں کیا ان باتوں سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اصغر علی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میرے ساتھ جاؤ گی تو تم کو طلاق دے دوں گا ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس میں وعدہ طلاق کا ہے ایقاع طلاق یعنی طلاق کو واقع کرنا نہیں ہے اور وعدۂ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی، کما صرح به الفقهاء۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۰) تعلیق غیر متعین کی صورت میں موت کے وقت طلاق ہوگی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑتے ہوئے بیوی کی سہیلیوں سے کہا کہ اگر میں تمہیں جہلم تک نہ پہنچادوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں تعلیق غیر متعین کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں تعلیق بالطلاق ہوگئی اگر شوہر شرط کو پورا نہیں کرے گا یعنی ان عورتوں کو جہلم شہر تک نہ پہنچائے گا تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی مگر چونکہ اس کا وقت متعین نہیں کیا اس لئے آخر عمر تک انتظار کیا جائے گا اور بوقت موت تین طلاق واقع ہوں گی۔ (کمافی الشامیة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۱) طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہیں کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال:۔ ''بیوی کا اپنے شوہر سے یہ معاہدہ ہوا کہ شوہر مجھ کو طلاق دے دے اور میں مہر معاف کردوں۔'' چنانچہ شوہر نے ان الفاظ سے طلاق دی کہ اگر بیوی نے مہر معاف کر دیا تو میری

طرف سے طلاق ہے لیکن بیوی حصول طلاق کے بعد مذکورہ فیصلے کی پابند نہیں رہی اور مہر کا دعویٰ قائم کردیا چونکہ شوہر نے شرط کے ساتھ طلاق دی تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ طلاق معلق تھی اس بات پر کہ بیوی مہر معاف کرے۔ تو اگر اس کی بیوی نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ھذا حکم التعلیقات کذا فی المعتبرات۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۲) صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال:۔ زید اور اس کی منکوحہ میں کچھ تکرار ہو رہی تھی اس کی منکوحہ نے غصہ سے مغلوب ہو کر گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ تھا، چونکہ دن کا وقت تھا جو کہ بے پردگی کا سبب تھا، زید نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی سے کہا "یاد رکھ جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تجھ کو طلاق ہے" اس کی بیوی ڈر گئی اور اپنے اس ارادہ سے باز رہی رات کو پھر چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اب زید مغلوب الغضب ہو کر بیوی کو دھمکانے کی خاطر باہر چلا، اس وقت چونکہ بے پردگی وغیرہ کا احتمال نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ زید کہیں چلا نہ جائے اس کی بیوی بھی ساتھ ہولی اور اس کے بعد دہلیز سے باہر نکل آئی۔ اس صورت میں اس پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما ھو مذکورہ فی کتاب الفقه فی یمین الفور۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۳) خلاف شرط واقع ہونے پر اختیار کو اسی مجلس میں استعمال کرنا ضروری ہے

سوال:۔ "ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ دیا کہ اگر میں تمہارا نفقہ چھ ماہ تک نہ دوں یا بغیر اجازت دوسری شادی کروں تو تم اپنے اختیار سے تین طلاق خود پر واقع کر کے عدت کے بغیر دوسری شادی کر سکتی ہو۔" اس کے بعد شوہر سے وہ بعض افعال صادر ہوئے اور زوجہ معلوم ہونے پر خاموش رہی اس صوت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اختیار کے لفظ میں مجلس کا تبدیل نہ ہونا شرط ہے اگر مجلس بدل گئی تو اختیار ساقط ہوگیا (یعنی بیوی کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ شوہر سے خلاف شرط بات صادر ہوئی ہے تو وہ اپنا اختیار

اسی مجلس میں استعمال کرنے کی مجاز تھی تو چونکہ وہ چپ رہی اور پھر مجلس بھی بدل گئی تو اب اسے وہ اختیار استعمال کرنے کا حق نہ رہا وہ اختیار ساقط ہو گیا۔) کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۴) شوہر نے لکھا ''فلاں تاریخ تک بیوی نہ آئی تو طلاق'' بعد میں سسر نے راضی کرلیا کہ بعد میں آجائے گی، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے سسر کو لکھا کہ فلاں تاریخ تک میری بیوی میرے گھر پہنچا دو تو بہتر ہے ورنہ طلاق ہو جائے گی یعنی مطلقہ سمجھی جائے گی۔ عورت کے والد نے خوشامد کر کے اس شخص کو راضی کرلیا کہ تاریخ مذکور تک تمہاری بیوی نہیں آسکتی بعد میں بھیجوں گا اس صورت میں اس عورت کو طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر اس عورت کا باپ تاریخ معین پر اس عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجے گا تو عورت مطلقہ ہو جائے گی کیونکہ طلاق معلق کی شرط کا تحقق ہو جائے گا۔ مرد کا شرط کے خلاف پر راضی ہو جانا اس تعلیق سابق کو باطل نہیں کرتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۵) یہ کہنا ''میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق'' اس کے بعد لاعلمی کا عذر معتبر نہیں ہے

سوال:۔ چند آدمی طلاق کی گفتگو کر رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق، اس صورت میں وہ شخص اگر شادی کرے گا تو کیا اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائے گی اگر واقع ہو جائے گی تو اس کو کہتے وقت تو اس کا مسئلہ معلوم نہ تھا؟

الجواب:۔ اس طرح کہنے سے جیسا کہ سوال میں مذکورہ ہے واقعی جب وہ نکاح کرے گا تین طلاق اس کی بیوی پر واقع ہو جائیں گی کیونکہ ذکر اسی مسئلہ کا تھا اور منکوحہ کے تذکرے پر طلاق واقع ہونے کا تھا۔ یہی مراد قائل کی سمجھی جائے گی، اور جہل کوئی عذر نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۶) ''زبیدہ سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے شادی نہیں کروں گا اگر اس سے شادی

کروں تو اسے طلاق ہے۔ اب اگر وہ نکاح کرے گا تو اسے طلاق پڑ جائے گی لیکن کیا اگر وہ دوبارہ زبیدہ سے نکاح کرے تو پھر بھی طلاق پڑے گی؟

الجواب:۔ یہ قسم ایک مرتبہ میں ختم ہو جائے گی۔ دوبارہ زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے (دوبارہ اسے طلاق نہیں پڑے گی) (کذا فی الدر المختار باب التعلیق) (مفتی عزیز الرحمانؒ)

(۱۹۷) ''کہا مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غیر موجودگی میں کہا کہ میں نے مہر کے بدلے اپنی بیوی کو حرام کیا اور مطلقہ مانتا ہوں۔ جب بیوی نے یہ بات سنی تو کہا کہ میں اسے مہر تو ہرگز معاف نہیں کروں گی۔ اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جیسا کہ شامی میں مذکورہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بیوی مہر کی معافی کو قبول نہ کرے گی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۹۸) کہا ''اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق ہے'' باپ کے مرجانے کے بعد کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اگر اپنے باپ کے گھر جائے گی تو تجھ پر طلاق، پس ھندہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد گئی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی کیونکہ باپ کا گھر اس کے مرنے کے بعد بھی عرف میں باپ کا گھر ہی کہلاتا ہے۔ جیسا کہ شامی میں اس بارے میں مذکور ہے (مطلب لا یضع قدمه فی دار فلان و مطلب الا یمان مبنیة علی الا لفاظ) (شامی مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۹) ''اگر فلاں کو قتل نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے گفتگو کے دوران کہہ دیا کہ اگر میں فلاں کو قتل نہ کیا تو میری منکوحہ میرے اوپر تین شرائط پر طلاق ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ تین شرط جو اس نے کہا ہے اس سے کیا نیت تھی۔

وہ فلاں شخص کے قتل پر قادر نہ ہوالہذ اایسی طلاق صحیح ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی قسم سے زندگی کے بالکل آخری وقت حانث ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اپنی موت سے پہلے اس فعل کو کرلے لہذا اگر قسم کھانے والا مر گیا تو زندگی کے آخری لمحہ میں اس کی بیوی مطلقہ ہوجائے گی۔ (کمافی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰۰) ''نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا کروں تو میری بیوی مطلقہ سمجھی جائے''

سوال:۔ کسی شخص نے شادی سے پہلے ہی شرط کی کہ اگر میں اپنی بیوی کو اس کے والدین کے گھر جانے سے روکوں تو اسے مطلقہ سمجھا جائے۔ اس کہنے سے کیا اس کی یہ شرط شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے ایسی تعلیق بغیر اضافت کئے نکاح کی طرف صحیح نہ ہوگی اس لئے شرط پائے جانے کی صورت میں اس کی بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ کمافی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰۱) ''اگر یہ جگہ چھوڑ کر کہیں جائیں تو چھ ماہ کے بعد بیوی پر تین طلاق''

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو یہ اقرار نامہ لکھ کر دیا کہ ہم ''گھوسی'' (جگہ کا نام ہے) کے اندر رہیں گے اگر گھوسی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ مہینہ کے بعد ہماری بیوی نذیرہ کو تین طلاق بائن پڑ جائیں گی۔ تحریر کے بعد زید دو مہینے تک گھوسی شہر میں رہا اور اس کے بعد کہیں چلا گیا اور چھ ماہ گذرنے سے پہلے آیا اور بیوی کو رخصت کرا کر لے گیا ایک رات اپنے گھر رکھ کر اس کے میکہ پہنچا دیا اور کچھ دن گھوسی رہ کر دوسری جگہ چلا گیا اب اٹھارہ مہینہ سے گھوسی نہیں آیا تو اقرار نامہ کے موافق نذیرہ بی بی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر زید یہ کہے کہ میری مراد شرط مذکورہ سے یہ تھی کہ رخصت کرانے سے پہلے اگر میں گھوسی چھوڑ کر چلا جاؤں تو نذیرہ بی بی کو طلاق ہے۔ تو چونکہ زید رخصت کرانے سے پہلے چھ ماہ کے لئے غائب نہیں ہوا بلکہ چھ ماہ کے اندر گھوسی آگیا اور اپنی بیوی کو رخصت کرا کے لے گیا لہذا طلاق کی شرط نہیں پائی گئی اور تین طلاق اس کی بیوی پر واقع نہیں ہوئی۔ تو جب ایک مرتبہ شرط منحل ہوگئی تو اب دوسری مرتبہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

لیکن اگر زید یہ مراد بیان نہ کرے اور شرط مطلقاً رکھی جائے کہ زید جس وقت بھی گھوسی سے چھ ماہ کے لئے غائب ہو تو اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہو جائے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں کیونکہ شرط پائی گئی۔ **کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ۔** (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰۲) طلاق معلق کو واپس لینے کا اختیار نہیں

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے غصے میں یہ کہہ دے کہ اگر تم نے میری مرضی کے خلاف کام کیا تو تم میرے نکاح سے باہر ہو جاؤ گی اگر شوہر اس شرط کو ختم کرنا چاہے تو کیا وہ ختم ہو سکتی ہے اور کس طرح دوسری بات یہ ہے کہ فرض کرو اگر بیوی اس کام کو کر لیتی ہے تو کیا وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دینے کے بعد اسے واپس لینے کا اختیار نہیں اس لئے اس شخص کی بیوی اگر اس کی مرضی کے خلاف وہ کام کرے گی تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی مگر دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۳) اگر تم مہمان کے سامنے آئی تو تین طلاق

سوال:۔ میری شوہر معمولی سی باتوں پر جھگڑا کرنے لگتے ہیں ایک دفعہ جھگڑے کے دوران کہنے لگے کہ اگر تم میرے یا اپنے رشتہ داروں کے سامنے آئیں تو تمہیں میری طرف سے تین طلاق یہ کہہ کر چلے گئے۔ جب کہ انہیں معلوم تھا کہ مہمان آنے والے ہیں جو کہ ان کے اور میرے دونوں یکساں رشتہ دار ہیں تھوڑی دیر بعد مہمان آ گئے اور مجھے مجبوراً ان کے سامنے جانا پڑا آپ یہ تحریر فرمائیں کہ کیا ان کے اس طرح کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں اور ہمارا ایک ساتھ رہنا ٹھیک ہے یا نہیں میرے شوہر سے اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں برائے مہربانی جواب ضرور عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ ان الفاظ سے تین طلاقیں ہو گئیں اور اگر وہ اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں تو طلاق پہلے ہی واقع ہو چکی ہے بہر حال اب تم دونوں کا تعلق میاں

بیوی کا نہیں بلکہ ایک دوسرے پر قطعی حرام ہیں حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۴) اگر بھائی کے گھر آنے سے طلاق کو معلق کیا تو اب کیا کرے

سوال:۔ میں ایک کرائے کے مکان میں رہ رہا تھا آج سے پانچ سال پہلے ہم دونوں بھائیوں کی آپس میں باتیں ہو رہی تھی تو باتوں باتوں میں تلخ کلامی ہوگئی اور بہت زیادہ ہوئی اسی دوران بھائی باہر نکل گیا کافی دور جا کر اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کے گھر آؤں تو میری بیوی پر تیرہ دفعہ طلاق ہے اب وہ بھائی عرصہ پانچ سال سے میرے گھر نہیں آیا اب وہ میرے گھر کس صورت میں آسکتا ہے اور ان باتوں کا کیا حل ہے۔

الجواب:۔ آپ کا بھائی جب بھی آپ کے گھر آئے گا اس کی بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی اگر وہ اپنی قسم توڑنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن دے دے پھر جب بیوی کی عدت ختم ہو جائے تو آپ کے گھر چلا جائے اس کی قسم ٹوٹ جائے گی پھر دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کرلے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۵) اگر باپ کے گھر گئیں تو مجھ پر تین طلاق کہنے کا حکم

سوال:۔ میرا اپنے سسر سے جھگڑا ہو گیا اور میں نے گھر آتے ہی بیوی کو کہا کہ آج کے بعد تم اگر باپ کے گھر گئی تو تم مجھ پر تین شرط طلاق ہو خیر اس کے بعد وہ تو باپ کے گھر نہ گئی مگر آج کل سسر صاحب سخت بیمار ہیں اور میں یہ سوال لے کر بڑے بڑے علماء کرام کے پاس گیا ہوں مگر مطمئن نہیں ہوں آپ بتائیں کہ میری بیوی کس طرح باپ کے گھر جائے؟

الجواب:۔ آپ کی بیوی اپنے والد کے گھر نہیں جا سکتی اگر جائے گی تو اسے تین طلاقیں ہو جائیں گی اس کی تدبیر یہ ہو سکتی ہے کہ اس کو ایک طلاق بائن دے کر اپنے نکاح سے خارج کردیں پھر وہ عدت ختم ہونے کے بعد اپنے باپ کے گھر چلی جائے چونکہ اس وقت وہ آپ کے نکاح میں نہیں ہوگی اس لئے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی اور شرط پوری ہو جائے گی اب اگر دونوں کی رضامندی ہو تو دوبارہ نکاح کرلیا جائے اس کے بعد اگر اپنے باپ کے گھر آ جائے تو

طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۶) طلاق معلق کا ایک مسئلہ

سوال:۔ میرے میاں نے مجھے میری بہن کے گھر جانے سے منع کیا اور کہا کہ تم وہاں گئیں تو مجھ پر طلاق ہو جاؤ گی اور تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور اس کے دوسرے تیسرے دن ہی ہم وہاں چلے گئے پہلے مجھے معلوم نہیں تھا کہ زبان سے کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس طرح بھی طلاق ہو جاتی ہے جب کہ میاں نہیں مان رہے اور کہہ رہے ہیں کہ طلاق دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے اور طلاق نہیں دی جب کہ یہی الفاظ جو ابھی لکھے ہیں میرے میاں نے مجھے کہے تھے کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو اس کا حل کیا ہے؟

الجواب:۔ آپ کے وہاں جانے کے بعد شوہر نے دو لفظ استعمال کئے ہیں ایک یہ کہ اگر تم وہاں گئیں تو مجھ پر طلاق ہو جاؤ گی اس سے ایک طلاق ہو گئی مگر شوہر عدت کے اندر اگر زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لی یا میاں بیوی کا تعلق قائم کر لے تو رجوع ہو جائے گا دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں دوسرا فقرہ آپ کے شوہر کا جسے انہوں نے تین بار دہرایا یہ تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا یہ طلاق دینے کی دھمکی ہے ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تفویض طلاق

(طلاق عورت کو سونپ دینا)

(۲۰۷) تفویض طلاق کا کیا مطب ہے؟

سوال:۔ تفویض طلاق کا کیا مطلب ہے؟ بیوی کو اس سے کیا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ کیا بیوی

کے علاوہ دوسرے شخص کو بھی تفویض کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: ۔ تفویض کے معنی ہیں سونپ دینا، اور تفویض طلاق میں شوہر اپنا طلاق کا اختیار بیوی کو سونپ دیتا ہے کہ وہ اگر چاہے تو خود پر طلاق واقع کر لے۔ اس سے عورت پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ عام طور پر یہ کابین نامہ میں لکھا جاتا ہے اگر میں نے یہ یہ شرائط پوری نہ کیں تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ خود پر ایک طلاق بائن واقع کر لے۔ اسی طرح اپنی بیوی کی طلاق کا اختیار کسی اور کو بھی تفویض کیا جا سکتا ہے۔ یا کسی خاص موقع پر شوہر بیوی کو اختیار دے دیتا ہے۔

(۲۰۸) اختیار سونپنے کے بعد عورت کا اپنے کو طلاق دینے کا طریقہ

سوال: ۔ زاہد علی کا نکاح کریمہ بنت عبد اللہ سے ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اقرار "امر بالید"[1] کا لیا گیا اور نکاح نامہ لکھا گیا۔ جس میں یہ الفاظ تحریر ہیں کہ مسماۃ کریمہ بنت عبد اللہ کو بغیر جبر و اکراہ کے رضامندی کے ساتھ ساتھ امر بالید کا اختیار دے دی یعنی مسماۃ کریمہ جب چاہے اپنی ذات کو میرے نکاح سے خارج کر کے آزاد کر لیں مجھ کو کبھی کسی طرح اپنے نکاح کے قائم ہونے کا دعویٰ نہ ہو سکے گا۔" کیونکہ اس اقرار نامہ کی رو سے اس وقت وہ قطعاً و یقیناً میری عقد نکاح سے خارج ہو جائیں گی۔"

اب زاہد علی کے نا شائستہ افعال کی وجہ سے مسماۃ کریمہ زاہد علی کے نکاح سے علیحدہ ہو کر عقد ثانی کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا مسماۃ کریمہ کن الفاظ سے اردو مضمون میں خود کو طلاق دے تاکہ طلاق واقع ہو جائے۔

الجواب: ۔ اس صورت میں کریمہ کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنا نکاح فسخ کرے اور وہ یہ الفاظ کہہ لے کہ میں نے اپنے اپ کو طلاق بائنہ دی اور اپنے نفس کو شوہر زاہد علی کے نکاح سے خارج کر دیا تو اس حالت میں کریمہ پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور وہ زاہد علی کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ عدت کے بعد اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے مگر یہ شرط ہے کہ شوہر نے 'الفاظ' 'امر بالید' طلاق کی نیت سے کہے ہوں۔ (جیسا کہ درمختار میں شرط کی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

[1] : ۔ معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہونا۔

(۲۰۹) نکاح سے پہلے کا تفویض نامہ درست نہیں

سوال:۔ ایک شخص نکاح سے پہلے ہی اس عورت کو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے طلاق کا اختیار تفویض کر دیتا ہے کہ جس وقت عورت چاہے مرد سے اپنی ذات کو بذریعہ طلاق جدا کر لے اور مطلقہ ہو جائے۔ یہ تفویض قبل از نکاح درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ نکاح سے پہلے تفویض طلاق نہیں ہو سکتی لیکن اگر بطریق تعلیق واضافت کہے اس طرح کہ جب تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے یا یہ کہے کہ نکاح کے بعد تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے تو اس طرح تفویض کرنا درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱۰) اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے

سوال:۔ ایک شخص نے نکاح کے وقت بیوی کو یہ اختیار دیا کہ اگر میں تمہاری اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے کہ تم اس دوسری بیوی کو طلاق دے کر میرے عقد سے خارج کر دو۔ اس طرح عورت کو طلاق کا اختیار دینا صحیح ہے یا نہیں اور اسے اختیار حاصل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو اختیار دینا درست ہے اور اگر وہ اس وقت طلاق دے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (جیسا کہ درمختار باب تفویض میں مذکور ہے)
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱۱) شوہر نے تین طلاق کی نیت سے ''طلقی نفسک'' کہا

سوال:۔ اگر زید نے تین طلاق کی نیت سے اپنی بیوی سے کہا ''طلقی نفسک'' (''اپنے نفس کو طلاق دے دے'') اس سے تین طلاق پڑیں گی یا ایک رجعی پڑے گی؟

الجواب:۔ اگر عورت اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرے گی تو تین طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر ایک طلاق دے گی تو ایک واقع ہوگی۔ (کمافی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱۲)''حلالہ میں یہ شرط لگانا کہ میں جب چاہوں آزاد ہو جاؤں گی'' باطل ہے

سوال: ۔ اگر مطلقہ عورت اس شرط پر حلالہ کرائے کہ میں چاہوں گی شوہر ثانی سے طلاق بائنہ لے کر آزاد ہو جاؤں گی۔ (یعنی خود اپنے اوپر طلاق واقع کرلوں گی) اس صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: ۔ شوہر ثانی جس وقت مباشرت کے بعد اس کو طلاق دے گا تو عدت کے بعد وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہے اور عورت کا یہ شرط کرنا قبل از نکاح باطل ہے اس سے عورت کو خود طلاق کا اختیار حاصل نہ ہوگا، البتہ اگر یہ شرط کہ نکاح کے بعد میں جس وقت چاہوں گی طلاق لے لوں گی، اور شوہر ثانی اس کو منظور کر لے کہ نکاح کے بعد تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی مباشرت ضروری ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۳)''اتنے دن خبر گیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے''

سوال: ۔ زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ مہینہ تم سے جدا رہوں اور اس اثناء میں تمہاری خبر گیری نہ کروں نان نفقہ نہ دوں تو تمہیں خود پر تین طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے لہذا تم اپنی مرضی سے مطلقہ ہو کر دوسرے کے نکاح میں جا سکتی ہو۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ اس صورت میں تحقق شرط کے بعد عورت کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے۔ یہ شرط عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے برابر ہے (کذا فی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۴) طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین طلاق مراد ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: ۔ جاہلوں کے عرف میں طلاق کا لفظ بمعنی طلاق مغلظ ہے اس عرف کا کچھ اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس عرف کا اعتبار نہیں ہے۔ (کیونکہ طلاق عدد کی وجہ سے واقع ہوتی ہے کذا فی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

خلع (علیحدگی) کا بیان

(۲۱۵) خلع کسے کہتے ہیں؟

سوال:۔ خلع کیا ہے یہ اسلامی ہے یا غیر اسلامی زید نے اپنی بیوی گلشن کو شادی کے بعد تنگ کرنا شروع کر دیا بیوی نے خلع کے لئے کورٹ سے رجوع کیا دو سال کیس چلا اس کے بعد خلع کا آرڈر ہو گیا اور دونوں میاں بیوی علیٰحدہ ہو گئے لیکن بعد میں دونوں میاں بیوی میں پھر صلح ہو گئی اور بغیر نکاح یا حلالہ کے میاں بیوی پھر بن گئے کیا یہ سب جائز تھا۔

الجواب:۔ خلع کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بوقت ضرورت مرد کو طلاق دینا جائز ہے اسی طرح اگر عورت نباہ نہ کر سکتی ہو تو اس کو اجازت ہے کہ شوہر نے جو مہر وغیرہ دیا ہے اسی کو واپس کر کے اس سے گلو خلاصی کر لے اور اگر شوہر آمادہ نہ ہو تو عدالت کے ذریعہ لے لے اور عدالت کے ذریعہ جو خلع لیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ عدالت اگر محسوس کرے کہ میاں بیوی کے درمیان موافقت نہیں ہو سکتی تو عورت سے کہے کہ وہ اپنا مہر چھوڑ دے اور شوہر سے کہے کہ وہ مہر چھوڑنے کے بدلے اس کو طلاق دے دے اور اگر شوہر اس کے باوجود بھی طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کا فیصلہ نہیں کر سکتی خلع سے ایک بائن طلاق ہو جاتی ہے اگر میاں بیوی کے درمیان مصالحت ہو جائے تو نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۶) طلاق اور خلع میں فرق

سوال:۔ اگر عورت خلع لینا چاہے تو اس صورت میں بھی کیا مرد کے لئے طلاق دینا ضروری ہے عورت کے کہنے پر ہی نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اگر مرد کا طلاق دینا ضروری ہے تو پھر طلاق اور خلع میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ طلاق اور خلع میں فرق یہ ہے کہ خلع کا مطالبہ عموماً عورت کی جانب سے ہوتا ہے اور اگر مرد کی طرف سے اس کی پیش کش ہو تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہتی ہے عورت قبول کر لے تو خلع واقع ہوتا ہے ورنہ نہیں جب کہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں وہ

قبول کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

دوسرا فرق یہ ہی کہ عورت کے خلع قبول کرنے سے اس کا مہر ساقط ہو جاتا ہے طلاق سے ساقط نہیں ہوتا البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ تمہیں اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم مہر چھوڑ دو اور عورت قبول کرلے تو یہ بامعاوضہ طلاق کہلاتی ہے اور اس کا حکم خلع ہی کا ہے۔

خلع میں شوہر کا لفظ طلاق استعمال کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر عورت کہے کہ میں خلع (علیٰحدگی) چاہتی ہوں اس کے جواب میں شوہر کہے کہ میں نے خلع دے دیا تو بس خلع ہو گیا خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے یعنی شوہر کو اب بیوی سے رجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں ہاں دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۷) ظالم شوہر کی بیوی اس سے خلع لے سکتی ہے

سوال:۔ میری ایک رشتہ دار کو اس کا شوہر خرچ بھی نہیں دیتا اور نہ طلاق دیتا ہے وہ بہت پریشان ہے کہ کیا کرے وہ بچوں کے ڈر سے کیس بھی نہیں کرتی کہ بچے اس سے چھن نہ جائیں اور تقریباً پانچ سال ہو گئے اگر وہ چھوڑ دیتا ہے تو دوسری شادی کر کے وہ عزت کی زندگی گزارتی تو آپ یہ بتائیں کہ شرعی رو سے یہ نکاح اب تک قائم ہے کہ نہیں اور وہ اس کے ساتھ رہتا بھی نہیں ہے۔

الجواب:۔ نکاح تو قائم ہے عورت کو چاہئے کہ شرفا کے ذریعہ اس کے خلع دینے پر آمادہ کرے اگر شوہر خلع نہ دے تو عورت عدالت سے رجوع کرے اور اپنا نکاح اور شوہر کا نان نفقہ نہ دینا شہادت سے ثابت کرے عدالت تحقیقات کے بعد اگر اس نتیجہ پر پہنچے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ہے تو عدالت شوہر کو حکم دے کہ یا تو اس کو حسن وخوبی کے ساتھ آباد کرو اور اس کا نان نفقہ ادا کرو یا اس کو طلاق دو ورنہ ہم نکاح فسخ ہونے کا فیصلہ کر دیں گے اگر عدالت کے کہنے پر بھی وہ نہ تو آباد کرے اور نہ تو طلاق دے تو عدالت خود نکاح فسخ کر دے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۸) خلع سے طلاق بائن ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے طلاق اور خلع میں فرق کی یہ تشریح کی کہ خلع

قبول کرنے پر مہر ساقط ہو جاتا ہے اور طلاق میں نہیں خلع قبول کرنا عورت کی مرضی پر ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ خلع کے بعد عدت بھی ضروری ہے یا نہیں اور اگر عورت دوبارہ اسی سابقہ شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح ہو سکتا ہے کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے؟

الجواب:۔ خلع کا حکم ایک بائن طلاق کا ہے اگر میاں بیوی کے درمیان خلوت ہو چکی ہے تو خلع کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی اور سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی البتہ اگر عورت کے خلع کے مطالبہ پر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۹) خلع کی عدت لازم ہے

سوال:۔ میری شادی ادلے بدلے کی ہوئی میرے بھائی کی بیوی نے طلاق لے لی میرا شوہر اس طلاق کا بدلہ مجھے ذہنی اذیتوں اور ذلتوں میں دیتا رہتا ہے آٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے اس کے سلوک سے) اور بچوں سے عدم دلچسپی سے کچھ نفرت سی ہو گئی ہے اس صورت حال میں کیا کیا جائے کیا ایسا ممکن ہے کہ خلع لے کر اور شادی کرلوں تو خلع کی کیا صورت ہوگی کیا خلع کی بھی عدت ہوتی ہے؟

الجواب:۔ خلع کے معنی میں عورت کی جانب سے علیٰحدگی کی درخواست عورت اپنے شوہر کو یہ پیشکش کرے کہ میں اپنے مہر چھوڑتی ہوں اس کے بدلے میں مجھے خلع دے دو اگر مرد اس کی پیشکش کو قبول کر لے تو طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے جس طرح طلاق کے بعد عدت ہوتی ہے اسی طرح خلع کے بعد بھی لازم ہے عدت کے بعد آپ جہاں دل چاہے عقد کر سکتی ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۰) کیا خلع کے بعد رجوع ہو سکتا ہے

سوال:۔ خلع کے مبہم ہونے کی صورت میں اگر ایک مفتی کہے کہ خلع ہو گیا اور دوسرا کہے کہ نہیں ہوا اور لڑکی نادم ہو کر نباہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو کیا تجدید نکاح ہو سکتا ہے نیز تجدید نکاح کون کرتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔

الجواب:۔ خلع میں اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر صرف خلع کا لفظ یا ایک طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا تو نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے دوبارہ کرنے کو تجدید نکاح کہتے ہیں جس طرح پہلے نکاح ایجاب قبول سے ہوتا ہے اسی طرح دوبارہ بھی ایسے ہی ہوگا چونکہ خلع کا علم سب تعلق والوں کو ہو چکا تھا اس لئے دوبارہ نکاح بھی علی الاعلان ہونا چاہئے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۱) بیوی کے نام مکان

سوال:۔ اگر کوئی شخص شادی کے بعد اپنی محنت کی کمائی سے ایک مکان بناتا ہے اور وہ اپنی بیوی کے نام کر دیتا ہے اس کے بعد بیوی اس شخص سے خلع چاہتی ہے قرآن پاک کے حوالے سے بتائیں کہ وہ مکان بیوی کو واپس کرنا ہوتا ہے یا نہیں وہ شخص کہتا ہے کہ میری محنت کا مکان ہے وہ مکان واپس کرو ورنہ خلع نہیں دوں گا؟

الجواب:۔ وہ خلع میں مکان کی واپسی کی شرط رکھ سکتا ہے اس صورت میں عورت اگر خلع لینا چاہتی ہے تو اسے وہ مکان واپس کرنا ہوگا الغرض شوہر کی طرف سے مکان واپس کرنے کی شرط صحیح ہے اس کے بغیر خلع نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۲) ''بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہت مجبور کر رکھا ہے وہ بدمعاش آدمی ہے نہ تو نان نفقہ دیتا ہے اور نہ خبر گیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع دلوانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم سے کہہ کر جبراً طلاق دلائی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں شوہر کے طلاق دیئے بغیر تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ خلع ہوسکتا ہے خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت مثلاً مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے اور حاکم وقت اگر جبراً طلاق دلا دے تو یہ صورت بھی ہوسکتی طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ حنفیہ کے نزدیک زبردستی بھی طلاق ہو جائے گی۔ کما صرح بہ الفقہاء، کذا فی الدر المختار۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۳) ''شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع بہتر ہے''

سوال:۔ ایک عورت کی شوہر سے بنتی نہیں ہے نہ شوہر نان نفقہ دیتا ہے اور نہ مہر دیتا ہے عدالت نے مہر کی ڈگری جاری کردی تھی جو بوجہ مفلسی وصول نہ ہوسکی۔ اب وہ عورت مجبور ہو کر یہ چاہتی ہے کہ عدالت سے اس بات کی چارہ جوئی کرے کہ مہر معجّل کے عوض میں خلع کرلوں اور خاوند سے کچھ واسطہ نہ رہے؟

الجواب:۔ میاں بیوی کی ناموافقت کی صورت میں یہ بہتر ہے کہ خلع ہوجائے لیکن خلع میں زوجین کی رضامندی کی ضرورت ہے عورت تو خود چاہتی ہے کہ خلع ہوجائے۔ تو مرد کو بھی راضی کرلینا چاہئے اگر وہ مہر کے عوض خلع کرے گا تو خلع ہوجائے گا اور عورت اس کی قید نکاح سے باہر ہوجائے گی لہٰذا شوہر کو سمجھانا چاہئے یا بذریعہ حکّام اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ خلع کرلے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۴) طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں ہے

سوال:۔ طلاق بائن ہونے کے بعد اگر خلع کرایا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ کتب فقہ میں تصریح ہے بائن طلاق دوسری بائن سے ملحق نہیں ہوتی، لہٰذا طلاق بائنہ کے بعد خلع صحیح نہ ہوگا اور نہ اس سے طلاق ہوگی۔ (کیونکہ خلع سے بھی طلاق بائن پڑتی ہے)
كما في الدر المختار في ذكر الخلع الخارج من الخلع. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۵) ''فارغ خطی'' مبارأة کے ہم معنی ہے اس سے طلاق بائنہ ہوتی ہے

سوال:۔ اگر کسی نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو فارغ خطی دی تو اس سے شرعاً طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ؟

الجواب:۔ ''فارغ خطی'' کا لفظ مبارأة کا ترجمہ ہے یا اس کے ہم معنی ہے اور یہ الفاظ خلع میں سے ہے جو کہ عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے اور اس میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ درمختار باب الخلع میں مذکور ہے کہ مبارأة خلع کے معنی میں داخل ہے اور اس سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

اگر فارغ خطی کا استعمال محض طلاق میں ہو تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ یہ لفظ بینونت (جدائی) اور قطع تعلق پر دلالت کرتا ہے جو کہ طلاق بائنہ میں ہوتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲۶) ''زبردستی خلع کرانے سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے''

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح زید سے ہوا کچھ دن کے بعد اس کے سسر نے اپنی لڑکی کا خلع کرانا چاہا تو زید نے انکار کر دیا، مگر اس کے سسر اور چند لوگوں نے زید سے جبراً خلع کر دیا، اور یہ لکھوالیا کہ میں نے ہندہ منکوحہ بنت فلاں کو خلع کیا اور اس نے مجھ کو مہر معاف کیا، اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں صغیرہ کے خلع کے بیان میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ نے اگر نابالغ لڑکی کی طرف سے اس کے مال یا مہر کے عوض خلع کیا تو اس پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور مال کسی پر لازم نہ آئے گا اور مہر ساقط نہ ہوگا۔ (یہی جواب اسی مسئلہ کا ہے)
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲۷) ''کن اسباب کی بنیاد پر فارغ خطی و خلع حاصل کرے''

سوال:۔ عورت اپنے شوہر سے کن کن وجوہ کی بناء پر شرعاً فارغ خطی حاصل کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ جب آپس میں موافقت نہ ہو، ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکیں تو جائز ہے کہ شوہر سے طلاق لے لے اگر وہ بغیر معاوضہ کے طلاق نہ دے تو کچھ معاوضہ دے کر طلاق لے لے یا خلع کرا لے اور اس سے پیچھا چھڑا لے بغیر خلع یا طلاق کے عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہو سکتی اور اگر قصور مرد کا ہے تو مرد کو تھوڑا سا معاوضہ لینا بھی درست نہیں ہے۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲۸) ''عورت سے زبردستی ہزار روپے کا اقرار کرا کے خلع کیا'' اس کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے مبلغ ایک ہزار روپے پر خلع کیا۔ ہندہ نے بہت انکار کیا اور کھلم کھلا انکار کیا مگر زید نے ہندہ کو ڈرا دھمکا کر روپے کا اقرار کرا لیا۔ کیا شریعت کی رو سے یہ

نکاح باطل ہوگیا؟ اگر ہوگیا تو یہ روپیہ ہندہ کے ذمہ واجب الاداء ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں خلع صحیح ہے اور عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور عورت کے ذمہ ہزار روپیہ لازم نہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ شوہر نے اگر مال پر زبردستی اقرار کر کے خلع کیا تو وہ عورت بغیر مال واجب ہوئے مطلقہ ہو جائے گی۔ الخ۔ اور عورت کا مہر جو شوہر کے ذمہ ہے وہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ خلع مہر کے بدلے ہوتا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۹) خلع کا کاغذ طرفین کی مرضی سے لکھا گیا تو خلع ہوگیا اس کو پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا

سوال:۔ میاں بیوی کی باہم ناچاقی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب ہم میں نباہ اور اتفاق باہمی کی کوئی صورت نہیں ہے تو شوہر نے کہا کہ میں طلاق نامہ لکھتا ہوں عورت نے کہا میں مہر کی معافی کا کاغذ لکھتی ہوں۔ چنانچہ دونوں نے وہ کاغذات لکھ دیئے۔ اتنے میں شوہر کا بڑا بھائی آ گیا ان دونوں نے اسے پوری بات بتائی کہ ہم نے باہم خلاصی کر لی ہے۔ شوہر کے بڑے بھائی نے دونوں کو برا بھلا کہا اور کاغذ لے کر پھاڑ دیا اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ زوجین میں باہم خلع ہوگیا اور خلع طلاق بائن ہوتا ہے اور جب کہ خلع کی تحریر طرفین سے ہو چکی ہے "میاں بیوی نے طلاق اور مہر کی معافی کے کاغذ لکھے اور شوہر کے بھائی کے سامنے یہ بیان بھی کر دیا کہ ہم میں نباہ کی صورت نہ تھی لہذا ہم نے خلاصی کر لی" تو خلع پورا ہوگیا اور عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی مہر بھی ساقط ہوگیا۔ شوہر کے بڑے بھائی کے برا بھلا کہنے اور کاغذ پھاڑ دینے سے خلع پر کوئی اثر نہیں پڑا، خلع باطل نہیں ہوا الحاصل عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی اور مطلقہ ہوگئی عدت گذرنے پر وہ جہاں چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ هکذا فی کتب الفقه. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳۰) بالغ شوہر کی نابالغ یا بالغہ بیوی ولی کے ذریعہ خلع کرا سکتی ہے

سوال:۔ ہندہ جو کہ نابالغ ہے اپنے بالغ شوہر سے اپنے والد کی ولایت کے ساتھ معافی مہر کے بدلے خلع کرانا چاہتی ہے یہ صورت خلع کی جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوگا

یا نہیں؟

الجواب:۔ خلع مذکور شرعاً جائز ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوجائے گا (کیونکہ خلع اور مبارأۃ ایک دوسرے سے نکاح کے تمام حقوق ختم کر دیتے ہیں اور اس میں عورت کے بالغ یا نابالغ ہونے سے فرق نہیں پڑتا شوہر کا بالغ ہونا ضروری ہے) ھکذا فی کتب الفقه. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳۱) نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں؟

سوال:۔ ہندہ اور زید کا نکاح بچپن ہی میں ہوا تھا۔ ہندہ بالغہ ہوگئی ہے جب کہ زید اب تک نابالغ ہے لہذا اب ہندہ خلع لے سکتی ہے یا نہیں اور زید طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ نہیں تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نابالغ کی طلاق اور خلع دونوں باطل ہیں نہ وہ طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے ہاں بالغ ہونے کے بعد اگر وہ چاہے تو خلع کرے یا طلاق دے دے، اس کے بالغ ہونے سے پہلے کچھ نہیں ہوسکتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳۲) شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں ہوسکتا

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے ان وجوہ سے عورت خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور خاوند طلاق بھی نہیں دیتا۔ اب اس کا انکار خاوند کے گھر جانے سے ہے جو صحیح ہے یا غلط؟ اگر شوہر طلاق دے تو حاکم وقت سے عدالت میں خلع کرا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر خلع ہوجائے تو مہر کی وصولی کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا بوجہ بیجا ایذاء دہی اور ناجائز حرکتوں کی وجہ سے بالکل صحیح ہے لیکن خلع بغیر شوہر کی رضامندی کے نہیں ہوسکتا، خلع وغیرہ کے بعد مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(نیز آج کل کی موجودہ عدالتوں سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر دو تین پیشیوں ہی میں یکطرفہ خلع کی ڈگری جاری کردی جاتی ہے ہاں البتہ اس صورت میں جب کہ

شوہر عدالت کو دستیاب ہی نہ ہو بار بار طلب کرنے پر حاضر نہ ہو اور اس جگہ اس کا کوئی پتہ نہ ہو تب عدالت کس درجہ کا اختیار ہے یہ ایک الگ بحث ہے لیکن جس طرح بے دھڑک اور کثرت سے یا محض عدم پسندیدگی کی بناء پر خلع کی ڈگریاں جاری کی جارہی ہیں وہ سب غلط ہے اس طرح خلع منعقد نہیں ہوتا اس کی مکمل تفصیل ''خلع کی شرعی حیثیت'' مصنفہ مولانا محمد تقی عثمانی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ (مرتب)

(۲۳۳) عورت کی مرضی کے بغیر بھی خلع نہیں ہوتا

سوال:۔ زبیدہ کو اس کے شوہر نے چار سال ہوئے گھر سے نکال دیا اس دوران زبیدہ کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے کی گفتگو ہوتی رہی مگر زبیدہ کے علاتی بھائی نے زبیدہ کی اجازت کے بغیر اس کے شوہر سے مہر کی معافی کی شرط پر تین طلاق دلوادیں اور مہر نہ مانگنے کا دعویٰ خود ہی لکھ دیا۔ کیا طلاق واقع ہوگئی؟ اور مہر ساقط ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کی رضامندی کی بغیر خلع نہیں ہوسکتا یعنی نہ مہر ساقط ہوسکتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے، لہٰذا اس عورت کے بھائی نے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے مہر سے باز رہنے کا جو دعویٰ لکھ دیا وہ صحیح نہیں ہوا، اسی طرح شوہر نے جو مہر سے معافی کی شرط پر تین طلاق دی تھیں وہ بھی واقع نہیں ہوئیں۔ (جیسا کہ شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ طلاق دینا شوہر کا اور مہر معاف کرنا بیوی کا حق ہے، غیر اس حق کو ان کی مرضی کے خلاف استعمال نہیں کرسکتے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳۴) خلع کے بعد گزشتہ زمانے کا نفقہ ساقط ہوجاتا ہے البتہ عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال:۔ ایک عورت نے کافی عرصے جھگڑا رہنے کے بعد اپنے شوہر سے مہر کے بدلے اس سے کم مالیت کی بھینس لے کر خلع کرلیا اور بھینس لے کر اپنے میکے چلی گئی اب بعض لوگوں کے ورغلانے پر اس سے سابقہ وقت کے نفقہ کا مقدمہ دائر کردیا ہے جب کہ شوہر خلع ہوجانے کی وجہ سے نفقہ دینے سے انکاری ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ درمختار وغیرہ میں ہے کہ خلع اور مباراۃ نکاح سے ثابت ہونے والے ہر حق کو

ساقط کردیتے ہیں ... سوائے عدت کے نفقہ اور رہائش کی الا یہ کہ ان کے سقوط کی تصریح کردی جائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا دعویٰ گذشتہ زمانے کے نفقہ کی وصولی کے لئے صحیح نہیں ہے کیونکہ خلع سے گذشتہ سب نفقہ ساقط ہوجاتا ہے البتہ عدت کے نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے اور گزشتہ حالت نکاح کے زمانے کے نفقہ کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳۵) ''فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے''

سوال:۔ خلع کا دعویٰ ہونے پر فیصلہ سے پہلے ہی میاں بیوی میں مصالحت کرانا کیسا ہے؟
الجواب:۔ صلح کرانا بہت ہی اچھا اور نیک کام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "والصلح خیر" اور صلح کرنا بہتر ہے''(النساء) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳۶) ''خلع'' حدیث کے مطابق دراصل ''طلاق'' ہے اس لئے عدت بھی ہے

سوال:۔ ہمارے ہاں یہ بحث چلتی رہتی ہے کہ خلع میں عدت ہے یا نہیں اور خلع اصل میں فسخ ہے یا طلاق اس بارے میں احناف کا استدلال کس حدیث سے ہے؟
الجواب:۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی خلع کے ارادے سے خدمت نبوی شریف میں حاضر ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ ان کے پاس جو باغ ہے وہ فدیہ میں اسے دے دیا جائے لہذا آپ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا " اقبل الحديقة وطلقها تطليقة'' کہ یہ باغ قبول کرلو اور اس عورت کو ایک طلاق دے دو، اس حدیث کے ذیل میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں۔'' لہذا جب اس حدیث بخاری سے اس کا طلاق ہونا معلوم ہوگیا تو عدت کے بارے میں تو قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ مطلقہ عورتیں تین حیض عدت گزاریں۔(البقرۃ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

ظہار

(یعنی بیوی کو اپنی ماں، بہن یا کسی اور محرم خاتون کے ساتھ تشبیہ دینا)

(۲۳۷) ظہار کی تعریف اور اس کے احکام

سوال: ۔ ظہار سے کیا مراد ہے اور اس کے احکام علم فقہ میں کیا ہیں؟

الجواب: ۔ ظہار کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہہ دے کہ "تو مجھ پر میری ماں، یا بہن جیسی ہے" اس کا حکم یہ ہے کہ اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی لیکن کفارہ ادا کئے بغیر بیوی کے پاس جانا حرام ہے ۔ اور کفارہ یہ ہے کہ، دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے تب اس کے لئے بیوی کے پاس جانا حلال ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳۸) بیوی کو بیٹا کہنے کا حکم

سوال: ۔ زید اپنی زوجہ کو بیٹا کہہ کر پکارتا ہے چاہے وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو جب بھی زید کو اپنی بیوی کو بلانا مقصود ہو یہی طریقہ اپنایا ہوا ہے جب کہ اس کے سب گھر والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں اور اکثر زید کی سالی زید سے پوچھ لیتی ہے کہ تمہارا بیٹا کہاں ہے جب کہ بیوی بھی اس کے مخاطب کرنے پر رجوع کرتی ہے یہاں پردیس میں بھی جب اس کو بیوی کا خط ملنے میں دیر ہو جائے تو وہ دوستوں سے یہی کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا خط نہیں آیا کیا زید اور اس کی بیوی کا رشتہ قائم رہا یا نہیں اور اس کا کیا کفارہ ہے؟

الجواب: ۔ بیوی کو بیٹا کہنا لغو اور بیہودہ حرکت ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹا اور توبہ

واستغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳۹) بیوی شوہر کو اس کی ماں کے مماثل رشتہ کہے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ بیوی نے اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تم میرے قریب آئے (میاں بیوی کے تعلقات قائم کیے) تو تم اپنی ماں بہن کے قریب آؤ گے تو ان الفاظ سے ان دونوں کے درمیان نکاح باقی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کے ان بیہودہ الفاظ سے کچھ نہیں ہوا البتہ بیوی ان ناشائستہ الفاظ کی وجہ سے گناہ کی مرتکب ہوئی ہے اس کو ان الفاظ سے توبہ کرنی چاہیے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب الایلاء

ایلاء کی تعریف

(۲۴۰) ایلاء کی تعریف

سوال:۔ ایلاء کسے کہتے ہیں؟ اس سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟

الجواب:۔ "اگر شوہر یہ قسم کھالے کہ میں چار ماہ تک تیرے قریب نہ جاؤں گا یا کبھی بھی تیرے قریب نہ جاؤں گا" تو پھر اس قسم کے کھانے کے بعد اگر وہ چار ماہ تک بیوی کے قریب نہ جائے (یعنی مباشرت نہ کرے) تو بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے، اور اگر وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اسے چاہئے کہ قربت کر کے قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے اور اگر کوئی پہلے ہی قربت کر لے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلاء ختم ہو جائے گا۔

اگر کوئی چار ماہ سے کم کی قسم کھائے تو لفظاً تو ایلاء کا اطلاق ہوگا مگر ایلاء کے احکام جاری نہ ہوں گے اس کا کفارہ، کفارہ ظہار ہے ا جس کا ذکر اٹھائیسویں پارے کی پہلی رکوع میں ہے اور ایلاء کا ذکر سورہ بقرہ میں دوسرے پارے میں آیا ہے۔ (ملخص۔ بہشتی زیور۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

(۲۴۱) (ایلا کے الفاظ کی ایک قسم کا حکم)

سوال:۔ ایک شخص عبدالکریم نے گھریلو ناچاقیوں اور پسند کی شادی نہ ہونے پر اپنی بیوی کو یہ تحریر لکھ کر دی ہے" کہ میں یہ بات قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد میں اس وقت تک اپنی بیوی

سے رجوع نہیں کروں گا (یعنی مباشرت) جب تک کہ میری شادی اس سے نہ ہو جائے جس سے میں کرنا چاہتا ہوں، اور اگر اس سے پہلے یعنی شادی سے پہلے رجوع (مباشرت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں۔'' اس مسئلے کے بارے میں علماء کا کیا فتویٰ ہے کیا چار ماہ کے بعد اس کی بیوی کو طلاق پڑ جائے گی ایلاء ہونے کی وجہ سے۔ یا اور کوئی مسئلہ ہے وضاحت فرمائیں۔

الجواب:۔ رجوع سے سائل کی مراد مباشرت ہے، لہذا مذکورہ صورت میں اس نے جو قسم کھائی ہے اس کے بارے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ صورت ایلاء میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ ایلاء میں قسم توڑنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا مگر یہاں قسم توڑے بغیر رجوع ممکن ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سائل اپنی قسم پوری کر دے۔

یعنی اپنی من پسند جگہ شادی کر لے تو زوجہ مذکورہ سے مباشرت جائز ہو گی اور قسم کے مطابق طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ قسم کی شرط اس صورت میں مکمل ہو جائے گی۔ لہذا مذکورہ صورت میں ایلاء متحقق نہ ہو گا اگر چہ قسم کی وجہ سے وہ شخص اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کر سکتا لیکن سائل کی زوجہ کو چار ماہ گذرنے سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔

اس صورت سے ایلاء نہ ہونے کی تحقیق میں ایلاء کی جو تعریف فتاویٰ تاتارخانیہ (ج ۴ صفحہ ۱۷) پر ہندیہ میں (ج ۱ صفحہ ۴۷۶) پر منقول ہے۔ وہ شاہد ہے۔

مذکورہ قسم کو اس نے معلق بطلاق ثلاث کیا ہے، اس لئے وہ اگر شرط پوری کئے بغیر مباشرت کرے گا تو اس کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر مغلظہ ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ کے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا اور اگر نکاح حلالہ کر کے بھی کیا تو مباشرت پھر بھی بغیر شرط پوری کئے جائز نہ ہو گی۔ جیسا کہ شامیہ، اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

عائلی قوانین

(۲۴۲) عائلی قوانین کا گناہ کس پر ہو گا

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایوب خان (سابق صدر پاکستان) کے عائلی قوانین کے مطابق کونسلر صاحب کو طلاق کی اطلاع دینا ضروری ہے اور

شوہر تین طلاق کے بعد بھی اپنی بیوی سے بذریعہ کونسلر مصالحت کرسکتا ہے جب کہ تین طلاق کے بعد مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تو پھر ہمارے اسلامی ملک میں یہ غیر اسلامی قانون کیوں نافذ ہے موجودہ دور میں کونسلر بھی موجود ہیں اور یقیناً اس قانون پر عملدرآمد بھی ہورہا ہوگا اور بہت سے لوگوں کو قانون کے سائے میں گناہ کی زندگی کی طرف راغب کیا جارہا ہوگا اس گناہ کا ذمہ دار کوئی ہوگا کیا ہم پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ اس قانون کے نفاذ اور مقاصد کا جائزہ لیتے ہوئے یا تو اسلامی سانچے میں اس قانون کو ڈھلوائیں یا پھر اس کو ختم کروائیں جہاں تک میری ناقص رائے کا تعلق ہے تو ایوب خان (سابق صدر) کے عائلی قوانین کا صرف ایک مقصد سمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جاسکے یقیناً یہ ایک بڑی لعنت ہے لیکن برائی کا خاتمہ برائی سے کرنا کہاں کی عقل مندی ہے اگر عائلی قوانین کے نفاذ کا مطلب طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنا تھا تو کیا اسے اس طرح نافذ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ہر شخص کو اس بات کا پابند کردیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پہلے کونسلر کو مطلع کرے تاکہ طلاق دینے کی وجوہات معلوم کرکے دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کروائی جاسکے یقیناً اس طرح طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکا جاسکتا ہے؟

الجواب:۔ آپ کی تجویز بہت مناسب ہے دراصل حضرات علماء کرام کی طرف سے ایوب خان (سابق صدر پاکستان) کو بھی اچھی اچھی تجاویز پیش کی گئیں تھیں اور موجودہ حکومت کو بھی پیش کی جاچکی ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ عائلی قوانین جس میں اسلامی احکام کو بالکل مسخ کردیا گیا ہے اب تک پاکستان پر مسلط ہیں بلکہ شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے بھی خارج ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کی کافر حکومت مسلمانوں کے عائلی قوانین کو فسخ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی لیکن پاکستان میں خود مسلمان کے ہاتھوں اسلامی قوانین کی مٹی پلید کی گئی ہے اب یہ ارکان اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ خدا کے غضب سے ڈریں اور اس خلاف اسلام قانون کو منسوخ کروائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تنسیخ نکاح

(بذریعہ عدالت نکاح کا منسوخ کرنا)

(۲۴۳) تنسیخ نکاح کی صحیح صورت

سوال:۔ میری بیوی نے میرے خلاف عدالت سے بمع مہر ۱۰۰۰ روپے کے طلاق حاصل کر لی ہے عدالت میں میرے خلاف اس کی کوئی شہادت موجود نہیں اور نہ ہی عدالت نے شہادت طلب کی ہے میری بیوی کے اپنے بیان میرے حق میں جاتے ہیں اس کے باوجود بھی اس نے عدالت سے اثر ورسوخ کی بنا پر طلاق حاصل کر لی ہے وجہ طلاق صرف یہ ہے کہ اس کے والدین مجھے پسند نہیں کرتے کیونکہ میں معمولی ملازم ہوں حالانکہ اس کے بطن سے ۵ سال اور ۳ سال کی میرے دو بچے بھی ہے کیا اس کو شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں کیا وہ شرعاً دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرعی فیصلہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کے دعویٰ دائر کرنے پر عدالت شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کی شکایات کے بارے میں دریافت کرے اگر وہ عورت کی شکایات کو غلط قرار دے تو عدالت عورت سے اس کے دعویٰ پر شہادتیں طلب کرے اور شوہر کو صفائی کا پورا موقع دے اگر تمام کاروائی کے بعد عدالت اس نتیجہ پر پہنچے کہ شوہر ظالم ہے اور عورت کی علیحدگی اس سے ضروری ہو تو عدالت شوہر سے کہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے اگر اس کے بعد بھی شوہر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور مظلوم عورت کی گلوخلاصی پر راضی نہ ہو تو عدالت از خود تنسیخ نکاح کا فیصلہ کر دے اگر اس طریقہ سے فیصلہ ہوا ہو تو عورت عدت کے بعد دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے اور عدالت کا یہ فیصلہ صحیح سمجھا جائے گا۔

لیکن جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ محض عورت کی درخواست پر فیصلہ کر دیا گیا نہ عورت سے گواہ طلب کئے اور نہ شوہر کو بلوا کر اس کا مؤقف سنا گیا ایسا فیصلہ شرعاً کالعدم ہے اور عورت بدستور اس شوہر کے نکاح میں ہے اس کو دوسری جگہ عقد کی شرعاً اجازت نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴۴) کیا عدالت تنسیخ نکاح کرسکتی ہے

سوال:۔ اگر ایک منکوحہ عورت کسی جج کی عدالت سے خاوند سے علیحدگی حاصل کرے اور اس عورت کے اعتراضات اس کے خاوند پر گواہان کی شہادت سے درست ثابت ہو جائیں مگر خاوند عدالت وغیرہ میں شرعی حیثیت سے طلاق نہ دے بلکہ جج کسی عورت کی درخواست منظور کرے اور یوں اس عورت کو چھٹکارا مل جائے اس کی حیثیت کیا ہے کیا اس عورت کو واقعی طلاق ہوگئی یا نہیں نیز یہ کہ بعد عدت طلاق کیا اس عورت کا نکاح ثانی حلال ہے۔

الجواب:۔ اگر عدالت معاملہ کی پوری چھان بین اور گواہوں کی شہادت کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ عورت واقعی مظلوم ہے اور شوہر اس کے حقوق ادا نہیں کر رہا اور عدالت کے حکم کے باوجود وہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے تو اس کا تنسیخ نکاح کا فیصلہ صحیح ہے اور عورت عدت کے بعد دوسرا عقد کر سکتی ہے اور اگر عدالت نے معاملہ کی صحیح تفتیش اور گواہوں کی شہادت کے بغیر فیصلہ کیا یا شوہر کی غیر موجودگی میں محض عورت کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے تنسیخ نکاح کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ طلاق کے قائم مقام نہیں ہوگا اور اس فیصلے کے باوجود عورت کے لئے دوسری جگہ عقد کرنا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴۵) شوہر نس بندی کرالے تو عورت کو تفریق کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

سوال:۔ عرض خدمت یہ ہے کہ دارالقضاء امارت شرعیہ کو عورتوں کی جانب سے ایسے استغاثے پیش ہو رہے ہیں کہ ان کے شوہروں نے نسبندی کرالی ہے اور اس عمل کی وجہ سے وہ قوت تولید سے محروم ہو چکے ہیں اس لئے انہیں شوہر کی زوجیت سے علیحدہ کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے۔

اس سلسلہ میں اہل علم حضرات سے یہ علمی استفتاء ہے کہ کیا نسبندی کی وجہ سے عورتوں کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟ اہل قضا کیا اس بنیاد کو فسخ کی بنیاد قرار دے سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ نسبندی کی وجہ سے مرد کی صرف ایک صلاحیت یعنی ''قوت تولید'' ختم ہو جاتی ہے بقیہ جماع پر قوت علی حالہ باقی رہتی ہے تو اس عمل کی وجہ سے عورت مقصد

نکاح سے کما حقہ متمتع نہیں ہو سکتی اسی طرح اس کا یہ حق (اولاد کی چاہت) متاثر و مجروح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ۔ محض قوت تولید مفقود ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں ہو سکے گی کیونکہ نہایہ میں ہے کہ اگر مرد کا پانی (منی) نہ ہو اور وہ جماع کر سکتا ہو لیکن انزال نہ ہو تو عورت کو خصومت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (عالمگیری (ج ۲ صفحہ ۱۵۶) الباب الثانی عشر فی العنین) لہذا عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق نہیں البتہ خلع کر سکتی ہے۔ **واللہ اعلم** (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۴۵☆) امیر جماعت کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں

سوال: ۔ محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

مجھے مندرجہ ذیل صورت حال کے سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ درکار ہے۔

میری شادی مسمات سمیرہ بیگم سے مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو ہوئی۔ ہماری ازدواجی زندگی کے تین ساڑھے تین سال بہت خوشگوار گزرے اور اللہ نے ہمیں ایک بیٹے کی نعمت سے بھی نوازا۔ لیکن سکھر سے کراچی شفٹ ہونے کے بعد گھر میں ملازمہ رکھنے یا نہ رکھنے پر معمولی اختلاف کا آغاز ہوا جس کی اطلاع میری بیوی نے امیر جماعت محمد اشتیاق صاحب کو دی جس کے بعد محمد اشتیاق صاحب کا ہمارے گھریلو معاملات میں عمل دخل اور دلچسپی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور بالآخر انہوں نے ۲۶ اپریل ۱۹۹۸ء کو میرے اور سمیرہ بیگم کے درمیان فسخ نکاح کا فیصلہ صادر فرما دیا۔ جس کی نقل منسلک تحریر ہذا ہے۔ اس ظالمانہ اور غیر شرعی فیصلے کے صرف چالیس روز بعد مورخہ ۶ جون ۱۹۹۸ء کو انہوں نے سمیرہ بیگم سے خود شادی رچالی۔

میں نے مورخہ ۹۸۔۱۰۔۱۰ کو سمیرہ بیگم کے خلاف اعادۂ حقوق زوجیت کا مقدمہ فیملی کورٹ نمبر ۸ سینٹرل کراچی میں دائر کر دیا۔ جس کا نمبر ۹۸/۴۵۷ تھا۔ جوں ہی اس مقدمے کا سمن سمیرہ بیگم کو ملا تو اشتیاق صاحب اور ان کے معتقدین نے مجھے کیس کی واپسی کے لئے ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا اور بالآخر مورخہ ۹ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو مجھ سے ایک تحریر پر زبردستی دستخط لئے گئے کہ اگر میں مذکورہ بالا مقدمہ واپس لے لوں تو میرے خلاف اور میرے ایک ہمدرد صالح محمد صاحب کے خلاف اشتیاق صاحب کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ اس تحریر کی نقل

بھی منسلک تحریر ہذا ہے۔[1]

ان حالات کی روشنی میں آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیے:

سوال نمبر ا:۔ کیا امیر جماعت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے؟

سوال نمبر ۲:۔ کیا امیر جماعت محمد اشتیاق صاحب کی میری بیوی سے اس فسخ نکاح کے صرف چالیس روز بعد شادی جائز ہے؟

سوال نمبر ۳:۔ مقدمہ مذکورہ بالا کی دباؤ کے تحت واپسی اور واپسی کی درخواست میں درج شدہ شرائط کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بالخصوص جبکہ اس درخواست میں مجھ سے دباؤ کے تحت یہ بھی لکھوایا گیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اس درخواست کی تاریخ تحریر ۹۸۔۱۰۔۲۸ ہے۔

(الف) کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے؟ جبکہ وہ اس تحریر سے پہلے ہی میری بیوی سے شادی کر چکے تھے؟

(ب) اور اگر یہ طلاق واقع ہوگئی ہے تو اس سے امیر جماعت محمد اشتیاق اور سمیرہ کے درمیان ۹۸۔۶۔۶ کو ہونے والی شادی کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ جبکہ مجھ سے یہ طلاق جبراً ۹۸۔۱۰۔۲۸ کو کورٹ کے کاغذ پر لکھوائی گئی ہے۔

سوال نمبر ۴:۔ وہ اب تک میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں۔ ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ (سائل۔ شکیل احمد)

الجواب:۔ سوال اور اس کے ساتھ منسلک ''جماعت المسلمین'' کے امیر کی طرف سے فسخ نکاح کی تحریر پر غور کیا گیا۔ اور اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ سائل نے اپنی تحریر میں جو واقعہ لکھا ہے اگر وہ درست ہے اور سائل نے اپنی بیوی کو کسی قسم کی طلاق نہیں دی اور نہ ہی اس کی بیوی نے شوہر کی رضامندی سے خلع حاصل کی اور نہ دونوں میاں بیوی نے باہمی رضامندی سے کسی تیسرے شخص کو حکم تسلیم کیا، اور نہ اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا تو ایسی صورت میں کسی تیسرے شخص کا ان دونوں میاں بیوی کے درمیان نکاح فسخ کرنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کے اس طرح نکاح ختم کرنے سے میاں بیوی کے درمیان نکاح ختم ہوتا ہے۔ لہذا شخص مذکورہ کے نکاح فسخ کرنے سے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان نکاح ختم نہیں ہوا بلکہ مسماۃ سمیرا بدستور مسمی

[1] :۔ یہ تمام نقول جامعہ فاروقیہ کراچی اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

شکیل احمد کے نکاح میں ہے اور یہ غلط طریقہ اختیار کرکے شخص مذکورہ کا سائل کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس سے نکاح نہیں ہوا اور شخص مذکورہ جان بوجھ کر اس حرام کام کا مرتکب ہوا ہے۔ لہذا حکومت اس شخص کو تفتیش کے بعد سخت وقرار واقعی سزا دینے کی مجاز ہے۔

(۱) جبکہ فریقین نے امیر کو اپنا حکم نہ بنایا ہو تو اسے فریقین کا نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔

(۲) سائل کی بیوی چونکہ بدستور اس کے نکاح میں تھی اور غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے لہذا شخص مذکورہ کا اس طرح نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً علیحدگی اختیار کرے اور اب تک جو گناہ ہوا اس پر صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ مکمل احتیاط کرے۔

(۳) اگر سائل نے واقعتاً دباؤ کے تحت اور جان سے مار دینے کے خوف سے مذکورہ الفاظ لکھ دیئے تھے اور اس کا طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا تو اس طرح جبراً یہ الفاظ صرف لکھنے سے سائل کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(۴) اس کے لئے ہرگز مذکورہ عورت کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا جائز نہیں۔ یہ خالص حرام کاری ہے۔ شخص مذکورہ پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت سے علیحدگی اختیار کرے اور اپنی اس گناہ پر سچے دل سے توبہ واستغفار کرے۔ (کتبہ محمد افتخار بیگ)

(الجواب صحیح مفتی عبدالمنان۔ الجواب صحیح مفتی محمد اصغر علی)

طلاق پر گواہی کا بیان

(۲۴۶) طلاق میں گواہوں کا ہونا ضروری نہیں

سوال:۔ کیا طلاق گواہوں کی عدم موجودگی میں ہو جاتی ہے یا گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب:۔ طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں طلاق تنہائی میں بھی دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے۔ حتی کہ خود بیوی بھی موجود نہ ہو تب بھی طلاق دی جاسکتی ہے۔ البتہ اگر شوہر طلاق دے کر مکر جائے تو عدالت میں گواہی کے لئے گواہ ہونا ضروری ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۴۷) طلاق کتنے گواہوں سے ثابت ہو جاتی ہے

سوال:۔ طلاق کے ثبوت کے لئے کتنے گواہ ضروری ہیں۔ اگر شوہر کے خلاف کوئی گواہی دے کہ اس نے طلاق دی ہے تو گواہی کا نصاب کیا ہے؟

الجواب:۔ طلاق کے وقوع کے لئے تو گواہ ہونا ضروری نہیں البتہ طلاق ثابت کرنے کے لئے دو عادل مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اس کے بغیر طلاق کا الزام ثابت نہ ہوگا۔

(۲۴۸) طلاق کا اقرار جن لوگوں کے سامنے کیا ان کی گواہی کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، تین چار شخص موجود تھے پھر شخص مذکور سے اور لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا۔ اب شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے۔ طلاق کے گواہ لاپتہ ہیں البتہ اقرار کے گواہ موجود ہیں کیا ان کی گواہی سے اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ان لوگوں میں سے جن کے سامنے اس شخص نے طلاق کا اقرار کیا، دو شخص بھی عادل اور نمازی ہیں تو طلاق ثابت ہوگئی اور اس شخص کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ (کذافی کتب الفقه) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۴۹) عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا شوہر نے انکار کیا؟

سوال:۔ ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی اور عرصہ دراز سے وہ میرا کفیل نہیں ہے یہ بیان کر کے اس نے اپنا نکاح ایک شخص سے پڑھا لیا ہے جب اس نکاح کی خبر شوہر کو ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ عورت کے دعوے پر شرعی دو گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر منکر ہے تو طلاق ثابت نہیں۔ لہذا ایسی صورت میں دوسرا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اب شوہر اول سے کہا جائے کہ یا تو وہ طلاق دے دے یا نان ونفقہ کی خبر گیری کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۰) ایک عورت بحیثیت گواہ تین طلاق بتاتی ہے باقی گواہ ایک؟

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو چند عورتوں اور ایک مرد کی موجودگی میں طلاق دی اب وہ مرد اور طلاق دہندہ، اس کی زوجہ اور دو عورتیں کہتے ہیں کہ ایک طلاق دی جب کہ ایک عورت یہ کہتی ہے کہ تین طلاق دیں۔ اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق کا حکم ہوگا تین طلاق کا حکم نہیں ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۱) دیوار کے پیچھے سے سننے والے گواہ تین طلاق بتاتے ہیں؟

سوال:۔ امانت اللہ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور میاں بیوی دونوں کا یہی بیان ہے لیکن دوسرے دو شخص بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سنا کہ امانت اللہ نے تین مرتبہ طلاق دی ہے۔ مگر جہاں طلاق ہوئی ہے وہاں یہ دونوں موجود نہیں تھے درمیان میں ایک دیوار حائل تھی۔ امانت اللہ نے اپنی بیوی سے عدت میں ہی رجوع کرلیا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہے اور تین طلاق ثابت نہیں ہوگی کیونکہ تین طلاق کے گواہ خود اس جگہ موجود نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی گواہی سماعی ہے لہذا یہ شرعاً معتبر نہیں۔ اس لئے امانت اللہ کا اپنی بیوی سے رجوع کرنا درست ہے وہ دونوں باہم میاں بیوی ہیں اور ان کا نکاح بھی قائم ہے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۲) شوہر کہتا ہے ایک۔ دو عورتیں کہتی ہیں کہ تین طلاق دی

سوال:۔ ایک شخص سے جھگڑے میں اس کی بیوی نے کہا اگر تم اصل کے ہو تو مجھ کو چھوڑ دو شوہر نے کہا طلاق دی۔ غصہ کی وجہ سے اس کے حواس غائب تھے اسے یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ طلاق دی دو عورتیں وہاں موجود تھیں وہ کہتی ہیں کہ تین طلاق دیں۔ کس کا قول معتبر ہے؟ شوہر کو صرف ایک طلاق دینا یاد ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں گواہی کا نصاب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اس شخص کے اقرار کے موافق صرف ایک طلاق ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۳) گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے چند آدمیوں کے سامنے بیوی کو طلاق دی اور اپنا دیا ہوا زیور واپس لے لیا اور بعد میں دوسرا نکاح کرلیا۔ اب جب اس کی مطلقہ نے مہر کا دعویٰ کیا تو وہ طلاق سے منکر ہوگیا اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب طلاق کے گواہ موجود ہیں تو طلاق ثابت ہوگئی شوہر کا انکار معتبر نہیں، دو عادل گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوجاتی ہے تحریر کی ضرورت نہیں۔ عدت گزرنے کے بعد مطلقہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۵۴) بے نمازی کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی۔

سوال:۔ بدمعاش بے نمازیوں نے عورت کو سکھا (ورغلا) کر دعویٰ کریا کہ شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور یہ لوگ بالکل خلاف شرع لوگ ہیں ان بدمعاشوں کی گواہی سے عدالتوں نے طلاق کی تصدیق نہیں کی جو حکم شرع ہو بیان کریں؟

الجواب:۔ طلاق ثابت ہونے کے لئے دو عادل گواہوں، پرہیزگار، اور گناہ کبیرہ سے بچنے والوں کی گواہی ضروری ہے، فاسق اور خلاف شریعت چلنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی، جب کہ شوہر انکار کرے، لہٰذا صورت مسئلہ میں ایسے لوگوں کی گواہی سے جس کا ذکر سوال میں ہے طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

طلاق سے مکر جانے کا حکم

(۲۵۵) شوہر طلاق دے کر مکر جائے تو عورت کیا کرے

سوال:۔ میری ہمشیرہ کو میرے بہنوئی نے تین بار طلاق دی جس پر ہمشیرہ گھر پر آگئیں اور والدین کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا میرے والدین نے جب میرے بہنوئی سے معلوم کیا تو

انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی جب کہ ہمشیرہ بضد ہیں کہ مجھے طلاق دے دی ہے اب آپ مشورہ دیں کہ طلاق کیسے ہوئی۔

الجواب:۔ اصول تو یہ ہے کہ اگر طلاق میں میاں بیوی کا اختلاف ہو جائے بیوی کہے کہ اس نے طلاق دے دی ہے اور شوہر انکار کرے تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت شوہر کی بات کا اعتبار کرے گی لیکن آج کل لوگوں میں دین و دیانت کی بڑی کمی آ گئی ہے وہ طلاق دینے کے بعد مکر جاتے ہیں اس لئے اگر شوہر دیندار قسم کا آدمی نہیں ہے اور عورت کو یقین ہے کہ اس نے تین بار طلاق دی ہے تو عورت کے لئے شوہر کے گھر آباد ہونا جائز نہیں ہے شوہر کی قانونی کارروائی سے بچنے کے لئے اس کا حل یہ ہے کہ عدالت سے رجوع کیا جائے اور عورت کی طرف سے خلع کا مطالبہ کیا جائے اور عدالت دونوں کے درمیان تفریق کرا دے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۶) شوہر کے مکر جانے پر عورت کیلئے طلاق کے گواہ پیش کرنا ضروری ہے

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ عورت طلاق دینے کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس سے انکار کرتا ہے میاں بیوی کے درمیان جب یہ اختلاف ہو تو بیوی اگر قابل اعتماد گواہ پیش کر دے جو حلفاً شہادت دیں کہ ان کے سامنے شوہر نے طلاق دی ہے تو عورت کا دعویٰ درست تسلیم کیا جائے گا ورنہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور شوہر کی یہ بات صحیح ہوگی کہ اس نے طلاق نہیں دی۔

تو محترم فرض کریں کہ عورت کا دعویٰ بالکل صحیح ہو مگر وہ کوئی گواہ پیش نہیں کر سکتی اور مرد صرف اس لئے طلاق سے انکار کر رہا ہو کہ اس کو مہر نہ دینا پڑے یا وہ صرف تنگ کرنے کے لئے ہی انکار کر رہا ہو تو کیا ایسی صورت میں عورت اس شوہر کے پاس واپس جا کر گنہگار نہ ہوگی جب کہ اس نے اپنے کانوں سے طلاق کے الفاظ سن لئے ہیں؟

الجواب:۔ ماشاء اللہ بہت نفیس سوال ہے جواب یہ ہے کہ آپ نے جس مسئلہ کا حوالہ دیا ہے اس کا تعلق عدالت کے فیصلے سے ہے عورت کے ذاتی کردار سے نہیں جس صورت میں کہ شوہر انکار کر رہا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو عدالت یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی کہ عورت کا دعویٰ غلط اور بے ثبوت ہے۔

جہاں تک عورت کے ذاتی کردار کا تعلق ہے تو جب عورت کو سو فیصد یقین ہو کہ شوہر اسے طلاق دے چکا ہے اور اب محض بے دینی کی وجہ سے انکار کر رہا ہے تو عورت کے لئے اس کے پاس واپس جانا کسی طرح بھی جائز نہیں اسے چاہئے کہ اس کے پاس جانے اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کر دے نیز اسے چاہئے کہ اس سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کرے مثلاً اس کو خلع دینے پر مجبور کرے بہرحال جب تک اس سے قانونی رہائی نہیں ہو جاتی اس کو اپنے قریب نہ آنے دے اور نہ اس کے گھر میں رہے (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۳۵۴ جلد ۱) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۷) شوہر اگر طلاق کا اقرار کرے تو بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے

سوال:۔ میرے ایک دوست جو کہ شادی شدہ ہے اس کی بیوی سے اس کی کسی بات پر لڑائی ہوگئی اور معاملہ طلاق تک پہنچ گیا میرے دوست نے باقاعدہ اپنے اور اس کے رشتہ داروں کے سامنے اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق دے دی اور اس کی بیوی بھی دوسرے کمرے میں بیٹھی تھی اور میرا دوست تین دفعہ طلاق دے کر اپنے گھر چلا آیا لیکن بعد میں اس کی بیوی اور اس کی ساس نے کہا کہ ہم نے تین دفعہ نہیں سنا لہٰذا طلاق نہیں ہوئی اب آپ بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر آپ کے دوست کو اقرار ہے کہ تین دفعہ طلاق دی تھی تو تین طلاق ہوگئیں بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۸) طلاق کی تعداد میں شوہر بیوی کا اختلاف

سوال:۔ میرے شوہر مجھے تین بار طلاق کہہ کر چلے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آگئے اور کہنے لگے تو رو رہی ہے میں نے تو دو بار کہا تھا رجوع کی گنجائش ہے مگر میں نہ مانی بچے گھر بار صرف گناہ کے ڈر سے چھوڑنے گوارا کر لئے مگر وہ بضد ہیں کہ میں نے دو بار کہا ہے میں نے کہا قسم کھائیں تو وہ بولے ایمان سے دو بار کہا ہے اور اگر تو نہیں مانتی تو چلو سب گناہ میرے سر میں نے خدا سے دعا کی کہ خدا میں گنہگار نہیں سب گناہ ان کے سر ہیں اگر یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں تو بتائیں گناہ کس کے سر پر ہوگا۔

الجواب:۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ تین بار کہا تھا تو ان کی قسم کا کوئی اعتبار نہ کیجئے اور ان کے

پاس جانے اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کر دیجئے اور ہر حال میں ان سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کیجئے اور اگر آپ کو یقین نہیں تو گناہ ثواب اس کے ذمہ ہے آپ اس کی بات پر یقین کر سکتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۹) بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے شوہر کا انکاری ہے

سوال:۔ گلو نے اپنی بیوی زینب کو چار سال تک اپنے سے علیحدہ رکھا اور چار سال تک وہ کبھی ملا بھی نہیں، زینب کہتی ہے کہ اس نے مجھے طلاق دی دی ہے وہ چار مصنوعی اشخاص کے نام بنا کر کہتی ہے کہ میرے سامنے نہیں دی بلکہ ان کے سامنے دی ہے حالانکہ گلو چار سال سے زینب سے ملا بھی نہیں ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے اگر دو گواہ عادل یا زیادہ گواہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (جیسا کہ کتاب الشہادۃ ھدایہ میں ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۰) میاں بیوی طلاق سے انکاری ہیں تین شخص دشمنی وعداوت میں گواہی دیتے ہیں، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ میاں بیوی طلاق کا اقرار نہیں کرتے بلکہ منکر ہیں لیکن تین شخص عداوت اور دشمنی کی بناء پر گواہی دیتے ہیں کہ شوہر نے طلاق دی ہے تو بتایئے کہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ان گواہوں کی عداوت اس شخص سے دنیاوی معاملات کی بنا پر ہے تو دشمن کی گواہی معتبر نہیں ہے طلاق ثابت نہ ہوگی۔ (جیسا کہ شامیہ میں تصریح ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۱) وعدہ خلافی سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

سوال:۔ فدا حسین نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اور نکاح سے پہلے یہ اقرار نامہ لکھا کہ میں اپنی پرانی جگہ چھوڑ کر اپنی بیوی کے ساتھ ہمیشہ رہوں گا آمدنی اپنے سسر کو دوں گا اور اگر اس اقرار کے

خلاف کروں تو میرے سسر کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی دوسری جگہ کر دے مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ اب وعدہ خلافی و بدعہدی سے فدا حسین کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ اقرار موجب طلاق نہیں ہے لہذا اس صورت میں خلاف عہد و پیمان کرنے سے بیوی مطلقہ نہیں ہوئی اس لئے اس کے بغیر طلاق دیئے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں ہوگا۔ (کیونکہ منکوحۃ الغیر کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں کما صرح بہ کتب الفقہ)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۲) کئی طلاق دیں مگر یاد نہیں، ایک گواہ ہے، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص بیماری کی حالت میں کچھ ناخوش ہوکر دوسری جگہ چلا گیا اس کا بڑا بھائی اس کے پاس گیا اور کہا کہ اپنی بیوی کو بھی اپنے پاس رکھ اور بھی کچھ گفتگو ناراضی کی دونوں بھائیوں میں ہوئی، اس نے بیماری کی حالت میں کئی مرتبہ لفظ طلاق کہا، اس وقت سے اس کی بیوی اپنے ماں باپ کے ہاں ہے آرام ہونے کے بعد وہ شخص بڑے بھائی کے پاس آیا کہ میں اپنی بیوی کو لینے جاتا ہوں، تو بڑے بھائی نے کہا کہ تو طلاق دے چکا ہے اس نے کہا میں نے ہرگز طلاق نہیں دی اور نہ ہی مجھ کو کچھ خبر ہے اور وہ قسم کھاتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں ہے۔ حکیم صاحب کہتے ہیں اس بیماری میں عقل وحواس درست نہیں رہتے ہیں۔ اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں شوہر کا قول معتبر ہے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نہ تو دو گواہ طلاق کے ہیں اور نہ شوہر اقراری ہے اور اس کو کچھ یاد نہیں ہے لہذا حکم طلاق کا اس صورت میں نہیں ہوا۔ فقط

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۳) ’’بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اور شوہر انکاری ہے‘‘

سوال:۔ ہندہ نے کہا کہ اس کے شوہر نے اسے کہا کہ میں نے پہلے دو طلاق دی تھیں ہندہ نے کہا تو نے کبھی ایسا نہیں کہا اس نے کہا کہ تو اب دو طلاق دے دی۔ اس کے تین چار سال بعد کہا تجھ کو ایک طلاق دیتا ہوں اور اگر میرا کہنا نہیں مانے گی تو تین ماہ بعد دوسری اور پھر تیسری طلاق دے دوں گا۔‘‘ شوہر کہتا ہے کہ میں نے دو طلاق کی بات کبھی نہیں کی البتہ ایک طلاق اس کو تادیب

کی نیت سے کہی تھی اور مجھے طلاق کے لفظ کی اہمیت کی سمجھ نہ تھی اس لئے یہ بھی بے ساختہ ایک مرتبہ زبان سے نکل گیا تھا۔'' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب شوہر ہندہ کے بیان کی تکذیب کرتا ہے اور گواہ بھی کوئی نہیں تو شوہر کا قول معتبر ہوگا ایک طلاق جو اس نے اب دی ہے وہ رجعی ہے عدت کے اندر اندر بلا نکاحِ جدید رجوع ہو جائے گا اور عدت کے بعد رضامندی طرفین سے نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہندہ کو اس بات کا یقین ہے کہ شوہر نے دو طلاق کے الفاظ واقعی کہے تھے تو اس کے حق میں حرمت ثابت ہے اسے چاہئے کہ شوہر سے علیحدہ رہے اور بغیر حلالہ اسے پاس آنے نہ دے۔ کیونکہ ''المرأۃ کالقاضی'' کا اصول کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

عدت کا بیان

(۲۶۴) ''عدت وفات چار ماہ دس دن ہے''

سوال:۔ زبیدہ کا شوہر فوت ہوگیا اب اس کی عدت کتنی ہے؟

الجواب:۔ اس کی عدت پورے چار مہینہ دس دن ہے اس مدت کے پوری ہونے سے پہلے اس کا نکاح کہیں اور جائز نہیں ہے۔ (کما جاء فی القران) (کل ایک سو تیس دن عدت کے پورے کرنے ضروری ہیں جس وقت شوہر کا انتقال ہوا ہے ایک سو تیسویں دن کے بعد ٹھیک اسی وقت عدت ختم ہوگی اس میں انگریزی یا چاند کے مہینوں کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ کم زیادہ ہوتے رہتے ہیں) (ملخص۔ بہشتی زیور۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

(۲۶۵) ''مطلقہ کی عدت تین حیض ہے''

سوال:۔ جس عورت کو طلاق رجعی، طلاق بائن یا طلاق مغلظہ دی جائے وہ عدت کتنے دن گزارے گی؟

الجواب:۔ مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے جس طہر میں اسے طلاق ہوئی ہے اس کے

بعد والے حیض سمیت تین حیض کے بعد اس کی عدت پوری ہوگی۔ اگر دوران حیض طلاق ہوئی ہے تو اس حیض کا اعتبار نہیں اس کے بعد کا طہر گزرنے کے بعد تین حیض مزید گزرنے پر عدت پوری ہوگی۔ اور عدت کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔
(ملخص۔ مولانا اشرف علی تھانوی۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۶) خلع کی عدت بھی تین حیض ہے

سوال:۔ خلع کی عدت احناف کے نزدیک کتنی ہے؟
الجواب:۔ خلع احناف کے نزدیک طلاق بائن ہے لہٰذا اس کی عدت طلاق کی طرح تین حیض ہیں اور جس عورت کو حیض نہیں آتا اس کے لئے تین ماہ ہیں۔ کذا فی الدر المختار۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۷) طلاق رخصتی وخلوت صحیحہ سے پہلے ہوئی تو عدت نہیں

سوال:۔ نابالغ لڑکے کا نکاح ہوا رخصتی نہیں ہوئی تھی اس نے بالغ ہونے کے بعد طلاق دے دی ابھی تک خلوت صحیحہ یا مباشرت نہیں ہوئی۔ عدت کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ اگر وطی اور خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد باری ہے کہ اگر تم نے انہیں چھونے سے پہلے طلاق دی تو ان پر تمہارے لئے عدت نہیں ہے۔ (البقرہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۸) نابالغ شوہر نے خلوت کرلی تو عدت لازم ہے

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکے کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا تھا اب اس نے بالغ ہو کر طلاق دیدی ہے اب لڑکی کا نکاح بغیر عدت کہیں ہوسکتا ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ اگر اس نے لڑکی کے ساتھ خلوت صحیحہ کرلی تھی اگرچہ نابالغی کی حالت ہی میں کی ہو تو عدت کرنا اس لڑکی پر لازم ہے بغیر عدت گذارے دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی۔ (کذا فی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۹) شوہر بغیر خلوت ومباشرت فوت ہو جائے تو عدت لازم ہے

سوال:۔ کسی آدمی نے ایک بالغہ عورت سے نکاح کیا اور بغیر خلوت صحیحہ کے ہی فوت ہو گیا اس صورت میں اس عورت پر عدت ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عدت وفات لازم ہے اور اس کی عدت چار ماہ دس دن (یعنی ایک سو تیس دن) ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اس کا ذکر مطلق ہے۔ (کما فی صرح فی الشامیا) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۰) عورت رتقاء نا قابل جماع ہو تو اس پر بھی عدت ہوگی۔

سوال:۔ ہندہ کا نکاح ہوا، خلوت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ رتقاء ہے نا قابل جماع ہے تو اگر اب وہ طلاق دے دے تو اس کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں؟ جیسا کہ درمختار میں ہے۔

الجواب:۔ شامی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے۔ اور جو درمختار میں لکھا ہے وہ قدوری کی تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع حسی ہو تو عدت نہیں مانع شرعی ہو تو واجب ہے مگر درمختار میں خود ہی اس کو مرجوح قرار دیا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۱) ''نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہو چکی''

سوال:۔ زید کی شادی بچپن میں ہی ہوگئی جب پچیس سال کا ہو گیا تو اس کی بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے ازدواجی ذمہ داری پر قادر نہیں ہو سکتا، اور ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ تو زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اب زید کی بیوی عدت کرے یا نہیں؟

الجواب:۔ ظاہر یہ ہے کہ زید کی خلوت اپنی زوجہ سے ضرور ہوئی ہوگی اگر چہ صحبت نہیں ہوئی لہذا اگر خلوت ہو چکی ہے تو اس کی عورت پر طلاق کے بعد عدت واجب ہے۔ جو کہ تین حیض ہے عدت کے بعد وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ (کما فی البحر الرائق باب المھر)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۲) ''حاملہ کی عدت ''وضع حمل'' (بچہ کی پیدائش) ہے''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دی، اب اس کی عدت کس طرح شمار ہوگی؟ اسی طرح اگر کوئی شخص حاملہ بیوی چھوڑ کر مر جائے تو اس کی عدت کس طرح شمار ہوگی؟

الجواب:۔ ان دونوں صورتوں میں اس عورت کی عدت ''وضع حمل'' تک ہے جو کہ دو سال تک ہو سکتی ہے جوں ہی وضع حمل ہوگا (بچہ پیدا ہوگا) اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور یہ فوراً ہی دوسرے شخص سے شادی بھی کر سکتی ہے۔ قرآن کریم میں حاملہ عورتوں کی یہی عدت بیان کی گئی ہے۔ (کمافی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۳) عدت میں زنا سے حمل ٹھہر جائے تو عدت ''وضع حمل'' ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ اگر کسی عورت کے زمانہ عدت وفات میں زنا سے حمل ٹھہر جائے تو اس کی عدت کا کیا حکم ہے؟ اور یہی صورت اگر مطلقہ کے ساتھ ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عدت وفات کی صورت میں حمل ٹھہر جانے پر عدت چار ماہ دس دن ہی رہے گی البتہ اگر مطلقہ عورت کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ بدائع میں امام کرخیؒ سے منقول ہے کہ معتدہ وفات اور معتدہ طلاق میں اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن امام محمدؒ سے منقول ہے کہ عدت طلاق میں تو عدت وضع حمل بن جائے گی لیکن عدت وفات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ علامہ شامی کہتے ہیں کہ یہی صحیح قول ہے (کذافی فی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۴) طلاق کی عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی

سوال:۔ زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاق دیں تین سال بعد زید کا سسر اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ میری بیٹی کے معاملے میں تمہارا کیا ارادہ ہے زید گواہوں کے سامنے کہا کہ خطوط کے ذریعے میں طلاق دے چکا ہوں اب بھی دوبارہ طلاق دے دیتا ہوں۔ اس میں زید کی زوجہ پر طلاق اگر واقع ہوگئی ہے تو طلاق خطوط کے وقت سے شروع ہوگی یا گواہوں کی گواہی کے وقت سے؟

الجواب:۔ زید کے خط اور گواہوں کے بیانات کی رو سے زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہونا ثابت ہے لہذا زید کی زوجہ پر تین طلاق ہو گئیں اور عدت خط کی تحریر کے وقت سے شمار ہوگی۔ جیسا کہ الدر المختار میں تفصیل مرقوم ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۵) ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں اور تاریخ نہ بتائیں تو دونوں نکاح فسخ سمجھے جائیں گے

سوال:۔ زید و عمرو دونوں اس بات کے مدعی ہیں کہ ہندہ ہماری منکوحہ ہے اور ہندہ ان دونوں کے ساتھ بزعم خود بطور نکاح صحیح آباد بھی رہی ہے۔ ان دونوں نے محکمہ شریعت میں دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کیا، قاضی نے دونوں نکاح ناجائز قرار دے کر دونوں سے عورت کو علیحدہ کر دیا۔ اب یہ عورت دوسرے نکاح کے واسطے خواہ ان میں سے کسی کے ہمراہ کرے حسب قواعد شرعیہ کے تو عدت گزارے گی یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں دو آدمیوں کے دعویٰ کے بارے میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں جب کہ کسی نے ان دونوں میں سے کوئی تاریخ اپنے نکاح کی بیان نہ کی تو دونوں کا نکاح ساقط ہو جائے گا اور ان میں سے کسی کا بھی نکاح ثابت نہ ہوا، لہذا نکاح کسی کا بھی ثابت نہ ہوا اس لئے نکاح ثانی کے لئے عورت کو عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۶) عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے چاہے میاں بیوی دونوں نابالغ ہوں یا کوئی ایک نابالغ ہو

سوال:۔ شوہر نابالغ ہے اور زوجہ بھی نابالغہ ہے، یا شوہر بالغ ہے اور زوجہ نابالغہ ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر مر جائے تو عدت لازم آئے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ موت کی عدت بہر حال دس دن چار ماہ ہے خواہ شوہر اور بیوی میں سے کوئی بالغ ہو یا نہیں ہو۔ (كذا في الدر المختار باب العدة)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۷) جہاں شوہر انتقال کرے وہیں عدت گذارنی چاہئے

سوال: ۔ زید کا انتقال ہو گیا ہے اور بیوی عدت میں ہے زید کے سوا کوئی اور اس کا نگران کار نہیں، کیا ایسی صورت میں بیوہ کو زمانہ عدت میں دوسرے شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں اس کی ضروریات کی پوری نگہداشت ہو سکتی ہے منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً ماں باپ، بھائی وغیرہ کے گھر۔

الجواب: ۔ درمختار میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو اس مکان میں عدت پوری کرنی چاہئے جس میں عدت واجب ہوئی ہے یعنی جس مکان میں وہ بوقت موت شوہر وہاں موجود تھی اور رہتی تھی مگر یہ کہ وہ مکان کسی دوسرے کا ہو اور اس کو وہاں رہنے نہ دے یا وہ مکان منہدم ہو جائے یا منہدم ہونے کا خطرہ ہو الغرض یہ کہ موجودہ حالت میں عورت کو اسی مکان میں عدت گذارنا چاہئے اور اس کی ضروریات کا سامان وہیں کر دینا چاہئے۔

مگر یہ کہ وہاں عورت کو جان و مال یا آبرو کے بارے میں خوف لاحق ہو یا ضروریات کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو آسانی سے ضروریات پوری نہ ہو سکیں اور یہ بھی ممکن نہ ہو کہ کوئی بھائی یا دوسرے قریبی رشتہ دار اس کے پاس رہ کر اس کی حفاظت کر سکیں تو وہ دوسری محفوظ و مامون جگہ منتقل ہو سکتی ہے۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمنؒ ۔ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲۷۸) عدت کے اندر عورت کا کسی کی غمی یا شادی میں جانا درست نہیں

سوال: ۔ ایک عورت عدت میں ہے اس کے بھائی یا قریبی رشتہ دار کے ہاں موت ہو گئی تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ عورت کو عدت میں بلا ضرورت مکان سے نکلنا یا کسی کی غمی یا شادی میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (کذافی الدر المختار باب العدة) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۹) عدت میں عورت کے لئے زیب و زینت جائز نہیں

سوال: ۔ ایک بیوہ عدت کے دوران زینت کرنے سے باز نہیں آتی اور برملا کہیں کی کہیں چلی

جاتی ہے۔ یا ایسی عورت کا نکاح عدت سے پہلے ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ عدت کے اندر نکاح کرنا باطل ہے۔ بیوہ کو ایام عدت میں جو کہ چار مہینہ اور دس روز ہے زیب و زینت کرنا رنگے ہوئے کپڑے پہننا، مثلاً سرخ و زرد، اور زیور ریشمی کپڑا، خوشبو وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ عورت کو شوہر کا چار ماہ دس دن سوگ کرنا ہے اس کے علاوہ کسی اور کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ (الحدیث) عورت کو مکان کے اندر ہی رہنا لازم ہے اور اگر کسی ضروری کام کے لئے باہر نکلنا ضروری ہو دن میں یا رات کے ابتدائی حصہ میں باہر نکلنا درست ہے عالمگیری میں ہے کہ عدت میں عورت کو دن اور رات کے بعض میں نکلنا جائز ہے۔ اور عدت کے دوران نکاح کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۰) نومسلمہ عورت کی عدت جس کا شوہر مر گیا ہو

سوال:۔ ایک کافر بیوہ عورت مسلمان ہوئی اس دن اس کے خاوند کی وفات کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا آیا یہ عورت مسلمان ہونے کے دن نکاح کرسکتی ہے، یا چار ماہ دس دن کا انتظار کرنا پڑے گا؟

الجواب:۔ شامی اور درمختار میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے اعتقاد میں اگر عدت واجب نہیں ہے تو اس نومسلمہ عورت کا فوراً نکاح درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۱) مدت حمل زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے بعد شرعاً اعتبار نہیں

سوال:۔ ایک بیوہ کا حمل خشک ہوگیا، اگر یہ حمل پانچ چھ سال تک پیٹ میں رہے تو اس کی عدت کب تک ہوگی کتنی مدت کی بعد یہ عورت نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ شرعاً دو سال سے زیادہ حمل نہیں رہتا، لہٰذا مذکورہ عورت حاملہ شمار نہ ہوگی بلکہ ممتدۃ الطھر (جس کا طہر طویل ہوگیا ہو) شمار ہوگی لہٰذا اگر وہ مطلقہ ہے تو اس کی عدت تین حیض سے پوری ہوگی چاہے جتنی مدت میں بھی تین حیض پورے ہوں اور اگر وہ متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہوچکا ہو) ہے تو چار ماہ دس دن عدت ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۲) عدت کے دوران کسی بھی وجہ سے نکاح کرنا، دھوکہ سے نکاح کا تاثر دینا یا پیغام دینا جائز نہیں

سوال:۔ اگر کسی بیوہ کا نکاح اس اندیشہ سے عدت میں ہی کر دیا جائے کہ عدت کے بعد کوئی اور نہ بہکا دے اور یہ دوسرے سے نکاح کر لے۔ اس نکاح سے صحبت نہ کی جائے۔ یا یہ کہ نکاح نامہ یا کسی فارم پر دستخط یا نشان انگوٹھا لے لیا جائے کہ وہ یہ سمجھے کہ آئندہ میں کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی صرف اسی شخص سے ہو سکتا ہے۔ یا پیغام دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عدت کے اندر کسی طرح نکاح پڑھا لینا یا کسی اور خیال سے نکاح کر لینا یا انگوٹھا لگوا کر بیوہ کو دھوکہ سے نکاح کا تأثر دینا جائز نہیں ہے ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ بلکہ عورت کو تو بتانا چاہئے کہ اب عدت کے بعد وہ اپنی مرضی سے کہیں بھی نکاح کر سکتی ہے۔ نہ یہ کہ اسے لاعلم رکھ کر دھوکہ دیا جائے۔ (کتب فقہ، شامیہ وغیرہ میں صراحۃً ایسا نکاح ناجائز لکھا ہے)
(ملخص مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۸۳) ''شوہر پر عدت نہیں ہے''

سوال:۔ میری اہلیہ کے انتقال کے تینتیس دن کے بعد میرے سالے نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا کیا مجھ کو عورت کی طرح عدت گذارنے کے لئے کچھ رکنا چاہئے تھا؟

الجواب:۔ مرد پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے عورت کے مرنے کے فوراً بعد اس کی بھتیجی سے مرد کا نکاح جائز ہے۔ کذا فی باب العدۃ الشامیۃ تربص یلزم المرأۃ الخ. (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۸۴) شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہو گئی مگر اس پر عدت لازم ہے

سوال:۔ زید نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اب اس کا نکاح اس کی مسلمان بیوی کے ساتھ باقی رہا یا نہیں؟ اس کی مسلمان بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اس پر عدت واجب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کب سے؟

الجواب:۔ ''درمختار میں ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرتد ہو جانا فوری فسخ ہے'' اور باقی جو تفصیل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اس کی بیوی نکاح سے فوراً خارج ہوگئی عدت اس پر لازم ہے عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے اور عدت شوہر کے مرتد ہونے کے وقت سے شمار ہوگی۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۵) بیوی مرتد ہو جائے تو اس پر بھی عدت لازم ہے

سوال:۔ اگر کوئی عورت (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہونے کی وجہ سے اس پر عدت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس مرتدہ پر بھی عدت واجب ہے۔ شامیہ میں ہے کہ شوہر مرتد ہو یا بیوی ہو عدت واجب ہے جو کہ حیض سے شمار ہوگی الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۶) عدت کے ضروری احکام

سوال:۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شریعت میں عورت کو عدت کس طرح کرنا چاہئے بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں جس عورت کا شوہر مر جائے وہ عورت عدت کے اندر سر میں تیل نہیں ڈال سکتی خواہ کتنا ہی سر میں درد ہو اور تینوں کپڑے عوت کو سفید پہننے چاہئیں ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہننا چاہئیں وغیرہ آپ سے گذارش ہے کہ شریعت میں جس طرح عورت کو عدت گذارنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ عدت کے ضروری احکام یہ ہیں

(۱)...... شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہو تو مکمل چار قمری مہینے اور اس سے دس دن اوپر عدت گزارے اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ کو انتقال ہوا ہو تو ایک سو تیس دن پورے کرے۔ (گنتی کے اعتبار سے ہر حال میں ایک سو تیس دن ہے)

(۲)...... عدت گزارنے کے لئے گھر میں کسی مخصوص جگہ بیٹھنا ضروری نہیں گھر بھر میں

جہاں جی چاہے رہے چلے پھرے۔

(۳)......عدت میں عورت کو بناؤ سنگھار کرنا چوڑیاں پہننا، زیور پہننا، خوشبو لگانا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا ریشمی رنگے اور پھول دار اچھے کپڑے پہننا جائز نہیں ایسے معمولی کپڑے پہنے جن میں زینت نہ ہو۔

(۴)......سر دھونا اور نہانا عدت میں جائز ہے اور سر میں درد ہو تو تیل لگانا بھی جائز ہے ضرورت کے وقت موٹے دندانوں کی کنگھی کرنا بھی جائز ہے علاج کے طور پر سرمہ لگانا بھی جائز ہے مگر رات کو لگائے دن کو صاف کر دے۔

(۵)......عدت کے دوران گھر سے نکلنا جائز نہیں البتہ اگر وہ اتنی غریب ہے کہ اس کے پاس گزارے کے لئے خرچہ نہیں تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری کے لئے جا سکتی ہے لیکن رات کو واپس اپنے گھر آ کر گزارے اور دن میں کام سے فارغ ہو کر فوراً آ جائے بلا ضرورت باہر رہنا جائز نہیں۔

(۶)......اسی طرح اگر بیمار ہو جائے تو علاج کے لئے مجبوری سے حکیم ڈاکٹر کے پاس جانا بھی جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۷) وفات کی عدت معاف نہیں ہو سکتی

سوال:۔ ہمارے محلے میں ایک عورت کا شوہر مر گیا جب اس کا جنازہ جانے لگا تو محلے کی عورتوں نے اسے گھر کے دروازے سے باہر نکال دیا اور یہ کہا کہ جو عورت روتے ہوئے گھر سے باہر نکال دی جائے وہ عدت نہیں کرتی آپ قرآن سنت کی روشنی میں بتائیے کہ یہ بات کس حد تک ٹھیک ہے؟

الجواب:۔ ان عورتوں کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۸) حاملہ کی عدت ضروری ہے

سوال:۔ میری بیٹی کو میرے داماد نے غصے میں آ کر میرے ہی گھر میں میری موجودگی میں

طلاق دیدی کیونکہ وہ میری بیٹی کو رکھنے کے لئے تیار نہ تھا ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حاملہ پر طلاق نہیں ہوتی اور جب تک طلاق نہیں ہوتی تو عدت لازم نہیں جب کہ میرا داماد مصر ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے عدت لازم ہے اس کو عدت میں رکھا جائے جب تک وضع حمل نہ ہو کیا طلاق ہو گئی؟ اور عدت لازم ہے؟

الجواب:۔ حمل کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو عدت ختم ہو جاتی ہے آپ کے داماد نے اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی ہیں تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور عدت کے بعد فریقین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اگر تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں کر سکتا بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۹) پچاس سالہ عورت کی عدت کتنی ہو گی؟

سوال:۔ بیوہ عورت جس کی عمر پچاس سال سے کم ہے اور بغیر حمل کے ہے اس کی عدت کی مدت کتنی ہو گی اور وہ گھر میں معمولی کام کاج مثلاً جھاڑو دینا یا روٹی پکانا وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ اس کے ساتھ بہو بھی رہتی ہے؟

الجواب:۔ شوہر کی وفات کی عدت حاملہ کے لئے وضع حمل ہے اور جو عورت حاملہ نہ ہو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے خواہ بوڑھی ہو یا جوان یا نابالغ عدت کے دوران گھر کا کام کاج کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹۰) کیا شہید کی بیوہ کی بھی عدت ہوتی ہے

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ شہید کو مردہ کہا جائے بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا مقصد یہ کہ جس طرح ایک عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد عدت کرتی ہے کیا شہید کی بیوی کو بھی عدت کرنی ضروری ہے؟

الجواب:۔ شہید کی بیوہ کے ذمہ بھی عدت ہے اور عدت کے بعد وہ دوسری جگہ عقد بھی کر سکتی ہے قرآن مجید کی آیت کا مطلب آپ نے صحیح نہیں سمجھا کیونکہ جہاں یہ فرمایا کہ شہیدوں کو مردہ

مت کہو وہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ تو ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کی زندگی سے ہماری دنیا کی زندگی مراد نہیں بلکہ ایسی زندگی مراد ہے جو ہمارے حواس اور شعور سے بالاتر ہے اس لئے شہیدوں پر دنیا میں وفات پانے والے لوگوں کے احکام جاری ہوتے ہیں چنانچہ ان کا جنازہ پڑھا جاتا ہے ان کی وراثت تقسیم ہوتی ہے ان کی بیواؤں پر عدت لازم ہے اور عدت کے بعد ان کو دوسرا اس نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹۱) عورت کو عدت میں ہسپتال میں داخل کرنا

سوال:۔ ایک خاتون عدت میں ہے طبیعت خراب ہوگئی دوا لانے کے لئے وہ ڈاکٹر کے پاس جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر طبیعت زیادہ خراب ہوجائے اور ہسپتال میں داخل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہسپتال میں داخل کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ڈاکٹر کو معائنہ و تشخیص کے لئے گھر بلایا جائے اگر طبیعت زیادہ خراب ہو اور کوئی مسلمان دیندار تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم ہسپتال میں داخل کر کے علاج کرانے کا مشورہ دے اور اس کی شدید ضرورت ظاہر کرے تو ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرانے کی گنجائش ہے۔ ضرورت سے زیادہ باہر نہ رہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۲) عدت میں داماد اپنی خوشدامن ساس سے بات کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال:۔ عدت میں داماد اپنی ساس سے بات چیت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور وہ اس کا محرم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ خوش دامن (ساس) کے لئے داماد محرم ہے بات چیت کرسکتا ہے گھر کے دیگر افراد کی موجودگی میں بات چیت کرے، خلوت اختیار نہ کرے اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ اعلم۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۳) ماں، اپنی عدت میں بیٹے کی شادی میں کیسے شریک ہو؟

سوال:۔ ایک عورت بیوہ عدت میں ہے اس دوران وہ بیٹے کا نکاح کرنا چاہتی ہے اس میں کیسے شریک ہو؟

الجواب: ۔ ''ماں'' عدت کے زمانے میں اپنے بیٹے کے نکاح کا مشورہ دے سکتی ہے، ممنوع نہیں ہے۔ البتہ شادی کی خوشی کے کاموں میں خود حصہ نہ لے زمانہ، عدت میں جو سارا لباس پہن رکھا ہے وہی لباس پہنے رہے، عمدہ نیا لباس نہ پہنے، مہندی وغیرہ لگا کر زیب وزینت اختیار نہ کرے، گھر سے باہر نہ نکلے تا کہ سوگ قائم رہے، جب تک عدت کا زمانہ ہے اس وقت تک سوگ ضروری ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۴) بیوہ بھاوج سے نکاح درست ہے

سوال: ۔ میرے بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا اب میرا نکاح ان کی بیوی سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ عدت گزرنے کے بعد بھاوج سے نکاح درست ہے منع نہیں ہے۔

(۲۹۵) اسقاط حمل سے عدت ختم ہوتی ہے یا نہیں

سوال: ۔ اسقاط حمل سے عدت ختم ہوتی ہے یا نہیں

الجواب: ۔ اسقاط حمل سے عدت ختم ہو جاتی ہے بشرطیکہ بچہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بنے ہوں۔

باب العدة

(۲۹۶) تین طلاق والی عورت عدت کہاں گزارے گی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تو اب عورت عدت کہاں گزارے گی اور اس کا نفقہ کب تک شوہر کے ذمہ ہوگا اور کتنا شوہر کے مکان میں کل چار کمرے ہیں اور ایک باورچی خانہ دو کمرے اوپر کی منزل پر اور باورچی خانہ اور دو کمرے نیچے کی منزل پر کل دس آدمی ہیں، جن میں ساس سسر کے علاوہ شوہر کے بھائی، بہن اور بھابھی بھی رہتے ہیں۔

الجواب:۔ مطلقہ مغلظہ وہ عورت جسے تین طلاق دی گئی ہوں اپنے شوہر پر بالکل حرام اور اس کے حق میں اجنبی عورت کی طرح ہوجاتی ہے لہذا اسے عدت کا زمانہ ایسی جگہ گزارنا چاہئے جہاں شوہر کے آمدورفت اور ملنا جلنا نہ ہوسکتا ہو صورت مسئولہ میں ایک مکان میں اوپر نیچے رہنے کی وجہ سے ملاقات بات چیت کا بڑا امکان ہے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ بھی ہے نیز شوہر کا بھائی سے بھی عدت میں بے پردہ ہوتی رہے گی اس لئے عورت اپنے ماں باپ کے یہاں عدت گزارے یہی بہتر ہے عدت کے زمانہ کا نفقہ شوہر کو ادا کرنا ہوگا نفقہ کی مقدار مقرر نہیں ہے دونوں کی مالی حالت کو سامنے رکھ کر مقرر کی جاتی ہے۔ (درمختار شامی ۲/۸۸۸) عورت کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے پر عدت پوری ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۷) بچہ کا نفقہ کس پر ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی زمانہ عدت میں اگر بچہ ماں کے پاس ہو تو اس کا خرچہ کون دے گا اور کب تک۔

الجواب:۔ زمانہ پرورش میں بچہ کا نفقہ باپ کا ذمہ ہے البتہ اگر بچہ کے پاس مال ہو تو اس میں سے اس کے اخراجات پورے کئے جا سکتے ہیں (درمختار ۲/۹۳۳) اگر بچہ کا باپ مالدار ہے تو بچہ کی ماں زمانہ پرورش کا معاوضہ بھی طلب کر سکتی ہے۔ (درمختار شامی ۲/۸۷۶)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۸) عدت وفات کے دوران غیر ملک کی شہریت باقی رکھنے کیلئے وہاں کا سفر کرنا؟

سوال:۔ امریکہ میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہتی ہوں میرے شوہر راندیر میں رہتے تھے وہ بیمار تھے اس وجہ سے میں راندیر آئی بحکم الٰہی ۲۵ فروری ۹۷ء کو میرے خاوند کا انتقال ہو گیا راندیر میں میرے شوہر کا مکان ہے اور میرا اپنا ذاتی مکان بھی ہے میں فی الحال اپنے گھر میں عدت گذار رہی ہوں امریکن قانون کے مطابق وہاں مجھے جانا ضروری ہے اگر میں اس وقت وہاں چلی جاؤں تو مجھے وہاں کی شہریت حاصل ہو جائے گی تو ان حالات میں عدت کے زمانہ میں امریکہ کا سفر کر سکتی ہوں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب:۔ احقر کے فتاویٰ رحیمیہ میں ہے عدت کا معاملہ بہت اہم ہے فی زمانا اس میں بہت لاپرواہی برت رہے ہیں معمولی معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر عدت کے شرعی قواعد کی خلاف ورزی کر گزرتے ہیں الخ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ صفحہ ۴۰۴) عدت کے زمانے میں سفر نہ کرنا چاہئے حتیٰ کہ حج جیسے عظیم الشان عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت نہیں ہے المعتدہ لاتسافر لا لحج ولا لغیرہ (فتاوی عالمگیری ج ۲ صفحہ ۱۶۲ کتاب الطلاق باب نمبر ۱۴ فی الحداد) درمختار میں ہے (وتعتدان) ای معتدۃ طلاق و موت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ...... الخ۔ (درمختار مع ردالمختار ج ۲ صفحہ ۸۵۸)

لہذا صورت مسئولہ میں اس بات کی پوری پوری کوشش کی جائے کہ یہاں ہی عدت پوری

ہو جائے حکومت کے سامنے عدت کا عذر پیش کر کے مہلت طلب کی جائے اور یہیں عدت پوری کی جائے عدت میں اتنا طویل سفر بہت نامناسب ہے بہت سے شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوگی آپ نے سوال میں جو عذر پیش کیا ہے اس عذر کی وجہ سے خود کو اس فضیلت سے محروم نہ کیا جائے ماشاءاللہ راندیر میں آپ کا عالیشان مکان ہے بچے وہاں (امریکہ) رہ کر آپ کی خدمت کر سکتے ہیں اس عمر میں شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کر کے غیر وطن میں جانا بالکل مناسب نہیں ہے آپ یہاں رہ کر بھی باعزت زندگی گذار سکتی ہیں لہذا عدت کے زمانہ میں اتنے طویل سفر کا خیال ترک کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۹) عدت کس پر واجب ہوتی ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں عورتوں کا ایک غلط عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر بیٹی کا انتقال ہو جائے تو اس لڑکی کی ماں عدت کرتی ہے ساس اور سسر کا انتقال ہو تو اس کی بہو اگر زیادہ بہوئیں ہوں تو یہ سب عدت اور گھونگھٹ کرتی ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ عدت صرف اس پر فرض ہے جس کا شوہر انتقال کر جائے نہ کہ بیٹی ساس اور سسر اور کوئی عزیز رشتہ دار کے انتقال پر عدت کرنا فرض ہے یہ سب کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ عدت اسی عورت کے ذمہ ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوا ہو اس کے ساتھ دوسری عورت کا عدت میں بیٹھنا فضول حرکت ہے البتہ نامحرموں سے پردہ اور گھونگھٹ عدت کے بغیر بھی ہر عورت پر لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰۰) رخصتی سے قبل بیوہ کی عدت

سوال:۔ ایک لڑکی کا نکاح ہوا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا شوہر ایک حادثہ میں فوت ہو گیا اب کیا اس عورت کو عدت گزارنا ہوگی یا نہیں اور مہر ملے گا اگر ملے گا تو کتنا ملے گا۔

الجواب:۔ اگر رخصتی سے قبل شوہر کا انتقال ہو جائے تب بھی لڑکی کے ذمہ عدت وفات چار مہینے دس دن لازم ہے اور وہ پورے مہر کی مستحق ہے جو مرحوم کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا اور وہ شوہر کے ترکہ میں بیوہ کے حصہ کی بھی مستحق ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب ثبوت النّسب

نسب ثابت ہونے

اور نہ ہونے کا بیان

باب ثبوت النّسب

(۱) منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال: ۔ ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے وہ وہاں سے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور پہلے خاوند نے اسے طلاق نہیں دی ہے، وہ اولاد جو دوسرے خاوند سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: ۔ غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اور جو اولاد دوسرے شوہر سے ہوئی وہ شرعاً پہلے شوہر کی طرف منسوب ہوگی کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زناکار کے لئے پتھر ہے پھر جب کہ اس اولاد کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہے تو ان سے رشتہ کرنا جائز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲) شوہر دس سال سے باہر ہو یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو حلالی ہے یا حرامی؟ بہشتی زیور کے مسئلہ کی وضاحت

سوال: ۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ "میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے" الخ فرض کریں کہ زید دس بارہ سال سے پردیس میں ہے اور اس کے گھر بچہ پیدا ہو گیا حالانکہ وہ ایک منٹ کے لئے بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہیں کہلائے گا؟ کس طرح حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال ہو کہ وہ شخص ممکن ہے اپنی بیوی کے پاس

تنہائی میں آ گیا ہو اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ برسوں گزر گئے وہ گھر نہیں آیا چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوئی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقع ہے اس لئے برائے کرم مفصل مشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ جو مسئلہ آپ نے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی بیوی ہے بچہ اسی کا کہلائے گا حدیث ہے کہ ''بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا (مشکوٰۃ) یعنی جس کے نکاح میں یہ عورت ہے اس کا بچہ ہے اور زنا کار اس سے محروم ہے اور اس کو سزا دی جائے گی نسب بچے کا اس کے شوہر سے ثابت ہوگا۔ لہذا امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث صحیح کے مطابق ارشاد فرمایا کہ شوہر کہیں بھی ہو بچہ کا نسب اس سے ہی ثابت ہوگا۔ تو جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو کون اس کے خلاف حکم کر سکتا ہے؟ اور مطلب اس حدیث اور بہشتی زیور کے مسئلے کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگر چہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو یہ حکم ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں بلکہ عورت کے خاوند کی طرف منسوب کریں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳) زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا

سوال:۔ ایک عورت کے زنا سے حمل قرار دیا گیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا، نکاح سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ پیدا ہوا اس کا نسب نکاح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو گیا تو نسب اس کا نکاح سے ثابت نہ ہوگا۔

البتہ جو بچہ چھ ماہ کے بعد پیدا ہو تو وہ بچہ حلالی اور ثابت النسب ہوگا۔ چاہے عورت کا نکاح زانی سے ہو یا کسی دوسرے شخص سے ہو۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴) ''حمل جس سے قرار پایا بچہ اس کا ہے'' بچہ کی پرورش کے حق کی ترتیب

سوال:۔ زید نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی حمل ٹھہرنے کے بعد اپنے بھائی کے ہاں چلی گئی اور بھائی نے ایام حمل ہی میں طلاق لے کر وضع حمل کے بعد ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا۔

اب بکر اس بچے کو لینا چاہتا ہے اور زید اسے اپنا بیٹا بتا کر لینا چاہتا ہے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کا ہی ہے زید ہی اس کا حق دار اور ولی ہے مگر حق پرورش سات برس تک اس کی ماں کو ہوتا ہے اور پھر ماں اگر بچہ کے غیر ذی رحم محرم سے نکاح کرلے تو اس کا حق ساقط ہوجاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو پھر بہنوں کو پھر خالہ کو اور پھوپھی کو پرورش کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر باپ لے سکتا ہے۔ بہر حال بکر کو بچہ روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(کذا فی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۵) طلاق کے بعد دو سال سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق کے ایک سال بچہ پیدا ہوا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ زید کے نطفہ سے ہے اور اس نے لباس وخورد ونوش کا مقدمہ دائر کردیا مگر اس کے پاس پورا ثبوت نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں نسب شرعاً اس بچے کا زید سے ثابت ہے اور عورت کا دعویٰ صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر مطلقہ عورت کے دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہو تو بغیر دعویٰ کے احتیاطاً نسب اس کے شوہر سے ثابت ہوجائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶) ایک ساتھ دو بہنوں سے شادی کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال:۔ زید نے دو بہنوں سے شادی کرکے انہیں جمع کیا، دونوں سے اولادیں ہوئیں یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں؟ اور زید کے ترکے کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جس بہن سے پہلے نکاح ہوا وہ نکاح صحیح ہے اور جس سے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے، لہذا پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب اور باپ کے ترکہ کی مستحق و وارث ہے اور دوسری عورت جس سے بعد میں نکاح ہوا اور اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں اور اس شخص کی وارث نہیں ہے۔(کما فی الھدایہ فصل المحرمات) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

سوال:۔ ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے؟

الجواب:۔ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا "لحدیث النبوی الشریف" لہذا وہ حمل زید سے ثابت نہ ہوگا بلکہ ہندہ ہی سے اس کا نسب ثابت ہے کیونکہ ولد الزنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہے۔

(۸) قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ ہی اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال:۔ ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا اپنے کو چھپا کر ایک اہل سنت مسلمان لڑکی سے عقد کر لیا لیکن وہ اب تک قادیانی مذہب ہی رکھتا ہے، آیا نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر اور نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں، بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی؟

الجواب:۔ نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا مہر ونفقہ کچھ لازم نہ ہوگا اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی البتہ ماں سے نسب ثابت ہوگا وہ ہی نفقہ کی ذمہ دار اور ان کی وارث ہے کما فی الدر المختار فقط۔

(۹) نکاح کے باوجود شوہر کہے کہ میرا بچہ نہیں تو کیا حکم ہے

سوال:۔ زید ہندہ کو تہمت لگاتا ہے کہ تو بدکار ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے تو جو لڑکی زید اور ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی ہے اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے زید کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا۔لحدیث النبوی الولد للفراش وللعاھر الحجر ۔(ترمذی)(مفتی عزیز الرحمن)

(۱۰) چار بیوی ہوتے ہوئے پانچویں سے شادی کی اس سے ہونے والی اولاد کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص کی چار بیویاں موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے نکاح کیا اس سے اولاد بھی پیدا ہوگئی۔ اب وہ شخص مر گیا۔ عورت پنجم اور اس کی اولاد کو اس کی میراث ملے گی یا نہیں اور اور پانچویں عورت کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل؟ ہر ایک کے احکام میراث وعدت ونسب بیان فرمادیں۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے کہ نکاح فاسد یعنی وہ نکاح جس میں نکاح صحیح ہونے کی کوئی شرط مفقود ہو جیسے عدت غیر میں نکاح یا پانچویں عورت سے نکاح وغیرہ تو اس میں نسب بھی ثابت ہوگا اور عدت ہوگی؛ گر مباشرت کی گئی۔ الخ دراصل اس بارے میں فقہاء کی عبارتیں مختلف ہیں بعض عبارات سے عدت کا ثبوت اور نسب کا ثبوت بھی معلوم ہوتا ہے اور بعض سے نہیں ہوتا۔ چونکہ نسب کے باب میں احتیاط کی جاتی ہے اور جس طرح ممکن ہو نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جائے گا اور میراث کا حکم بھی کیا جائے گا۔ نکاح فاسد اور باطل میں عدت کے سوا دیگر اموز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی نے اس بات کی صراحت کی ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو، اس کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور پھر نکاح کر کے گھر میں رکھا اس سے جو اولاد ہوئی وہ حلال ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ مطلقہ ثلثہ سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیت ہے اس نکاح کے بعد جو اولاد ہوگی اس کا نسب احتیاطاً ثابت ہوگا۔ (کیونکہ امام حلوانی کے بقول نکاح فاسد میں عقد کے ساتھ ہی فراش منعقد ہو جاتا ہے اس لئے نسب کو ثابت کرتے ہیں۔ (کذافی الشامی باب العدۃ)

(مفتی عزیز الرحمٰن ظفیر الدین)

(۱۲) حالت کفر میں کافر شوہر سے حمل ہوا بعد میں مسلمان سے نکاح ہوا تو بچہ کا کافر شوہر سے نسب ثابت ہوگا

سوال:۔ ایک ہندو عورت نے حالت حمل میں اپنی رضا مندی سے ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرلیا اور دو چار دن کے بعد الٰہی بخش سے نکاح کیا۔ اور نکاح کے بعد بتایا کہ مجھے ہندو شوہر سے دو ماہ کا حمل ہے چنانچہ سات ماہ کے بعد لڑکی پیدا ہوئی یہ لڑکی کس کی ہے۔ اور یہ نکاح تو مسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز کے بعد جو نکاح الٰہی بخش سے اس نو مسلمہ کا ہوا ہے وہ باطل اور ناجائز ہے اور اس بچی کا نسب اس کے پہلے شوہر سے ثابت ہے۔ (کذافی الشامیہ باب نکاح الکافر) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۳) معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا

سوال:۔ زید کی زبانی اور تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اس لئے بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیا باپ کے اقرار سے زیادہ ٹرسٹیوں کے کہنے کی وقعت ہے؟ تمام اہل شہر عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو اس صورت میں عمر کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں ہے کہ نسب کو جہاں تک ممکن ہو ثابت کیا جائے گا۔ یعنی نسب ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، لہٰذا معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہوسکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار اس بات کا موجود ہے کہ عمر اس کا بیٹا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہیں ہوگا اور زید نے اگر وقف کی دستاویز میں اس کا حصہ نہیں رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہوتو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال:۔ عمر کے فوت ہونے کے بائیس ماہ بعد عمر کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا شرعاً یہ بچہ عمر کا متصور ہوگا؟ یا کوئی اور حکم ہے؟

الجواب:۔ جس عورت کا خاوند مرجائے اس کے اگر دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوتو وہ مرنے والے شوہر سے ثابت النسب ہے اس کو ولد الحرام کہنا درست نہیں ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین اس بچہ کا نسب متوفی سے ثابت ہے الدر المختار میں ہے کہ معتدہ وفات کے بچے کا نسب اس کے مرحوم شوہر سے دو سال سے کم عرصے میں پیدا ہونے پر ثابت ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ) دو برس کے بعد والا نہیں۔

(۱۵) بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے

سوال:۔ زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہوتو وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس سے آگے کی اس کی اولاد (بیٹے پوتے پڑپوتے وغیرہ) بھی شیخ یا سید ہی شمار ہوں گی۔ (کما ھو معروف فی الفقہ) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶) دادا کے انکار سے نسب منتفی نہیں ہوگا

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی کے لئے شوہر مرحوم کے باپ نے انکار کیا کہ یہ میرے بیٹے نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ اس کو کہیں سے لے آیا تھا پھر چھ ماہ کے بعد اس کی اولاد ہوئی تھی، اگر اس نے کہیں خفیہ نکاح کرلیا ہوتو مجھے پتہ نہیں۔ گواہ کوئی نہیں البتہ اس عورت کا اقرار ہے کہ اس شخص سے نکاح ہوا تھا اور یہ اولاد میری اور اس کی ہی ہے۔ (دراصل یہ جھگڑا جائیداد کی بابت دادا اور پوتے میں چل رہا ہے) اس صورت میں اس لڑکے کا نسب باپ سے ثابت ہوگا یا

نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا دادا کا قول اور دعویٰ اس بارے میں معتبر نہیں ہوگا۔ (کما جاء فی ثبوت النسب ولو ولدت فاختلفا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذ نصف حول وادعی الا قل فالقول لها بلا یمین وقالا تحلف وبه یفتی کما سیجنی فی الدعوی) (الدر المختار)

(۱۷) محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال:۔ خالد کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا خالد جاہل اور لاعلم تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کے پہلے شوہر سے پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کر لیا اور اس کے نتیجے میں حمل ہو گیا۔ جب علاقہ کے قاضی کو خبر ملی تو اس نے اس لڑکی اور خالد کے درمیان تفریق کرادی اور خالد نے توبہ کی۔ اب قاضی کا رحجان ہے کہ نسب خالد سے ثابت نہ ہو۔ شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ چونکہ محارم سے نکاح باطل ہے اس لئے اس کا مقتضاء یہی ہے کہ اس کا نسب ثابت نہ ہو۔ کما صرح به فی الشامی. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۸) دوسرے کی بیوی کو لے گیا اس سے اولاد ہوئی، اس کا نسب؟

سوال:۔ ایک شخص اپنے بھانجے کی بیوی کو ورغلا کر لے گیا اور دس سال تک پھرتا رہا دو تین بچے بھی اس سے ہو گئے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا۔ حالانکہ اس کا بھانجا زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور اولاد حرامی ہے یا حلالی؟

الجواب:۔ عورت کو جب اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو عورت ابھی تک اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اس لئے جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور نکاح کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا نکاح نہیں ہوا۔ اور "الولد للفراش" کے حکم کے تحت جو اولاد ہوئی وہ شوہر کی ہے یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور اولاد کا نسب بھی اسی سے ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) غیر مسلم عورت سے تعلق سے اولاد ہوئی اس کا نسب؟

سوال:۔ زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ایک ہندو عورت سے ناجائز تعلق بھی مشہور تھا اس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے کبھی اپنی زندگی میں اس کی تردید نہیں کی۔ لیکن اگر اب اس کی اولاد اس عورت کے مسلمان ہونے اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاح نامہ پیش کرتی ہے تو وہ معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اس عورت کی اولاد ان لوگوں کا کفو شمار ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں؟

الجواب:۔ اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا تسلیم کیا جائے گا شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد ان لوگوں کا کفو ہے جو کہ پرانے مسلمان ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۰) نکاح سے پہلے حمل ہو جائے یا بچہ پیدا ہو، اس کا نسب زانی سے نکاح کے بعد بھی ثابت نہ ہوگا

سوال:۔ زید نے اپنی داشتہ عورت سے نکاح سے پہلے زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں اور وہ زید کے ترکہ کا وارث بنے گا یا نہیں؟ نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کے نان نفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ جو لڑکا بے نکاحی عورت سے نکاح سے پہلے پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث بھی نہیں، لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک تہائی مال تک صحیح ہو سکتی ہے اور جب کہ اس عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو وہ دوسری بیویوں کی طرح نفقہ وغیرہ اور وراثت کی مستحق ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۱) سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے اور اس کی اولاد صحیح النسب نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ سے سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور اس کی وارث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ فتاویٰ شامی باب المہر میں ہے کہ نکاح محارم میں نسب اور عدت ثابت نہیں ہوتے۔'' کتاب الحدود میں ہے کہ ایسا نکاح چونکہ زنائے محض ہے اس لئے نسب کا ثابت نہ ہونا اور عدت نہ ہونا لازم ہے۔'' لہٰذا اس نکاح سے بھی نہ نسب ثابت ہوگا نہ اس عورت پر عدت لازم ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۲) بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افضلیت

سوال:۔ بنی فاطمہ کے علاوہ دوسرے خواہ وہ صدیقی ہوں فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں، نسباً سید ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتے تو سیادت نسبی کے دعویداروں کے لئے شریعت میں کوئی وعید ہے یا نہیں؟ اگر یہ لوگ نسباً سید ہیں تو کیا دلیل ہے؟ ''سید'' نسب ہونا بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بے شمار صحیح روایات سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے، اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بناء پر یہ حکم لگادینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسب کے اعتبار سے اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے محقق اور راجح یہ ہے کہ وہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں ہیں جن میں صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں۔

ہدایہ میں ہے کہ وہ لوگ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل اور آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔

یہ حضرات سب اہل بیت کہلاتے ہیں۔ اور ان میں بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں، روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم ﷺ سے جتنا قرب بنی فاطمہ کو حاصل ہے اوروں کو نہیں، شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آرہا ہے کہ بنی فاطمہ کو ہی سید کہتے ہیں۔ الغرض یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ کے برابر میں ننھے حسن بن علی بیٹھے تھے آپ ایک مرتبہ لوگوں پر نظر ڈالتے دوسری بار ان پر۔ اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا (سید) سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ (الحدیث)

اس روایت سے اگر چہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے ، البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی زبان مبارک سے کسی کے سید ہونے کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے اور وہ بھی طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے ۔ اہل بیت اگر چہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت ﷺ سے زیادہ قریب ہے۔

طبرانی میں روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر عورت کی اولاد اپنے عصبات کی طرف منسوب ہوتی ہے اور ان کا عصبہ باپ ہوتا ہے سوائے فاطمہ کی اولاد کے، کیوں کہ میں ہی ان کا عصبہ ہوں لہذا میں ہی انکا باپ ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے وہ بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر نسباً کوئی سید نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر چہ ہر مؤنث کی اولاد اپنی باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے اور میں انکا باپ ہوں۔

یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانے سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا اور کسی کو خواہ اہل بیت سے ہی کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے ۔ اب اگر اس عرف کی بناء پر کوئی صدیقی ، فاروقی ،علوی ،عباسی ، یا عثمانی ،خود کو سید کہے تو اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہوگا ، بلکہ صرف بنی فاطمہ کو ہی سید کہا جائے گا۔

لیکن اگر بنی فاطمہ کے سوا دوسرے اہل بیت اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگر چہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسب شریعت میں کوئی وعید نہیں ۔ البتہ اگر کوئی عثمانی ،علوی یا عباسی اپنے آپ کو سید کہلائے اور وہ یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے لئے شدید وعید ہے۔

کیونکہ مسلم شریف میں ارشاد نبوی ﷺ مذکور ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں میرا باپ ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں، ''اس پر جنت حرام ہے'' (الحدیث) یعنی وہ عذاب و سزا پائے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا۔

لہذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہ ہو اور اپنے آپ کو سید کہے تو چونکہ

عرف میں سید کا اطلاق بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا دعویٰ یہ ہوا کہ وہ بنی فاطمہ میں سے ہے حالانکہ خود جانتا ہے کہ وہ بنی فاطمہ میں سے نہیں۔ بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی شدید وعید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳) حضرت فاطمہ کی اولاد کے سوا سب کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے

سوال:۔ ظاہر ہے کہ شریعت حقہ میں نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب حضرت فاطمہ زہراءؓ سے ثابت کیا جاتا ہے اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہوسکتا ہے تو ایک سید لڑکی اور اور فاروقی یا صدیقی مرد سے اولاد پیدا ہو تو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے۔ مختار مسلک کیا ہے؟

الجواب:۔ حاکم اور طبرانی کی روایت میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ہر عورت کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے فاطمہ کے بچوں کے کہ ان کا ولی اور عصبہ میں ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے) ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسن اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی عنایت شرافت وعظمت کی وجہ سے ہوا ہے جو حضرت حسن اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سید ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، بلکہ باپ کا اعتبار ہوگا باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی اور باپ اگر صدیقی ہوگا تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(نسب کے ثبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کی اولاد کے عصبہ رسول اکرمؐ ہیں اور سید آل نبی ہونے کی نسبت ان کی طرف ہوگی۔ البتہ والد کی جگہ حضرت علی کا ہی نام ہوگا کیونکہ وہ والد ہیں۔ البتہ حضرت علی کی دوسری بیویوں سے ہونے والی اولاد کی نسب سید ہونے کی طرف نہیں ہوگی بلکہ وہ علوی کہلائیں گے)

باب الحضانة

(حق پرورش)

پرورش کے حق کا بیان

پرورش کے حق کا بیان

(۱) مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے اولاد کی پرورش کا حق رکھتی ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور طلاق کے بعد فوراً وہ اپنے ماں باپ کے ہاں چلی گئی، اور ایک لڑکا ساڑھے پانچ سال کا اور لڑکی سات سال کی اپنے شوہر کے پاس چھوڑ گئی۔ تین مہینے کے بعد اس نے بچوں کی پرورش کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا یہ دعویٰ درست ہے؟ اور اسے بچوں کی پرورش کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ پرورش کا حق ماں کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کے نامحرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور لڑکے کی پرورش کا حق سات سال کی عمر تک اور لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک ہے (جس کی تحدید (حد مقرر کرنا) نو برس سے کی گئی ہے ماں سے بچے لینے کا کسی کو حق نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (کذا فی سائر کتب الفقہ ،الدرالمختار وغیرہ)

(۲) ماں کے بعد نانی کو پرورش کا حق ہے پھوپھی کو نہیں

سوال:۔ عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا تو ایک بیوی اور لڑکا لڑکی نابالغ چھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد بچوں کی والدہ بھی فوت ہوگئی اور مرنے سے پہلے اس نے اپنی لڑکی اور لڑکا اپنی والدہ کے حوالے کر دیے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی بہن نے مال واسباب کی لالچ میں بچوں کو ان کی نانی سے چھین لیا۔ یہ چھیننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اب حق پرورش کسے حاصل ہے؟

الجواب:۔ والدہ کے بعد نابالغ بچوں کی پرورش کا حق نانی کو حاصل ہے۔ لہٰذا بچوں کی پھوپھی کو شرعاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان بچوں کو ان کی نانی سے زبردستی لے لے۔
(کذا فی الدرالمختار)

(۳) ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے نانا وغیرہ کو نہیں

سوال:۔ ایک لڑکی نابالغ ہے اس کی ماں نانی، دادی وغیرہ فوت ہو چکے ہیں اب، اس کی بہن، اور نانا، اور ایک خالہ زاد بہن اور ماموں اس کی پرورش کے دعویدار ہیں اب اس صورت میں حق پرورش کسے حاصل ہوگا۔ اور باپ بھی اس بچی کا زندہ ہے جو اس کی پرورش کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ والدہ کے بعد پرورش کا حق نانی اور پھر دادی کو حاصل ہے اگر نانی اور دادی نہیں ہیں تو پھر یہ حق سگی بہن کو حاصل ہے اس کے ہوتے ہوئے ماموں یا نانا کو کچھ حق حاصل نہیں ہے۔ اور ولایت اور شادی وغیرہ کا اختیار اس کے باپ کو حاصل ہے۔ **ھکذا فی کتب الفقہ**
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۴) پرورش کا حق ماں کو ہے نفقہ باپ کے ذمہ ہے بدچلنی کی وجہ سے ماں کا حق ساقط ہو جائے گا

سوال:۔ زید کی بیوی بدچلن ہے اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ دو لڑکے پانچ سال اور تین سال کے ہیں۔ پرورش کا ذمہ دار کون ہے اور ان کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟

الجواب:۔ پرورش کا حق بچوں کی ماں کو ہے لڑکے سات سال کی عمر تک اس کے پاس رہیں گے، نفقہ خرچ وغیرہ ان کے باپ کے ذمہ ہے۔ لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اگر نانی خالہ پھوپھی وغیرہ موجود نہیں تو پھر باپ ان بچوں کو لے سکتا ہے۔ (**کذافی البحر الرائق**)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵) بچے کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال:۔ بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر؟

الجواب:۔ دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے۔ یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلائے تو باپ کسی دودھ پلانے والی کو مقرر کر لے تا کہ وہ ماں کے پاس رہ کر بچے کو دودھ پلائے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچے کو دودھ پلانا ضروری ہے۔ (کذافی الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے

سوال:۔ پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے اور کس مدّت تک ہے؟

الجواب:۔ اگر خود اس بچے کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچ لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس موجود نہیں یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ کے ذمہ ہے (بصورت والد کے انتقال کے) باقی ترتیب کتب فقہ میں مذکور ہے (جو آگے آئے گی) قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ نفقہ ہے اس کے ذمہ پرورش کا خرچ بھی ہے۔ اور لڑکے کے لئے سات سال لڑکی کے لئے بلوغ تک خرچ دیا جائے۔

(۷) خالہ اور چچا میں سے حق پرورش خالہ کو ہے

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کے والدین مر چکے ہیں صرف خالہ اور چچا موجود ہیں اس صورت میں پرورش کا حق کس کو ہے

الجواب:۔ اس صورت میں پرورش کا حق خالہ کو ہے اور اس کے نکاح کا ولی اس لڑکی کا چچا ہے۔ (کذافی الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) ولدالزنا (زنا سے پیدا شدہ بچہ) کی پرورش گناہ نہیں

سوال:۔ ایک عورت سے زنا صادر ہوگیا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مرگئی اور اس لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا رہا، اب لوگ اعتراض کرتے ہیں تو نانا اس کی پرورش کرے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس لڑکی کی پرورش کرنا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے لہذا اس وجہ سے اس کی پرورش ترک کرنا، نانا کے لئے درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹) یتیم کی پرورش میں اس کے مال کی حفاظت کرنا

سوال:۔ زید کا انتقال ہوا اور وہ کافی دولت چھوڑ کر گیا ہے اس کی بیوی پہلے ہی فوت ہو چکی ہے، اب اس کے بچے کی پرورش پھوپھی کرتی ہے۔ اس کے مال کس طرح خرچ کرے۔ پھوپھی اس کے مال پر نظر رکھتی ہے اور اس کا بے دریغ استعمال بھی کرتی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں یتیم کے مال کی حفاظت کی بہت تاکید آئی ہے اور اس کے غصب کرنے یا بغیر حق خرچ کرنے سے ممانعت کی گئی ہے اگر پھوپھی بغیر حق کے اسے خرچ کرتی ہے اور اسے ذاتی مصارف میں استعمال کرتی ہے تو قیامت میں سخت عذاب کے لئے تیار رہے۔ ہاں اگر پھوپھی کا ذریعہ آمدنی نہیں اور اس کی پرورش اس کے محنت کرنے میں رکاوٹ ہے تو معمولی سا خرچ جو کھانے پینے کو کفایت کرے لے سکتی ہے۔

(۱۰) باپ کو بچی سے ملنے کی اجازت نہ دینا ظلم ہے

سوال:۔ زید اور اس کی بیوی کے درمیان طلاق ہوگئی ان کی ایک بچی بھی ہے جس کی عمر تقریباً پونے دو سال ہے اور جو اپنی ماں کے پاس اپنے نانا کے گھر ہے زید اپنی مطلقہ کو ایام عدت کا خرچ بھی دے چکا ہے نیز بچی کی پرورش کا خرچ بھی وہ بذریعہ منی آرڈر متعدد بار بھیج چکا ہے جو کہ بچی کی ماں وصول نہیں کرتی زید اپنی بچی سے ملنا چاہتا ہے جب کہ بچی کی ماں اور اس کے نانا بچی کو اپنے باپ سے قطعاً ملنے نہیں دیتے تو شریعت میں اس کے لئے کیا حکم ہے آیا زید اپنی بچی سے مل سکتا

ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ باپ اپنی بچی سے جب چاہئے مل سکتا ہے اس سے نہ ملنے دینا ظلم ہے غالباً ان کو یہ خطرہ ہوگا کہ باپ بچی کو نہ لے جائے اور ماں سے جدا نہ کر دے اگر ایسا اندیشہ ہوتو اس اندیشہ کا تدارک کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) بچوں کی پرورش کا حق

سوال:۔ میں نے اپنی بیوی کو بوجہ خلاف شرع کاموں کی مرتکب ہونے کے طلاق دے دی الفاظ یوں ادا کئے میں نے اپنی بیوی کو جو میرے نکاح میں ہے اس کو طلاق دی یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تھا کیا یہ طلاق ہوگئی ہے مجھے اپنی بیوی کا مہر کتنے دن کے اندر اندر ادا کرنا چاہئے میرے کم عمر بچے بچی ایک ڈھائی سال کی ایک ایک سال کی اسی کے پاس ہے وہ ان کو کتنے عرصہ تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے کیا مجھے ان بچیوں کا خرچہ دینا پڑے گا۔

الجواب:۔ آپ کی بیوی نکاح سے نکل گئی نکاح ٹوٹ گیا بیوی حرام ہوگئی اب دوبارہ رجوع یا تجدید نکاح کی کوئی صورت نہیں مہر واجب ہے جلد از جلد ادا کر دینا چاہئے لڑکیوں کو ماں اپنے پاس ان کے جوان ہونے تک (یعنی ۹ برس کی عمر تک) رکھ سکتی ہے البتہ اگر ماں کی اخلاقی حالت خراب ہو یا وہ بچیوں کے غیر محارم میں نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جائے گا پرورش کا خرچ ہر حال میں باپ کا ذمہ ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) بچہ سات سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اور لڑکی نو برس کی عمر تک

سوال:۔ طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

الجواب:۔ طلاق کے بعد بچہ سات سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس رہتا ہے اس کے بعد بچے کا والد اس کو لے سکتا ہے اور لڑکی نو برس کی ہونے تک والدہ کے پاس رہتی ہے نو برس کی ہونے کے بعد باپ اس کو لے سکتا ہے نکاح کرانے کا اختیار اسی کو ہے۔ فی زمانہ فتویٰ اسی پر ہے کہ باپ نو برس کی عمر میں بچی کو واپس لے لے۔ (ملخص)

(۱۳) بچہ کی تربیت کا حق والدہ کے لئے کب تک ہے

سوال:۔ میرا ایک بچہ ہے اس کی عمر پانچ برس کی ہے وہ اس کی ماں کے پاس ہے ماں کے اخلاق خراب ہیں اس بنا پر میں اس کو لے سکتا ہوں یا نہیں کیونکہ بچہ کے اخلاق خراب ہونے کا ڈر ہے تو گنجائش ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حضانت (پرورش کا حق) کا حق والدہ کے لئے ہے وہ اس کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے جب تک اس کو کھانے پینے پہننے اور ناپاکی رفع کرنے میں ماں کی ضرورت پڑے اور اس کی مدت لڑکے کے لئے سات برس اور بچی کے لئے نو برس ہے یا حیض آنے تک اگر خدانخواستہ ماں مرتد ہو جائے (نعوذ باللہ) یا بدچلن ہو یا پاگل ہو جائے یا بچہ کی غیر محرم کے ساتھ نکاح کر لے جس سے بچہ کی حفاظت نہ کر سکے تو والدہ کا حق پرورش باطل ہو جاتا ہے اور یہ حق اس کی نانی پڑنانی پھر دادی پڑدادی پھر بہنوں وغیرہا کے لئے ثابت ہو جاتا ہے مقدم حق داروں کے ہوتے ہوئے آپ کو لینے کا حق نہیں پہنچتا۔ (ہدایہ ج ۲ صفحہ ۴۱۴ درمختار شامی ج ۲ صفحہ ۸۷۳ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۵۴۱)

باب النّفقہ والسّکنیٰ

رہائش، نفقہ اور خرچ کا بیان

نفقہ اور خرچ کا بیان

(۱) شوہر کے ذمہ بیوی کا خرچ اور رہائش کا وجوب

سوال:۔ نکاح ہوجانے کے بعد شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا حقوق واجب ہوجاتے ہیں، مراد اس کی خبر گیری اور سہولت سے ہے کیا بیوی کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اور کیا اسے الگ رکھنا ضروری ہے؟

الجواب:۔ نکاح ہوتے ہی عورت شوہر کی ذمہ داری میں داخل ہوجاتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کے وہ حقوق جو اس کی حفاظت اور زندگی سے متعلق ہیں واجب ہوجاتے ہیں اس لئے شوہر کے ذمہ بیوی کے کھانے پینے کا خرچ پہننے کے کپڑے اور رہنے کے لئے ایک چار دیواری اور چھت جس میں صرف بیوی کی عمل داری ہو، دینا واجب ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن وسنت اور فقہ میں صراحتاً موجود ہے۔

(۲) جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال:۔ زید چار سال سے افریقہ چلا گیا ہے اور اپنی بیوی کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی بیوی کی خبر تک نہ لی، ناچار اس نے وکیل کی معرفت نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دوسو روپیہ بھیج دیا۔ اب سنا جارہا ہے کہ وہ وہاں بے راہ روی میں مبتلا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے وطن جانا ہی نہیں ہے۔ اب نہ وہ خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق. اس بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ بغیر شوہر کے

طلاق دیئے بیوی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی ،وہ نفقہ کے لئے عدالت سے رجوع کرے اور حکام اسے مجبور کریں کہ وہ اس کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دے دے۔ خود حاکم تفریق نہیں کراسکتا۔ کما فی سائر کتب الفقه و لا یفرق بینهما بعجزه عنها بانوا عها الثلاثه الخ الدرالمختار۔المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳) شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے

سوال:۔ شوہر ناراضگی کی بناء پر بیوی کا نفقہ بند کردے تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ وہ نان نفقہ دے یا جان چھوڑ دے۔ (کیونکہ جب امساک بالمعروف (اچھے طریقہ سے بیوی کو رکھنا) نہ رہے تو طلاق دینا ضروری ہے،اس کو لٹکانا درست نہیں)۔ (کمافی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۴) شوہر کی مرضی کے خلاف جب بیوی میکہ چلی جائے تو نفقہ کا حق باقی نہیں رہتا

سوال:۔ ایک عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا، ڈاکٹر سے آپریشن کیا تو اس کے صدمے سے دونوں شرم گاہوں کے سوراخ ایک ہی ہو گئے وہ شوہر کے کام کی نہیں رہی ،تو اس کے شوہر نے دوسرا نکاح کرلیا، یہ عورت اس دوسری بیوی سے بھی لڑی اور اپنا اور دوسری بیوی کا زیور لے کر میکہ چلی گئی اور کہتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کا خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کرے گا۔ یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر ہی خرچہ بھیج دیا کرے۔

الجواب:۔ جب وہ عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف اپنے شوہر کے گھر سے میکہ چلی گئی تو اس کا نفقہ ساقط ہو گیا۔ شوہر اگر اس کے وہاں رہتے ہوئے نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اور اگر دے دے تو یہ محض تبرع اور احسان ہے کچھ گناہ نہیں۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ شوہر کی نافرمان بیوی جو اس کی مرضی کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے اسے نفقہ نہیں ملے گا۔ الخ

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵) بیوی کا حق مکان ہے بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال: ۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور اس نے ہر ایک کو الگ مکان دیا ہوا ہے کچھ عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے۔ کیونکہ ایک کے پاس چھپر کی اور دوسری کے پاس پکی چھت ہے کیا شوہر کے ذمہ مکان بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ شوہر پر کوئی گناہ نہیں، حق سکونت ادا ہو گیا اب دوسری بیوی کو بدلنے کا حق نہیں اس کا حق یہ ہے کہ ایک گھر جس میں دوسری کا دخل نہ ہو اسے دے دیا جائے۔ (ہدایہ)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) شوہر بیوی کو نکال دے تو نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح طلاق کی عدت کا نفقہ اور جہیز کا سامان واپس دے گا

سوال: ۔ زید نے اپنی بیوی کو گھر سے اپنی مرضی سے نکال دیا اور اس کے گھر چھوڑ آیا اور ایک ماہ کا نفقہ دیا اور کہا کہ آئندہ بھی دیتا رہوں گا مگر اس کے بعد کچھ نہ دیا پھر بعد میں طلاق دے دی۔ تو کیا اب اس کی مطلقہ بیوی اس سے گزشتہ زمانے کا نفقہ، عدت کے زمانے کا اور جہیز وغیرہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر شوہر اپنی مرضی سے بیوی کو گھر سے نکال دے تو اس کا نفقہ دینا واجب ہے لیکن چونکہ اس نے نہیں دیا بلکہ بعد میں طلاق دے دی تو اب اس کی بیوی صرف اس سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اسی طرح جہیز چونکہ اسی کی ملکیت ہے وہ بھی لی سکتی ہے۔ گذشتہ زمانے کا نفقہ دینا اب اس کے شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔ ہاں اگر بخوشی دے دے تو دے سکتا ہے۔ (ھکذا فی کتب الفقہ۔ الدر المختار وغیرہ۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (یا پھر قاضی و عدالت کے حکم سے شوہر پر لاگو کیا جا سکتا ہے)

(۷) بیوہ کی عدت کا نفقہ

سوال: ۔ ایک عورت کا شوہر مر گیا ہے وہ اس کی عدت میں ہے۔ اب اس کا نفقہ کس پر واجب

ہے۔ کیا سسر اخراجات دے گا اور اگر دے تو بیوہ کے باقی ماندہ حقوق میں سے اس کی کٹوتی کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ اس کے اخراجات کسی کے ذمہ نہیں کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ عدت کا نفقہ نہیں۔ عورت کے سسر کے ذمہ بھی یہ اخراجات نہیں ہیں اگر وہ خرچ کرے گا تو تبرع اور احسان ہوگا جسے وہ اس کے باقی حقوق وراثت وغیرہ سے کاٹ نہیں سکتا۔ (لانفقةلمتوفی عنها زوجها۔هداية) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۸) مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر دے گا

سوال:۔ مطلقہ ثلاثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ واجب ہے۔ کما جاء فی الحدیث النبوی الشریف ۔ (ہدایہ)
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹) بیوی کو اپنے شوہر کے گھر رہنا واجب ہے، اگر انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کا مہر ادا کر دیا ہے لیکن وہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور شوہر کے گھر پر بھی آنے سے انکار کرتی ہے۔ اس صورت میں زید اپنی بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھ کر حقوق زوجیت کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زید کو بیشک یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو الگ مکان میں رکھے اور بیوی کے ذمہ اس کی اطاعت اور شوہر کے حقوق ادا کرنا لازم ہے ورنہ وہ عورت نافرمان اور ناشزہ ہے۔ فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر بیوی بلاوجہ شوہر کے گھر نہ جائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں رہتا۔ لا نفقة...... خارجة من بيته بغير حق وهى الناشرة حتى تعود الخ الدر المختار۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۰) بیوی شوہر کے ساتھ سفر پر جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا حکم کیا ہے؟

سوال:۔ بیوی اپنی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱) چھوٹے بچے کا نفقہ کس کے ذمہ ہے

سوال:۔ دو سالہ بچہ کا نفقہ کس سے وصول کیا جائے گا اور بچہ کی پرورش کا حق ماں وغیرہ کو کتنے عرصے تک ہے؟

الجواب:۔ اس کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے، حضانت کی مدت سات سال ہے۔ (الدر المختار باب النفقة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۲) نامرد کے ذمے بھی بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال:۔ ایک عنین (نامرد) شخص نے دھوکہ دے کر ایک لڑکی سے نکاح کر لیا اور پہلی تنہائی میں وہ اسے ہاتھ نہ لگا سکا، کیا، وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گی، یعنی اس سے وہ مہر اور نان نفقہ لے سکتی ہے اور اس کی وراثت میں حصہ پا سکتی ہے یا نہیں؟ اور علیٰحدگی کی صورت میں عدت لازم آتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نکاح صحیح ہے۔ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے اور خلوت کے بعد اگر علیٰحدگی ہو تو پورا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کی وراثت میں سے حصہ بھی ملے گا۔ (شامی میں ہے کہ نکاح صحیح کے بعد عورت کے اس کے ذمہ میں محبوس ہو جانے کے بعد شوہر پر مہر لازم ہے۔ باب النفقہ میں ہے کہ عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔ الخ)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۳) غائب غیر مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال: ۔ سلیمان کی شادی عائشہ سے ہوئی سلیمان ایک ماہ کے بعد افریقہ چلا گیا ستائیس برس گزر چکے ہیں اس نے کبھی افریقہ سے نان نفقہ نہیں بھیجا مگر افریقہ میں اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے۔ بیوی میں افریقہ جانے کی طاقت نہیں ہے۔ بیوی کا نفقہ کس کے ذمہ ہے اور بیوی کو اس صورت میں درسرا نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بغیر سلیمان کے طلاق دیئے اس کی بیوی عائشہ دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی۔ عائشہ کا نفقہ سلیمان کے ذمے واجب ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔) (اور اس سے نفقہ وصول کرنے کا کوئی طریقہ اختیار کر لیا جائے چاہے بذریعہ عدالت یا اس کی جائیداد وغیرہ سے نکالا جائے)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ ہے

سوال: ۔ زید کے دو بیٹے ہیں وہ ان سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ علیحدہ کر دو، شرعاً زید اور اس کی بیوی نادار ہیں۔ بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید اور اس کی بیوی کا ہے یا نہیں؟ بیٹے کہتے ہیں کہ یہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے ہماری کمائی میں آپ کا حصہ نہیں۔ کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ ماں باپ جب محتاج نادار اور ضعیف ہوں تو ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، لہذا دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر ضرورت پوشاک اور خوراک کے لئے ان کو دیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور حصہ لازم نہیں ہے۔ کما جاء فی الدر المختار و غیرہ من کتب الفقہ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵) بیوی شوہر کو اپنے گھر میں آنے سے نہیں روک سکتی

سوال: ۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو کہے کہ تجھے خدا کا واسطہ تو میرے پاس نہ آیا کر، یا اس گھر

میں مت آ۔ حالانکہ گھر شوہر کا ہے۔ تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ بیوی کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے۔ عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ شوہر کو اپنے پاس آنے سے روکے اسے ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶) بیوی کے جرم کی وجہ سے بغیر طلاق علیٰحدگی اختیار کرلے تب بھی نفقہ واجب ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو ایک غیر اخلاقی حرکت کرتے دیکھا تو اس نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا جس کو ایک سال گزر گیا کیا اس صورت میں بھی زید کے ذمہ مہر اور نفقہ دینا لازم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں بھی زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے کیونکہ خلوت صحیحہ کے بعد مہر شوہر کے ذمہ لازم اور مؤکد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ الدر المختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ فقط۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۷) بیوی جان کے خوف سے میکے میں رہے تو بھی نفقہ ملے گا

سوال:۔ ایک عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے میں جان کا خوف ہے تو کیا وہ اپنے شوہر سے علیٰحدہ رہ کر نان نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی حالت خوف اور مجبوری میں عورت اپنے شوہر سے گھر بیٹھے نفقہ لے سکتی ہے کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ (نافرمان) نہیں ہے اور اس کا اس مجبوری میں شوہر کے گھر نہ جانا نافرمانی اور نشوز نہیں ہوگا۔

شامی میں ہے کہ وہ عورت جس کے شوہر کی رہائش ملحدین کے علاقے میں ہو پھر وہ عورت جان کے خوف سے وہاں جانے سے رک جائے اور نفقہ طلب کرے تو میری رائے ہے کہ اسے نفقہ ملے گا...... اور اسی طرح فساد زمانہ کی بناء پر شوہر کو بیوی کو ساتھ سفر میں لے جانے کا حق نہیں رکھتا۔

اس صورت میں بھی فتویٰ اسی پر ہے کہ نفقہ عورت کو ملے گا۔ ملخص (فتاویٰ شامی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸) زچہ خانے کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال:۔ بچہ کی پیدائش پر جو مصارف زچہ خانے (میٹرنٹی ہوم) میں آتے ہیں وہ کس کے ذمے ہیں؟

الجواب:۔ یہ مصارف شوہر کے ذمہ واجب ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اور اولاد کا نفقہ ماں کے ذمے واجب ہے

سوال:۔ ننھی مریم کا باپ مر گیا ہے ایک چچازاد بھائی اور ماں موجود ہے، بچی کے نفقہ کے کفیل کون ہے؟ اور کس عمر تک ہے مریم ایسی قوم کی لڑکی جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنی محنت سے روٹی حاصل کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ باپ نہ وہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ان کی ماں کے ذمے ہے۔ شامی میں ماں کو دوسرے اقرباء سے زیادہ احق قرار دیا گیا ہے۔ باقی یہ نفقہ کی کفالت اسی وقت تک ہے جب تک وہ خود کوئی محنت نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا کود کسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی عمر تک واجب ہوگا شامی میں ہے خیر الرملی کا قول ہے کہ اگر عورت اپنی سلائی وغیرہ کی محنت سے مستغنی ہو سکے تو اس کا نفقہ اسی کی محنت اور کمائی میں واجب ہوگا الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰) نادار بہن کا نفقہ بھائیوں پر ہے

سوال:۔ زید کا انتقال ہوگیا۔ جس کی ایک لڑکی نابالغ ہے، اور لڑکی کا ایک سگا بھائی اور ایک اخیافی بھائی ہے۔ اب شریعت کی رو سے اس لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے؟

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ، اگر وہ محتاج ہے تو اس کا نفقہ بھائیوں پر بقدر وراثت واجب ہے۔ لہٰذا ان بھائیوں پر اس طرح کہ اخیافی بھائی پر چھٹا حصہ اور باقی عینی (سگے) بھائی پر واجب ہے (کیونکہ وراثت کا حساب بھی اسی طرح ہے جیسا کہ درمختار میں صراحت سے لکھا ہے۔ اور ولایت نکاح عصوبۃ کے اعتبار سے ہے لہٰذا نکاح کا ولی اس صورت میں سگا بھائی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱) نفقہ کی مقدار

سوال:۔ نان نفقہ کا نقدی مقدار ماہانہ اور سالانہ کتنی ہونی چاہئے۔ شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک و وسعت کے مطابق ہے۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا برادری جماعت کے مشورے سے طے ہو اور شوہر اسے تسلیم کرے۔ تو وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے۔ (جیسا کہ باب النفقہ شامی میں لکھا ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲) بیوہ عورت مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

سوال:۔ ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائیداد چھوڑ گیا ہے نقدی وغیرہ نہیں چھوڑی آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کے اپنا گزارہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی بات میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائیداد کی آمدنی آئے گی اس آمدنی سے گروی شدہ مکان چھڑا لیا جائے گا تو مکان گروی رکھ دیا جائے یا اگر مکان ایک سے زائد ہوں تب بھی ٹھیک ہے لیکن اگر مکان ایک ہی ہے تو مکان کو نہ فروخت کرے نہ گروی رکھے بلکہ جنگل کی زمین بقدر ضرورت فروخت کر دے یا گروی رکھ دے۔ فقط

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳) شوہر کے ذمے بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال:۔ میری بیمار بیوی کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا۔ جن لوگوں نے رقم خرچ کی ہے وہ مجھ سے اس کا تقاضا کررہے ہیں اور جس زمانہ میں میری بیوی بیمار رہی اس زمانے کا نفقہ بھی مانگ رہے ہیں۔ کیا جو رقم انہوں نے خرچ کی وہ میرے اوپر لازم ہے اور کیا اس زمانے کا نفقہ بھی؟

الجواب:۔ شوہر کے زمہ بیمار بیوی کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے۔ لہذا صورت مسئولہ جن لوگوں نے اس بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلے میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمے لازم نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا چہ جائے کہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہوجائے۔ جیسا کہ عالمگیری میں دوا وغیرہ کے خرچ کے وجوب کی نفی کی گئی ہے، البتہ اس زمانے کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ بیماری کے دنوں کا نفقہ شوہر کے ذمہ استحساناً واجب ہوگا الخ۔ (باب النفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۴) شوہر بیوی کو ہر قسم کی ملازمت سے روک سکتا ہے

سوال:۔ بیوی ملازمت کرنا چاہتی ہے اور شوہر اجازت نہیں دیتا، تو کیا اجازت کے بغیر ملازمت کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں بیوی کو ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔ (مفتی محمد انور)

(۲۵) خاوند کی تنخواہ پر بیوی کا حق ہے یا نہیں؟

سوال:۔ خاوند کی تنخواہ پر پہلا حق بیوی کا ہے یا والدین کا؟

الجواب:۔ تنخواہ کمانے والے کی ملکیت ہے، خاوند کے ذمہ بیوی کا نان نفقہ ہر حال میں واجب ہے خواہ بیوی مالدار ہو یا غریب والدین اور چھوٹے بھائی بہنوں کا خرچہ بھی لڑکے پر واجب ہے جب کہ وہ تنگ دست ہو۔

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ باپ جب غریب اور تنگدست ہو اور اس کے چھوٹے بچے محتاج

ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہو تو اس بیٹے کو اپنے باپ اور اور باپ کی چھوٹی اولاد کے نفقہ کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

غنی ذوی الارحا کا نفقہ شرعاً واجب نہیں۔لیکن پھر بھی والدین کی جانی و مالی خدمت بچوں پر اخلاقاً فرض ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۲۶) بلا عذر بیوی سے کب تک علیٰحدہ رہ سکتے ہیں

سوال:۔ حضرت عمرؓ نے جو یہ دستور بنایا تھا کہ مرد اپنی بیوی سے صرف چار ماہ علیٰحدہ رہ سکتا ہے کیا اس سے زیادہ اپنی بیوی سے علیٰحدہ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ائمہ میں سے کسی کا یہ مذہب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلا عذر چار ماہ سے زائد علیٰحدہ نہیں رہنا چاہئے، مالکیہ کے ہاں اگر بقصد اضرار اتنی مدت بیوی سے علیٰحدہ رہا تو وہ بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔(احکام القرآن ابن عربی،شامیہ وغیرہ) (مفتی عبدالستار)

باب الایمان والنذور

قسم کھانے اور نذر کرنے کے
مسائل کا بیان

قسم کھانے اور توڑنے کا بیان

(ا) قرآن پر حلف لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو ہاتھ میں لے کر کسی امر یا نہی کے فعل یا ترک مثلاً نماز روزے کی پابندی کرنے، نشہ کرنے اور جوا کھیلنے سے باز آنے پر قسم وعہد کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن ان حروف اور آواز کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگرچہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ یہ نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع، بلکہ یہ ترغیب الی الامر اور نہی عن المنکر ہے اس لئے اس پر قرآن سے عہد لینا جائز ہے۔

الجواب:۔ شامی میں اور ہندیہ میں مضمرات کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ ہمارے زمانے میں قسم ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہے اور یہی ہمارا اعتقاد ہے۔ محمد بن مقاتل رازی نے بھی کہا ہے کہ یہ قسم ہے اور اسی کو ہمارے جمہور مشائخ نے لیا ہے یہی قول اس لئے مؤید ہے کہ قرآن صفت الٰہی ہے جس پر قسم کھانا درست ہے جیسے اللہ کی عزت اور اس کے جلال کی قسم کھانا الخ۔

لہذا معلوم ہوا کہ قرآن پر حلف کرنا متعارف ہے اور ایسا ہی ہے جیسے " **بعزة الله وجلاله**" کہہ کر قسم کھانا۔ اس لئے اس کو شرک و بدعت کہنا درست نہیں ہے اور کسی سے گناہ چھوڑنے پر عہد کرانا عمدہ کام ہے۔ فقط

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲) ''قرآن کی قسم کھانا'' ایک وضاحت

سوال:۔ قرآن شریف کی قسم کھانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہ کھائے جیسے، نبی، قرآن، کعبہ وغیرہ کی قسم کھانا، کمال کہتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ قرآن پر حلف کرنا متعارف ہے اس لئے اس سے قسم منعقد ہو جائے گی۔ الخ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی قسم نہ کھانی چاہئے لیکن اگر کھائی تو قسم منعقد ہو جائے گی اور حانث ہونے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ قران کو غیر اللہ میں داخل نہ کیا جائے کیونکہ جب قرآن اللہ کے کلام کے معنی میں ہے کہ اس کا صفت ہونا ظاہر ہے اور صفات ''لا ھو ولا غیرہ'' ہیں۔ بعض کتب فقہ نے غیر اللہ کی مثال میں ذکر کیا وہ تحقیق پر مبنی نہیں۔ یا وہ اس بات پر مبنی ہے کہ اسے مصحف (یعنی کاغذ اور جلد وغیرہ) کے معنی میں لے کر قسم کھائی جائے۔ شامیؒ نے مطلب فی القرآن میں جو لکھا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (یعنی آج کل عام گفتگو میں جو کہا جاتا ہے کہ'' قرآن کی قسم'' میں ایسا نہیں کروں گا عام طور سے اس سے قرآن کی مصحف کی قسم مراد ہوتی ہے، اس کو فقہاء نے نادرست لکھا ہے۔ اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر اس کی عظمت اور صفت الٰہی ہونے کی وجہ سے قسم کھائی جاتی ہے۔ مرتب)

(۳) قسم ''اللہ تعالیٰ'' کی کھانی چاہئے

سوال:۔ قسم کس طرح کھانی چاہئے، مثلاً آئندہ زمانے میں کوئی کام نہیں کرنا تو اس پر قسم کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا ضروری ہے یا غیر اللہ کی قسم سے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔ بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی کھانی چاہئے غیر اللہ کی قسم کھانا حرام اور گناہ ہے اور اس سے قسم نہیں ہوتی۔ لیکن بعض شرطیہ الفاظ ہیں جن سے قسم منعقد ہو جاتی ہے (اور ان کا بیان آگے آ رہا ہے۔)

(۴) ایمان کی ''قسم'' کھانا کیسا ہے؟

سوال:۔ مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قسم اللہ تعالیٰ کی کھائی چاہئے اللہ کے سوا ایمان وغیرہ کی قسم نہ کھانی چاہئے۔

(۵) ''انشاء اللہ'' کے ساتھ قسم کھانا

سوال:۔ میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد کیا کہ میں انشاء اللہ آئندہ مرغ نہیں کھاؤں گی۔ اب مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آپ کے لئے مرغ کھانا جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی، یہ بہت اچھا کیا کہ انشاء اللہ اس کے ساتھ کہہ لیا۔ (جیسا کہ کتب فقہ الدر المختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ اگر قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیا تو قسم باطل ہو جاتی ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶) نابالغ بچے کا قرآن پر حلف کرنا غیر معتبر ہے

سوال:۔ ایک نابالغ بچے یا بچی نے قرآن پر حلف کیا کہ آئندہ وہ فلاں گناہ کا کام نہیں کرے گا پھر اس نے وہ کام کر لیا تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور قرآن اٹھانے پر گناہ ہوگا یا نہیں یا جس نے اس سے قرآن اٹھوایا وہ گنہگار ہوگا؟

الجواب:۔ بچے کا قرآن اٹھانا اس کی قسم کھانا غیر معتبر ہے۔ قرآن اٹھانے یا اٹھوانے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ وہ بچہ یا بچی اگر وہ کام پھر کر لے تو کفارہ وغیرہ نہیں لازم ہوگا۔

(۷) کلمہ پڑھ کر عہد کرنے سے قسم ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ کسی نے اس طور سے قسم کھائی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' خدا گواہ ہے ''اگر میں یہ کام کروں تو رسول اللہ کی شفاعت سے نا امید ہو جاؤں۔'' پھر وہ اس کام کی مرتکب ہو گئی تو اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ ان الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا مگر اس میں گناہ ہے لہذا توبہ واستغفار کرے۔

(درمختار کتاب الایمان میں شفاعت سے بری ہونے کی قسم کے لئے لکھا ہے کہ یہ قسم نہیں

اور اس کے خلاف کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا، اسی طرح خدا کو گواہ کر کے قسم کھانے کے بعد خلاف کرنے سے استغفار ہے کفارہ نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸) دوسرے کو قسم دی کہ اللہ کی قسم ''تمہیں یہ کام کرنے ہے'' کا کیا حکم ہے

سوال:۔ الف نے ''ب'' کو کہا کہ اللہ کی قسم! تمہیں یہ کام کرنا ہے اور پھر ''ب'' نے یہ کام نہیں کیا تو اب الف حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ الف حانث ہوگی۔ (کیونکہ اس نے قسم کھائی ہے اور جب بات پوری نہیں ہوئی تو حنث (قسم کو توڑنا) لازم آئے گا۔ اور درمختار میں لکھا ہے کہ اس طرح کی قسم کھانے پر حانث ہونے سے کفارہ لازم آئے گا۔ (کتاب الایمان)

(۹) ''اگر میں جاؤں تو خنزیر کھاؤں'' قسم ہے یا نہیں؟

سوال:۔ کسی نے اپنے چچا سے ناراضگی اختیار کر لی تھی اب چچا نے منانا چاہا تو اس نے کہا اگر میں جاؤں (چچا کے ساتھ) تو خنزیر کھاؤ۔ اور اب اگر چچا کا کہنا مان لے تو قسم کے بارے میں کیا کرے؟

الجواب:۔ یہ قسم نہیں ہوئی مگر اس طرح یہ بات کہنے کا گناہ ہوگا۔ شامی میں ہے اگر کوئی کہے کہ اگر میں اس طرح کروں تو میں خنزیر کھاؤں تو یہ شخص قسم کھانے والا نہیں۔ الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰) فلاں کام کروں تو خدا کے دیدار اور شفاعت نبوی ﷺ سے محروم ہو جاؤں

سوال:۔ کسی نے یہ عہد کیا کہ اگر میں فلاں برے کام کو کروں تو خدا کے دیدار اور شفاعت نبوی ﷺ سے محروم ہو جاؤں وہ مجھے نصیب نہ ہو (العیاذ باللہ) اور کہا کہ دونوں جہاں میں میرا چہرہ کالا ہو۔ اب کچھ عرصے بعد اس نے وہی کام کیا اب اس کی قسم کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار کتاب الایمان میں ہے کہ ''انا بریٔ من الشفاعۃ'' قسم نہیں ہے الخ لہٰذا مذکورہ الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور اس کام کے کرنے کی وجہ سے اس پر کفارہ واجب نہ

ہوگا آئندہ اس قدم کے الفاظ کہنے سے احتراز واجتناب کرنا چاہیے اور سچے دل سے اس بری کام سے توبہ کرنے چاہئے۔ آئندہ اس فعل سے بچنا چاہئے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) ''اگر میں نے فلاں چیز چرائی ہوتو مجھ پر ہزار روزے فرض ہوں''

سوال:۔ ایک شخص نے دوسرے کا کچھ مال چرالیا اور پوچھ گچھ پر اس کو قسم دلائی گئی کہ کہہ ''اگر میں نے چرایا ہے تو مجھ پر ہزار روزے فرض ہوں یا واجب ہوں'' اس نے یہ قسم کھالی۔ شریعت کے مطابق روزے واجب ہوں گے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر وہ یہ کہے کہ آئندہ میں اگر چراؤں تو مجھ پر ہزار روزے واجب ہوں؟

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں روزے فرض ہوجائیں گے۔ (جیسا کہ الاشباہ والنظائر اور الدر المختار کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے)۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲) ''اگر ایسا کروں تو اپنے باپ کی نہیں'' کہنا قسم نہیں

سوال:۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ اگر میں آپ کے (شوہر کے) گھر جاؤں تو اپنے باپ کی بلکہ کسی بھنگی سے ہوں۔ اس کے بعد اگر چلی جائے تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے۔ جانا درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳) یہ کہنا ''ایسا کروں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں'' قسم ہے

سوال:۔ کسی نے یہ نذر کی کہ اگر فلاں چیز لوں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں اور اب وہ اس پر قائم ہے کہ وہ چیز لے لے تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر اس نے اس کام کو کرلیا جس کے چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑا دے اگر یہ نہ ہوسکے تو تین دن مسلسل روزے رکھے (کما جاء فی القران) اور آئندہ ایسی قسم نہ کھائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴) ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا

سوال:۔ چالیس پچاس آدمیوں نے قسم کھائی کہ ہفتہ ہفتہ کو اناج جمع کریں گے اور اسے فروخت کرکے روپیہ جمع کیا جائے گا اور جب کوئی عزیز مرے گا تو اس کی تجہیز وتکفین کریں گے اور سال بھر میں جس قدر روپیہ جمع ہو تو گیارھویں کے موسم میں بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کی جائے اس بات پر قسم کھانا اور اصرار کرنا کیسا ہے اور کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس بات پر قسم دینا اور قسم کھانا حرام ہے اور ایسی قسم کھانا بھی حرام ہے ایسی قسم کو توڑ دینا ضروری ہے، ایسی قسم پر اصرار کرنا جائز نہیں ہے اور کفارہ دینا لازم ہوگا۔ (تفصیل کتب فقہ میں مذکورہ ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵) کسی بھی وجہ سے قسم کے خلاف کیا تو کفارہ ہوگا

سوال:۔ کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ وہاں کھانا کھاؤں گی لیکن اس کی والدہ اسے مجبور کر کے لے گئی اور وہاں کھانا بھی کھلایا اب آئندہ عمر میں وہاں جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور گنہگار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم ہوگیا۔ اب آئندہ وہاں جانا درست ہے اور بغیر کسی کفارہ کے جا سکتی ہے اس صورت میں گناہ کچھ نہ ہوا۔ کسی وجہ سے یا کسی مجبوری سے قسم توڑی جائے تو کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (ملخص مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) ”ایسا کروں تو کلام اللہ کی مار پڑے“ کہنا قسم ہے

سوال:۔ کسی نے قرآن مجید پر حلف اٹھایا کہ اگر میں نے نماز ترک کی، جھوٹ بولا، یا غیبت کروں تو ہم کو ”کلام اللہ کی مار پڑے“ ہم قرآن اٹھا کر عہد کرتے ہیں کہ یہ کام آئندہ نہ کریں گے۔ اب اگر اس سے خلاف عہد کوئی کام ہوگیا تو اس کا کوئی کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اب اسکو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ اگر ان افعال میں سے کچھ کرلیا تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷) کفارۂ قسم کتنا ہے؟ اور کیا تھوڑا تھوڑا ادا کرنا صحیح ہے؟

سوال:۔ کفارہ قسم کیا ہے؟ اور اگر کوئی شخص کفارہ اس طرح ادا کرے کہ آج کچھ دیا اور تھوڑا ہفتہ دو ہفتہ کے بعد مساکین کو دیا تو کیا کفارہ ادا ہو جائے گا؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں قسم کا کفارہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاً غلام آزاد کرے اگر میسر نہ ہو تو دو وقت دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یا تین روزے رکھے۔ کھانا ایک مسکین کو بھی دس دن تک دونوں وقت کھلایا جا سکتا ہے یا نقد دے دے۔ اور تھوڑا تھوڑا کر کے دینا بھی درست ہے بشرطیکہ دس مسکینوں کو پہنچ جائے یا یہ کہ ایک مسکین کو دس دن کھلا دیا جائے یا نقد دے دیا جائے۔

(ملخص۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۱۸) مالدار کا کفارہ میں روزے رکھنا کافی نہیں

سوال:۔ قسم کے کفارے میں مالدار شخص روزے رکھ لے تو کفارہ ادا ہو گا یا نہیں؟

الجواب:۔ کفارہ اس کا ادا نہ ہو گا۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لئے دس مسکینوں کو کھلانے کی استطاعت مفقود (موجود نہ ہونا) ہونا ضروری ہے اور مالدار میں یہ استطاعت موجود ہے لہٰذا مساکین کو کھانا کھلانا ہی ضروری ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) ماں کے کہنے سے قسم توڑنا

سوال:۔ کسی نے غصہ میں قسم کھائی کہ کپڑے کی اچکن نہیں پہنوں گا۔ اب وہ نہ پہنے تو ماں کو رنج ہو گا۔ وہ کہتی ہیں کہ اچکن پہن لو۔ کیا کریں؟

الجواب:۔ اس شخص کو اچکن پہن لینی چاہئے اور والدہ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے۔ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی قسم والدہ کے کہنے پر توڑ دینی چاہئیں کیونکہ ان کی اچھے کاموں میں اطاعت ضروری ہے۔ (ملخص)

(۲۰) ''ایسا کروں تو دین وایمان سے خارج ہو جاؤں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کام نہ کروں گی اگر کیا تو دین وایمان سے خارج ہو جاؤں اور اگر اب وہ کام کرے گی تو مسلمان رہے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کام کو کرنے سے کافر نہ ہوگی البتہ قسم کا کفارہ لازم ہے (اور ایسا کرنے سے آئندہ گریز کرے اور ایسا کہنا گناہ ہے اس لئے توبہ واستغفار بھی کرے مرتب) اس طرح کہنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

(۲۱) غصہ میں بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک خاتون نے غصہ کی حالت میں قسم کھائی کہ اگر تم نے مجھ سے مذاق کیا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ اگر بات کرے گی تو کیا ہوگا؟ کیونکہ قسم اس نے غصہ میں کھائی تھی؟

الجواب:۔ قسم غصہ میں کھائی جائے یا بغیر غصہ کے، دونوں صورتوں میں منعقد ہو جائے گی اور قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہو جائے گا اس لئے اگر اس سے بات کر لی تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا۔

(۲۲) مسلمان سے قطع تعلق کی قسم توڑ دینی چاہئے

سوال:۔ بہن بھائی، یا ماں بیٹے یا دو دوستوں یا سہیلیوں یا رشتہ داروں میں کسی قسم کا تنازعہ ہو جائے اور شدت اتنی بڑھی کہ کوئی ایک آپس میں نہ ملنے اور بات نہ کرنے کی قسم کھالے اور بعد میں دوسرا فریق نادم ہو کر ملنا چاہے یا بات کرنا چاہے تو قسم کھانے والے پر کیا لازم ہے؟ کیونکہ پہلا فریق اپنی غلطی پر اللہ کے سامنے بھی نادم ہے اور توبہ کرتا ہے؟

الجواب:۔ جب دوسرا فریق اپنی غلطی پر نادم ہے اور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا قصور معاف ہو گیا۔ ''کما جاء فی الحدیث'' گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں (الحدیث) تو اب فریق اول کو چاہئے کہ وہ اپنی خطا فریق ثانی سے معاف کرائے اور قسم کھانے والے فریق کو چاہئے کہ جب وہ توبہ کرے تو اس کا قصور معاف کر دیں

کیونکہ جب حق تعالیٰ بندہ کے ہر قسم کے گناہ معاف فرماتا ہے تو بندوں کو بھی چاہئے کہ اگر کسی شخص سے کچھ قصور ہو جائے اور وہ نادم ہو کر قصور معاف کرائے تو اس کا قصور معاف کر دیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، درگذر کو لازم پکڑ اور اچھائی کا حکم کر اور جاہلوں سے اعراض کر۔ (الآیۃ) لہٰذا قسم کھانے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی قسم کا لحاظ نہ کریں قسم کو توڑ دیں اور اس کا کفارہ دے دیں اور اپنے رشتہ داروں، اولادوں، بہن بھائیوں اور دوستوں سے شریعت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات چیت اور تعلقات کو پھر سے قائم کر لیں۔ (ملخص ۔ مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۳) ''یہ کام کروں تو میری کو ماں کو طلاق ہے''، قسم نہیں ہے

سوال:۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں رواج ہے کہ بعض لوگ قسم کھاتے وقت اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر میں فلاں بات کروں یا کام کروں تو میری ماں پر طلاق ہے، حالانکہ ماں کو طلاق دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیا یہ قسم ہے اور اس کے خلاف کرنے پر شریعت میں کوئی مؤاخذہ یا کفارہ وغیرہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ کچھ کفارہ لازم آتا ہے اور ایسا کہنا جائز نہیں ہے ایسا کہنے والے کو اس سے توبہ کرنی ضروری ہے (کیونکہ یہ بیہودہ اور گناہ والے الفاظ ہیں جن سے والدہ کی گستاخی ہوتی ہے) اور اگر صرف یہ ہی جملہ کہا ہے تو قسم نہیں ہوئی لیکن اگر اس کے ساتھ صحیح قسم بھی کھائی ہو تو خلاف کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا۔
(ملخص ۔ مفتی عزیز الرحمنؒ و مفتی ظفیر الدین)

(۲۴) طلاق کی قسم سے بچنے کی آسانی صورت

سوال:۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ زید سے بات کروں تو بیوی کو تین طلاق ہو جائیں شریعت میں کوئی آسان تدبیر ہے کہ وہ زید سے بات بھی کرے اور اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہو؟

الجواب:۔ الدر المختار کی کتاب الایمان میں ہے کہ کلام اور گفتگو صرف زبان سے ہوتی ہے اس لئے اشارے سے اور لکھ کر بات کرنے سے حانث نہ ہوگا الخ لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ اس سے اشارے سے یا لکھ کر بات چیت کرے زبان سے نہ کرے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(کتب فقہ میں ایک اور حیلہ لکھا ہے کہ تین طلاق سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی کو ایک طلاق بائن دے کر اسے چھوڑ دے حتیٰ کہ اس کی عدت گذر جائے اور پھر یہ اس شخص سے بات چیت کر لے اس سے بیوی کو مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بیوی اب محل طلاق (منکوحہ) نہ رہی اور ایک مرتبہ قسم کے خلاف کرنے سے قسم بھی ختم ہو جائے گی پھر یہ دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کر لے۔ نئے مہر کے ساتھ۔ یہ حیلہ خصوصاً اس صورت میں زیادہ فائدہ مند ہے جب کوئی شخص اپنی بیوی یا کسی قریبی عزیز کے بارے میں اس طرح کی کوئی قسم کھالے۔ مرتب)

(۲۵) قسم کھائی کہ فلاں دن ضرور قرضہ ادا کردوں گی اگر اس سے پہلے ادا کر دیا تو حانث نہیں

سوال:۔ ایک عورت نے قسم کھائی کہ فلاں کا قرضہ فلاں تاریخ تک ضروری ادا کردوں گی، لیکن اس نے اس تاریخ سے پہلے ہی ادا کر دیا تو اب وہ حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مہینے کے پہلے دن فلاں کا قرض ادا کر دے گا تو اس نے اگر اس سے پہلے ادا کر دیا یا اس نے بری کر دیا یا قرض خواہ مر گیا تو قسم ساقط ہو جائے گی۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶) دل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک عورت نے دل میں قسم کھائی کہ فلاں عورت سے بات نہیں کرے گی لیکن بعد میں اس نے بات کر لی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب تک زبان سے قسم کے الفاظ کہہ کر قسم نہ توڑے اس پر کفارہ نہیں آتا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کس قسم کا رکن الفاظ کا استعمال ہے۔ الخ (الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۷) قسم کھانے کے بعد اس سے استثناء یا ردوبدل جائز نہیں

سوال:۔ زاہدہ اور خالدہ نے آپس میں قسم کھائی کہ ایک دوسرے کا کہنا مانا کریں گی۔ کچھ دن

کے بعد زید نے کہا کہ خالدہ تم مجھے اجازت دے دو کہ اگر تم نے قسم توڑ دی اور میرا کہنا نہ مانا تو پھر مجھ پر بھی کہنا ماننے کی ذمہ داری نہیں ہوگی، اب خالدہ قسم توڑ چکی ہے تو اگر اب زاہدہ بھی اس کا کہنا نہ مانے تو حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زاہدہ حانث ہو جائے گی (یعنی اگر وہ بھی خالدہ کا کہنا نہ مانے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا) کیونکہ پہلے جو آپس میں حلف ہوا بعد میں اس میں کچھ استثناء نہیں ہوسکتا۔ (جیسا کہ شامی میں ہے کہ اگر قسم کے فوراً بعد انشاء اللہ کہہ دے یا فوراً کوئی استثناء کردے تو قسم باطل ہے اور استثناء درست ہے لیکن اگر بعد میں استثناء کی یا انشاء اللہ کہا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۸) کھانا کھانے کی قسم کھائی پھر دودھ پینے سے حانث نہ ہوگی

سوال:۔ کسی نے رات کو سوتے وقت غصہ میں آکر اپنی بہن کے ہاتھ میں کھانا دیکھ کر کہا کہ ''خدا کی قسم آج میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔ اس کے بعد اس کی بہن دودھ سے بھرا گلاس لے آئی اور سخت عاجزی سے کہا کہ تم نے اگر کھانے کے لئے قسم کھائی ہے تو خیر یہ دودھ پی جاؤ تو اس کے کہنے کی وجہ سے اس نے دودھ پی لیا۔ اب یہ بتائیں کہ دودھ غذا میں داخل ہے اور اسے پینے کی وجہ سے قسم ٹوٹے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں دودھ پینے سے وہ عورت حانث نہ ہوگی۔ (جیسا کہ شامیہ میں بحر الرائق کے حوالے سے مروی ہے کہ اگر کسی نے دودھ نہ پینے کی قسم کھائی اور روٹی یا کھجور کھالی ..... تو حانث نہ ہوگا) اس لئے صورت مذکورہ میں بھی علت ظاہر ہے اور حانث نہ ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۹) قسم کھانے کا کیا حکم ہے

سوال:۔ قسم کھانا یا حلف اٹھانا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اللہ کی قسم کھانا اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو جائز ہے بلا ضرورت قسم کھانا اچھا

نہیں ہے۔ (تکیہ کلامی کی عادت بھی قسم سے بن جاتی ہے اور بات بات میں قسم کھائی جاتی ہے اگر چہ یہ قسم نہیں ہوتی لیکن اس عادت سے جان چھڑا لینا اچھا ہے) شامی میں ہے کہ اللہ کی قسم کھانا مکروہ نہیں ہے لیکن اس کی کثرت سے اس کا کم ہونا اچھا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۰) غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم

سوال:۔ غیر اللہ کی قسم کھانا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں۔ دلیل سے بیان کریں

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے پس جو شخص قسم کھائے تو اللہ کی کھائے ورنہ چپ رہے۔ (متفق علیہ) ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت ملحوظ ہوتی ہے اور عظمت کاملہ حقیقۃً صرف اللہ کو ہی ہے کسی دوسرے کی اس میں شرکت نہیں۔ بالکل یہی بات مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں ملا علی قاریؒ نے تحریر فرمائی ہے۔

اور اصل بات اس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرما دینا ہی ممانعت کی کافی دلیل ہے۔ فقط (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۱) جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم

سوال:۔ جھوٹی قسم کھانے والے کا کیا حکم ہے؟ ہمارے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور جھوٹی قسم کا کفارہ حج ہے یا مسکینوں کو کھانا کھلانا؟

الجواب:۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے، جھوٹی قسم کھانے والا شخص فاسق ہے اور جھوٹی گواہی دینے والے پر تو بہت ہی سخت وعید وارد ہوئی ہے قرآن کریم میں شرک کے ساتھ اور اس کے برابر ذکر کیا گیا ہے "ارشاد ہے" اور جھوٹی بات (قسم) سے اجتناب کرو اور اللہ کے تابعدار بنو شریک مت کرو الآیۃ (سورۃ الحج) اور بہت سی احادیث میں بھی یوں ہی آیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ "بڑے بڑے گناہ، شرک، والدین کی نافرمانی قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں۔ (بخاری) اور ایک روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ "جھوٹی گواہی" کے الفاظ آئے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر ذلیل وخوار ہو جاتا ہے یہ کسی نص سے ثابت نہیں ہے۔ جھوٹی قسم جو گزشتہ کسی معاملے پر ہو اس میں کفارہ نہیں ہے صرف سچی توبہ سے گناہ معاف ہو جائے گا۔ اور آئندہ بات پر قسم کھانا کہ اللہ کی قسم میں یہ کام کروں گا یا کبھی نہ کروں گا'' اور پھر اس کے خلاف کرے تو اس میں کفارہ ہے۔ اس قسم کا نام یمین منعقدہ اور جھوٹی قسم جو گذشتہ معاملے پر ہو اس کا نام ''یمین غموس'' ہے۔ (ملخص)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) کون سی قسم میں کفارہ لازم آتا ہے اور کس میں نہیں آتا

سوال:۔ سنا ہے کہ قسم کی کئی قسمیں ہیں کفارہ کون سی قسم میں لازم آتا ہے؟

الجواب:۔ قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔

اول۔ یہ کہ گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا حالانکہ اس نے کیا تھا محض الزام کو ٹالنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی یا مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ فلاں آدمی نے یہ جرم کیا ہے حالانکہ اس بے چارے نے نہیں کیا تھا محض اس پر الزام دھرنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی ایسی جھوٹی قسم ''یمین غموس'' کہلاتی ہے اور یہ سخت گناہ کبیرہ ہے اس کا وبال بڑا سخت ہے اللہ تعالیٰ سے دن رات توبہ واستغفار کرے اور معافی مانگے یہی اس کا کفارہ ہے اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں۔

دوم۔ یہ کہ گزشتہ واقعہ پر بے علمی کی وجہ سے جھوٹی قسم کھالے مثلاً قسم کھا کر کہا کہ زید آ گیا ہے حالانکہ زید نہیں آیا تھا مگر اس کو دھوکہ ہوا اور اس نے یہ سمجھ کر کہ واقعی زید آ گیا ہے جھوٹی قسم کھائی اس پر بھی کفارہ نہیں اور اس کو یمین لغو کہتے ہیں۔

سوم۔ یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے اور پھر قسم کو توڑ ڈالے اس کو ''یمین منعدہ'' کہتے ہیں ایسی قسم توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا بلا رکھے قسم اٹھانا

سوال:۔ الف نے قرآن پاک کی موجودگی میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا ب نے قرآن پاک کی غیر موجودگی میں قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ کیا ان دونوں قسموں میں کوئی فرق ہے؟

الجواب:۔ کوئی فرق نہیں قران پاک کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

لفظ ''بخدا'' یا ''واللہ'' کے ساتھ قسم ہو جائے گی

سوال:۔ میں نے ایک کاروبار شروع کیا اور میں نے اپنے ایک دوست سے باتوں، باتوں میں بے اختیاری طور پر یہ کہہ دیا کہ بخدا اگر مجھے اس کاروبار میں نقصان ہوا تو میں یہ کاروبار بند کر دوں گا میرا قسم کھانے کا ارادہ نہیں تھا لیکن غلطی سے میرے منہ سے بخدا کا لفظ نکل گیا مجھے کاروبار میں نقصان ہوا ہے لیکن میں نے یہ کاروبار بند نہیں کیا ہے لیکن میں نے قسم توڑ دی ہے؟ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ نیز کیا ''واللہ'' کہنے سے قسم ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ لفظ ''بخدا'' کہنے قسم ہوگئی اور چونکہ آپ نے قسم توڑ دی اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو مرتبہ کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ''واللہ'' کہنے سے بھی قسم ہو جاتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) جھوٹی قسم اٹھانا سخت گناہ ہے کفارہ اس کا توبہ ہے

سوال:۔ آج سے تقریباً ۱۷ سال پہلے میں نویں، یا دسویں جماعت کا امتحان دے رہی تھی امتحان کے سلسلے میں مجھے سٹی کورٹ جانا پڑا اور وہاں پر حلف نامہ بھرا تھا امتحان دینے کے سلسلے میں اور مجھے یاد نہیں کہ اس حلف نامہ میں کیا لکھا تھا آیا کہ حلف نامہ میں صحیح باتیں لکھوائی تھیں یا غلط یاد نہیں؟

ابھی تقریباً دو ماہ ہوئے میں نے نیا شناختی کارڈ بنوایا ہے شناختی کارڈ کے فارم میں ایک جگہ حلف نامہ ہے جس میں لکھا ہے کہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے یا نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ نہیں بنوایا ہے حالانکہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے اس لحاظ سے حلف نامہ میں غلط بیانی سے کام لیا اس لحاظ سے

جو غلطی میں نے کی اس کا بعد میں خیال آیا اب مجھے یہ بتائیے کہ میں اپنی غلطی کس طرح سے دور کروں چونکہ مجھے حلف نامہ کی اہمیت کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا۔

الجواب:۔ جھوٹی قسم اٹھانا بہت سخت گناہ ہے اس سے خوب ندامت کے ساتھ توبہ کرنا چاہئے یہی اس کا کفارہ ہے۔

(۳۶) جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ اگر کوئی شخص جذباتی ہو کر غصے میں یا جان بوجھ کر قرآن کی قسم کھالے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟

الجواب:۔ جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اس کا کفارہ توبہ واستغفار ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گا اور پھر قسم توڑی تو دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے اگر نہیں کھلا سکتا تو تین دن کے روزے رکھے۔

(۳۷) نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں

سوال:۔ تقریباً دس بارہ سال کی عمر میں میں نے قسم توڑی تھی آیا اس کا کفارہ مجھ پر لازم آتا ہے؟

الجواب:۔ نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں پس اگر آپ قسم کھاتے وقت نابالغ تھیں تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں اور اگر بالغ تھیں (کیونکہ بارہ سال کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے) تو کفارہ ادا کیجئے۔ (ایضاً)

(مختلف قسمیں جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے)

(۳۸) قسم خواہ کسی کے مجبور کرنے پر کھائی ہو کفارہ ادا کرنا ہوگا

سوال:۔ اگر کوئی شخص قصداً یا مجبوراً قرآن شریف اٹھا کر قسم کھالے کہ میں ایسی غلطی نہیں

کروں گا اور یہ قسم وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر کھاتا ہے تو کیا اس قسم کو توڑنے کے لئے کفارہ ادا کرنا پڑے گا یا کوئی اور طریقہ ہے؟

الجواب:۔ قسم ''خواہ از خود کھائی ہو یا کسی کے مجبور کرنے سے اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے اور وہ ہے دس محتاجوں کو۔ دو وقتہ کھانا کھلانا اگر اتنی ہمت نہ ہو تو تین دن لگاتار روزے رکھے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) قسم توڑنے کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہوتا ہے

سوال:۔ میں نے قسم کھائی ڈیڑھ سال تک چائے نہیں پیوں گی لیکن کچھ عرصہ بعد میں نے ریڈیو پروگرام میں پوچھا کہ میری یہ قسم کس طرح ختم ہوسکتی ہے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ۶۰ غریبوں کی دعوت کریں یا ۳ روزے رکھیں تو میں نے ۳ روزے رکھے اور اس کے بعد چائے پینا شروع کردی تو کیا یہ میری قسم ٹوٹ گئی یا مجھے پھر ۶۰ غریبوں کی دعوت کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد لازم آتا ہے آپ نے جب قسم توڑ دی تب کفارہ لازم آیا قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

(۴۰) بیٹے کو گھر سے نکالنے کی قسم توڑنا شرعاً واجب ہے

سوال:۔ زاہد کو اس کا والد گھر سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے مگر زاہد کہتا ہے کہ میں اپنی ماں اور بہن بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتا زاہد کی والدہ کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور وہ صرف قرآن مجید اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا میرے گھر کے کسی افراد سے کوئی تعلق رکھے گا تو میں گھر کو چھوڑ جاؤں گا اب مجبوراً زاہد کو گھر چھوڑنا پڑا اب جس سلسلہ میں زاہد کی والدہ کو گھر سے نکالا گیا اس میں سراسر قصور زاہد کے والد ہی کا تھا وہ کچھ جذباتی اور جلد غصہ میں آنے والے شخص ہیں برادری کے باقی لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ قصور زاہد کے والد ہی کا ہے جب کہ زاہد معصوم ہے اور زاہد کے والد وہمی ہیں اب زاہد چاہتا ہے کہ اپنی والدہ سے مل لیا کرے مگر اس طرح اس کے والد کی قسم جھوٹی ہوتی ہے آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ اس کا کیا حل ہوسکتا ہے آیا زاہد اپنے گھر پھر واپس جا سکے گا یا کم از کم اپنی والدہ سے ملاقات کرلے گا؟

الجواب:۔ زاہد کے والد کی قسم غلط ہے اور ایسی قسم کا توڑ دینا از روئے حدیث واجب ہے اس لئے زائد کو چاہئے کہ وہ اپنی ماں اور بہن بھائیوں سے ملے اور زاہد کا باپ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(۴۱) شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو شادی کر کے کفارہ ادا کرے

سوال:۔ مسئلہ یہ ہے کہ زاہدہ نے قرآن شریف پر غصہ کی حالت میں ہاتھ رکھ کر بلکہ قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی کہ میں اس لڑکے سے شادی نہیں کروں گی مگر بعد میں اس غلطی پشیمانی ہوئی کیا اس کا کفارہ ہے؟

الجواب:۔ نکاح کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

(۴۲) قرآن پر ہاتھ رکھ کر کھائی ہوئی محبت کرنے کی قسم کا کفارہ

سوال:۔ ایک لڑکی نے مجھ سے محبت کی تھی میں بھی اسے بے انتہا چاہتا تھا لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میں اس کو چاہتا ہوں لہذا ایک مرتبہ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ تم قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم مجھ سے ہمیشہ محبت کرتے رہو گے بہر حال میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اور پھر اس نے بھی مجھے اپنی محبت کا یقین دلانے کے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ مرتے دم تک میں تم سے محبت کرتی رہوں گی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس لڑکی کی شادی کسی اور جگہ ہوگئی اور پھر لڑکی نے شادی کے بعد مجھ سے نفرت کا اظہار کیا جس کی وجہ سے میرا دل بھی اس کی طرف سے ہٹ گیا لہذا اب آپ یہ تحریر کر دیں کہ میں قسم کے کفارہ کو کس طرح ادا کروں جب کہ میں پانچ وقت کی نماز کا پابند بھی ہوں اور خدا سے میں معافی کا طالب گار بھی ہوں؟

الجواب:۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ''ناجائز محبت'' نفرت سے بدل گئی دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں یا صدقہ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گیہوں) یا نقد قیمت ہر مسکین کو دے دیں اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں اور خدا تعالیٰ سے استغفار بھی کریں۔

(۴۳) ماموں زاد بھائی سے بہن رہنے کی قسم کھائی تو اب اس سے شادی کیسے کریں؟

سوال:۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے نہایت مجبوری کے تحت اپنے ماموں زاد بھائی کے سامنے یہ قسم کھائی تھی کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہاری بہن ہوں اور بہن بن کر رہوں گی اور بہن کے تمام حقوق پورے کروں گی۔'' یہ بات کئی سال پہلے کی ہے اب میں ڈاکٹر بن چکی ہوں اور وہ بھی ڈاکٹر ہے میرے ماں باپ میری شادی اس سے کرنا چاہتے ہیں میں سخت پریشان ہوں کیونکہ میں قسم توڑنا چاہتی ہوں آپ یہ بتائیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ اور آپ یہ بھی بتادیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا بہت سخت گناہ ہوگا؟ مجھ پر قیامت کے دن عذاب ہوگا؟

الجواب:۔ آپ پر قسم توڑنے کا کوئی گناہ نہیں آپ ماموں زاد سے شادی کرکے قسم توڑ دیں اس کے بعد کفارہ ادا کریں۔

(کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی)

(۴۴) تمہیں خدا کی قسم کہنے سے قسم لازم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک شخص نے مجھ سے اپنا کام کرانے کے لئے بہت زور ڈالا اور اللہ کی قسم دی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہے لیکن میں نے اس شخص کا کام نہیں کیا اب میں پریشان ہوں کہ میں نے باوجود اس کے قسم دلانے کے اس کا کام نہیں کیا کیا مجھے اس شخص نے جو اللہ کی قسم دلائی تھی اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا جب کہ میں نے اپنی زبان سے اللہ کی قسم نہیں کھائی؟

الجواب:۔ صرف دوسرے کے کہنے سے کہ تمہیں اللہ کی قسم ہے قسم لازم نہیں ہوتی جب تک اس کے کہنے پر خود قسم نہ کھائے پس اگر آپ نے خود قسم نہیں کھائی تھی تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی تو کفارہ لازم ہے۔

(۴۵) بچوں کی قسم گناہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے

سوال:۔ میری بیوی اور سالی میں ایک بہت ہی معمولی بات پر جھگڑا ہو گیا اس دوران غصہ کی حالت میں میری بیوی نے میرے بچوں کی قسم کھائی کہ آئندہ میں اپنے میکے نہیں جاؤں گی (جب کہ میرے دو ہی بچے ہیں) اب وہ اپنی قسم پر پشیمان ہے اور اپنے میکے جانا چاہتی ہے آپ بتائیں اس قسم کا کتاب وسنت کی رو سے کیا کفارہ ہوگا اور وہ کس طرح ادا کیا جائے تاکہ یہ قسم ختم ہو جائے اور وہ دوبارہ اپنی میکے جانا شروع کر دے؟

الجواب:۔ بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے اس سے توبہ کی جائے اور یہ قسم لازم نہیں ہوتی اور نہ اس کے کفارے کی ضرورت ہے۔

(۴۶) تمہیں میری قسم ''یا دودھ نہیں بخشوں گی'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:۔ محترم میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ماں اپنے بیٹے کو یہ کہے کہ تمہیں میری قسم ہے اگر تم فلاں کام کرو یا یہ کہے کہ اگر تم نے یہ کام کیا میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اور بیٹا اس قسم کو توڑ دیتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب:۔ ''تمہیں میری قسم'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی اسی طرح ''دودھ نہیں بخشوگی'' کے لفظ سے بھی قسم نہیں ہوتی اس لئے اگر اس شخص نے اپنی والدہ کے حکم کے خلاف کیا تو قسم نہیں ٹوٹی نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے البتہ اس کو اپنی والدہ کی نافرمانی کا گناہ ہوگا بشرطیکہ والدہ نے جائز بات کہی ہو۔

(۴۷) قرآن مجید کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوئی

سوال:۔ میں اپنی بیوی کو کچھ رقم دیتا ہوں رقم دینے میں کچھ تاخیر ہو گئی میری بیوی نے غصہ میں آ کر کہا آئندہ میں آپ سے پیسے نہیں مانگوں گی سامنے قرآن پڑا ہے (اشارہ کر کے) اور قرآن شریف سامنے موجود تھا آیا یہ قسم ہو گئی اور اگر اس قسم کو میری بیوی توڑ دے تو کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

الجواب:۔ قرآن کریم کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی۔

باب النذر

(نذر اور منّت کا بیان)

(۱) منت اور نذر کسے کہتے ہیں؟

سوال:۔ نذر کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟ اس کا مسنون طریقہ کیا ہے۔
الجواب:۔ نذر، اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے ذمے کوئی عبادت کا کام واجب کرنے کو کہتے ہیں۔ چاہے مطلق ہو یا کسی شرط کے ساتھ معلق کیا جائے، حکم یہ ہے کہ اس کا پورا کرنا واجب ہے۔
نذر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:
مثلاً اگر میرا فلاں کام ہو گیا، یا بیمار کو شفاء ہو گئی تو میں اللہ کے واسطے اس قدر روپیہ وغیرہ صدقہ کروں گی یا گائے یا بکری وغیرہ اللہ کے نام پر ذبح کروں گی اور محتاجوں کو کھلاؤں گی، یا اس قدر روزے رکھوں گی، یا کہے اتنی نفلیں پڑھوں گی وغیرہ۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے) نذر صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے جائز ہے۔

(۲) نذر کی شرائط اور اس کا حکم

سوال:۔ کیا نذر ماننے کی شرائط بھی ہیں یا ہر قسم کی نذر ماننا جائز ہے؟ مثلاً تبلیغ کے لئے تعزیہ نکالنے، یا تعزیہ پر رقم چڑھانے، چادر چڑھانے یا میلاد کرانے کی نذر کرنا وغیرہ۔
الجواب:۔ نذر کے واجب الایفاء ہونے (نذر پوری کرنے کے) کے لئے یہ شرط ہے کہ

اس کی جنس سے کوئی واجب مقصود(۱) بالذات ہونا چاہئے جیسے کہ روزہ یا نماز کی نذر۔ تو ایسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کوئی شخص شرط سے معلق یا مطلق نذر کرے اور اس نذر کی جس سے کوئی واجب ہو اور عبادت مقصودہ ہو تو اگر شرط پائی جائے گی تو نذر کرنے والے پر لازم ہوگی جیسا کہ روزہ وغیرہ۔ اور وہ نذر لازم نہیں ہوگی جس کی جنس سے (اس جیسا) کوئی فرض اسلامی عبادت نہ ہو جیسے مریض کی عیادت، جنازے کے ساتھ جانے یا مسجد میں داخل ہونے کی نذر پوری کرنا لازم نہیں ہے (کیونکہ یہ خود عبادت مقصودہ نہیں ہیں)۔ الخ

اس لئے اگر ایسی چیز کی منت مانی گئی جس کی جنس سے کوئی واجب عبادت نہیں تو نذر کا ایفاء (نذر کو پورا کرنا) واجب نہ ہوگا۔

اور تعزیہ وغیرہ یہ سب بدعت امور ہیں جس کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو ہماری دین میں کوئی عمل ایجاد کرے جو دین سے نہیں تو وہ عمل مردود ہے (مشکوٰۃ) اس قسم کے افعال سے تبلیغ کا ہونا ہی پہلے غلط ہے۔ اور اگر اس سے ایسا ہوتا بھی ہو تو اسلام ایسی چیزوں سے بے نیاز ہے کیونکہ حق بلند اور غالب ہوتا ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں ہوسکتی، البتہ مسلمان کو یہ لازم ہے کہ تعزیہ داری اور اس کی رسموں کی تردید و تقبیح (رد اور قباحت بیان کریں) کریں اور اس کو احداث فی الدین (دین میں نئی بات یعنی بدعت) اور بدعت ثابت کرے تا کہ یہ بدعت گل ہو جائے یہ نہیں کہ ایک بدعت کر کے دوسری بدعت کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ (اسلام کی تبلیغ کے لئے بدعت نہیں بلکہ سنت کا احیاء (زندہ کرنا) ضروری ہے اور اسی سے تبلیغ اسلام ہوسکتی ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳) شیرینی بانٹنے کی نذر اور اس کا حکم

سوال: ۔ کسی خاتون نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اس قدر شیرینی تقسیم کروں گی، کام پورا ہونے کے بعد اب وہ شیرینی ہی تقسیم کرے یا اس کے بدلے تیل یا اور کچھ مسجد میں بھی دے سکتی ہے؟

الجواب: ۔ شیرینی بانٹنا ہی ضروری نہیں ہے (کیونکہ مقصود رقم کا اللہ کے لئے اخراج وصدقہ

(۱) یعنی جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے اس کی جنس شریعت میں موجود ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ جنس بذات خود شریعت میں عبادت مقصودہ (فرض وواجب) بھی ہو۔ جیسا کہ نماز وروزہ۔ تب جا کر نذر کرنے والے پر نذر لازم ہوگی۔ (مرتب)

ہے) اس لئے فقراء و مساکین کو وہ رقم صدقہ کر سکتا ہے۔ البتہ مسجد میں اس رقم سے خرید کر کوئی چیز نہ دے۔ کیونکہ نذر واجب التصدیق (صدقہ کرنا واجب) ہے اور یہ فقراء کا حق ہے مسجد پر خرچ کرنا درست نہ ہوگا۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ و مفتی ظفیر الدین)

(۴) نذر پوری نہ ہوئی تو نذر میں کہی ہوئی رقم کا کیا کریں؟

سوال:۔ ایک شخص کی والدہ بیمار تھی اس نے نذر مانی کہ میں اللہ کے واسطے مسجد میں اتنی رقم دوں گا جب کہ اس کی والدہ تندرست ہوئے بغیر انتقال کر گئی اب وہ یہ روپیہ مسجد میں دے یا برادری کو کھلا دے؟

الجواب:۔ یہ رقم اللہ واسطے دینا بہتر ہے خواہ مسجد میں دے یا محتاجوں کو دے اس میں ثواب ملتا ہے مگر برادری کی روٹی میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس کا ثواب بھی نہیں ہے۔ (کیونکہ ردالمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صورت میں رقم خرچ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن ایصال ثواب کی نیت سے غریبوں کو دے دینا یا مسجد میں لگا دینا بہتر ہے۔ (ملخص)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مفتی ظفیر الدین)

(۵) منت کا گوشت وغیرہ صدقہ ہوگا خود کھانا درست نہیں

سوال:۔ کسی نے مصیبت میں نذر مانی کہ ”اے اللہ اگر اس مصیبت سے مجھ کو نجات دے تو تیرے نام کا ایک بکرا ذبح کروں گا یا کچھ روپیہ کی شیرینی تقسیم کروں گا۔ کام پورا ہو گیا اب بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت مسکینوں کو تقسیم کر دیں یا خود بھی کھا سکتے ہیں؟ جب کہ مالدار بھی ہیں۔

الجواب:۔ یہ گوشت وغیرہ محتاجوں کو دینا ضروری ہے (کیونکہ نذر ”واجبُ التصدّق“ (صدقہ کرنا واجب) ہوتی ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) جس چیز کی نذر مانی ہے اس کی قیمت دینا بھی صحیح ہے

سوال:۔ زینب نے نذر مانی کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ایک گائے صدقہ کروں گی، لڑکا پیدا

ہو گیا۔ اس نے گائے کی قیمت تھوڑی تھوڑی کر کے فقراء، ومساکین کو دے دی کیا زینب نذر سے بری الذمہ ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ قیمت ادا کرنے سے زینب بری الذمہ ہوگئی اور جس مدت میں چاہے اس کی قیمت ادا کر دینا درست ہے البتہ ادائیگی کے وقت جو قیمت ہو وہ صدقہ کرنی چاہئے۔ (ردالمحتار" مطلب فی احکام النذر" کی عبارت کا یہی مفہوم ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(نیز یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً متعین زمین، زیورات، مکان، دکان، وغیرہ نذر میں دینے کی نیت کرے تو اس وقت بھی اس کی قیمت دینا درست ہوگا۔ مرتب)

(۷) تاریخ سے پہلے بھی نذر کرنا جائز ہے

سوال:۔ کسی نے اگر یہ نذر مانی کہ میں اتنا دودھ (یا کوئی اور چیز) فلاں تاریخ کو ہر ماہ خیرات کر دیا کروں گی تو کیا اس تاریخ سے پہلے اگر ادا کر دیا تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مقررہ تاریخ سے پہلے بھی خیرات کر دینا درست ہے۔ (جیسا کہ کتاب الایمان شامی میں لکھا ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) نذر میں جگہ کی تخصیص (مخصوص کرنا) یا چیز کی تخصیص نہیں

سوال:۔ کسی نے مسجد میں بتاشے تقسیم کرنے کی نذر مانی، یا کسی خاص شہر کے فقراء کو کچھ دینے کی نذر مانی۔ یہ نذر ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر تو ہوگئی لیکن اس میں مسجد کی تخصیص یا بتاشے کی تخصیص یا کسی خاص شہر کے فقراء کی تخصیص ضروری نہیں بلکہ، بتاشے کہیں بھی اور کسی بھی جگہ فقراء کو تقسیم کئے جا سکتے ہیں (نذر کی چیز مالداروں کو دینا جائز نہیں ہے۔ (کمافی الدرالمختار والشامی وغیرہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹) چرس یا کسی اور حرام چیز کی نذر جائز نہیں

سوال:۔ میری پھوپھی بیمار تھی لوگوں نے ان سے کہا کہ سائیں سہیلی بابا کی زیارت کو جانا اور

چرس نذر کرنا۔ اب خدا کے فضل سے میری پھوپھی صحت یاب ہوگئی ہیں اور اب اس زیارت مذکور پر بطور سیاحت جانا چاہتی ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے کہ چرس ہی نذر کرے، یا نقد روپیہ یا کچھ بھی نہیں؟

الجواب:۔ چرس کی نذر کرنا صحیح نہیں ہے، چرس (یا کوئی بھی حرام چیز) کی نذر کرنا گناہ ہے ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی، لہذا نہ تو چرس دینا لازم ہے نہ نقد اور نہ ہی کچھ اور چیز دینا۔ ویسے تبرعاً اگر ان بزرگ کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی محتاج کو نقد یا کھانا وغیرہ صدقہ کردیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر چرس وغیرہ نہ دیں۔

چونکہ نذر میں ایک شرط یہ بھی ہے: جس چیز کی نذر کی ہے وہ قربت مقصودہ (مقصودی عبادت) میں سے ہو مثلاً نماز، روزہ، حج، صدقہ وغیرہ اس لئے کسی دوسری بات مثلاً عیادت مریض، جنازہ کے ساتھ چلنے وضو کرنے، مسجد میں داخل ہونے، قرآن چھونے اور اذان دینے تک کی نذر کرنا بھی درست نہیں ہے۔ کما فی الشامیہ فی احکام النذر۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمٰن۔ مفتی ظفیر الدین)

(۱۰) چھ مہینے مسلسل روزے رکھنے کی نذر کی تو لازم ہو جائے گی

سوال:۔ ھندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہوگیا تو ہندہ نے نذر مانی کہ وہ تندرست ہوگیا تو چھ ماہ مسلسل روزے رکھے گی، اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو تندرستی عطا فرمادی۔ تو ہندہ نذر پوری کرنے میں تاخیر کرتی رہی حتی کہ اب وہ خود سخت بیمار ہے۔ نذر کیسے پوری کرے۔

الجواب:۔ ہندہ کو چاہئے کہ وہ اپنی صحت کا انتظار کرے، صحت کے بعد نذر کے روزے رکھے اگر صحت اچھی نہ ہو تو فدیہ دینے کی وصیت کردے کہ اس کے ورثہ اس کے مال میں سے فدیہ ادا کردیں ایک روزے کا فدیہ فطرے کے برابر ہوتا ہے۔ زندگی میں فدیہ دینا درست نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہوں گے، تندرست ہوگئی تو پھر روزے رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا کرنا لازم ہے۔ (کما فی الشامیہ وغیرھا من کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) ”نذر مانی کہ ایسا ہو جائے تو قرآن خوانی کراؤں گی“

سوال:۔ کسی نے یہ نذر مانی کہ میرے بچے کو بیماری سے آرام آجائے تو دس حافظوں سے

ایک قرآن ختم کراؤں گی اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گی، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر لازم نہیں ہوئی۔ (کیونکہ نذر قربت مقصودہ یا عبادات واجبہ کی جنس سے نہیں، ایسی نذر لازم نہیں ہوتی کمافی الدرالمختار وغیرہ)

(۱۲) امام حسینؓ کے نام کی نیاز کا حکم

سوال:۔ ایک عورت نے اللہ کے واسطے اس طرح نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے نیاز کروں گی اور ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں گی اب اس کے ہاں بیٹا ہو گیا اب وہ چاہتی ہے کہ یہ نذر کر کے ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچائیں۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے، کیونکہ مخلوق کے لئے نذر کرنا حرام ہونے پر اجماع ہے (کمافی الشامی) لہٰذا امام حسینؓ کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہ ہوا، آئندہ بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو نذر اللہ تعالیٰ کے واسطے کی جائے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہئے اور اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہیں کرنی چاہئے لہٰذا یہ نذر جو سائل نے کی ہے اس میں غیر اللہ سے تقرب کا شائبہ معلوم ہوتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہئے، نذر خاص اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔ اور نذر جب خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تب لازم ہوتی ہے اور اس کا مصرف فقراء اور مساکین ہیں۔

یہ طریقہ جو سائلہ نے نذر کا سمجھا یا جس طرح جہلاء اور مبتدعین میں رواج بنتا جا رہا ہے وہ خلاف شرع ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳) چادر چڑھنے کی نذر درست نہیں ہے

سوال:۔ کسی نے نذر مانی کہ بغداد میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک غلاف چڑھاؤں گی۔ اب اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر اب یہ عورت اس چادر کی قیمت کے برابر روپیہ حضرت جیلانیؒ کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں خرچ کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ یہ نذر لازم نہیں ہے اور اس کا پورا کرنا درست بھی نہیں ہے اگر وہ **خاتون** اس قدر روپیہ کسی مصرف خیر میں صرف کر کے اس کا ثواب حضرت پیران پیر جیلانی کو پہنچا دے تو یہ جائز ہے۔ حدیث میں ہے۔ گناہ کے کام کی نذر پوری نہیں کیا جائے گی اور نہ وہ جو بندے کی ملک وطاقت میں نہیں (مسلم شریف) ایک اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کوئی نذر (منت) نہیں ہوتی (مشکوۃ۔ کتاب الایمان والنذور)

(چونکہ قبروں پر چادر چڑھانا گناہ کا کام ہے اس لئے یہ نذر پوری کرنا لازم نہیں ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴) نذر کے روزے کی نیت رات سے ہی کرنا اور نذر کے لئے زبان سے الفاظ کہنا ضروری ہیں

سوال: ۔ فدوی نے جمعہ کی شب کسی قسم کی دعا مانگی اور اس کے ساتھ یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا۔ وہ کام پورا ہو گیا، اور نذر کا روزہ صبح ۹ بجے کے قریب یاد آیا اسی وقت روزے کی نیت کر لی تو دن میں نیت کرنے سے روزہ ہوا یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر محض دل میں یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا تو یہ نذر نہیں ہے نذر اس وقت ہوتی ہے کہ زبان سے یہ کہے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے ایک روزہ رکھوں گا۔ بہرحال نذر کے الفاظ اگر آپ نے زبان سے کہے تھے تو یہ نذر مطلق ہے اس میں رات سے نیت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دن میں نیت کرنے سے روزہ نذر کا ادا نہ ہوگا۔ اور اگر زبان سے کچھ نہیں کہا محض نیت دل میں اور روزے کا ارادہ کیا ہے تو وہ نفلی روزہ ہے اس کی نیت دن میں بھی دوپہر سے پہلے پہلے ہو سکتی ہے۔ (جیسا کہ فتاویٰ شامی کتاب الصوم میں مذکور ہے)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

نذر کے متفرق مسائل

(۱۵) نذر لغیر اللہ کی ایک صورت کی وضاحت

سوال:۔ اگر کوئی بکرا پالے اور کہے کہ میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گا یعنی پیر صاحب کے نام کا کھانا کھلاؤں گا یہ کھانا حلال ہوگا یا حرام؟

الجواب:۔ اگر اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اس بکرے کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب حضرت پیر صاحب کی روح پر فتوح کو پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور ذبح کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نام پر اس کا کھانا فقراء کے لئے درست ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر صاحب کے نام پر بطور تقرب (یعنی اس کی روح کو خوش کرنے اور ان کا قرب چاہنے کے لئے) ذبح کرتا ہے تو جائز نہیں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(فتاویٰ شامی میں اس بارے میں علامہ نے لکھا ہے کہ وہ نذر جو مردوں کے لئے بہت سے عوام کے طرف سے کی جاتی ہے اور جو شمعیں تیل، روپے وغیرہ اولیاء کے مزارات کی نذر کئے جاتے ہیں ان کی خوشنودی کے لئے تو وہ بالاجماع حرام اور باطل ہے جب تک کہ انہیں محض فقراء کے لئے خرچ کرنے کا قصد نہ کیا جائے۔ علامہ اس کی وجوہات لکھتے ہیں کہ ..... ایک تو یہ کہ یہ مخلوق کے لئے نذر کی گئی ہے اور مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ بھی میت ہے اور میت مالک نہیں بن سکتی۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اگر اس شخص کا گمان یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ مردے بھی امور (دنیاوی کاموں میں) متصرف ہیں (خود ان کا عمل دخل بھی ہے) تو یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (شامی)

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر نذر لغیر اللہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر میں کسی کا ایصال ثواب پکارنا (جیسے نذر اللہ نیاز فلاں کہنا) جائز ہے۔ بلکہ صحیح صورت وہی ہے جو حضرت مفتی اعظمؒ ہند نے اوپر تحریر فرمائی۔ (مرتب)

(۱۶) جانور بازاروں یا قبرستانوں میں چھوڑنا

سوال:۔ بعض لوگ کسی منت یا نذر کی بناء پر گائے بکرے، دنبے یا کالی مرغی بازاروں، کھیتوں، قبرستانوں میں چھوڑ دیتے ہیں کبھی مزارات میں چھوڑ جاتے ہیں۔ اس جانور کو متبرک یا کسی اہل مزار کا سمجھ کر لوگ ہاتھ نہیں لگاتے، ایسے جانور کا چھوڑنا، کیا حکم رکھتا ہے کیا اسے دوسرے لوگ کھا سکتے ہیں؟

الجواب:۔ اس طرح نذر نہیں ہوتی بلکہ ایسا جانور، چھوڑنے والی کی ملکیت ہی رہتا ہے وہ خود جسے اجازت دے وہ کھا سکتا ہے۔ (کیونکہ جانور چھوڑنا نہ واجب ہے نہ عبادت مقصودہ ہے اس لئے نذر نہیں ہوتی۔) (مفتی عزیز الرحمنؒ مفتی ظفیر الدین)

(۱۷) مسجد میں نذر کی چیزیں یا صدقہ بھیجنا

سوال:۔ بعض جگہ جمعہ کے دن اور بعض جگہ جمعرات کے دن مساجد میں شیرینی، چینی، بتاشے وغیرہ، بعض جگہ تیل وغیرہ مسجدوں میں بھیجنے کا معمول ہے بعض لوگ منت مان کر بھی مسجد میں بھیج دیتے ہیں، کبھی مسجد کے منبر پر یا کبھی کھڑکیوں اور طاق میں رکھ دیتے ہیں یا امام ومؤذن کے ہاں بھیج دیتے ہیں، ایسی چیزوں کو امام ومؤذن یا دوسرے لوگ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نذر ومنت کی چیز مسجد میں بھیجی گئیں تو انکا کھانا مالداروں کو درست نہیں ہے، صرف فقراء (غریب) کھا سکتے ہیں اسی طرح امام ومؤذن اگر فقیر اور شرعاً مستحق ہوں تو انہیں بھی یہ چیزیں دی جا سکتی ہیں۔ یا مسجد میں بھیجنے والے مرد وعورت یہ تصریح کر دیں کہ یہ چیزیں نذر نہیں ہیں بلکہ مسجد کے لئے ہیں تو ان کی قیمت مسجد کی ضروریات میں لگانا درست ہے نذر، منت، صدقہ وغیرہ مسجد میں نہیں بھیجنا چاہئے بلکہ فقراء اور مستحقین کو دینی چاہئے۔

(۱۸) اپنے نفع میں سے اتنا خیرات کروں گا، نذر نہیں ہے

سوال:۔ میرے شوہر ایک تاجر ہیں، انہوں نے یہ کہا کہ میری تجارت میں ہمیشہ جو نفع ہوگا اس میں سے میں پانچ فیصد خیرات کرتا رہوں گا، حالانکہ وہ پہلے بھی خوب مصارف خیر میں خرچ کیا

کرتے تھے، اب بتائیے کہ یہ صورت نذر کی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ صورت نذر کی نہیں ہے کیونکہ اس میں نذر کی تعریف صادق نہیں آتی لہذا جن مصارف میں پہلے آپ کے شوہر خرچ کرتے تھے اب بھی کر سکتے ہیں۔

(۱۹) فلاں کام ہو گیا تو پانچ لاکھ درود پڑھوں گی

سوال:۔ زینب نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں پانچ لاکھ درود شریف پڑھوں گی اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کو بخشوں گی۔ اب وہ کام پورا ہو گیا ہے اور زینب بعض مسائل کی وجہ سے اتنی بڑی تعداد کو پڑھنے سے قاصر ہے تو کیا کرے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ہر روز اتنا درود پڑھنے کی نذر کی تو ایک قول کے مطابق نذر ہے اور ایک قول کے مطابق نہیں ہے الخ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کی تعداد کا نذر میں لازم ہو جانے میں اختلاف ہے لیکن راجح یہ ہے کہ نذر لازم ہے لہذا جہاں تک ہو سکے مذکورہ مقدار پوری کرنے کی کوشش کرے مثلاً ایک ہزار روز پڑھے گی تو پانچ ماہ میں ایک لاکھ ہو جائے گا۔ اسی طرح جس قدر پڑھ سکے اس کا حساب لکھتی رہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۰) نذر مانی مگر پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا

سوال:۔ ایک لڑکے نے امتحان میں پاس ہونے کی شرط پر یہ نذر مانی کہ پاس ہو گیا تو بتیس ہزار نفلیں پڑھوں گا پاس ہونے کے بعد اس نے نوافل شروع بھی کر دی تھیں لیکن وہ صرف ایک ماہ بعد انتقال کر گیا، اس کی نذر ساقط ہو گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر مرنے والا وصیت کر جاتا اور مال بھی اس کا ہوتا تو اس کے ورثاء پر ان نمازوں کا فدیہ دینا اس کے مال میں سے واجب ہوتا لیکن جب اس نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر فدیہ دینا لازم نہیں ہے۔ (جیسا کہ کتب فقہ درمختار وغیرہ فائتہ نمازوں کے بارے میں فدیہ ادا کرنے اور اس کی وصیت نہ کرنے پر ورثاء کو لازم نہ ہونا مرقوم (لکھا ہوا) ہے۔م)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱) روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی منت مانی مگر مفلس ہے

سوال:۔ میرے شوہر نے نذر مانی کہ اگر میں اپنی بیماری سے شفایاب ہو جاؤں تو اے اللہ تیرے رسول ﷺ کے روضہ پر آؤں گا اور بیت اللہ کا حج کروں گا اب وہ تندرست ہیں لیکن بیماری میں تمام روپیہ ختم ہو گیا اب سخت مفلس ہیں کیا کریں؟

الجواب:۔ روضۂ انور ﷺ پر جانے کی نذر تو صحیح نہیں ہوئی کیونکہ اس کی جنس سے کوئی عبادت واجبہ موجود نہیں، البتہ حج کی نذر درست ہوگئی جس وقت استطاعت ہو جائے حج کر لے۔ درمختار میں ہے کہ اگر اس کے پاس کچھ مال وغیرہ نہ ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا جیسے کسی نے ایک ہزار حج کرنے کی نذر مانی تو صرف زندگی کے بقیہ سالوں میں اس پر ہر سال حج واجب ہوگا یا کسی نے تیس حج کی نذر مانی تو اس کی عمر کے برابر حج واجب ہوں گے۔ یعنی اپنی زندگی کی بقیہ سالوں میں حج کرے گا باب مناسک میں گذر چکا ہے کہ اس پر تمام نذر لازم ہوگی اور زندگی کے بقیہ سالوں میں حج کرنا واجب ہوگا اور بقیہ حج پورے کروانا بھی، فتح القدیر میں ہے کہ حق بات یہ ہے کہ تمام حج واجب ہو جائیں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۲) گیارھویں کی منت ماننا، جھنڈا پنجہ اٹھانا اور ان کی منت کا حکم

سوال:۔ ماہ محرم میں اماموں کے پنجے اور ولیوں کے نام کا جھنڈا کھڑا کرنا اور ان کے پاس نذر و منت کی اشیاء لے جا کر منت ماننا وغیرہ کا حکم کیا ہے اور اگر کوئی شخص کسی کام پر منت مانے اور کہے کہ اگر یہ کام ہو گیا تو میں گیارھویں کی نیاز دلاؤں گا یا کہے ان کے نام کی دلدل چڑھاؤں گا۔ کیا یہ نذر کرنا جائز ہے۔ اور اس سے نذر لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اماموں کا پنجہ بٹھانا، ولیوں اور اماموں کے نام کا جھنڈا کھڑا کرنا ان کو نذر و نیاز چڑھانا اور منت ماننا اور ان کو متصرف جان کر ان سے حاجات مانگنا اور ان کا طواف و سجدہ کرنا یہ سب افعال شرکیہ اور کفریہ ہیں اور موجودہ حالت میں وہ "انصاب" میں داخل ہیں۔ اسی طرح گیارھویں بدعت ہونے کی وجہ سے معصیت ہے اور معصیت کی نذر جائز نہیں۔ معالم التنزیل میں " کانھم الی نصب یوفضون " (الآیۃ) کی تفسیر میں ہے۔ وہ کسی گاڑی ہوئی چیز و مراد

لیتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں جھنڈے وغیرہ تھے مقاتل اور کسائی کہتے ہیں کہ وہ ان کے بت تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی، حسنؒ نے کہا کہ وہ ان کی طرف دوڑتے کہ پہلے کون اسے چومے گا۔ الخ

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تفسیر فتح الرحمان میں فرمایا نصب پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے نشان پر انہیں ذبح کرتے تھے الخ۔

شاہ عبدالقادرؒ موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ اور جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور جو خدا کے سوا کسی نام پر ذبح کیا یا کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوائے خانۂ خدا کے الخ۔

درمختار میں ہے کہ وہ نذر جو مردوں کے لئے بہت سے عوام کیا کرتے ہیں اور مزاروں پر شمعیں، تیل، اور رقم وغیرہ دیتے ہیں مقصود اولیاء کی خوشنودی ہوتی ہے تو یہ بالا جماع باطل اور حرام ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے یہ نذر چند وجوہ کی بناء پر حرام ہے غیر اللہ کو متصرف جاننا، جو کہ کفر ہے، اور مخلوق کی نذر ہونا کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی حرام ہے۔ نذر کا عبادت ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ نذرِ غیر کفر ہو کیونکہ غیر اللہ کی عبادت صریح کفر اور شرک جلی ہے۔ ارشاد باری ہے، وما امرو الا لیعبد و اللہ مخلصین له الدین الآیة ۔فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳) ''کامیاب ہوئی تو ہر جمعہ کا روزہ رکھوں گی'' نذر ہے

سوال:۔ میں نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر میں اس امتحان میں کامیاب ہوگئی تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گی، سو امتحان میں کامیاب ہوئی جس کو ساڑھے سات سال گذر چکے آیا قسم کا کفارہ میرے ذمہ واجب ہے یا ہر جمعہ کو روزہ رکھنا، اگر روزہ رکھنا واجب ہے تو گذشتہ ایام کی قضا لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ الفاظ سے نذر منعقد ہوگئی اور امتحان میں کامیابی کے بعد نذر کا ایفاء (نذر کو پورا کرنا) بھی لازم ہوگیا، چونکہ یہاں تعلیق نذر (نذر کو معلق کرنا) ایسی شرط کے ساتھ کی گئی ہے کہ جس کے ہونے کا ارادہ تھا یعنی اس کا وجود مقصود تھا اس لئے صاحب ہدایہ وغیرہ کی تفصیل کے مطابق اس میں سوائے نذر کے دوسرا احتمال نہیں ہے جیسا کہ ''باب النذر'' ہدایہ میں لکھا ہے، لہٰذا آئندہ ہر جمعہ کو روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر کوئی جمعہ چھوٹا ہے تو اس کی قضا بھی واجب ہے۔

(جیسا کہ روزہ ابدی کے بارے میں درمختار میں مذکور ہے) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۴) ''لڑکا پیدا ہوا تو نبی ﷺ کے ناموں میں سے کوئی نام رکھوں گا''

سوال:۔ میرے شوہر نے یہ نذر مانی کہ میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی سے رکھوں گا اب ہم اپنے بچے کا نام احمد اللہ، یا محمد اللہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر منعقد نہیں ہوئی لہذا اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے نام رکھ لے مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہو۔ (یعنی اصولاً یہ نذر منعقد نہیں ہوئی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۵) منت کی قربانی کن دنوں میں کی جائے

سوال:۔ منت کی قربانی عیدالاضحیٰ میں کرنی چاہئے یا جب چاہے کرلیں۔

الجواب:۔ منت کی قربانی بھی انہی دنوں میں کرنی چاہئے جو قربانی کے دن ہیں یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ سے بارہ ۱۲ تک۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی مطلب فی احکام النذر) (مفتی عزیز الرحمٰن)

منت وصدقہ

(۲۶) صدقہ کی تعریف اور اقسام

سوال:۔ صدقہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں۔

الجواب:۔ جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غرباء مساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے اسے صدقہ کہتے ہیں صدقہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) فرض جیسے زکوٰۃ (۲) واجب جیسے نذر صدقۂ فطر اور قربانی وغیرہ (۳) نفلی صدقات جیسے عام خیر خیرات۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) خیرات صدقات اور نذر میں فرق

سوال: ۔ خیرات صدقات اور نذر میں کیا فرق ہے

الجواب: ۔ صدقات وخیرات تو ایک ہی چیز ہے یعنی جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی خیر کے کام میں خرچ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے اور کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منت مانی جائے تو اس کو نذر کہتے ہیں نذر کا حکم زکوٰۃ کا حکم ہے اس کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں غنی نہیں کھا سکتے نیاز کا معنی بھی نذر ہی کے ہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) صدقہ اور منت میں فرق

سوال: ۔ صدقہ اور منت میں کیا فرق ہے؟

الجواب: ۔ نذر منت اپنے ذمہ کسی چیز کے لازم کرنے کا نام ہے مثلاً کوئی شخص منت مان لے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گی کام ہونے پر منت مانی ہوئی چیز واجب ہو جاتی ہے اور کوئی آدمی بغیر لازم کئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیر وخیرات کرے تو اس کو صدقہ کہتے ہیں گویا منت بھی صدقہ ہی ہے مگر وہ صدقہ واجبہ ہے جب کہ عام صدقات واجب نہیں ہوتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) نذر اور منت کی تعریف

سوال: ۔ نذر اور منت کی تعریف کیا ہے اور ان میں اگر کوئی فرق ہو تو واضح فرمائیں۔

الجواب: ۔ نذر کے معنی ہیں کسی شرط پر کوئی عبادت اپنے ذمہ لے لینا مثلاً اگر فلاں کام ہو جائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گی اتنے روزے رکھوں گی بیت اللہ کا حج کروں گی یا اتنی رقم فقراء کو دوں گی وغیرہ اسی کو منت بھی کہا جاتا ہے منت اور نذر کا گوشت نہ خود استعمال کر سکتی ہے نہ کسی غنی کو دے سکتی ہے بلکہ اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) منت کی شرط

سوال: ۔ ہمارے مذہب میں منت ماننا کیسا ہے اور اس کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں اور کن کن صورتوں میں منت مانی چاہئے؟

الجواب: ۔ شرعاً منت ماننا جائز ہے مگر منت ماننے کی چند شرطیں ہیں اول یہ کہ منت اللہ تعالیٰ کے نام کی مانی جائے غیر اللہ کے نام کی منت جائز نہیں بلکہ گناہ ہے دوم یہ کہ منت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے جو کام عبادت نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں سوا یہ کہ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے۔ جیسے نماز روزہ، حج، قربانی وغیرہ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں چنانچہ قرآن خوانی کی منت مانی ہو تو لازم نہیں ہوتی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) صرف خیال آنے سے منت لازم نہیں ہوتی

سوال: ۔ محترم میری ایک دوست ہے غیر شادی اس کی پھوپھی کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا وہ ابھی تک اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں ایک دن میری دوست کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پھوپھی یہ کہیں کہ میرے ہاں (پھوپھی کے ہاں) اولاد ہوگئی تو میں بچوں کا سامان کسی کو بھی دے دوں گی اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ منت تم نے اپنے لئے مانی ہے لیکن یہ خیال آتے ہی میری دوست نے خدا سے توبہ کرلی ہے اور اس کا ذہن اس ساری چیز کو قبول نہیں کرتا میری دوست آج کل بہت پریشان ہے مہربانی فرما کر مولانا صاحب آپ یہ فرمائیں کہ اس طرح صرف ذہن میں خیال آنے سے منت ہو جاتی ہے کہ نہیں جب کہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف خیال آنے سے منت نہیں ہوتی۔

الجواب: ۔ صرف کسی بات کا خیال آنے سے منت نہیں ہوتی بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دور ہوتی ہے حرام سے نہیں

سوال:۔ علماء سے شنید ہے کہ صدقہ رد بلا ہے صدقہ ہر مرض کا علاج ہے کیا یہ درست ہے کسی شخص کو سایہ کا دورہ پڑتا ہے جادو کی تکلیف ہے تو کیا صدقہ کرنے سے اس کی تکلیف یا دورہ میں فرق پڑے گا کسی تکلیف کے لئے صدقہ کس طرح کرنا چاہئے کیا صدقہ کی منت ماننی بھی جائز ہے مثلاً اے خدا اگر میرا فلاں تکلیف اتنے عرصے میں دور ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا جائز ہے ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ رشوت لے کر تکلیف دور کرتا ہے اگر صدقہ ہر مرض کا علاج ہے صدقہ کرنے سے تکلیف پریشانی دور ہوتی ہے تو پھر گنجاپن بھی ایک بیماری ہے تو کیا صدقہ کرنے سے سر پر بال اگ آئیں گے صدقہ صرف غریبوں کا حق ہے یا مسجد میں بھی دیا جا سکتا ہے مہربانی فرما کر صدقہ کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا مفصل جواب تحریر فرمائیں صدقہ سے کون سی تکلیف بیماری دور ہو سکتی ہے اور کس طرح کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ صدقہ رد بلا کا ذریعہ ہے لیکن ہر مرض کا علاج ہے یہ میں نے نہیں سنا جو مصائب و تکلیف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیش آتی ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتی ہے کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے منت ماننا جائز ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا اس لئے بجائے منت ماننے کے نقد صدقہ کرنا چاہئے غریبوں اور محتاجوں کی خدمت میں صدقہ ہے اور مسجد کی خدمت بھی صدقہ ہے مگر صدقہ پاک مال سے ہونا چاہئے ناپاک اور حرام مال میں سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) غیر اللہ کی نیاز کا مسئلہ

سوال:۔ کیا امام جعفر صادق کی نیاز اور گیارہویں کا کھانا حرام ہے کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی نیاز نہیں ہوتی؟

الجواب:۔ غیر اللہ کے نام نیاز دی جاتی ہے اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ کیا جائے اس کا ثواب اس بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو تو یہ صورت تو جائز ہے اور اگر محض اس بزرگ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے نام

کی نذر نیاز دی جائے تا کہ وہ خوش ہوکر ہمارے کام بنائے تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منت ناجائز

سوال:۔ اگر کوئی خاتون یہ منت مانے کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہوجائے تو خاتون جنت کی کہانی سنوں گی میں نے بھی تین سو دفعہ خاتون جنت کی کہانی سننی کی منت مان رکھی ہے لیکن تین سو دفعہ سننا دشوار ہورہا ہے آپ کوئی حل بتلائیں۔

الجواب:۔ خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے نہ اس کی منت درست ہے نہ اس کا پورا کرنا جائز ہے آپ اس منت سے توبہ کریں اس کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔
نیز سات بیبیوں کی کہانی کا بھی یہی حکم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) نہ مزار پر سلامی کی منت ماننا جائز ہے اور نہ اس کا پورا کرنا

سوال:۔ میری والدہ نے نیت کی تھی کہ میری شادی ہوجائے گی تو وہ مجھے اور میری دلہن کو لے کر لال شہباز قلندر کے مزار پر سلامی کے لئے جائیں گی اب شادی ہوگئی ہے لیکن میں خواتین کے مزار پر جانے کے مخالف ہوں شریعت کی رو سے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ ایسی منت ماننا صحیح نہیں اور اس کا پورا کرنا بھی درست نہیں اس لئے آپ سلامی دینے کے لئے اپنی بیوی کو مزار پر لے کر ہرگز نہ جائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) صحت کے لئے اللہ سے منت ماننا جائز ہے

سوال:۔ اگر بیماری سے شفا کے لئے منت اللہ سے مانی جائے تو کیا یہ درست و جائز ہے کیا یہ اللہ سے شرط کرنا نہیں ہوگا۔

الجواب:۔ صحت کے لئے منت ماننا جائز ہے مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ بغیر منت کے صدقہ و خیرات کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعا کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ایک ہاتھ سے صدقہ دیا جائے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے کا مطلب

سوال:۔ صدقہ کے بارے میں علماء کرام سے سنا ہے کہ اس طرح دیا جائے کہ دوسرے ہاتھ کو علم نہ ہو دوسرے ہاتھ سے مراد دوسرا آدمی ہے کیا اگر ایک آدمی صدقہ دینا چاہتا ہے اور وہ خود باہر کے ملک میں کاروبار کر رہا ہے جس آدمی کو صدقہ دینا چاہتا اس کا ایڈریس نہیں ہے۔ (بیوہ عورت ہے) وہ کس طرح اس کو دے گا اگر صدقہ کی رقم اپنی بیوی کے ذریعہ دینا چاہتے تو کیا اس صدقہ میں کوئی حرج تو نہیں جب کہ بیوی خاوند کے حقوق مساوی ہیں اس طرح صدقہ ہو جائے گا یا نہیں اس کا متبادل حل بتائیں؟

الجواب:۔ جو صورت آپ نے لکھی ہے اس کے مطابق بیوی کے ذریعہ صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ایک ہاتھ سے دیا جائے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے سے مقصود یہ ہے کہ نمود و نمائش اور ریا کاری نہیں ہونی چاہئے اور گھر کے معتمد علیہ (جس پر اعتماد ہو۔ فرد کے ذریعے صدقہ دینا ریا کاری نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) میت کی ثواب کے لئے کیا ہوا صدقہ مسجد میں استعمال کرنا

سوال:۔ ہمارے علاقہ میں اگر میت ہو جائے تو اس کے پیچھے جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ مسجد میں استعمال کرتے ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ہم اس صدقہ کو ضرورت مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔

الجواب:۔ اگر میت نے مسجد میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو یا اس کے وارث (بشرطیکہ وہ عاقل و بالغ ہوں) خود میت کی طرف سے مسجد میں خرچ کرتے ہیں تو صحیح ہے اور صدقہ جاریہ میں شمولیت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) صدقہ کا گوشت گھر میں استعمال کرنا ناجائز ہے

سوال:۔ ایک آدمی صدقہ میں بکرا ذبح کرتا ہے اور وہ گوشت آس پاس پڑوسیوں میں بانٹتا ہے آیا وہ گوشت گھر میں بھی کھلا سکتا ہے یا کہ نہیں آپ شرعی دلیل پیش کریں کہ صدقہ کے بکرا کا

گوشت گھر میں استعمال ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ بکرا ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا بلکہ فقراء و مساکین کو دینے سے صدقہ ہوتا ہے اس لئے جتنا گوشت محتاجوں کو تقسیم کردیا اتنا صدقہ ہوگیا اور جو گھر میں کھالیا وہ نہیں ہوا البتہ اگر نذر مانی ہوئی تھی تو اس پورے بکرے کا محتاجوں پر صدقہ کرنا واجب ہے نہ مال دار پڑوسیوں کو دینا جائز ہے اور نہ گھر میں کھانا جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۰) جو گوشت فقراء میں تقسیم کردیا وہ صدقہ ہے جو گھر میں رکھا وہ صدقہ نہیں

سوال:۔ فرنٹیر کی دیہاتی علاقوں میں رسوماتی روایات جاری ہیں جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں ہمارے گاؤں سے جو لوگ بیرونی ممالک میں مزدوری کرتے ہیں یا نوکری سے واپسی پر چھٹی کے دوران ایک دو یا زائد گائے یا بیل صدقہ کرتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گشتی مانی تھی جو کر رہا ہوں (داد صدقہ) اس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے جس کے لئے کوئی پیمانہ یا اوازن نہیں ہوتا ہے ایک حصہ گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے باقی دو کو اکٹھا ملا کر چھوٹا کاٹ لیتے ہیں اور رشتہ داری میں ہر گھر میں فی کس آدھا کلوگرام کے حساب سے دیتے ہیں زیادہ قرابت داروں کو بغیر حساب بھی دیا جاتا ہے اس وقت جو غیر لوگ موجود ہوتے ہیں انہیں صرف آدھا کلوگرام کے حساب سے دیا جاتا ہے باقی گوشت گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے جب کہ گائے یا بیل کا چمڑا سر اور اندرونی گوشت مثلاً دل کلیجہ گردے پھیپھڑے اور تھوڑا بہت دوسرا گوشت اچھا والا پہلے ہی اپنے گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے ہمیں اختلاف ہے اگر وہ صدقہ ہے تو اس کو گشتی کا نام کیوں دیا جاتا ہے پھر اگر صدقہ تصور کرکے دیا جاتا ہے تو کیا اس کا یہ طریقہ درست ہے خدا اسے منظور کرلیتا ہے۔

الجواب:۔ گشتی کا مطلب تو میں سمجھا نہیں اگر یہ نذر ہوتی ہے تو پوری کا صدقہ کرنا ضروری ہے خود کھانا یا امیروں کو دینا جائز نہیں اور ایسے ویسے ہی صدقہ ہوتا ہے تو جتنا گوشت فقراء کو تقسیم کردیا وہ صدقہ ہے اور جو گھر میں رکھ لیا وہ صدقہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) منت کا گوشت صرف غریب کھا سکتے ہیں

سوال: ۔ میری ہمشیرہ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر میرا کام ہوگیا تو میں اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گی لہذا اب ان کا کام ہوگیا ہے اور وہ اپنی منت پوری کرنا چاہتی ہے اور اللہ کے نام بکرا کرنا چاہتی ہیں تو کیا اس بکرے کا گوشت عزیز ورشتہ دار اور گھر والے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں براہ کرام رہبری فرمائیں۔

الجواب: ۔ منت کی چیز کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں عزیز اقارب اور کھاتے پیتے لوگوں کو اس کا کھانا جائز نہیں ورنہ منت پوری نہیں ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) گیارہویں بارہویں کو نذر نیاز کرنا

سوال: ۔ کیا گیارہویں اور بارہویں شریف پر روشنی کرنا ان دنوں فاتحہ کرنا یا نذر نیاز کرنا باعث ثواب خیر و برکت ہے اگر نہ کرے تو گناہ نہیں ہے۔

الجواب: ۔ مختصر یہ ہے شریعت نے صدقات خیرات اور ایصال ثواب کی ترغیب دی ہے مگر یہ طریقے لوگوں کے خود تراشیدہ ہیں اس لئے ان چیزوں کا کرنا جائز نہیں اور ناجائز چیز کی نذر ماننا بھی گناہ ہے اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۳) خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں

سوال: ۔ میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوا دیتی ہوں فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں۔

الجواب: ۔ جو فرق انسان اور کتے میں ہے وہی فرق انسان کو کتے کو دی گئی خیرات میں ہے اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرورت مند اور محتاج ہیں مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہئے اسی طرح فی سبیل اللہ کی بہت سی صورتیں ہیں

مگر آپ کے صدقہ کا مستحق صرف آتا ہی رہ گیا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نفلی صدقات

(۴۴) صدقہ کا طریقہ

سوال:۔ (۱) صدقہ کے معنی کیا ہیں (۲) بعض لوگ اپنی جان اور مال کا صدقہ دیتے ہیں اس کا کیا مقصد ہے (۳) کیا صدقہ کوئی خاص قسم کی خیرات ہے جو کہ دی جاتی ہے (۴) صدقہ میں کیا دینا چاہئے اور کن لوگوں کو دیا جاسکتا ہے (۵) کیا سید کو صدقہ دینا جائز نہیں اگر ہمیں ان کی مالی خدمات کرنا مقصود ہو تو کیا نیت ہونی چاہے (۶) بہت سے لوگ تھوڑا سا گوشت منگا کر چیلوں کو لٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جان کا صدقہ دیا ہے کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے اور اگر نقد رقم غریبوں کو دی جائے تو یہ عمل کیسا ہے یا وہ گوشت غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (۷) اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ کالی مرغی کالا بکرا ہی صرف صدقہ کے طور پر دیتے ہیں کیا کالی چیز دینا ضروری ہے۔

الجواب:۔ صدقہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا خوشنودی کے لئے خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا صدقہ کی قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے مصائب اور تکالیف کے رفع کرنے میں صدقہ بہت مؤثر چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مال بھی خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہے وہ کسی محتاج کو نقد روپیہ پیسہ دے دے یا کھانا کھلا دے یا کپڑے دے یا کوئی اور چیز دے دے کالا بکرا یا کالی مرغی کی کوئی خصوصیت نہیں نہ صدقہ کے لئے بکرا یا مرغی ذبح کرنا ہی کوئی شرط ہے بلکہ اگر ان کی نقد قیمت کسی محتاج کو دے دے تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے چیلوں کو گوشت ڈالنا اور اس کو جان کا صدقہ سمجھنا بھی فضول بات ہے ہاں کوئی جانور بھوکا ہو تو اس کا کھلانا پلانا بلاشبہ موجب اجر ہے لیکن ضرورت مند انسان کو نظر انداز کر کے چیلوں کو گوشت ڈالنا لغو حرکت ہے صدقہ غریبوں محتاجوں کو دیا جاتا ہے سید کو صدقہ نہیں دینا چاہئے بلکہ ہدیہ اور تحفہ کی نیت سے ان کی مدد کرنی چاہئے تاہم ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے

سکتے اسی طرح علما، وصلحا، کوبھی صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ ہدیہ کی نیت سے دینا چاہئے۔
صدقہ کی ایک قسم صدقہ جاریہ ہے جو آدمی کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے مثلاً کسی جگہ پانی کی قلت تھی وہاں کنواں کھدوا دیا مسافروں کے لئے مسافر خانہ بنوادیا کوئی مسجد بنوادی یا مسجد میں حصہ ڈال دیا یا کوئی دینی مدرسہ بنادیا یا کسی دینی مدرسہ میں پڑھنے والوں کی خوراک پوشاک اور کتابوں وغیرہ کا انتظام کردیا یا کسی مدرسہ کے بچوں کو قرآن مجید کے نسخے خرید کردیئے یا اہل علم کو ان کی ضرورت کی دینی کتابیں لے کردے دیں وغیرہ جب تک ان چیزوں کا فیض جاری رہے گا اس شخص کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۵) صدقہ کب لازم ہوتا ہے

سوال:۔ صدقہ کن اوقات میں لازمی دیا جاتا ہے اور وہ چیز جس پر صدقہ دیا جاتا ہے اس کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہئے۔

الجواب:۔ زکوٰۃ عشر صدقہ فطر قربانی نذر کفارہ یہ تو فرض یا واجب ہیں ان کے علاوہ کوئی صدقہ لازم نہیں ہاں کوئی شخص بہت ہی ضرورت مند ہوں اور آپ کے پاس گنجائش ہو تو اس کی اعانت لازم ہے عام طور سے نفلی صدقہ مصائب اور مشکلات کے رفع کرنے کے لئے دیا جاتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

صدقہ فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

(۴۶) کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے

سوال:۔ حضرت امام جعفر صادق سے روایت منسوب ہے کہ صدقہ دینے سے موت بھی ٹل جاتی ہے کیا یہ درست ہے جب کہ ام الکتاب میں موت کا وقت معین اور اٹل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے وضاحت فرمادیں۔

الجواب:۔ روایت کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزرے البتہ

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو ٹالتا ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بری موت کو ٹالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کبر فقر اور فخر کو دور کر دیتے ہیں موت کا وقت جب آتا ہے تو وہ نہیں ٹلتی البتہ بعض اعمال واسباب کو عمر بڑھانے والے فرمایا گیا اگر کوئی شخص ان اعمال کو اختیار کر لے تو عمر ضرور بڑھے گی اور یہ علم الٰہی میں پہلے سے طے شدہ ہے کہ یہ شخص ان اسباب کو اختیار کرے گا یا نہیں اس لئے علم الٰہی میں موت کا وقت بہر حال متعین ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۷) سڑکوں پر مانگنے والے گداگروں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟

سوال:۔ اکثر سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے یا ڈیرہ ڈالے ہوئے فقیر نظر آتے ہیں جو ہر آنے جانے والے راہ گیر سے سوال کرتے ہیں جن میں کچھ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں مگر مسافروں اور راہ گیروں کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کون اصلی ہے) اور کون نقلی جس کی وجہ سے بعض خیرات دینے والے غیر مستحق لوگوں کو دے جاتے ہیں اسی وجہ سے بعض لوگ خیرت دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے تو اس صورت میں خیرات دینے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں اب چاہے اس نے ضرورت مند کو دیا ہو یا پیشہ ور کو کیونکہ اس بارے میں خیرت دینے والا نہیں جانتا اور بعض لوگ خیرات نہیں دیتے چاہے وہ ضرورت مند ہو یا پیشہ ور کیونکہ نہ دینے والا بھی یہ نہیں جانتا تو کیا اس صورت میں اسے عذاب ہوگا؟

الجواب:۔ پیشہ ور گداگروں کو خیرات دینا جائز نہیں ان میں سے اکثر مالدار ہوتے ہیں ان کے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ان کو خیرات دینے میں ان کے اس حرام پیشہ کی معاونت ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں اور ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اگر کسی شخص کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے تو اس کو خیرات دے سکتے ہیں اور دینے کا ثواب بھی ہوگا لیکن زکوٰۃ انہی لوگوں کو دینی چاہئے جو واقعی محتاج ہوں بھیک مانگنے کا پیشہ نہ کرتے ہوں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

ایصال ثواب

(۴۸) ایصال ثواب کے لئے آنحضرت ﷺ سے شروع کیا جائے

سوال:۔ میں ذکر کرنے سے پہلے ایک بار سورۃ فاتحہ تین بار قل ہو اللہ شریف اول آخر درود شریف پڑھ کر اس طرح دعا کرتی ہوں یا اللہ اس کا ثواب میرے مخدوم و مکرم حضرت دامت برکاتھم سے لے کر میری حضرت محمد ﷺ تک میرے سلسلہ کے تمام مشائخ کرام تک پہنچا دے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی حصہ نصیب فرمادے۔

الجواب:۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے سلسلے کے مطابق گیارہ بار درود شریف اور ۳ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر (اور اس کے ساتھ اگر سورہ فاتحہ بھی پڑھ لی جائے تو بہت اچھا ہے) ایصال ثواب کیا جائے اور ابتداء آنحضرت ﷺ کے اسم مبارک سے کی جائے باقی ٹھیک ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۹) حضور اکرم ﷺ کے لئے نوافل سے ایصال ثواب کرنا

سوال:۔ میں حضور اکرم ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے روزانہ سورہ یسین کی تلاوت کرتا تھا اب کچھ عرصہ سے یہ عمل دو رکعت نفل کے ذریعے ادا کرتا ہوں کیا اس طرح کرنے میں ذات پاک کے احترام میں کوئی کوتاہی تو نہیں؟

الجواب:۔ کوئی حرج نہیں آنحضرت ﷺ کے لئے بدنی اور مالی عبادات کے ذریعے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا محبت کی بات ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) ایصال ثواب کا مرحوم کو بھی پتہ چلتا ہے اور اس کو بطور تحفہ کے ملتا ہے

سوال:۔ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی جائے قرآنی خوانی کی جائے یا صدقہ جاریہ میں پیسے دیئے جائیں تو کیا مرحوم کی روح کو اس کا علم ہوتا ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں ہوتا ہے ایصال ثواب کے لئے جو صدقہ خیرات آپ کریں گے یا نماز روزہ تسبیح تلاوت اس پر احادیث کا لکھنا طوالت کا موجب ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۱) لاپتہ شخص کے لئے ایصال ثواب جائز ہے

سوال:۔ میرے شوہر بارہ سال سے لاپتہ ہیں گمشدگی کے وقت ان کی عمر کم وبیش ۴۱ سال تھی ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا ان کا انتقال ہوگیا ہے ہم لوگوں نے فالناموں اور دوسرے متعدد طریقوں سے معلوم کیا تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ زندہ ہیں آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہو تو ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی وغیرہ کرائی جاسکتی ہے یا نہیں کیوں کہ ہم لوگ سب پریشان ہیں کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہے تو ان کے لئے ہم لوگوں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا ہے آپ بتائیں کہ اس مسئلے کا شریعت میں کیا حل ہے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ جب تک خاص شرائط کے ساتھ عدالت ان کی وفات کا فیصلہ نہ کرے اس وقت تک ان کی وفات کا حکم تو جاری نہیں ہوگا تاہم ایصال ثواب میں کوئی مضائقہ نہیں ایصال ثواب تو زندہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور یہ فالناموں کے ذریعہ پتہ چلانا غلط ہے ان پر یقین کرنا بھی جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) پوری امت کو ایصال ثواب کا طریقہ

سوال:۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایصال ثواب کے الفاظ کی آپ نے تحسین فرمائی ہے دیگر حضرات کو ایصال ثواب کرنے کے مناسب الفاظ تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ یا اللہ اس کا ثواب میرے حضرت محمد ﷺ کو اور آپ کے طفیل میرے والدین اساتذہ ومشائخ کو اہل وعیال کو اعزہ واقرباء کو دوست واحباب کو میری تمام محسنین اور متعلقین کو اور آنحضرت ﷺ کی پوری امت کو عطا فرما۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) زندوں کو بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے

سوال:۔ کیا جس طرح میت کو قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس طرح اگر کوئی

شخص اپنے زندہ والدین کو قرآن ختم پڑھ کر ثواب پہنچائے تو ان کو اس کا ثواب پہنچے گا اور کیا وہ ایسا کر سکتا ہے۔

الجواب:۔ زندہ لوگوں کو بھی ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے مردوں کو ایصال ثواب کا اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ خود عمل کرنے سے قاصر ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ برسر روزگار کو کچھ ہدیہ بھیج دیں تو اس کو بھی پہنچ جائے گا مگر زیادہ اہتمام ایسے لوگوں کو دینے کا کیا جاتا ہے جو خود کمانے سے معذور ہوں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) ایصال ثواب کے لئے نشست کرنا اور کھانا کھلانا

سوال:۔ چار جمعرات علیحدہ علیحدہ عورت مرد کی نشست ایصال ثواب کے لئے ہوتی ہے پھر کھانا بھی کھایا جاتا ہے پھر چالیسواں میں صاحب مال شرکت کرتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایصال ثواب کے لئے نشستیں کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اس لئے اپنے اپنے طور پر ہر شخص ایصال ثواب کرے اس مقصد کے لئے اجتماع نہ ہونا چاہئے ایصال ثواب کے لئے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلانے کا کوئی مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ میت کے بالغ وارث اپنے مال سے کھلائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) قرآنی خوانی کے دوران غلط امور اور ان کا وبال

سوال:۔ قرآن خوانی میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں پڑھنا نہیں آتا وہ شرما شرمی میں پارہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور جب لوگ پڑھ کر رکھتے ہیں تو اور لوگوں کے ساتھ وہی بھی پڑھے ہوئے پاروں میں رکھ دیتے ہیں یا جو لوگ صحیح نہیں پڑھتے اور جلدی میں تلفظ صحیح ادا نہیں کرتے یا کچھ پڑھتے کچھ چھوڑ دیتے ہیں تو اس کا گناہ قرآنی خوانی کرنے والے پر ہوگا یا پڑھنے والے پر یا دونوں پر ہوگا۔

الجواب:۔ جو نہ پڑھنے کے باوجود یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے پڑھ لیا ہے وہ گنہگار ہیں اسی طرح جو لوگ غلط سلط پڑھتے ہیں وہ بھی اور قرآن خوانی کرانے والا اس گناہ کا سبب بنا ہے اس لئے وہ بھی گناہ میں شریک ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ

سوال:۔ کسی کے انتقال کرنے کے بعد مرحوم کو ثواب پہنچانے کی خاطر قرآن خوانی کروانا درست ہے یا نہیں۔ اس کی تفصیلی وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ حافظ سیوطیؒ شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد) کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے لیکن اس مسئلہ میں ہمارے امام شافعی کا اختلاف ہے۔

نیز انہوں نے امام قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب نہیں پہنچتا جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے اب تو مشاہدہ ہوگیا ہوگا اب کیا رائے ہے فرمانے لگے کہ میں دنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن یہاں آخرت میں جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رجوع کرلیا میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے امام محی الدین نووی شافعی شرح المھذب (ج ۵ صفحہ ۳۱۱) میں لکھتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ہوسکے قرآن خوانی کی تلاوت کرے اس کے بعد اہل قبور کے لئے دعا کرے امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں فقہائے حنفیہ مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں بھی ایصال ثواب کی تصریحات موجود ہیں اس لئے میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ درست ہے لیکن اس میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اول یہ کہ جو لوگ بھی قرآن خوانی میں شریک ہوں ان کا مطمح نظر محض رضائے الٰہی ہو اہل میت کی شرم اور دکھاوے کی وجہ سے مجبور نہ ہوں اور شریک نہ ہونے والوں پر کوئی نکیر نہ کی جائے

بلکہ انفرادی تلاوت کو اجتماعی قران خوانی پر ترجیح دی جائے کہ اس میں اخلاص زیادہ ہے دوم یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت صحیح کی جائے غلط سلط نہ پڑھا جائے ورنہ اس حدیث کا مصداق ہوگا بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہے کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے سوم یہ کہ قرآن خوانی کسی معاوضہ پر نہ ہو ورنہ قرآن پڑھنے والوں کو ہی ثواب نہیں ہوگا میت کو کیا ثواب پہنچائیں گے ہمارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ قرآن خوانی کے لئے دعوت کرنا اور صلحاء قراء کو ختم کے لئے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص کی قرأت کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۷) والدین ناراض ہوکر وفات پا گئے ہیں تو کیا کیا جائے؟

سوال:۔ جس کے والدین ناراض ہوکر وفات پا گئے ہوں تو اس کی تلافی کی کیا شکل ہے؟

الجواب:۔ تلاوت قرآن اور صدقہ وخیرات سے ان کی ارواح کو ثواب بخشے ان کے لئے استغفار کرتا رہے ان کا قرض ہو تو ادا کرے استطاعت ہو ان کی طرف سے حج کرے یا کرائے تو انشاء اللہ وہ راضی ہوجائیں گے اور اولاد مطیع سمجھی جائے گی حدیث شریف میں جو شخص اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج ادا کرے گا تو وہ ان کی طرف سے ادا ہوجائے گا اور ان کی ارواح کو بشارت دی جائے گی اور عنداللہ اولاد مطیع وفرمانبردار سمجھی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب البیوع

خرید وفروخت

سود وغیرہ سے متعلق مسائل

خرید وفروخت کا بیان

(۱) شوہر کی چیز بیوی اس کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتی

سوال:۔ ایک شخص اپنے گھر میں موجود نہیں اس کی بیوی کسی وکیل کو پکڑ کر کوئی چیز وغیرہ فروخت کر دے، جب کہ شوہر اس کے بیچنے سے ناراض ہوا اس نے فوراً خط انکار کا بھیجا۔ کیا عورت کا یہ تصرف جائز ہے؟

الجواب:۔ عورت کا شوہر کی کسی چیز کو بغیر اس کی اجازت کے بیچنا صحیح نہیں، شوہر کو اختیار ہے کہ معلوم ہونے کے بعد اس سودے کو جائز رکھے یا مسترد کر دے (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) ”عورتوں کی ملازمت شرعاً کیسی ہے“

سوال:۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شریعت میں کیا یہ جائز ہے کہ عورتیں دفتروں میں نوکری کریں یا مل کارخانے میں۔ کیا ایسا کوئی قانون قرآن میں آیا ہے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صادر فرمایا ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب آپ تفصیل سے ارشاد فرمائیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب:۔ عورت کا نان ونفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے لیکن اگر کسی عورت کے سر پر کوئی کمانے والا نہ ہو تو مجبوری کے تحت اس کو کسب معاش کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے لئے باوقار اور باپردہ انتظام ہو۔ نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ''غیر مسلموں سے خرید وفروخت اور قرض لینا''

سوال:۔ کیا غیر مسلم لوگوں سے کھانے پینے کی چیزیں یا دیگر قرض وغیرہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مرتد نہ ہوں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) ''کفار سے لین دین جائز ہے لیکن مرتد سے نہیں''

سوال:۔ تجارتی لوگوں کا تمام مذاہب سے واسطہ پڑتا ہے، کیا غیر مذاہب کے لوگوں سے دعائیں کروانا سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب:۔ کسی مرتد سے لین دین کی تو شرعاً اجازت ہی نہیں باقی غیر مذاہب سے لین دین اور معاملہ جائز ہے مگر ان سے دعائیں کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی مسلمان اس کا تصور کرسکتا ہے۔ سلام ان کو ابتداً نہ کہا جائے۔ البتہ ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) ''غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے''

سوال:۔ دو بھائی زید اور بکر ایک مکان کی تعمیر میں رقم لگاتے ہیں، مکان ان کے باپ کے نام پر ہے، زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے۔ زید پاکستان میں ہی ایک سرکاری ادارے میں کلرک ہے جب کہ بکر باہر کے ملک میں کام کرتا ہے۔ اور زید کے مقابلہ میں مکان کی تعمیر پر کئی گناہ زیادہ خرچ کرتا ہے کیونکہ وہ ملک سے باہر ہے لہذا زید اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر دھوکہ سے مکان اپنے نام کرلیتا ہے۔ جب بکر ملک میں آتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ مکان پر زید نے قبضہ کرلیا ہے اس پر معمولی جھگڑے کے بعد بکر کو گھر سے نکال دیتا ہے بکر کو قانون کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں اور جب وہ قانونی معاملات کو سمجھتا ہے تو اس وقت یہ معاملہ قانون کے مطابق زائد از معیاد ہو جاتا ہے لہذا عدالت میں مقدمہ کرنے کا سوال ختم ہو گیا۔ وہ مکان جو کہ اس وقت دو منزلہ تھا

اس میں خود زید بھی رہتا ہے اور دوسری منزل کرائے پر دی ہوئی ہے۔ چونکہ مکان اچھا خاصا بڑا ہے لہذا کرایہ بھی کافی مل جاتا ہے جس سے زید نے تیسری منزل بھی بناڈالی اور اسے بھی کرایہ پر چڑھادیا ہے زید کا ایک لڑکا بھی ہے جو زید کے بعد مکان کا تنہا مالک ہو جائے گا۔شریعت کی روشنی میں آپ یہ بتائیں کہ وہ کرایہ جو کہ زید اس مکان سے حاصل کر رہا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، کیونکہ لڑکے کو علم ہے کہ زید کلرک کی حیثیت سے ایسا مکان بنانے کا اختیار نہیں رکھتا اور یہ کہ اس مکان کے سلسلے میں اس کے چچا کا حق مارا گیا ہے اور اس کے باپ نے یہ مکان ناجائز طور پر غصب کرلیا ہے۔

الجواب:۔ زید کا اس مکان کو اپنے نام کرالینا اور اپنے بھائی کو محروم کر دینا غصب ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ”جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کی ،قیامت کے دن سات زمینوں تک وہ ٹکڑا اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا اور وہ اس میں دھنستا رہے گا۔“

(مسند احمد، صفحہ ۱۸۸، ج ۱)

زید جو اس غصب شدہ مکان کا کرایہ کھاتا ہے وہ بھی اس کے لئے حرام ہے اور اس کے لڑکے کو اگر علم ہے تو اس کے لئے بھی یہ آمدنی حرام ہے۔ جو لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا خمیازہ بڑا سنگین ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) ”غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے“

سوال:۔ اگر کوئی کسی کا مال یا جائیداد ناجائز طور پر غصب کرتا ہے تو غاصب کی نماز، روزہ زکوٰۃ، حج اور دوسری عبادات اور نیکیوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جب کہ جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ انتقال کر چکا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہے تو اس صورت میں غاصب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر وہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس نہ کرے تو اس غصب کے بدلے میں اس کی نماز، روزہ مظلوم کو دلائی جائیں گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) ''کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے''

سوال:۔ ایک شخص کے منظور شدہ نقشہ میں زمین آگے کی جانب ساڑھے تیس فٹ چوڑی اور پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑی اور اس کے پڑوسی کے نقشہ میں آگے کی جانب دس فٹ گیارہ انچ اور پشت کی جانب تیرہ فٹ ہے۔ لیکن وہ پڑوسی جس کے نقشہ میں پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑائی ہے اپنے پڑوسی سے یہ کہہ کر اس کی دیوار گرادے کہ تمہارے مکان کی دیوار بوسیدہ ہے جس کی وجہ سے میرے مکان کی تعمیر میں مزدوروں پر گر جائے گی لیکن جب تعمیر کے لئے بنیاد کھودے تو اپنی ساڑھے انتیس فٹ چوڑی سے بڑھ کر تیس فٹ یا اس سے بھی زیادہ حد میں تعمیر کر لے اور اپنے اس پڑوسی کی زمین کم کر دے جس کی منظور شدہ نقشہ میں تیرہ فٹ چوڑائی ہے تو جناب مولانا صاحب آپ بتائیں کہ کسی کی زمین دبانا اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دنیا اور آخرت میں ایسے آدمی کو کن کن عذاب سے گذرنا ہوگا؟ اس سلسلہ میں کم از کم دو چار حدیثیں بمع حوالہ کے جلد تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے گا۔ پڑوسی بیمار رہنے کے علاوہ مالی حالت میں بھی کمزور ہے اور رشوت کے زمانے میں انصاف کا ملنا مشکل، اس لئے اس نے خاموش ہو کر خدا پر چھوڑ دیا؟

الجواب:۔ کسی کی زمین ظلماً غصب کرنا بڑا ہی سنگین جرم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی اسے قیامت کے دن ساتویں زمین تک دھنسایا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۸۸، ج ۱)

بیمار پڑوسی نے بہت اچھا کیا کہ اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ یہ ظالم اپنے ظلم کی سزا دنیا اور آخرت میں بھگتے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) ''حصص کے کاروبار کی شرعی حیثیت''

سوال:۔ حصص کے کاروبار کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(الف) آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور جلد یا بدیر ان حصص کو اپنے نام منتقل

کروانے کے بعد فروخت کردے۔اس پر جو منافع یا نقصان ہو حلال ہے یا حرام۔

(ب) آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور مستقل اپنے پاس رکھے اس پر متعلقہ کمپنی جو منافع / بونس دیتی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

(ج) حصص مستقل طور پر اپنے پاس رکھنے سے اس کی قیمت میں جو اضافہ ہوگا وہ حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ حصص کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کمپنی کی مالیت دس لاکھ روپے کی ہے۔اس کے کچھ حصے تو مالکان اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور کچھ حصوں میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں مثلاً دس لاکھ میں سے ایک لاکھ حصے تو انہوں نے اپنے پاس رکھ لئے اور نو لاکھ کے حصے عام کر دیئے۔ جو لوگ ان حصوں کو خرید لیتے ہیں وہ اپنے حصوں کو فروخت کر کے اپنی ملکیت دوسروں کو منتقل کر دیتے ہیں اس لئے ان حصص کی خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ کمپنی کا کاروبار صحیح ہو۔اور ان حصص پر کمپنی کی طرف سے ملنے والا منافع جائز ہے بشرطیکہ وہ کل منافع کو حصص پر تقسیم کرتے ہوں۔واللہ اعلم۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) ''پگڑی سسٹم کی شرعی حیثیت''

سوال:۔ آج کل دکانوں کو پگڑی سسٹم پر فروخت کیا جا رہا ہے یعنی ایک دکان کو کرایہ پر دینے سے پہلے کچھ رقم مانگی جاتی ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپیہ اور پھر کرایہ بھی ادا کرنا ہوگا۔لیکن پیشگی رقم دینے کے باوجود دکاندار کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے اور اگر مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں تو پھر کرایہ کس چیز کا مانگا جاتا ہے۔

الجواب:۔ پگڑی کا طریقہ شرعی قواعد کے مطابق جائز نہیں۔(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) ''کرایہ دار سے ایڈوانس لی ہوئی رقم کا شرعی حکم''

سوال:۔ مالک مکان کا کرایہ دار سے ایڈوانس رقم لینا امانت ہے یا قرضہ؟

الجواب:۔ ہے تو امانت ،لیکن اگر کرایہ دار کی طرف سے استعمال کی اجازت ہو (جیسا کہ عرف بھی ہے) تو یہ قرضہ شمار ہوگا۔

سوال:۔ کیا مالک مکان اپنی مرضی سے اس رقم کو استعمال کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ مالک کی اجازت سے استعمال کر سکتا ہے۔

سوال:۔ مالک اگر اس رقم کو ناجائز ذرائع میں استعمال کرلے تو کیا گناہ کرایہ دار پر بھی ہوگا؟

الجواب:۔ نہیں۔

سوال:۔ کیا کرایہ دار کو سالانہ اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا مالک مکان اس رقم کو جائز ذرائع میں استعمال کرنے سے بھی گناہ گار ہوگا؟

الجواب:۔ اجازت کے ساتھ ہو تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

سوال:۔ اگر کرایہ دار اس رقم کو بطور قرضہ مالک مکان کو دیتا ہے تو اس صورت میں مکان والا متوقع گناہ سے بری سمجھا جائے گا؟

الجواب:۔ اوپر معلوم ہو چکا کہ گناہ گار نہیں ہوگا۔

سوال:۔ مالک مکان ایک طرف کرایہ میں بھاری رقم لیتا ہے پھر ایڈوانس کے نام پر رقم سے فائدہ اٹھاتا ہے پھر سال دو سال میں کرایہ میں اضافہ بھی کرتا ہے تو کیا یہ صریح ظلم نہیں۔ اس مسئلہ کا سر عام عدالت کے واسطے سے یا علماء کرام کی تنبیہ کے ذریعہ سے سد باب ضروری نہیں۔

الجواب:۔ زر ضمانت سے مقصد یہ ہے کہ کرایہ دار بسا اوقات مکان کو نقصان نہیں دیتا ہے بعض اوقات بجلی، گیس وغیرہ کے واجبات چھوڑ دیتا ہے جو مالک مکان کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے لئے کرایہ دار سے زر ضمانت رکھوایا جاتا ہے ورنہ اگر پورا اعتماد ہو تو زر ضمانت کی ضرورت نہ رہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) ''غاصب کرایہ دار سے آپ کو آخرت میں حق ملے گا''

سوال:۔ میرا مکان ایک ڈاکٹر نے کرایہ پر لے کر مطب میں تبدیل کر لیا تھا۔ اور پندرہ ماہ کا کرایہ مع بجلی، سوئی گیس کے بل بھی ادا نہیں کئے۔ مکان خالی کر کے چلے گئے ہیں۔ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہے میں عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتی ہوں کیا مجھ کو روز قیامت میرا حق ملے گا؟

الجواب:۔ قیامت کے دن تو ہر حق دار کو اس کا حق دلایا جائے گا آپ کو بھی آپ کا حق ضرور دلایا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) ''کرایہ کے مکان کی معاہدہ شکنی کی سزا کیا ہے''

سوال:۔ میں نے اپنی دکان ایک شخص کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر دی جو کہ معاہدہ میں تحریر ہے کہ اگر میری مرضی نہ ہوئی تو ۱۱ ماہ بعد دکان خالی کرالوں گا۔ معاہدہ میں جس پر دو مسلمان گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اس طرح تحریر ہے ''ختم ہونے میعاد پر مقدمہ نمبر ایک (کرایہ دار) مقدمہ نمبر دو (مالک) جدید دوسرا کرایہ نامہ تحریر کرا کے کرایہ دار رہ سکیں گے ورنہ خود فوراً دکان خالی کر کے قبضہ و دخل مقدمہ نمبر دو (مالک) کے سپرد کر دیں گے۔ اور بقیہ رقم ڈپازٹ مقدمہ نمبر دو سے حاصل کر لیں گے'' میں نے میعاد ختم ہونے سے تین ماہ قبل ذاتی کاروبار کرنے کے لئے کرایہ دار سے دکان خالی کرنے کے لئے کہا اس نے گواہوں کے روبرو دوسری دکان تلاش کر کے مکان خالی کرنے کا اقرار کیا اور اس طرح ٹال مٹول کر کے ۱۴ ماہ گزار دیئے۔ اور پھر صاف انکار کر دیا میں نے دو سال گزرنے کے باوجود اس وجہ سے کرایہ نامہ بھی نہیں لکھا اور نہ اس نے اب تک دکان خالی کی۔ موجودہ عدالتی قانون کے مطابق اس طرح کے معاہدہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ نہ معاہدہ توڑنے کی کوئی سزا ہے یہ ایگریمنٹ صرف دل کو تسلی دینے کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ معاہدہ وعدہ خلافی میں آتا ہے اور اسلامی قانون کے مطابق شریعت اس کے خلاف کی سزا کیا ہے اور پاکستان کی اسلامی حکومت میں اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

الجواب:۔ معاہدہ شکنی گناہ کبیرہ ہے، آپ پاکستان کے اس قانون کو جو معاہدہ شکنی کو جائز کہتا ہے شرعی عدالت میں چیلنج کر سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) ''قسطوں پر چیز فروخت کرنا شرعاً کیسا ہے''

سوال:۔ میری بیوی میرے بیٹے کو اس کی مرضی کے مطابق قسطوں پر سامان فروخت کرنے کی دکان کھلوانے کے حق میں ہے۔ جب کہ میں اس کاروبار کے خلاف ہوں کیونکہ اس کاروبار

میں زبانی طور پر گاہک سے کہا جاتا ہے کہ یہ چیز تم کو قسطوں پر دی جاتی ہے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور تم آسانی سے ایک بڑی چیز کے مالک بن جاؤ اور کاغذات میں کرایہ دار لکھا جاتا ہے۔ قسطیں رکنے کی صورت میں چیز واپس لے لی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کہنا ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کاروبار کو کر رہے ہیں تو پھر مولانا صاحب سے دریافت کیوں کرتے ہو؟ میرا خیال ہے کہ خریدی ہوئی چیز نقص کی بنا پر تو واپس ہو سکتی ہے مگر فروخت کی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ واجبات کی ادائیگی کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں آپ کی رائے اسلامی شریعت کے مطابق کیا ہے؟

الجواب:۔ قسطوں پر چیز دینا تو جائز ہے۔ مگر اس میں یہ دو خرابیاں جو آپ نے لکھی ہیں قابل اصلاح ہیں۔ ایک خریدار کو کرایہ دار لکھنا، دوسرے قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں چیز واپس لے لینا۔ یہ دونوں باتیں شرعاً جائز نہیں۔ اس کے بجائے کوئی ایسا طریقہ کار تجویز کیا جانا چاہئے کہ قسطوں کی ادائیگی کی بھی ضمانت مل سکے اور شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) ''سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہئے''

سوال:۔ میرے ایک دوست (الف) نے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۹ء میں ایک شخص (ب) سے پندرہ تولے سونا بطور قرض لیا تھا۔ کیونکہ ب ایک سنار ہے، لہٰذا نقد رقم اس نے نہیں دی الف نے وہ سونا اس وقت تقریباً ۱۳۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کیا اب پندرہ سال کے بعد ب نے (جو اس وقت ملک سے باہر چلا گیا تھا واپسی پر) الف سے اپنا پندرہ تولہ سونا واپس طلب کیا۔ الف نے کہا، اس کو میں نے اس وقت ۱۳۰۰۰ روپے میں فروخت کر دیا تھا۔ لہٰذا اب تم مجھ سے مبلغ ۱۳۰۰۰ روپے لے لو مگر ب کا کہنا ہے کہ مجھے یا وہ ۱۵ تولہ سونا واپس کر دیا موجودہ قیمت ادا کرو۔ فقہ حنفی کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے۔ ویسے اس وقت ۱۵ تولہ سونے کی قیمت تقریباً ۲۲۵۰۰ بنتی ہے امید ہے کہ جواب سے جلد نوازیں گے۔

الجواب:۔ جتنا سونا وزن کر کے لیا تھا اتنا ہی واپس کرنا چاہئے۔ قیمت کا اعتبار نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) ''امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم''

سوال:۔ ایک شخص جب بیرون ملک سے اپنے وطن جانے لگا تو اپنے دوست کے پاس کچھ رقم رکھ دی کہ جب پھر آئے گا تو رقم لے لے گا۔ دوبارہ بیرون ملک نہ جا سکا اور دوست کی کئی بار یاد دہانی کے باوجود اس شخص نے رقم نہیں منگوائی۔ دریں اثناء اسکے دوست کا بریف کیس جس میں اس شخص کی رقم رکھی تھی چوری ہو گیا۔ آپ بتائیں کیا ان حالات میں اس کے دوست پر پوری رقم واجب الادا ہے؟

الجواب:۔ امانت کی رقم اگر اس نے بعینہ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس کا رقم ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر اسنے امانت کی رقم بعینہ محفوظ نہیں رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقوم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) ''رشوت کی رقم سے اولاد کی پرورش نہ کریں''

سوال:۔ رشوت آج کل ایک بیماری کی صورت اختیار کر گئی ہے اور اس مرض میں آج کل ہر ایک شخص مبتلا ہے۔ میرے والد صاحب بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں انٹر کا طالب علم ہوں اور مجھے اس بات کا اب خیال آیا کہ میرے والد صاحب میری پڑھائی لکھائی پر میرے کھانے وغیرہ پر جو کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ سب رشوت سے ہے۔ آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں والد صاحب کی حرام کمائی سے پڑھتا لکھتا رہوں، کھاتا پیتا رہوں؟ یا میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں اور محنت کر کے اپنی گزر اوقات کروں یا کوئی اور راستہ اختیار کروں؟

الجواب:۔ اگر آپ کے والد کی کمائی کا غالب حصہ حرام ہے تو اس میں سے لینا جائز نہیں، آپ اپنے والد صاحب کو کہہ دیجئے کہ وہ آپ کو جائز تنخواہ کے پیسے دیا کریں۔ رشوت کے نہ دیا کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) ''شوہر کا لایا ہوا رشوت کا پیسہ بیوی کو استعمال کرنے میں گناہ''

سوال: ۔ اگر شوہر رشوت لیتا ہو اور عورت اس بات کو پسند بھی نہیں کرتی ہو اگر اس کے ڈر سے منع بھی نہیں کر سکتی تو کیا اس کمائی کے کھانے کا عورت کو بھی عذاب ہوگا؟

الجواب: ۔ شوہر اگر حرام کا روپیہ کما کر لاتا ہے تو عوت کو چاہئے کہ پیار محبت سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ شوہر کو اس زہر کے کھانے سے بچائے۔ اگر وہ نہیں بچتا تو اس کو صاف صاف کہہ دے کہ میں بھوکی رہ کر دن کاٹ لوں گی۔ مگر حرام کا روپیہ میرے گھر نہ لایا جائے۔ حلال خواہ کم ہو میرے لئے وہی کافی ہے اگر عورت نے اس دستور العمل پر عمل کیا تو وہ گناہ گار نہیں ہوگی۔ بلکہ رشوت اور حرام خوری کی سزا میں صرف مرد پکڑا جائے گا۔ اور اگر عورت ایسا نہیں کرتی بلکہ اس کا حرام کا لایا ہوا روپیہ خرچ کرتی ہے تو دونوں اکٹھے جہنم میں جائیں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) ''رکشا ٹیکسی ڈرائیور یا ہوٹل کے ملازم کو کچھ رقم چھوڑ دینا یا استاذ، پیر کو ہدیہ دینا''

سوال: ۔ ہمارے معاشرے میں کارکنان کو طے شدہ اجرت کے علاوہ کچھ رقم دینے کا رواج ہے۔ مثال کے طور پر رکشا و ٹیکسی کے میٹر کی رقم کے علاوہ اکثر ریزگاری بچتی ہے وہ نہ تو رکشا ٹیکسی ڈرائیور دینا چاہتا ہے اور نہ مسافر لینا چاہتا ہے اور وہ رقم نذرانہ، شکرانہ یا بزبان انگریزی ''ٹپ'' تصور کی جاتی ہے۔ ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ڈرائیور حضرات جو رقم واجب کرایہ سے زائد لیتے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس سے بڑھ کر مرید پیر کو، شاگرد استاذ کو! ہوٹل میں کھانا کھانے والا بیرے کو دیتا ہے۔ آپ شرعی طور پر فرمائیں کیا یہ رقم خیرات ہے؟ دینے والے کو ثواب اس کا ملے گا؟ لینے والے کا جائز حق ہے؟

الجواب: ۔ اگر یہ زائد رقم خوشی سے چھوڑ دی جائے تو لینے والے کے لئے حلال ہے اور اپنے بزرگوں کو ہدیہ یا چھوٹوں کو تحفہ کے طور پر جو چیز برضا و رغبت دی جائے وہ بھی جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) ''اپنی شادی کے کپڑے بعد میں فروخت کر دینا''

سوال:۔ میں نے تقریباً دو سال پہلے شادی کے لئے ہاتھ کے کام والے کپڑے بنوائے تھے، ان میں سے کافی کپڑے ابھی تک بند پڑے ہیں۔ اگر میں کچھ سالوں بعد ان کو مارکیٹ کی قیمت پر بیچ دوں تو یہ منافع میرے لئے جائز ہے؟ جب کہ ایسے کپڑوں کی قیمتیں دن بدن بڑھتی رہتی ہیں۔ اور کچھ سالوں بعد ان کو بیچنے سے یا اگر کسی باہر کے ملک بکواؤں جہاں ہاتھ کا کام بھی مہنگا ہے تو مجھے ان کپڑوں پر منافع ہوگا۔ یعنی جس قیمت پر میں نے ان کو بنوایا اس سے زیادہ قیمت مجھے مل سکے گی بیچنے میں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اسلام کی رو سے کیا اس منافع سے میں زکوٰۃ وغیرہ ادا کر سکتی ہوں۔

الجواب:۔ یہ منافع جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) ''ٹی وی کے پروگرام ''نیلام گھر'' میں شرکت''

سوال:۔ ٹی وی میں بعض پروگرام نیلام گھر قسم کے انعام دینے والے ہوتے ہیں ایسے پروگرام بہت مقبول ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پروگرام میں لوگ ٹکٹ خرید کر شامل ہوتے ہیں اور کچھ سوالات کے عوض ان کو ان کی خرچ کی ہوئی رقم سے کچھ زیادہ مل جاتا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو کم اور کچھ لوگ بغیر کچھ لئے واپس چلے جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ اس میں جوا کا عنصر تو نہیں؟

الجواب:۔ میں اس میں شمولیت ہی کو جائز نہیں سمجھتا۔ رقم لینے دینے کا کیا سوال۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) آزاد عورتوں کی خرید و فروخت:

سوال:۔ عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں اندرون سندھ بلوچستان میں وہ بنگالی عورتیں جو دلالوں کے ذریعے مکر و فریب میں پھنس کر بنگلہ دیش سے پاکستان لائی جاتی ہیں ان عورتوں میں کچھ بالغ و نابالغ کنواری عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ کچھ لاوارث (طلاق شدہ) اور شادی شدہ بھی

ہوتی ہیں۔ جن کو دلال جبراً یا مجبوراً دیہات میں لاوارث کی حالت میں چھوڑ کر لوگوں کے یہاں نکاح میں دے جاتے ہیں۔ کیا شرعی لحاظ سے بنگالی یا غیر بنگالی اس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو اس کاروبار کو حرام قرار دیں اور فتویٰ بھی شائع کریں تاکہ لوگ آئندہ یہ کاروبار ختم کر دیں اور خریدنے والوں کو بھی شرعی تنبیہ کریں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے شرعی فرمان اور ہدایت ہو اور خصوصاً مولوی حضرات کو بھی گزارش کریں کہ وہ آئندہ اس قسم کے نکاحوں کے عمل سے گریز کریں۔

الجواب:۔ آزاد عورتوں کے خرید وفروخت (جس کو حرف عام میں ''بردہ فروشی'' کہا جاتا ہے) شرعاً حرام ہے اور جو لوگ اس گندے کاروبار میں ملوث ہیں وہ انسانیت کے دشمن، شیطان کے ایجنٹ اور معاشرہ کے مجرم ہیں ایسی عورتیں جوان ظالموں کے چنگل میں ہوں اگر کوئی شخص ان کو رہائی دلانے کے لئے ان سے شرعی طریقہ پر نکاح کر لیتا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت عاقلہ و بالغہ ہو تو نکاح اس کی رضامندی سے ہوا ہو، اور اگر لڑکی نابالغ ہے تو اس کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ جوان نہ ہو جائے۔ جوان ہونے کے بعد اس کی رضامندی سے نکاح کیا جائے تو نکاح ہو جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) ''رشتہ دار کے گھر سے فون کرنے کا بل کس کے ذمہ ہوگا''

سوال:۔ ایک آدمی سفر پر جاتا ہے اور اپنی گھر والی کے کسی قریبی رشتہ دار کو گھر میں چھوڑ جاتا ہے کیونکہ اس کی بیوی اکیلی ہے اور بیمار بھی ہے تو وہ رشتہ دار اپنے کام سے اس شخص کے گھر سے فون کرتا ہے پھر جب بل آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں دوں گا۔ اور بل بھی زیادہ ہے اب یہ بل کس کے ذمہ ہے؟ جب کہ اس کی گھر والی اپنے عزیز سے کہتی ہے کہ آدھا بل آپ دیں آدھا میں دوں اور میرے شوہر کے اوپر ہم بوجھ نہ ڈالیں۔ اب وہ عزیز نہیں مانتا ہے مجھے صرف شرعی مسئلہ درکار ہے کہ یہ بل اب کس کے ذمہ ہے؟

الجواب:۔ بیوی کی عزیز کے لئے اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر ٹیلیفون کا استعمال جائز نہیں تھا۔ اور اس بل کا ادا کرنا شرعاً واخلاقاً اسی عزیز کے ذمہ ہے جس نے امانت میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) ''سودی کام کا تلاوت سے آغاز کرنا بدترین گناہ ہے''

سوال:۔ میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کراچی کی ایک مقامی برانچ میں ملازم ہوں۔میری برانچ میں ہر روز صبح کام کا آغاز تلاوت کلام پاک اور پورے اسٹاف کی اجتماعی دعا سے ہوتا ہے۔اور ان کا نظریہ ہے کہ اس سے برکت ہوتی ہے۔کام میں دل لگتا ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوتا۔میں اس قرآن پاک کی تلاوت اور دعا میں شامل نہیں ہوتا۔لیکن جب تلاوت ہورہی ہوتی ہے تو خاموشی سے سنتا ہوں کیونکہ قرآن پڑھنا سنت اور سننا واجب ہے۔میرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے سود سودی کاروبار،اس کی ملازمت بھی منع ہے۔قرآن میں ہے کہ سود حرام ہے۔اور سود نہ لو۔تلاوت سے اس کا افتتاح کرنا کیسا عمل ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کے گنہگار کون ہیں؟

الجواب:۔ گناہ کے کام کو تلاوت سے شروع کس طرح کرنا جائز ہوسکتا ہے؟ یہ پوچھئے کہ اس سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں کفر کا اندیشہ تو نہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) ''ساٹھ ہزار روپے دے کر تین مہینے بعد اسی ہزار روپے لینا''

سوال:۔ ایک شخص نے بازار میں کمیٹی ڈالی تھی۔جب اس کی کمیٹی نکلی (جو ساٹھ ہزار روپے کی تھی) تو وہ اس نے ایک دوسرے دکاندار کو دے دی کہ مجھے تین مہینے بعد اسی ہزار روپے دوگی۔تو کیا یہ بھی سود ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ بھی خالص سود ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) کیا فیصد کے حساب سے منافع وصول کرنا سود ہے''؟

سوال:۔ کچھ لوگ سرمائے کا لین دین فیصد کے حساب سے کرتے ہیں (یعنی ۱۵ فیصد ماہانہ،۱۰ فیصد ماہانہ) بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں۔اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے۔اسی سلسلے میں ہم نے ایک مسجد کے پیش امام صاحب سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اسے سراسر جائز قرار دیا ہے۔اب ہم لوگ اس عجیب الجھن میں مبتلا ہیں کہ کیا کیا جائے؟ لہذا آپ اس مسئلے کو قرآن وسنت کی

روشنی میں حل کریں۔ اور ہمیں واضح طور پر بتائیں کہ ایسے سرمائے سے جو ماہانہ منافع ملتا ہے وہ حرام ہے تو اسے حلال کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے، جس سے ہمارا قلب صاف ہو جائے اور ہم عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔

الجواب:۔ فیصد کے حساب سے روپے کا منافع وصول کرنا خالص سود ہے۔ جس امام صاحب نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا وہ ناواقف ہے۔ اسے اپنے فتویٰ کی غلطی پر توبہ کرنی چاہئے۔ جو لوگ سود وصول کر چکے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اتنی رقم بغیر نیت صدقہ کے محتاجوں کو دے دیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) ''نوٹوں کا ہار پہنانے والے کو اس کے عوض زیادہ پیسے دینا'' سود ہے

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں شادی کی دوسری رسومات کے علاوہ ایک یہ بھی رسم ہے کہ سالے کی شادی میں بہنوئی اپنے سالے کو نوٹوں کا ہار پہناتا ہے اور پھر شادی کے بعد دولہا کا باپ اس ہار کے عوض ڈبل پیسے ادا کرتا ہے یعنی اگر بہنوئی ۵۰۰ روپے کا ہار ڈالتا ہے تو اسے ۱۰۰۰ روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور لوگ ڈبل پیسے کے لالچ میں منگا ہار پہناتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حدیث و قرآن کی روشنی میں دیں کہ یہ ڈبل پیسے دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں گناہگار دینے والا ہوگا یا لینے والا یا دونوں ہوں گے؟

الجواب:۔ یہ تو اچھا خاصہ سودی کاروبار ہے۔ جو بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) ''سود کی رقم سے ہدیہ لینا دینا جائز ہے یا ناجائز''

سوال:۔ ''الف'' اور ''ب'' دو بھائی ہیں۔ ''الف'' کا سودی کاروبار ہے اور ''الف'' ''ج'' کو ہدیہ دیتا ہے تو ''ب'' کے ملازم کو حکم دیتا ہے کہ ''ج'' کو دے آنا۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ دوسری صورت میں اس کے ملازم کو حکم نہیں دیتا بلکہ وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ ''ج'' کو ہدیہ دینا ہے تو اس کا کیا حکم ہے ''ج'' کو یہ سودی رقم سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سودی کاروبار کا مفہوم عام ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) جو شخص سود پر قرضہ لے کر کاروبار کرتا ہے اور کل سرمایہ قرض کا ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا جس کے پاس کچھ رقم ذاتی ہے اور کچھ رقم سود پر بینک سے یا کسی سے قرض لیتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا یہ کہ لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے اور اس طرح رقم بڑھاتا ہے۔

(۴) یہ کہ سودی طریقے سے اشیاء خریدتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اس کے علاوہ بے شمار صورتیں ہیں۔

ان سب صورتوں کو سودی کاروبار کہتے ہیں۔ اور سب کا حکم برابر نہیں۔ اس لئے سودی کاروبار کرنے کی وضاحت کرنا تھی۔ بہرحال مجموعی طور پر اگر جائز پیسے زیادہ اور ناجائز پیسے کم ہے تو ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔ اسی طرح اگر جائز اور ناجائز پیسے ملے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی مقدار برابر ہے پھر بھی اس کا ہدیہ قبول کرنا اور لے جانا درست ہے اور اگر حرام پیسے زیادہ ہیں تو ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) ''سود کی رقم سے بیٹی کا جہیز خریدنا جائز نہیں''

سوال:۔ اگر ایک غریب آدمی اپنے پیسے بینک میں رکھتا ہے تو اس سے سود کی رقم چھ یا سات سو تک بنتی ہے۔ تو کیا وہ آدمی اسے اپنے اوپر استعمال کرسکتا ہے؟ اگر نہیں کرسکتا تو کیا پھر اس سے اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے کوئی چیز خرید سکتا ہے؟

الجواب:۔ سود کا استعمال حرام اور گناہ ہے۔ اس سے بیٹی کو جہیز دینا بھی جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) ''شوہر اگر بیوی کو سود کی رقم خرچ کے لئے دے تو وبال کس پر ہوگا؟

سوال:۔ کسی عورت کا شوہر زبردستی اس کو گھر کے اخراجات کے لئے سود کی رقم سے جب کہ عورت کا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو تو اس کا وبال کس کی گردن پر ہوگا؟

الجواب:۔ وبال تو شوہر کی گردن پر ہوگا۔ مگر عورت انکار کردے کہ میں محنت کر کے کھاؤں گی مگر حرام نہیں کھاؤں گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) ''سود کی رقم ملازمہ کو بطور تنخواہ دینا''

سوال:۔ میں نے اپنے ۱۰۰۰۰ ہزار روپے کسی دکاندار کے پاس رکھوا دیئے تھے۔ وہ ہر ماہ مجھے اس کے اوپر تین سو روپیہ دیتا ہے۔ اب ہمیں یہ بتائیں کہ یہ رقم جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے مسجد کے پیش امام سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو سود قرار دیا۔ جب سے یہ پیسے میں اپنی کام والی کو دے دیتی ہوں اس کو یہ بتا کر دیتی ہوں کہ یہ پیسے سود کے ہیں۔ یا ان پیسوں کے بدلے کوئی چیز کپڑا وغیرہ دے دیتی ہوں۔ وہ اپنی مرضی سے یہ تمام چیزیں اور پیسے لیتی ہے جب کہ اسے پتا ہے کہ یہ سود ہے۔ اب آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ پیسے کام والی کو دینے سے میں گناہ گار تو نہیں ہوتی ہوں؟

الجواب:۔ اگر دکاندار آپ کی رقم سے تجارت کرے اور اس پر جو منافع حاصل ہو اس منافع کا ایک حصہ مثلاً پچاس فیصد آپ کو دیا کرے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے تین سو روپیہ آپ کے مقرر کر دیئے تو یہ سود ہے سود کی رقم کا لینا بھی حرام ہے اور اس کا خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ آپ جو اپنی ملازمہ کو سود کے پیسے دیتی ہیں آپ کے لئے ان کو دینا بھی جائز نہیں اور اس کے لئے لینا جائز نہیں۔ سود کی رقم کسی محتاج کو بغیر صدقہ کی نیت کے دے دینی چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) ''بینک میں ملازم عزیز کے گھر کھانے سے بچنے کی کوشش کریں''

سوال:۔ میرے عزیز بینک میں ملازم ہیں۔ ان کے گھر جب جانا ہوتا ہے تو ان کے ہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ اگر چہ میں دل سے اچھا نہیں سمجھتی مگر قریبی سسرالی رشتہ دار ہونے کے ناتے جا کر نہ کھانا شاید عجیب لگے؟

الجواب:۔ کوشش بچنے کی کی جائے اور اگر آدمی مبتلا ہو جائے تو استغفار سے تدارک کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس عزیز کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ بینک کی تنخواہ گھر میں نہ لایا کریں بلکہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر میں خرچ دے دیا کریں اور بینک کی تنخواہ سے قرض ادا کر دیا کریں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) ''بیمہ کیوں حرام ہے، جب کہ متوفی کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ ہے''

سوال:۔ بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ ایک غریب آدمی یا کوئی اپنا بیمہ کرواتا ہے تو اگر اس کی موت واقع ہو جائے اور اس کی اولاد کی پرورش کے لئے کوئی نہ ہو تو اسے بیمہ کی رقم مل جائے جس سے اپنے گھرانے کی پرورش کر سکے؟

الجواب:۔ بیمہ کا موجودہ نظام سود پر مبنی ہے اس لئے یہ جائز نہیں۔ اور اس کے پسماندگان کو جو رقم ملے گی وہ بھی حلال نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) ''بیوہ کو شوہر کی میراث قومی بچت کی اسکیم میں جمع کروانا جائز نہیں''

سوال:۔ ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو بچے چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔ اب اس کی بیوی دوسری شادی کرنا نہیں چاہتی اور شوہر کی چھوڑی ہوئی رقم کو قومی بچت یا کسی اور منافع بخش اسکیم میں لگانا چاہتی ہے اور اس کے منافع سے (جو دوسرے معنوں میں سود کہلاتا ہے) اپنی اور اپنے بچوں کی گزر اوقات کرنا چاہتی ہے۔ کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ جب کہ اسلام میں سود حرام ہے یہاں تک کہ وہ بدن جنت میں نہ داخل ہوگا جو حرام روزی سے پرورش کیا گیا ہو۔

الجواب:۔ بیوہ کا اس کے شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے باقی سات حصے اس کے بچوں کے ہیں۔ سود کی آمدنی حرام ہے۔ اس روپے کو کسی جائز تجارت میں لگانا چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) ''ہر ماہ سو روپے جمع کر کے پانچ ہزار لینے کی پتی اسکیم جائز نہیں''

سوال:۔ ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدرآباد کے ایک علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ نہایت ہی شریف اور با اخلاق آدمی ہے۔ لوگوں میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ حسب ونسب میں اچھے خاندان سے

تعلق رکھتے ہیں۔لباس شکل وصورت میں باشرع ہیں۔روزے،نماز کے پابند ہیں۔اپنے محلے کی جامع مسجد میں اکثر وپیشتر دینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے رہتے ہیں۔اور کبھی کبھی امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کے دن تقریر یا امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔بعض مرتبہ دوسرے محلے اور علاقہ کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اماموں کی عدم موجودگی میں نماز جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم جاری کی ہے۔جس کے وہ خود نگران اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں۔یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے۔اور اس کی مدت پچاس ماہ ہے۔۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔پچاس ماہ کی مدت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے ممبران کو ان کی جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والے کو ۵۰۰۰ ہزار روپے اور ۲۰۰ روپے والے کو ۱۰۰۰۰ روپے یکمشت ادا کئے جائیں گے۔کیونکہ پچاس ماہ میں ان کی ہی رقم جمع ہوگی۔البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵۰۰۰ روپے یا ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد ادا کردی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہیں اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پتی کے نگران اعلیٰ پر ہوتی ہے۔کیونکہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد جو رقم باقی بچتی ہے اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگران اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں۔لیکن پچاس ماہ کی مدت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقررہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنا ہوگی۔لہٰذا نگران اعلیٰ شرعی طریقہ پر کاروبار کرتے ہیں۔اور اس کاروبار کے نفع نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔نگران اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں۔یہ بات انہوں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور گواہ بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے۔بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں۔مذکورہ شخص نے یہ گھریلو پتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور ان میں بچت کی عادت ڈالنے کے لئے شروع کی ہے۔اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔

لہذا ایسی صورت میں کیا اس بینک اور دیندار شخص کو امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کی پیچھے ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ گھریلو بچت اسکیم کا جو طریقہ کار سوال میں لکھا ہے یہ شرعاً جوا ہے۔ اس اسکیم میں شرکت حرام ہے اور جس شخص کو ۱۰۰۰ روپے کے بدلے ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے کے بدلے ۱۰۰۰۰ ملیں گے وہ زائد رقم اس کے لئے حرام ہے۔

نوٹ:۔ جس نیک شخص نے یہ اسکیم جاری کی ہے ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ ان صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) ''پری پیمنٹ اسکیم کی شرعی حیثیت''

سوال:۔ ان دو اسکیموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

پہلی اسکیم جو تقریباً ۲۰۰ سے ۳۰۰ ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ممبر ۳۰۰ روپے ماہوار دیتا ہے اور ہر مہینہ قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ہے اس کو مبلغ ۱۵۰۰۰ روپے یا اس کی مالیت کے برابر دوسری چیز دی جاتی ہے۔ اور اس سے باقی قسطیں بھی نہیں لی جاتیں۔

دوسری اسکیم ۱۰۰ ممبران پر مشتمل ہے۔ اور ہر ماہ ایک ممبر ۱۰۰ روپے دیتا ہے۔ ہر مہینے قرعہ میں نام نکل آنے کی صورت میں تین ہزار روپے کے زیورات اس کو دیئے جاتے ہیں۔ اور اس سے باقی قسطیں نہیں لی جاتیں۔ اس کے علاوہ ہر مہینے چند اشخاص کو اضافی انعام بھی قرعہ اندازی کے ذریعہ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی اسکیم کی مدت تکمیل ۵۰ ماہ اور دوسری اسکیم کی مدت تکمیل ۳۰ ماہ ہے۔ اسکیم نمبر ۱ اور اسکیم نمبر ۲ کے قواعد وضوابط اور شرائط دونوں پرچے کے ساتھ منسلک ہیں۔

الجواب:۔ دونوں اسکیمیں سود کی ایک شکل ہیں۔ اس لئے کہ ہر دو اسکیموں میں سب سے اہم شرط یہ ہے کہ جس ممبر کا بھی نام نکل آیا اس سے بقیہ اقساط نہیں لی جائیں گی اور نام نکلنے پر اسے ایک مقررہ رقم یا اس کے مساوی چیز دی جائے گی۔ دوسری جانب یہ کہ رقم جمع کرانے کا مقصد اور ارادہ زیادہ رقم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اور اسکیم نکالنے والے کی تحریک بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ ہر

ممبر قرعہ اندازی میں حصہ لے کر نام نکلنے پر زائد رقم حاصل کرے۔ اس وجہ سے اس میں جوا اور سود دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں جو کہ حرام ہیں۔ ناجائز ہیں اور اس میں تعاون بھی گناہ ہے۔

نیز اسکیم نمبر ا کی آٹھویں شرط کے مطابق جو ممبر اسکیم جاری نہ رکھ سکے اس کی جمع شدہ رقم سے ۱۰ فیصد کاٹ لینا بھی ناجائز ہے جب کہ اس کی پوری کی پوری جمع شدہ رقم واپس ہونی چاہئے۔

نیز اسکیم نمبر ۲ میں ۳۰۰ روپے ماہوار کے مقابلے میں قرعہ اندازی میں نام نکل آنے والے ممبر کو جہاں ۱۵۰۰۰ روپے لینے کا اختیار ہے وہاں اس کو ۷ تولہ سونا لینے کا بھی اختیار ہے۔ اگر وہ سونا لے تو یہ اس اعتبار سے ناجائز ہے کہ جب سونا یا چاندی روپے پیسے کے مقابلہ میں فروخت کئے جائیں تو اس میں قبضہ ایک ہی مجلس میں فوری طور پر ہونا چاہئے۔ یعنی ادھر پیسے لئے اور ادھر سونا دیا۔ جب کہ اس صورت میں ممبر نے رقم ایک ماہ قبل دی تھی۔ اور اس کو ۷ تولہ سونا دیا جارہا ہے۔ چنانچہ یہ بیع ادھار پر ہوئی اور سونا چاندی میں ادھار بیع جائز نہیں۔ مندرجہ بالا امور کے پیش نظر صورت مسئولہ میں مذکورہ دونوں اسکیمیں شریعت کی رو سے ناجائز ہیں۔ لہٰذا ان میں رقم لگانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) کمیٹی (بیسی) ڈالنا جائز ہے

سوال:۔ میں نے ایک کمیٹی ڈال رکھی ہے۔ پچھلے ہفتہ ایک صاحب سے سنا ہے یہ کمیٹی جو آج کل ایک عام رواج بن چکی ہے۔ سراسر سود ہے لہٰذا مہربانی فرما کر آپ یہ بتائیں کہ کیا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ کمیٹی ڈالنے کی جو عام شکل ہے کہ چند آدمی رقم جمع کرتے ہیں اور پھر قرعہ اندازی کے ذریعہ وہ رقم کسی ایک کو دے دی جاتی ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، جب کہ باری باری سب کو ان کی رقم واپس مل جاتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ”نیلامی بیسی (کمیٹی) جائز نہیں“

سوال:۔ ہماری تقریباً چالیس آدمیوں کی ایک کمیٹی ہے جس کو ”بی سی“ کہتے ہیں یہ نیلامی کمیٹی

ہے جس میں ہر ممبر ماہانہ ۱۵۰۰ روپے جمع کرتا ہے۔ جس سے مجموعی رقم ۲۰ ہزار روپے بن جاتی ہے۔ نیلامی کمیٹی ہے جب سب ممبر اکٹھے ہوتے ہیں تو اس پر بولی لگتی ہے۔ یہ ۲۰ ہزار روپے ایک ممبر اپنی مرضی سے ۱۶ ہزار روپے میں لے لیتا ہے۔ یعنی اس پر کوئی دباؤ یا جبر نہیں۔ اس سے ہم کو آگاہ کریں کہ اس میں گناہ ہے یا نہیں؟ اور یہ ۱۶ ہزار روپے میں پر ممبر ۴۰۰ روپے سود آتا ہے وہاں کمیٹی کے رجسٹر میں پورا ۱۵۰۰ روپے لکھ دیتا ہے یعنی ۴۰۰ منافع ہوا۔

الجواب:۔ یہ جائز نہیں بلکہ سود ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) ''انعامی بانڈز کی رقم کا شرعی حکم''

سوال:۔ میں نے ایک دوست کے مشورہ سے ۵۰ روپے کا بانڈ خریدا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ بانڈ کھلنے کی صورت میں آدھا انعام میرا اور آدھا انعام اس کا ہوگا۔ اتفاق سے ایک دن بعد وہ بانڈ ۵۰ ہزار روپے کا کھل گیا چونکہ میں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا اس لئے میں نے اس کو ۲۵ ہزار روپے ادا کر دیئے۔ لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ انعامی بانڈ کا انعام سود سے بھی بدتر ہے تو مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے اس کو استعمال بھی نہیں کیا اور نہ اس میں اس کو استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس میرے والدین یہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ پیسہ استعمال نہیں کرتے تو ہمیں دے دو ہماری مرضی ہم کچھ بھی کریں۔ حالانکہ ہم گھر والے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں۔ بتلایئے اس رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں خاص اور اہم بات یہ بتائی جائے کہ میں اس پیسے کو کہاں صرف کروں؟

الجواب:۔ انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے حقیقتاً یہ سود کی شکل ہے۔ انعامی بانڈز کے انعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ بینک جب انعامی بانڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعے سے جو رقم وہ عوام سے کھینچ لیتا ہے اس رقم کو عموماً بینک کسی سودی قرضہ پر دے دیتا ہے۔ جس شخص کو قرضہ دیتا ہے اس سے بینک سود وصول کر کے اس سودی رقم میں سے کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی کے ذریعہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے کہ جنہوں نے انعامی بانڈز خریدے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم لوگوں کو ملتی ہے وہ اصل میں سود ہی کی رقم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ

بینک اس رقم کو سودی قرضہ پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعے بانڈز خریدنے والوں میں تقسیم کر دیتا ہے پھر بھی انعامی بانڈز پر ملنے والی رقم جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اول پارٹنر شپ کے بزنس میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے جب کہ یہاں بینک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

دوسری بات یہ کہ تجارتی اور شرعی اصول کے مطابق پارٹنر شپ کے کاروبار میں جب نفع ہوتا ہے تو اس نفع میں سے ہر پارٹنر (شریک) کو اتنے فیصد ہی حصہ ملتا ہے کہ جتنے فیصد اس نے روپیہ لگایا ہے نفع کی تقسیم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعے کرنا اس میں بہت سوں کے ساتھ ناانصافی ہونا یقینی بات ہے۔ لہذا پرائز بانڈز کا انعام ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے۔ اور یہ درحقیقت سود اور جوئے دونوں کا مرکب ہے اگرچہ بینک اسے انعام کہتا رہے، زہر کو تریاق کہنے سے وہ تریاق نہیں بنتا بلکہ زہر ہی رہتا ہے یہ وہی پرانی شراب ہے جو نئی بوتلوں میں بند کر کے نئے لیبل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ آپ کے والدین اگر یہ کہتے ہیں کہ رقم ہمارے حوالے کر دو تو شرعی اعتبار سے اس امر میں والدین کی اطاعت جائز نہیں، جس طرح آپ خود حرام کمائی سے بچنا چاہتے ہیں اسی طرح اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کو بھی اس حرام ذریعہ آمدنی سے محفوظ رکھیں اور یہ رقم ان کے حوالہ نہ کریں۔

۔ باقی یہ رقم پھر آپ کہاں استعمال کریں تو اس میں ایک تو یہ ہے کہ اگر آپ نے بینک سے یہ اپنے انعام کی رقم نہیں لی ہے، تو اب بھی مت لیجئے اور اگر آپ انعام کی رقم لے چکے ہیں تو اس کو ان لوگوں میں بغیر نیت ثواب کے صدقہ کر دیں جو لوگ زکوۃ خیرات کے مستحق ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) خریدتے وقت چیزیں چکھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ تاجر کے پاس کھانے کی چیزیں مثلاً آم، خربوزہ، تربوزہ وغیرہ مٹھائی وغیرہ کا چکھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ اس کی تین صورتیں ہیں، (۱) خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو منع اور مکروہ ہے نقصان کا بدلہ دے (۲) خریدنے کا پکا ارادہ تھا چکھنے کے بعد پسند آیا، پھر ارادہ بدل گیا تو نقصان کا بدلہ دے یا مالک سے معافی چاہے۔ (۳) چکھنے کے بعد پسند نہ آیا تو نہ خریدنے میں کوئی حرج نہیں

ہے۔فقط (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۰) خریدنے سے پہلے دیکھنے میں چیز گر کر ٹوٹ جائے تو ضمان کس پر ہے؟

سوال:۔ کوئی بھی مرد و عورت کسی دکان پر چیز لینے کے لئے جائے اور دیکھنے یا پسند کرنے کے دوران اس سے کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا کوئی چیز گر کر ٹوٹ جاتی ہے یا کوئی چیز غلط طریقے پر کھولنے بند کرنے سے خراب ہو جاتی ہے تو صرف "سوری" کہنے سے کام چل جائے گا یا نقصان والی چیز کا ضمان بھی بھرے گا؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں اگر خریدار کی غفلت، زیادتی یا غلط طرز عمل کی وجہ سے چیز ٹوٹ گئی تو خریدار پر ضمان آئے گا۔ غفلت اور زیادتی نہ ہونے کی صورت میں ضمان اس وقت آئے گا جب وہ بتائی ہوئی قیمت پر راضی ہو جائے اور پھر چیز ہاتھ میں لے کر دیکھ رہا ہو پھر وہ چیز ٹوٹ جائے۔ لیکن اگر اس نے صرف دیکھنے کے لئے اجازت کے ساتھ اٹھائی، یا اس کو قیمت بتائی گئی مگر خریدار نے رضا مندی کا اظہار نہیں کیا پھر دیکھنے کے لئے چیز لی تو چیز ٹوٹ جانے یا نقصان ہو جانے پر اس پر ضمان نہیں آئے گا، اور اس صورت میں دکاندار کو اس سے قیمت وصول کرنا یا اس کو مجبور کرنا جائز نہ ہوگا، ہاں پہلی صورت میں ضمان میں قیمت وصول کی جا سکتی ہے۔ (جیسا کہ اس کی تفصیل فتاویٰ شامی ج ۴ صفحہ ۳۷۴) مطبوعہ ایچ ایم سعید میں موجود ہے) واللہ اعلم (ملخص)

کتاب الشرکۃ

(شرکت کے مسائل کا بیان)

(۴۱) زوجہ اپنی رقم اور اپنی محنت سے گھر میں کاروبار کرے تو شوہر اور اس کی اگلی بیوی کی اولاد اس میں حق دار ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میں نے اپنے طور پر گھر میں ایک گھریلو کاروبار شروع کیا اس میں صرف میری اپنی ذاتی رقم ہے اور اس کاروبار میں پوری محنت میں کرتی تھی میرے شوہر کے نہ اس میں پیسے شامل ہیں نہ محنت کاروبار جاری ہے میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے ان کی اگلی بیوی کی اولاد ہے میرے اس کاروبار میں میرے شوہر کے وارثوں یعنی ان کی اگلی بیوی کی اولاد کا حق لگتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سوال میں درج شدہ باتیں بالکل صحیح ہوں تو اس صورت میں آپ کے شوہر کی اگلی بیوی کی اولاد حق دار نہیں ہے آپ اس کاروبار کی مالک ہیں شامی میں ہے ثم ذکر خلافاً فی المرأة مع زوجها اذا اجتمع یعملهما اموال کثیره فقیل هی للزوج وتکون المرأة معینة له الا اذا کان لها کسب علیحدة فهو لها وقیل بینهما نصفان (شامی صفحہ ۴۸۳ ج ۳) (مفصل فی الشرکة الفاسدة) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

باب الربوا

بیمہ کے متعلق تفصیلی احکام

(۴۲) بارہ سوالات کے جوابات

سوال:۔ (۱) بیمہ کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس میں کمپنی بطور سود جو رقم دیتی ہے جس کا نام وہ اپنی اصطلاح میں منافع رکھتی ہے شریعت کا اصطلاحی ربوا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیمہ کی حقیقت ربوا (سود) اور قمار (جوا) سے مرکب ہے۔

الربوا هو فضل خالٍ عن عوض بمعيار شرعي شرط لا حد المتعاقدين في المعاوضة (درمختار) هو فضل خال عن عوض شرط لاحد المتعاقدين في المعاوضة ما ل بمال : (ملتقى الابحر) فقط

سوال:۔ (۲) اگر سود مذکور شرعی اصطلاح میں ربوا ہے تو بیمہ کے جو مصالح بیان کئے جاتے ہیں ان کے پیش نظر بیمہ کے جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

الجواب:۔ ربوا (سود) اور قمار (جوا) دونوں حرام قطعی اور کبیرہ گناہ ہیں حرمت ان کی منصوص (قرآن کی نصف وجہ سے) اور اجماعی (امت کا اس پر اجماع ہے) ہے۔ اجمع المسلمون على تحريم الربوا وعلى انه من الكبائر (عمدة القارى شرح بخارى) آنحضرت ﷺ نے ربوا کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے اجتنبوا السبع المو بقات وجعل منهن اكل الربو الہذا اس کے ہزار منافع بیان کئے جائیں بدلیل قوله

تعالیٰ قل فیھا اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما اور غیر جائز الارتکاب (اس کا ارتکاب کرنا ناجائز) ہی رہے گا۔فقط۔

سوال:۔ (۳) زندگی کے بیمہ املاک کے بیمہ اور ذمہ داری کے بیمہ کے درمیان شرعاً کوئی فرق ہوگا یا تینوں کا ایک ہی حکم ہوگا؟

الجواب:۔ تینوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ناجائز ہے اس لئے کہ تینوں قسمیں ربا اور سود پر مشتمل ہیں اس میں ذمہ داری محض برائے نام ہے بیمہ کمپنی جان اور مال کی حفاظت نہیں کرتی البتہ ڈاکخانہ کے بیمہ کی صورت دوسری ہے اس لئے بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

امدادالفتاویٰ میں ہے کہ رہا بیمہ زیور وغیرہ کا جو ڈاکخانہ میں کرایا جاتا ہے اس کی حقیقت اور ہے کیونکہ ڈاکخانہ والے اس چیز کو پہنچاتے ہیں اور اجرت لیتے ہیں۔پس یہ معاملہ عقد اجارہ ہے اور عملۂ اجیر ہیں اور بیمہ زیادت اجر ہے اور ان کی یہ ذمہ داری تاوان کی اشتراط ضمان علی الاجیر (ڈاکخانہ والوں کا تاوان کی شرط کی ذمہ داری لینا ضمانت ہے) ہے جس کو بعض فقہاء نے جائز رکھا ہے بخلاف مذکورہ بیموں کے کہ کمپنی اس مال یا جان میں کوئی عمل نہیں کرتے اس میں تاویل محتمل (یعنی تاویل کرنے کا احتمال نہیں ہے) نہیں۔(جلد۳صفحہ۱۲۰)فقط

سوال:۔ (۴) معاملہ کی یہ شرط کہ اگر بیمہ شدہ شخص یا شئی وقت معین سے پہلے تلف ہو جائے تو اتنی رقم ملے گی اور اس کے بعد تلف ہوئی تو اتنی جب کہ تلف ہونے کے وقت کا تعین غیر ممکن ہے اس معاملہ کو قمار کی حدود میں تو داخل نہیں کردیتی۔

الجواب:۔ ہاں یہ صورت قمار (جوا) کی ہے اور قطعی حرام ہے فقط۔

سوال:۔ (۵) اگر یہ صورت قمار یا عذر کی ہے تو بیمہ کے مصالح کے پیش نظر جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

الجواب:۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر۲ میں گذرا فقط۔

سوال:۔ (۶) اگر بیمہ دار مندرجہ اقسام بیمہ سے کسی میں سود لینے سے بالکل محترز رہے اور اپنی اصل رقم کی صرف واپسی چاہتا ہو تو کیا یہ معاملہ جائز ہوسکتا ہے۔

الجواب:۔ یہ صورت بھی جواز کی نہیں ہے کہ اس میں اعانت علی المعصیۃ (گناہ میں تعاون) ہے،البتہ اخذ الربا (سود لینا) اور ارتکاب قمار (جوا کا مرتکب ہونا) کی صورت سے اخف (ہلکا) ہے۔فقط

سوال:۔ (۷) جورقم کمپنی بطور سود ادا کرتی ہے اسے ربا کے بجائے اس کی جانب سے اعانت وامداد اور تبرع واحسان قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

نوٹ:۔ بعض کمپنیوں کے ایجنٹ اس کا مقصد امداد ہی ظاہر کرتے ہیں؟

الجواب:۔ جی نہیں یہ ربا (سود) کی صورت ہے یا قمار (جوا) کی۔ ایجنٹ کے لکھنے اور نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی شریعت کے احکام کا دارومدار حقیقت پر ہے نہ کہ نام پر جب تک حقیقت نہیں بدلے گی حکم نہیں بدلے گا وانه يتغير حكمه بتغير هيئة وتبديل اسمه (مرقاب المفاتيح) فقط۔

سوال:۔ (۸) اگر مسلمان کسی دارالحرب کا باشندہ ہو (مستامن نہیں اور کمپنی حربیوں ہی کی ہو تو کیا اس صورت میں یہ معاملہ مسلمانوں کے لئے جائز ہوگا؟

الجواب:۔ دارالحرب میں بھی جمہور ائمہ وعلماء محققین کے نزدیک ربوا وقمار (سود و جوا) کے متعلق وہی احکام ہیں جو دارالاسلام میں ہوتے ہیں البتہ طرفین سے دارالحرب میں جوا کا قول منقول ہے لیکن بعض علماء محققین نے امام صاحب کے قول کا ایسا مطلب بیان کیا ہے جو جمہور کے خلاف نہیں رہتا ہے چنانچہ لا ربوا بين المسلم والحربي في دار الحرب اس میں احتمال ہے کہ یہ نفی نہی کے لئے ہو جیسا کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج میں نہی کردی فلو ها جر الينا ثم عاد اليهم فلا ربوا اتفاقاً (درمختار) وله فلا ربوا اتفاقاً اى لايجوز الربوا معه فهو نفي بمعنى النهي كما في قوله تعالىٰ فلا رفث ولا فسوق فافهم

(شامی ج ۴ صفحہ ۲۶۱)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں تحقیق الہامی کے طور پر ایک بات لکھ لو وہ یہ کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب اس سے ربا کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اس قسم کی ترکیب کے دو معنی ہوا کرتے ہیں ایک تو یہ کہ لا مضائقة فيه دوسرے یہ کہ لا يتحقق حقيقته، ولا يترتب جميع احكامه مثلاً لا ربوا کے اگر یہ معنی ہوں کہ ان میں ربا کی حقیقت ہی مرتب نہیں تو اس کا اثر غايت ما في الباب یہ ہوگا کہ اس پر جمیع احکام مرتب نہ ہوں گے مثلاً وہ واجب الردنه ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ربا کے دوسرے آثار بھی مرتب نہ ہوں مثلاً گناہگار ہونا کہ اس کا تحقق باوجود عدم تحقیق حقیقت ربوا کے بھی ہوگا اس کی دلیل یہ ہے کہ خود فقہاء نے بھی لا ربوا بين العبد و سيده میں عدم تحقیق

حقیقت مانا ہے لیکن ارتکاب صورت ربوی سے دونوں گنہگار ہوں گے اس کی نظیر یہ ہے کہ **لاصلوٰۃ الا بطہور** اس میں نفی کے معنی یہی ہے کہ بدون وضو حقیقت صلوٰۃ متحقق نہ ہوگی لیکن باوجود اس کے اس طرح نماز کی ہیئت سے اس پر گناہ ہوگا علیٰ **ھذا لا نکاح بین المحارم** میں بھی یہی مراد ہے جس کا اثر یہ ہے کہ وجوب مہر ونفقہ نہ ہوگا لیکن نفس اس فعل سے گناہ ضرور ہوگا نیز **لاصوم یوم عید** میں بھی یہی ہے اور **لا رضاع بعد الفطام** میں بھی یہی معنی ہے کہ حقیقت رضاع کا تحقق نہ ہوگا چنانچہ حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی لیکن بعد مدت رضاع کے دودھ پلانا گناہ ضرور ہوگا پس جب حدیث **لاربوا الخ** اس معانی کو متحمل ہے اور خود حدیث شریف میں اس کے مؤیدات ونظائر اس قدر موجود ہیں تو اس حدیث سے حلت ربوا پر استدلال کافی نہ ہوگا۔ (مقالات حکمت، صفحہ ۲۵۴)

البتہ بوجہ قوی ثابت ہے کہ دار الحرب میں مسلمانوں کے لئے حربیوں کے مال پر اس طریق سے جس میں غدر نہ ہو مباح (جائز) ہے تو سود لینا بھی مباح (حلال) ہوگا لیکن اباحت مال کی وجہ اختلاف دارین (ملک کا مختلف ہونا) ہے اور یہ علت ایک ہی دار کے باشندوں میں نہیں پائی جاتی تو اس میں دلیل سے بھی ہندوستان میں رہنے والے غیر مسلموں کا مال ہمارے لئے مباح نہ ہوگا و **لا ن مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحاً الخ**۔ (ھدایہ ج ۳ صفحہ ۷۰)

قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ لو ان مسلمادخل ارض الحرب بامان فباعھم الدرھم بالدر ھمین لم یکن بذلک بأس الخ (الرد علی سیر الاوزاعی ص ۹۴)

شیخ الاسلام حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان دار الحرب ہے مگر حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کا خیال تھا کہ باشندگان بلاد اسلامیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ ہندوستان میں داخل ہو کر سود اور جوئے سے کفار کا مال لے سکتے ہیں اس میں تراضی طرفین ہو اور عہد شکنی نہ ہو لیکن باشندگان ہند کے لئے جائز نہیں ہے ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کے رہنے والے مسلمان بھی انگریزوں اور ہندوؤں سے سود لے سکتے ہیں لیکن عوام کی مصلحت کا لحاظ کر کے اس فتویٰ کو شائع نہیں کرتے تھے۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج ا صفحہ ۱۸)

البتہ ہندوؤں سے سود لینے میں اب تک تذبذب ہے (ج ا صفحہ ۱۹)

ہندوستان کی بیمہ کمپنیوں سے معاملہ کرنے میں یہ قباحت ہے کہ مسلمان کا مسلمان سے سود لینا لازم آئے گا چنانچہ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

دارالحرب میں قمار یا سود کے ذریعہ کفار سے رقم حاصل کر لینے کی تو اباحت ہے مگر بیمہ کمپنیوں میں تو ہزاروں مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں اور ان کی رقم بھی شامل ہوتی ہے اور اس میں سے تمام شرکاء کو خواہ مسلم ہو یا کافر سود (INTREST) دیا جاتا ہے تو گویا مسلمان سے بھی سود لیتا ہے اس لئے دارالحرب کا مسئلہ سے بھی بیمہ کا جواز مشتبہ ہے۔ (مفتی کفایت اللہ کان اللہ لہٗ) (از ولایت: بمبئی)

سوال:۔ (۹) اس صورت میں جب کہ انشورنس کا کاروبار خود حکومت کر رہی ہو اور اس صورت میں کہ یہ کاروبار نجی کمپنیاں کر رہی ہوں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے کہ سود لینے کے جواز کا دارومدار صرف اباحت پر ہے اور اباحت کی علت اختلاف دار ہے وہ ان دونوں صورتوں میں مفقود ہے فقط۔

سوال:۔ (۱۰) اگر یہ کاروبار حکومت کے ہاتھ میں ہو تو کیا اس بنیاد پر کہ خزانۂ حکومت میں رعیت کے لئے فرد کا حق ہوتا ہے زیر بحث معاملہ میں سود کی رقم عطیۂ حکومت قرار پا کر ربا کی حدود سے خارج ہو سکتی ہے یا نہیں اور کیا اس صورت میں یہ معاملہ جائز ہو سکتا ہے

الجواب:۔ اس کو حکومت کا عطیہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہ معاملہ اعانت علی المعصیۃ (گناہ میں تعاون کرنا) کی وجہ سے جائز نہیں۔

سوال:۔ (۱۱) فرض کیجئے کہ بیمہ کا کاروبار حکومت کے ہاتھ میں ہے ایک شخص بیمہ پالیسی خریدتا ہے اور میعاد معین کے بعد اصل مع سود کے وصول کرتا ہے لیکن۔

(الف) سود کی کل رقم بطور ٹیکس حکومت کو دے دیتا ہے۔

(ب) ایسے کاموں میں لگا دیتا ہے جن کا انجام دینا خود حکومت کے ذمہ ہوتا ہے مگر وہ لاپرواہی یا کسی دشواری کی وجہ سے انہیں انجام نہیں دیتی مثلاً کسی جب کہ پل یا راستہ بنوانا کسی تعلیمی ادارہ کو امداد دینا کنواں کھدوانا نل لگوا دینا وغیرہ جہاں یہ امور قانوناً حکومت کے ذمہ ہوں:

(ج) ایسے کاموں میں صرف کرتا ہے جو قانوناً حکومت کے ذمہ نہیں ہوتے مگر عام طور پر رعایا کے بارے میں حکومت کی امداد چاہتی ہے اور حکومت بھی ان کی اس خواہش کو مذموم نہیں سمجھتی بلکہ بعض اوقات امداد کرتی ہے مثلاً کسی جگہ کتب خانہ کھول دینا وغیرہ۔

تو کیا مذکورہ بالا صورتوں میں اس شخص کے لئے بیمہ پالیسی کی خریداری جائز ہوگی اور اسے سود لینے کا گناہ تو نہ ہوگا؟

الجواب:۔ ان صورتوں میں بھی بلا اضطرار اور شدید مجبوری کے سودی معاملہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے جس جس طرح کہ خیرات کرنے کی نیت سے جودی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اس میں اعانت علی المعصیت بھی ہے ہاں اگر کسی نے پہلے معاملہ کر رکھا ہے تو وہ سودی رقم بطور ٹیکس و جبری چندہ حکومت کو دے سکتا ہے اور بلا نیت ثواب رفاہ عام کے کاموں میں دے سکتا ہے۔ فقط۔

سوال:۔ (۱۲) بیمہ دار اگر سود کی رقم بغیر نیت ثواب کے کسی دوسرے کو امداد کے طور پر دیتا ہے تو کیا اس صورت میں انشورنس کا معاملہ جائز ہوگا اگر انشورنس کے جواز کے کوئی گنجائش نہیں ہے تو کیا مصالح و حاجات کو سامنے رکھ کر۔

(الف) اس کا کوئی بدل ہو سکتا ہے جس میں مصالح مذکورہ موجود ہوں اور اس پر عمل کرنے سے ارتکاب معصیت لازم نہ آئے اگر ہو سکتا ہے تو کیا ہے یا

(ب) انشورنس کی مروجہ شکل میں کیا کوئی ایسی ترمیم کی جا سکتی ہے جو اسے معصیت کے دائرہ سے خارج کر دے اور مصالح مذکورہ کو فوت نہ کرے اگر ہو سکتی ہے تو کیا؟

الجواب:۔ اس کا بھی وہی حکم ہے تمام مشکلات کا حل اور مصیبتوں کا واحد علاج شریعت کی پابندی اور شعائر اسلام کی حفاظت میں مضمر ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱) ترجمہ (اے ایمان والو اگر تم شریعت کی پیروی کرو گے) اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا (قرآن حکیم)۔

(۲) ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً الخ

(ترجمہ) یعنی اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ (قرآن حکیم)

فرمان نبوی ہے:

(۳) من حفظ سنتی اکرمہ اللہ تعالیٰ باربع خصال المحبۃ فی قلوب البدرۃ الخ

(ترجمہ) یعنی جس نے میری سنت کا تحفظ کیا حق تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم

فرمائے گا۔صالحین کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا اور بدکاروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا اور رزق فراخ کردے گا اور دین میں پختگی عطا فرمائے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام سید علی زادہ صفحہ ۹)

(۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں ایک روز آپ ﷺ کے پیچھے تھا آپ ﷺ فرمانے لگے:

اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر خدا بھی تیری حفاظت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پسند نظر رکھ تو خدا کو بھی اپنے پاس پائے گا اللہ ہی سے مانگ اللہ ہی سے مدد چاہ اور یاد رکھ کہ تمام زمین و آسمان کے لوگ اکٹھے ہو کر تجھ کو نفع پہنچانا چاہیں تو تقدیر سے زیادہ کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکیں گے نہ تقدیر سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے الخ الحدیث۔

(۵) یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بے شک تم اللہ پر عمل توکل (اعتماد) کرو۔ خدا کو رزق کا ضامن یقین کرتے ہوئے حلت و حرمت کا لحاظ رکھ کر جائز طریقہ سے طلب (رزق کرو) تو بے شک وہ تم کو روزی دے گا جیسے پرندہ کو دیتا ہے کہ وہ نکلتے ہیں صبح کو بھوکے اور لوٹتے ہیں اپنے گھونسلوں میں شام کو سیر ہو کر۔

(رواہ ترمذی و ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف)

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمنان نظر داری

لہذا مسلمانوں کو دینی مدارس تبلیغی جماعت اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ صحیح معنی میں دیندار شریعت کے پابند شعائر اسلام کے محافظ بنانے کی پوری جدوجہد کی جائے اور غیر سودی بینک قائم کئے جائیں تاکہ مسلمان سودی بینک سے بے نیاز ہو جائیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۳) سودی رقم رفاہ عام میں خرچ کرنے کی گنجائش

سوال:۔ حضرت مفتی صاحب مدت فیوضہم بعد سلام مسنون فتاویٰ رحیمیہ جلد ششم صفحہ ۱۳۸ پر

مسئلہ ہے جس میں آپ نے سودی رقم کے متعلق تحریر فرمایا ہے یا رفاہ عام کے کاموں میں صرف کی جائے اس کے لئے اپنی معلومات اب تک یہی ہے کہ ایسی رقم واجب التصدیق ہوتی ہے اس لئے بعض اکابر نے بیت الخلاء میں بھی اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی ہے امید ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے؟

الجواب:۔ محترم ومکرم دامت برکاتہم بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس اشکال کا جواب تفصیل سے فتاویٰ رحیمیہ جلد سوم صفحہ ۲۶۰ تا صفحہ ۲۶۷ میں طبع ہو چکا ہے اس میں سودی رقم رفاہ عام کے کام میں خرچ کرنے کے متعلق حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے چند فتاویٰ بھی موجود ہیں ان میں سے تین فتاویٰ درج ذیل ہیں۔

(۱) جمع شدہ روپیہ کا سود بینک سے وصول کر کے کسی قومی رفاہ عام کے کام میں دے دیا جائے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی)

(۲) پوسٹ آفس کے سیونگ بینک اور سرکاری بینکوں سے سود لینا اس لئے جائز بتایا گیا ہے کہ نہ لینے کی صورت میں سود کی رقم مسیحی مشنریوں کو دے دی جاتی ہے اور تبلیغ مسیحیت پر خرچ ہوتی ہے مسلمان ڈاکخانہ کے سیونگ بینک اور سرکاری بینکوں سے وصول کرلیں اور رفاہ عام کے قومی کاموں میں خرچ کریں۔

(محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینہ دہلی، الجمعیۃ دہلی یوم یکشنبہ ۷ جمادی اول ۱۳۵۰)

(۳) بینک سے وصول کر کے اس رقم کو قومی اور رفاہ عام کے کاموں میں بہ نیت رفعِ وبال خرچ کردینا چاہئے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینہ دہلی الجمیعۃ رجب ۱۳۵۲ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ماہنامہ الرشاد میں فقہ اسلامی سیمنار کے چند اہم فیصلے اس عنوان کے تحت ذیل عنوان سود سے متعلق مسائل میں یہ تجویز بھی ہے بینک انٹرسٹ کے سود ہونے پر شرکاء سیمنار کا اتفاق ہے انٹرسٹ کی رقم بینک سے نکالی جائے یا چھوڑی جائے نکالی جائے تو کس مصرف میں خرچ کی جائے اس سلسلہ میں درج ذیل امور طے پائے۔

(۱) بینکوں سے ملنے والی رقم کو بینکوں میں نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے نکال کر مندرجہ ذیل مصارف میں خرچ کیا جانا چاہئے۔

(۲) بینک کے سود کی رقم کو بلانیت ثواب فقراء ومساکین پر خرچ کردیا جائے اس پر تمام

ارکان کا اتفاق ہے۔

(۳) سودی رقم کو مساجد اور اس کے متعلقات پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) اکثر شرکائے سیمینار کی یہ رائے ہے کہ اس رقم کو صدقات واجبہ کے مصارف کے علاوہ رفاہ عام کے کاموں پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے بعض حضرات کی رائے میں اس کے مصرف کو فقراء و مساکین تک محدود رکھنا چاہئے ماہنامہ جامعۃ الرشاد جنوری ۱۹۹۰ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۱ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۴) پگڑی سسٹم میں جائز صورت

سوال:۔ آج کل پگڑی پر جو لین دین ہو رہے ہیں، جس کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے، کیا اس میں کوئی ایک ایسی صورت بھی ہے جس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہوں۔ یعنی پگڑی سسٹم پر دکان یا مکان لینے کی جائز صورت بیان فرمادیں؟

الجواب:۔ پگڑی پر دکان یا مکان لینا جائز نہیں ہے کیونکہ پگڑی مکان کو خالی نہ کرانے کے دباؤ پر لی اور دی جاتی ہے جس کی شرع میں کوئی قیمت نہیں ہے، اس لئے پگڑی کی رقم لینے والے کے لئے بالکل حلال نہیں۔ البتہ اس کی جائز صورتیں دو ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پگڑی کی رقم مکان وغیرہ کے لئے مہینہ کے کرائے میں طے کر لی جائے اور باقی مہینوں کا کرایہ حسب منشا طے کر لیا جائے۔ کرایہ دار اس طرح کرایہ پر مکان وغیرہ لینے پر راضی ہو جائے تو اس طرح کرایہ میں رقم لینا درست ہوگا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ پچاس یا سو سال کی مدت کے لئے مکان کرایہ پر لینے کا معاملہ کر لیا جائے اور ماہوار کرایہ طے کر لیا جائے پھر کرائے کا اکثر حصہ باہمی رضامندی سے پیشگی لے لیا جائے اور باقی کرایہ ماہوار لیا جائے مثلاً ایک ہزار روپیہ ماہوار کرایہ پر پچاس سال کے لئے دوکان یا مکان کرایہ پر لیا جائے اور آٹھ سو روپے ماہانہ کرایہ پچاس سال کا حساب لگا کر نقد لے لیا جائے اور دو سو روپے کرایہ ہر ماہ ادا کر دیا جائے اور دونوں فریق باہمی رضامندی سے معاملہ کر لیں تو اس طرح پیشگی کرایہ لینا درست ہوگا جیسا کہ درمختار صفحہ ۵۱۶ وغیرہ میں پیشگی کرائے کی اجازت دی گئی ہے۔ (ملخص)

باب اللقطہ

گری پڑی چیزوں کا بیان

(۱) راستے کی گری پڑی چیزوں کے ملنے کا حکم

سوال:۔ راستے میں کبھی کبھار روپیہ کبھی کوئی قیمتی چیز مل جاتی ہے اور ہمارے ہاں اب تو یہ عادت بن گئی ہے کہ گرنے والی چیز ملتی ہی نہیں خصوصاً تقاریب میں کبھی کسی کی گھڑی گر جائے، پیسے گر جائیں عورتوں کا کوئی زیور گر جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ لیکن جسے وہ چیزیں ملتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ اگر کوئی قیمتی چیز راستے میں یا کہیں پڑی ہوئی مل جائے تو اسے اول تو اٹھانا ہی نہ چاہئے، کیونکہ اٹھانے کے بعد اس پر اس کے مالک کو ڈھونڈنا، اعلان کرنا، اور اس کی حفاظت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی چیز مل جائے اور اتنی قیمتی ہو جسے گرنے کے بعد مالک ڈھونڈتا ہے مثلاً پچاس ساٹھ روپے سے زائد کی تو اس کی حفاظت کرنا اور اس کا اعلان کر کے اس کے مالک کو ڈھونڈنا ضروری ہے۔

ایک سال تک اگر کوئی اس کا مالک پتہ نہ چلے تو اس چیز کو صدقہ کر دینا چاہئے اور اس کے بعد اگر مالک یا اس کے ورثاء کا پتہ لگ جائے تو انہیں بتا دیا جائے کہ صدقہ کر دی گئی ہے اگر وہ صدقہ پر راضی ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ وہ صدقہ کی چیز یا کر صدقہ کرنے والے کی طرف سے

شمار ہوگا اور اس کی قیمت مالک کو لوٹانا ضروری ہوگا اس طرح امید ہے کہ لقطہ پانے والا مرد یا عورت قباحت میں حق العباد کے مواخذے سے بری ہو جائے۔

لیکن اگر اسے خود استعمال کرلیا اور اعلان وغیرہ نہ کیا بلکہ چیز ملتے ہی چھپالی تو یہ صریح غصب ہے خصوصا تقاریب میں ایسی چیز کو ملنے کے بعد چھپالینا تو ڈاکہ بھی ہے اور اگر تلاشی پردہ اٹھانے والے کے پاس سے برآمد ہوگئی تو خوب شرمندگی ہوگی ورنہ قیامت کے دن تو سخت مواخذہ ہوگا ہی۔

س کی قیمت صدقہ کی جائے گی مسجد وغیرہ میں لگانا درست نہیں، اگر لقطہ پانے والا شخص خود بہت غریب ہوتو مالک کو ڈھونڈنے اور اعلان کے بعد جب مالک سے ناامیدی ہو جائے تو استعمال کرسکتا ہے لیکن مالک ملنے کے بعد اگر مالک نے ضمان مانگا تو وہ دینا ہوگا۔

(کما فی الھدایہ والشامی)

ملخص

کتاب الفرائض

وراثت کے متعلق مسائل

کتاب الفرائض

وراثت کا بیان

(۱) ''وارث کو وراثت سے محروم کرنا''

سوال:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کہ جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کردے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کردے گا۔''

(ابن ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خدا نے جو قوانین بنادیئے وہ اٹل ہیں اور انہیں توڑنے والا کفر کا کام کرتا ہے۔ ہم نے اکثر ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ باپ اپنی اولاد میں سے کسی سے ناراض ہوجاتا ہے تو اسے وراثت سے محروم کردیتا ہے۔ اب ہمارے ذہن میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم بھی ہے اور یہ بات بھی کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میری مرضی ہے کہ جسے بھی دوں اب خدا کے اس اٹل فیصلے سے کیا مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے اس ناقص عقل کو تشریح کے ساتھ جواب جلد مرحمت فرمایئے؟

الجواب:۔ کسی شرعی وارث کو محروم کرنا یہ ہے کہ یہ وصیت کردی جائے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص وارث نہیں ہوگا۔ جس کو عرف عام میں ''عاق نامہ'' کہا جاتا ہے۔ ایسی وصیت حرام اور ناجائز ہے۔ اور شرعاً لائق اعتبار بھی نہیں اس لئے جس شخص کو عاق کیا گیا ہو وہ بدستور وارث ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) ''نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا''

سوال:۔ ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں۔ تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں۔ اور باقی دونوں میں سے ایک تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا۔ رہتے سب وہ ایک ہی گھر میں ہیں اب باپ جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائیداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے جس نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کردے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمادیں تاکہ میں کوئی فیصلہ کرسکوں۔

الجواب:۔ جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اس کی سزا دنیا میں بھی ان کو ملے گی مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائیداد سے محروم کر جائیں۔ سب کو برابر رکھنا چاہئے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ''باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے''

سوال:۔ والدین اپنی وراثت میں جو ترکہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں اس پر بہن بھائی کا کیا قانونی حق بنتا ہے۔ جب کہ ایک بھائی باپ کی مکان میں رہائش پذیر ہے۔ جب کہ بھائیوں کا کہنا ہے کہ باپ کی وراثت میں تینوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ احکام قرآنی اور احادیث کے حوالے سے جواب صادر فرمائیں کہ بہن بھائیوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں تو بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی حصہ (بھائی سے آدھا) رکھا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو قرآن کریم کے قطعی اور دوٹوک حکم کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا (یعنی باپ کی لڑکیوں کا) کوئی حصہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) ''دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے''

سوال:۔ میرے سسر کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے وارثوں میں بیوہ، تین لڑکے جن میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جس میں ایک لڑکی ہندوستان کی شہری ہے۔ مرحوم کی جائیداد کس طرح تقسیم ہو گی کیا ہندوستانی شہریت رکھنے والی لڑکی بھی پاکستانی وراثت کی حق دار ہے اگر ہیں تو اس کا حصہ کاٹنے کے بعد کتنا کتنا حصہ بنے گا۔ یعنی بیوہ، لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ۔

الجواب:۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مرحوم کے جس لڑکے کا انتقال ہو چکا ہے اس کا انتقال باپ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں۔ بہر حال اگر پہلے ہوا تو مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذ وصیت (مرحوم کی وصیت پوری کرنے کے بعد اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) کے بعد) اسی (۸۰) حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں دس حصے بیوہ کے چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ جو لڑکی ہندوستان میں ہے وہ بھی وارث ہوگی اور جس لڑکے کا انتقال اس کے باپ کی زندگی میں ہو چکا ہے وہ وارث نہیں ہوگا۔ اور اگر لڑکے کا انتقال باپ کے بعد ہوا ہے تو ترکہ چھیانوے (۹۶) حصوں میں تقسیم ہوگا بارہ حصے بیوہ کے چودہ چودہ تینوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ مرحوم لڑکے کا حصہ اس کا وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) ''بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا''

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔ بہن بھائیوں کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائیداد بیٹوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں تو کیا ان کی اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

الجواب:۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے باپ کی جائیداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے۔ لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم رکھا جاتا رہا ہے۔ اس لئے رفتہ رفتہ یہ ذہن بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور جب سے پاکستان میں شرعی قانون وراثت نافذ ہوا۔ بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہئے۔

یہ طریقہ نہایت غلط اور قانون الٰہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر اک بھائی دوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہو سکتا؟ اس لئے بہنوں کے نام ان کا حصہ کر دینا چاہئے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے ورنہ موجودہ صورت حال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑتیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

(۲) اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعتاً خوشی سے چھوڑ دیا ہے تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائیداد پر کوئی حق نہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہو جائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔

(۶) ''کیا جہیز وراثت کے حصے کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟''

سوال:۔ ہمارے والد مرحوم ترکہ میں ایک بڑا مکان، مین بازار میں پانچ دکانیں اور ایک تقریباً چار سو گز کا پلاٹ جو کمرشل استعمال میں ہے چھوڑ کر فوت ہوئے۔ اس تمام پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو تقریباً چالیس لاکھ ہے۔ ہمارے تمام بھائی ماشاء اللہ اچھی اچھی جگہوں پر برسر روزگار ہیں گھر مین کسی چیز کی کمی نہیں مگر ہم شادی شدہ بہنوں کے گھریلو حالات صحیح نہیں۔ مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ مگر ہماری والدہ ہم بہنوں کا حصہ دینے کو تیار نہیں وہ کہتی ہیں کہ بہنوں کو جہیز دے دیا گیا ہے باقی تمام ترکہ لڑکوں کا ہے۔ جب کہ شادی میں ہم لوگوں کو بمشکل چالیس پچاس ہزار کا جہیز دیا گیا تھا۔ وہ بھی زیادہ تر خاندان والوں کے تحفے تحائف تھے۔ برائے مہربانی فرمائیے کہ آیا ہماری والدہ کا فرمانا صحیح ہے یا ہم اپنا حصہ لینے میں حق بجانب ہوں گے اور اس سلسلے

میں والدہ پر دباؤ ڈالنا گستاخی تو نہ ہوگی؟ یا یہ کہ ہماری والدہ بحیثیت سرپرست اس وقت کیا دینی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ آپ کے مرحوم والد کے ترکہ میں لڑکیوں اور لڑکوں کا یکساں حق ہے۔ دو لڑکیوں کا حصہ ایک لڑکے کے برابر ہوگا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا یہ کہنا کہ لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے لہذا اب ان کو جائیداد میں حصہ نہیں ملے گا چند وجوہ سے غلط ہے۔

اول: اگر لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے تو لڑکوں کی شادی پر اس سے دوگنا خرچ ہو چکا ہے اب ازروئے انصاف یا تو لڑکیوں کو بھی جائیداد سے محروم رکھا جائے یا لڑکیوں کو بھی شرعی حصہ دیا جائے۔

دوم: لڑکیوں کو جہیز تو والد کی زندگی میں دیا گیا اور وراثت کے حصہ کا تعلق والد مرحوم کی وفات سے ہے تو جو چیز والد کی وفات سے حاصل ہوگی اس کی کٹوتی والد کی زندگی میں کیسے ہو سکتی ہے۔

سوم: ترکہ کا حصہ تو متعین ہوتا ہے کل جائیداد اتنی مالیت کی ہے اور اس میں فلاں وارث کا اتنا حصہ ہے لیکن جہیز کی مالیت تو متعین نہیں ہوتی بلکہ والدین حسب توفیق دیا کرتے ہیں۔ پس جہیز ترکہ کے قائم مقام کیسے ہوسکتا ہے۔

چہارم: پھر ایک چیز کے بدلے دوسری چیز دینا ایک معاملہ ایک سودا اور ایک لین دین ہے۔ اور کوئی معاملہ اور سودا دو فریقوں کے بغیر نہیں ہوا کرتا۔ تو کیا والدین اور لڑکیوں کے درمیان یہ سودا طے ہوا تھا کہ یہ جہیز تمہیں تمہارے حصہ وراثت کے بدلے میں دیا جاتا ہے۔

الغرض آپ کی والدہ کا مؤقف قطعاً غلط اور مبنی بر ظلم ہے وہ لڑکیوں کو حصہ نہ دے کر اپنے لئے دوزخ خرید رہی ہیں انہیں اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

رہا سوال یہ کہ والدہ پر دباؤ ڈالنے سے ان کی گستاخی تو نہیں ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف مانگنا گستاخی نہیں۔ دیکھئے بندے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ بچے اپنے والدین سے مانگتے ہیں اس کو کوئی گستاخی نہیں کہتا! ہاں! لہجہ گستاخانہ ہو تو یقیناً گستاخی ہوگی۔ پس اگر آپ ملتجیانہ لہجہ میں والدہ پر دباؤ ڈالیں تو یہ گستاخی نہیں اور اگر تحکمانہ لہجہ میں بات کریں تو گستاخی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) ''وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا''

سوال:۔ جہیز کی لعنت اور وباء سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی کو ''ورثہ'' کی رقم دے دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ باپ اپنی زندگی میں ہی ورثہ بیٹی کو دے دے۔ جہیز کے نام پر اور اس کے بعد اس سے سبکدوش ہو جائے؟

الجواب:۔ ورثہ تو والدین کے مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ زندگی میں نہیں۔ البتہ اگر لڑکی اس جہیز کے بدلے اپنا حصہ چھوڑ دے تو ایسا کر سکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) ''ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے''

سوال:۔ ہماری والدہ کا انتقال ہوئے تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہو چکے ہیں ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ ہماری والدہ کے ورثہ پر ہمارے والد صاحب اور بھائیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ تمام جائیداد اور کاروبار سے والد اور بھائی مالی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم بہنیں جب والد صاحب سے اپنا حصہ مانگتی ہیں تو کہتے ہیں بیٹیوں کا ماں کے ورثہ میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور یہ سب میرا ہے۔

الجواب:۔ آپ کے والد کا یہ کہنا غلط ہے کہ ماں کی وراثت میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بیٹیوں کا حصہ جس طرح باپ کی میراث میں ہوتا ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی ہوتا ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر آپ کی والدہ کا ترکہ ۳۲ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ آٹھ حصے آپ کے والد کے ہیں ۶/۶ دونوں بھائیوں کے اور ۳/۳ چاروں بہنوں کے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) ''لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم''

سوال:۔ اگر مسلمان متوفی نے ایک لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے اور وارثوں میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوں تو از روئے شریعت ایک لاکھ روپے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا ہماری عدالتیں بھی اسلامی قانون وراثت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں؟

الجواب: ۔ اگر اور کوئی وارث نہیں تو مرحوم کی تجہیز و تکفین ادائے قرضہ جات اور باقی ماندہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) مرحوم کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے لڑکے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا۔ ہماری عدالتیں بھی اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) ''بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ''

سوال: ۔ ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔ ہماری والدہ اور والد انتقال کر چکے ہیں۔ ایک مکان ہمارے ورثہ میں چھوڑا ہے جس کو ہم ۱۰۵۰،۰۰۰ روپے میں فروخت کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں کے حصے میں کیا آئے گا اور بھائی کے حصے میں کیا رقم آئے گی؟ ہم مسلمان ہیں اور سنی عقیدے سے تعلق ہے۔

الجواب: ۔ آپ کے والد مرحوم کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کو ادا کرنے اور کوئی جائز وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اسے پورا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں چھوٹی، بڑی، منقولہ، غیر منقولہ جتنی چیزیں تھیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوں گی۔ دو حصے بھائی کے ہیں اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) ''والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے''

سوال: ۔ زید کے پاس اپنی تنخواہ سے خرید کردہ دو پلاٹ ہیں اور ایک مکان جس میں وہ اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ رہائش پذیر ہے۔ جس ادارہ میں زید ملازم ہے۔ اس کی طرف سے زید کی وفات کی صورت میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ اس کے بیوی بچوں کو ملے گا اس رقم میں پراویڈنٹ فنڈ ۲ لاکھ اور گروپ انشورنس ۶ لاکھ روپے ہے۔ جو ملازمین کے ورثاء کی مالی مدد کے لئے ادارے کا مستقل طریقہ کار ہے اور ملازمین کی تنخواہ سے ہر ماہ معمولی رقم گروپ انشورنس کی رو سے کٹوتی ہوتی ہے۔ زید کے تین بھائی دو بہنیں اور والدین زندہ ہیں۔ زید کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں جو تمام غیر شادی شدہ ہیں۔ اوپر دیئے گئے ترکہ میں ہر ایک کا شرعی حصہ بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ زید کی وفات کے وقت اگر یہ تمام وارث زندہ ہوں تو آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا اور چھٹا حصہ والدین کا باقی اس کی اولاد کا۔لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوگا ترکہ کے کل ۲۸۸ حصے ہوں گے ۳۶ بیوہ کے ۴۸،۴۸ ماں باپ کی ۔ ۲۶،۲۶ لڑکوں کے ۱۳،۱۳ لڑکیوں کے ۔ والدیا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے ۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) ’’مرحوم کا قرضہ بیٹوں نے ادا کیا تو وارث کا حصہ‘‘

سوال:۔ میرے والد کا انتقال ہوگیا والد نے اپنے وارثوں میں ایک بیوہ، سات بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں ۔ والد صاحب نے اپنے انتقال کے وقت ۲۵۰ گز زمین پر آدھا حصہ بنا ہوا چھوڑ گئے تھے اور ایک عدد ۳۳۰ گز کا پلاٹ تھا اور ایک کارخانہ تھا جس میں لکڑی کے فریم اور دوسرا سامان تھا جس کی مالیت اس وقت ۱۵۰۰۰ روپے تھی اور بینک میں ۵۰۰۰ روپے تھے۔ والد صاحب کے انتقال کے وقت انہوں نے ۳۰۰۰۰ ہزار دوسروں کے دینے تھے والد صاحب نے جو کارخانہ چھوڑا تھا اسے ہم نے کچھ روپیہ قرض لے کر چلانا شروع کر دیا۔ایک سال کے اندر اندر ہم بھائیوں نے محنت کر کے سب سے پہلے اپنے والد کا قرضہ چکا دیا اور جو ہم نے قرض لیا تھا وہ بھی ہم بھائیوں نے ادا کر دیا اور مزید رقم بھی کمائی ۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ جو ہمارے والد نے اثاثہ چھوڑا ہے اس میں سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے یا جو کچھ ہم نے کمایا ہے یعنی بھائیوں نے اس میں بھی سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے۔اگر سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے تو کس جائیداد میں کس کا کتنا حصہ بنتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد ان کے ترکہ کی جتنی مالیت تھی اس کے ۱۲۰ حصے کئے جائیں گے ان میں پندرہ حصے بیوہ کے چودہ حصے ہر لڑکے کے اور سات حصے ہر لڑکی کے ہوں گے۔

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) ''باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے''

سوال:۔ ماں، باپ، چار بھائی (دو شادی شدہ) پانچ بہنیں (ایک شادی شدہ) کے حصہ میں جائیداد کا کتنا حصہ آئے گا۔ ایک بھائی کے چار بچے اور ایک بہن کے دو بچے یعنی کل افراد ۱۹ ہیں۔

الجواب:۔ کل ماں کا چھٹا حصہ ماں کا ہے۔ اور باقی باپ کا۔ باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ میان درمیان میں کچھ بھی کیا ہو لیکن مرنے سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا جس کو بعد میں مٹھائی کی دکان میں تبدیل کر لیا۔ دکان پگڑی کی تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی۔ بعد میں دکان چل پڑی اور بہت مشہور ہوگئی۔ بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دکانیں بانٹ لیں اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کر دی۔ لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا۔ کچھ عرصے کے بعد نانی کا انتقال ہوا انہوں نے جو رقم نقد چھوڑی تھی لڑکوں میں تقسیم ہوگئی لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا۔

اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی روحیں بے چین نہ ہوں گی ویسے بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حق داروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں۔

الجواب:۔ بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے آپ کے نانا نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ لڑکوں کو چاہئے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر ان کو دے دیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟

سوال:۔ ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی اور تین بہنیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ ماں باپ حیات ہیں۔ ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لئے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے مکان کا سودا بھی ہو گیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کر رہے ہیں انہوں نے بھی مکان میں حصے کا مطالبہ کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا جب کہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب اب آپ ہی ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا اور مولانا صاحب اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حقدار ہیں اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مند رہوں گا۔

الجواب:۔ یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے۔ اس لئے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں اس کی زندگی میں نہیں۔ اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے لیکن اگر کسی کی ضرورت واحتیاج کی بناء پر زیادہ دے دے تو گنجائش ہے۔ بہر حال آپ کو چاہئے کہ اپنی بہنوں کو بھی دیں۔ بھائیوں کا دو گنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) ''وراثت سے محروم لڑکی کو طلاق دے کر دوسرا ظلم نہ کرو''

سوال:۔ زید کے انتقال کے بعد ان کی جائیداد زید کی بیوی نے فروخت کر کے لڑکوں کی رضامندی سے اپنے مصرف میں لے لی۔ جب کہ زید کی اولاد میں لڑکی بھی ہے اس طرح انہوں نے حکومت اور شرعی دونوں قانون کی رو سے لڑکی کو وراثت کے حق سے محروم کیا جو شرعی اور قانونی جرم ہے۔ اس حق تلفی کے سلسلہ میں لڑکی کے شوہر کو کیا اقدام کرنا چاہئے ''آیا لڑکی کو طلاق دے کر لڑکی

والوں کو سبق سکھانا جائز عمل ہوگا؟ جب کہ لڑکی والے ہٹ دھرمی پر آمادہ ہیں اور اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ اس فعل پر نادم ہیں۔

الجواب:۔ لڑکی کو محروم کر کے انہوں نے ظلم کیا۔ اور عقلمند شوہر اس کو طلاق دے گا تو اس مظلومہ پر دوسرا ظلم ہوگا جو عقل وانصاف کے خلاف ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) ''یتیم بیٹی کو وراثت سے محروم کرنا''

سوال:۔ ایک بھائی فوت ہوگیا جائیداد میں بہت کچھ چھوڑا۔ ایک بچی کو یتیم چھوڑ کر مرا۔ لیکن چچا نے اس کا حصہ نہیں دیا۔ تمام جائیداد اپنے اکلوتے بیٹے کے نام کر کے مر گیا۔ بیٹا اچھا خاصہ پڑھا لکھا ہے اور مسئلے مسائل سے واقف ہے کیا وہ بھی گنہگار ہے؟ کیا اس کو اس یتیم کا حصہ دینا چاہئے؟ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

الجواب:۔ اس یتیم بچی کا حق ادا کرنا اس لڑکے کے ذمہ ضروری ہے ورنہ یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ دوزخ میں پہنچے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) ''منہ بولی اولاد کی وراثت کا حکم''

سوال:۔ ہم لوگ آٹھ بہن بھائی ہیں۔ اور میرے سوا سب صاحب اولاد ہیں۔ میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے اور تقریباً ۱۶ سال سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں نے اور میرے شوہر نے اپنی مرضی اور اتفاق سے میری سگی بھانجی اور میرا چھوٹا بھائی بطور اولاد کے لے کر پالے ہیں۔ اور یہ دونوں اب جوان ہو رہے ہیں اور میرے شوہر کا کوئی بھائی نہیں ایک بہن ہے جس کے تین بچے ہیں جو ہم سے الگ رہتے ہیں پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے ان دونوں بچوں یعنی میرے بھائی اور میری بھانجی کی ہمارے ساتھ شرعی حیثیت کیا ہے اور ان دونوں کی آپس میں کیا حیثیت ہوگی کیا یہ دونوں آپس میں بہن بھائی کہلا سکتے ہیں اور کیا میرے شوہر ان کے ساتھ اپنی ولدیت لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری جائیداد میں اُن کا کیا حصہ ہوگا جب کہ ہمارا ان کے سوا کوئی نہیں۔

الجواب:۔ ان دونوں کا حکم آپ کی اولاد کا نہیں نہ ان کی ولدیت تبدیل کرنا جائز ہے آپ

لوگ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا مالک بنادیں یہ دونوں آپس میں ماموں بھانجی ہیں۔ بہن بھائی نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) ''کیا ذہنی معذور بچے کو بھی وراثت دینا ضروری ہے''

سوال:۔ میرے تین بچے ہیں۔ دولڑکے ایک لڑکی اوران کے درمیان وراثت کا معاملہ یوں تو صاف ہے یعنی پانچ حصوں میں دو دولڑکوں کے ایک لڑکی کا۔ مگراس میں غیرمعمولی بات جوحل طلب ہے وہ یہ کہ میرا بڑا لڑکا پیدائشی کمزور دماغ کا غیر معمولی حالت کا ہے یعنی نہ وہ بول سکتا ہے نہ اس کو عقل وشعور ہے اس غیر معمولی حالت کی وجہ سے میں نے اس کو انگلستان میں ایک بچوں کے اسکول یا ہسپتال میں داخل کر دیا تھا۔ جس کی دیکھ بھال اورکل اخراجات حکومت انگلستان اٹھاتی ہے۔ گویا ایک طرح میرا خون کے رشتہ کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب ایسی حالت میں وہ حق دار تو ضرور ہے مگر وراثت کا استعمال نہ وہ کرسکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ وہ طالب ہوسکتا ہے ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جائیداد صرف ان دونوں بچوں کو ہی دے دی جائے۔ تین حصہ کر کے ایک لڑکی کا اور دولڑکے کے۔

الجواب:۔ معذور اولاد تو زیادہ ہمدردی کے مستحق ہوتی ہے نہ کہ اس کو وراثت سے محروم کردیا جائے۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو محروم کر کے دنیا میں اپنے لئے جہنم کا سودانہ کریں۔ اس کا حصہ محفوظ رہنا چاہئے خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اورامکانی وسائل کے ساتھ اس کا حصہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہرحال وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں۔ (مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) ''سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ''

سوال:۔ کیا سوتیلے بیٹے کو باپ کی جائیداد سے حصہ مل سکتا ہے جب کہ شادی کے وقت وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو۔ اوراب اپنے بچوں کے ساتھ الگ اپنے گھر میں رہتا ہے۔

الجواب:۔ اس بچے کا سوتیلے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) ''سوتیلی ماں اور بیٹے کا وراثت کا مسئلہ''

سوال: ۔ میرے والد صاحب جو پاکستانی شہری تھے انڈیا میں انتقال کر گئے ۔ اور وہیں دفن کر دیے گئے ۔ **ویزے** کی میعاد بڑھ جانے کے باوجود سوتیلی والدہ ۱۵ دن بعد کراچی آ گئیں ۔ یہاں آ کر عدت میں انڈیا سے لایا ہوا مال فروخت کیا ۔ میں اکلوتی اولاد ہوں سوتیلی ماں کی کوئی اولاد نہیں ہے ۔ یہ واضح رہے کہ سوتیلی والدہ سے کسی قسم کا خونی یا خاندانی رشتہ نہیں ہے ۔ آنے کے بعد انہوں نے والد صاحب کی چھوڑی ہوئی نقدی اور قیمتی سامان ادھر ادھر کرنا شروع کر دیا ۔ والد صاحب نے ایک پلاٹ ایک فلیٹ ۔ نقدی زیور، قیمتی سامان ۔ پیپر کٹنگ مشین وغیرہ تقریباً ۵ لاکھ کی مالیت کا سامان چھوڑا ۔ سب سے پہلے مالک مکان نے میرے دادا کے نام کی رسید (والد کے نام میرے نام نہیں) ڈائریکٹ سوتیلی ماں کے نام پرانی تاریخوں میں تبدیل کر دی ۔ اسے مکان سے دلچسپی تھی وہ بیوہ کو اکیلا سمجھ کر رسید بدلنے کے بدلے میں مکان اونے پونے میں لینا چاہتا ہے ۔ رسید بدلنے سے میرے رشتہ داروں کی دلچسپی کا مرکز میری سوتیلی والدہ بن گئیں ۔ میں نوکری پیشہ غیر ہنر مند ہوں ۔ محدود تنخواہ میں مشکل سے گزارہ کرتا ہوں ۔ الگ مکان میں رہتا ہوں ۔ (تقریباً ۱۰ سال سے) والد صاحب سے صرف سوتیلی والدہ ہی اختلاف کا باعث تھی ۔ وہ مصلے پر بیٹھ کر کہتی تھیں کہ میں اس گھر میں رہوں گی یا تیرا بیٹا رہے گا ۔ روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر آخر باپ کی خاطر میں نے قربانی دی، بیمار باپ صدمے سے بچ جائے گا ۔ اور روز کا جھگڑا ختم ہو جائے گا ۔ باپ سے تعلقات اچھے تھے ۔ ۱۹۸۰ء میں حج پر گئے تو مجھے تسلی دی کہ تو کب تک نوکریاں کرے گا واپس آ کر مکان بڑا لے کر دو حصے کر لیں گے اور دوکان (کاروبار) چھوٹی موٹی کھولیں گے تو سنبھالنا میں نگہداشت کرتا رہوں گا ۔ آخر تو بھی بیمار رہتا ہے ۔ لیکن والدہ نے مجھے ذلیل کر کے گھر سے نکال دیا ۔ کہنے لگیں میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتی ۔ مالک مکان نے موقع سے فائدہ اٹھا کر بلڈنگ میں داخلے پر پابندی لگا دی ۔ اور مجھ سے بہانہ یہ کیا کہ میں تمہارا حصہ دلا دوں گا ۔ تمہارا چودہ آنہ حصہ بنتا ہے میں نے والدہ کے ساتھ ہر تعاون کی پیش کش کی لیکن وہ میرے ساتھ رہ کر دولت کھونا نہیں چاہتی تھی ۔ کوئی رشتے دار میری حمایت میں نہیں بولتا ۔ ۱۹۸۰ء میں والد صاحب نے حج کے فارم میں وارث کے کالم میں میرا نام ہی لکھوایا تھا ۔ کئی دفع مطلع

کرنے کے بعد کوئی میری حمایت کو راضی نہیں ہوا۔

چہلم پر سوتیلی والدہ نے تکبر سے لوگوں کو کہا جس نے کھانا کھانا ہو، کھالے ورنہ سب یتیم خانے میں دے دوں گی اور کہتی ہیں کہ میں ایک پیسہ کا حصہ نہیں دوں گی۔ پلاٹ مسجد میں دے دوں گی۔ کیا مجھے اس جائیداد میں وراثت کا حق نہیں، جو رکاوٹ ڈال رہے ہیں ان کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟ شوہر کے پیچھے اسے یہ سب پتہ ملا اور بیٹے کے حق کو مار رہی ہے؟ کیا یہ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا میں غلطی پر ہوں۔ وہ سب حق پر ہیں اس پورے مسئلے پر تبصرہ کریں۔

الجواب:۔ آپ کے والد کی جائیداد میں آپ کی سوتیلی والدہ کا آٹھواں حصہ ہے۔ اور باقی سات حصوں کے وارث آپ ہیں۔ اگر وہ اس میں کوئی ناجائز تصرف کریں گی تو اپنی عاقبت برباد کریں گی۔ آپ کو بہر حال مطمئن ہونا چاہئے۔ آپ اگر عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں تو کریں اور اگر اتنی ہمت نہیں تب بھی آپ کی چیز آپ ہی کی ہے۔ یہاں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی۔ جب کہ آپ وہاں یہاں سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں گے۔ آپ نہ تو اپنی سوتیلی والدہ کی بے ادبی کریں اور نہ کسی دوسرے کی شکایت کریں جتنے لوگ آپ کو والد کی وراثت سے محروم کرنے کی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں وہ سب اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑا احمق وہ ہے جو دنیا کی خاطر اپنے دین کو برباد کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر احمق وہ ہے جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) ''مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے''

سوال:۔ ہمارے والد کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ہم دو بھائی اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ ہمارے والد صاحب کو فوت ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں ہماری دوسری والدہ نے دوسرا عقد کر لیا۔ جس سے ان کے تین بچے ہیں اب ہم اپنے والد کی وراثت منقولہ وغیر منقولہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ہماری دوسری والدہ کو کتنا حصہ؟ اگر شرعاً ان کا حق ہو۔ ذرا تفصیل سے بتائیں مہربانی ہوگی؟

الجواب:۔ آپ کے والد مرحوم کا ترکہ اس کی دونوں بیویوں اور اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

پہلی بیوی ۵، دوسری بیوی ۵، لڑکا ۲۸، لڑکا ۲۸، لڑکی ۱۴

یعنی کل ترکہ کے ۸۰ حصے بنا کر آٹھویں حصہ کی رو سے دونوں بیویوں کو ۱۰ حصے (ہر ایک کو ۵۔۵ حصے کر کے ملیں گے اور بقیہ ۷۰ حصے اس کی اولاد میں اکہرا دہرا کے حساب سے تقسیم ہوں گے) دونوں لڑکوں کو ۲۸۔۲۸ کر کے اور لڑکی کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ الغرض مرحوم کے ترکہ میں دوسری بیوی کا بھی حصہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) ''دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم''

سوال:۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے ایک لڑکا اور دوسری سے تین لڑکے ہیں۔ وہ اپنی جائیداد ان پر تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائیداد دونوں بیویوں میں تقسیم ہوگی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں چاروں لڑکوں میں تقسیم کرنا ہوگی۔ شریعت کی رو سے اس جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

الجواب:۔ شرعاً اس کی جائیداد کا آٹھواں حصہ دونوں بیویوں کے درمیان اور باقی سات حصے چاروں لڑکوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوں گے گویا اس کی جائیداد کے اگر ۳۲ حصے کر لئے جائیں تو ان میں سے دو دو حصے دونوں بیویوں کو ملیں گے اور باقی ۲۸ حصے چار لڑکوں پر سات حصے فی لڑکا کے حساب سے برابر تقسیم ہوں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) ''مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جب کہ والد، بیٹی اور بیوی حیات ہوں''

سوال:۔ میرا نام غزالہ شفیق احمد ہے میں اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میری پیدائش کے دو سال بعد میرے والدین میں علیحدگی ہوگئی تھی۔ اس کے پانچ سال بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی تھی لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کا ایک مکان اور دکان جو ۸۰ گز پر ہے جو کہ پہلے میرے دادا نے (جو ماشاء اللہ حیات ہیں) خریدا اور بنوایا تھا اور اپنے بیٹے شفیق کے نام گفٹ کر دیا تھا۔ اور اس کے تین سال بعد

میرے والد کا انتقال ہو گیا اب جب کہ میں ان کی اکلوتی بیٹی، ان کی دوسری بیوی اور ان کے والد حیات ہیں مہربانی کر کے آپ یہ بتائیں کہ والد کے انتقال کے بعد ہم سب کا کتنا حصہ بنتا ہے۔

الجواب:۔ آپ کے مرحوم والد کا کل ترکہ (ادائے ماوجب کے بعد یعنی ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد) آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ کا چار حصے (یعنی کل ترکہ کا آدھا) آپ کا اور باقی ماندہ ۳ حصے آپ کے دادا کے ہیں۔

اور ہاں! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی دادی صاحبہ بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر دادی صاحبہ نہ ہوں تب تو مسئلہ وہی ہے جو میں نے اوپر لکھ دیا اور اگر دادی صاحبہ بھی موجود ہوں تو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ان کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں ترکہ کے ۲۴ حصے ہوں گے ان میں ۳ مرحوم کی بیوہ کے، ۴ والدہ کے، ۱۲ بیٹی کے اور ۵ والد کے۔

(۲۵) ''مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں''

سوال:۔ الف۔ ب۔ ج تینوں بھائی فوت ہو گئے۔ ''د'' جو لاولد ہے زندہ رہا، اس کی زندگی میں اس کی اہلیہ بھی فوت ہو گئی۔ اب ''د'' بھی فوت ہو گیا ہے ''د'' نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے ایک مکان اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے۔ جس کی قیمت رائج الوقت سکہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ ''د'' کا ماسوائے تینوں بھائیوں کی اولاد کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ اب یہ ترکہ کسی کو ملے گا۔

الجواب:۔ شرعاً اس کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے بھتیجیاں وارث نہیں ہوں گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) ''نواسہ اور نواسی کا وراثت میں حصہ''

سوال:۔ میری ماں کے انتقال کو ساڑھے تین مہینے ہو گئے۔ ان کے پاس سونے کے دو کڑے اور ایک گلے کا بٹن تھا انہوں نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ بٹن (جو تقریباً ڈھائی تولے کا ہے) میرے بیٹے یعنی مجھ کو دے دیا جائے میں بھائیوں میں اکیلا ہوں اور میری اور بہنیں ہیں۔ ان میں سے دو میری والدہ سے پہلے انتقال کر گئی تھیں دونوں کے ایک ایک بچہ ہے۔ ہاتھ کے کڑے کے

لئے انہوں نے کہا کہ چاروں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے یعنی دونوں بہنوں اور ایک نواسی اور نواسہ کو۔ آپ شرع کے مطابق بتائیں کہ ان کو وصیت کے مطابق اسی طرح کردں؟ دونوں بہنیں جو حیات ہیں ان کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں ہوگی جن میں سے چھوٹی بہن کو طلاق ہوگئی ہے اور وہ میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

الجواب: ۔ نواسی اور نواسہ آپ کی مرحومہ والدہ کے وارث نہیں۔ اس لئے ان کے حق میں جو وصیت کی اس کو پورا کیا جائے یعنی ہاتھ کا ایک کڑا دونوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ کے اور آپ کی بہنوں کے بارے میں جو وصیت کی وہ صحیح نہیں کیونکہ وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ کی والدہ نے جو ترکہ چھوڑا ہے (اگر ان کے ذمہ کچھ قرضہ ہے تو ادا کرنے کے بعد اور جو وصیت کی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد) چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے آپ کے اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کا پھر بہن بھائی اگر والدہ کی ہدایت پر خوشی سے عمل کرلیں تو حرج نہیں۔

(۴۷) ''زندگی میں بیٹے اور بیٹیوں کا حق کس تناسب سے دینا چاہئے''

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی دولت سے کچھ حصہ نکال کر اس دولت سے ایک جائیداد اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو جو کہ تمام شادی شدہ ہیں، مشترکہ طور پر دے دی اور اس جائیداد میں لڑکوں کے دو حصے اور دو لڑکیوں کا ایک حصہ مقرر کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ میں اپنی زندگی میں ورثہ تقسیم کر رہا ہوں اس لئے اس جائیداد میں لڑکوں کے دو دو اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ ہوگا۔ جو کہ ورثہ کی تقسیم کا ایک شرعی طریقہ ہے۔

جائیداد جب بیٹوں کو اور بیٹیوں کو دے دی گئی تو بیٹیوں نے باپ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے اس کے جواب میں باپ نے کہا کہ میں تو دے چکا۔ لیکن بیٹیوں کا اصرار ہے کہ ان کا حصہ بیٹوں کے برابر ہونا چاہئے کیونکہ ان کے بقول شرعاً یہ پابندی ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو اس میں بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے۔

الجواب: ۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے تو بعض ائمہ کے نزدیک اس کو چاہئے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر رکھے۔ اور بعض ائمہ کے نزدیک

مستحب یہ ہے کہ سب کو برابر دے۔ لیکن اگر لڑکوں کو دو حصے دیئے اور لڑکی کو ایک حصہ، یا تب بھی جائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کی تقسیم صحیح ہے اور لڑکیوں کا اصرار صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) ''زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا''

سوال:۔ جناب محترم! ہمارے ایک جاننے والے جو کہ دیندار بھی ہیں ان کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ ہیں۔ ان صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو اولاد میں برابر تقسیم کر دیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ایسا اس لئے کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ اپنے نالائق بے ادب لڑکوں لڑکیوں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اپنی اولاد میں (خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں) برابر تقسیم کر سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) ''لاولد متوفیہ کے مہر کا وارث کون ہے''

سوال:۔ شادی کے ایک سال بعد بحکم خداوندی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس صورت میں جہیز میں سامان کی واپسی اور مہر کی رقم کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ لڑکی کا جہیز اور مہر آدھا شوہر کا ہے۔ اور باقی آدھا اس کے والدین کا۔ اس طور پر کہ والد کے دو حصے اور والدہ کا ایک حصہ۔ گویا کل ترکہ کے اگر چھ حصے کر دیئے جائیں تو تین حصے شوہر کے ہیں۔ دو حصے والد کے ایک حصہ والدہ کا۔ جتنا والدین کا حق ہے اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) ''مرحومہ کا جہیز، حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا''

سوال:۔ میری بیوی تین ماہ قبل یعنی بچی کی ولادت کے موقع پر انتقال کر گئی۔ لیکن بچی خدا کے

فضل سے خیریت سے میرے پاس ہے۔ اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ۔

(الف) مرحومہ جو سامان جہیز میں اپنے میکے سے لائی تھی اس کے انتقال کے بعد کس کا ہوگا؟

(ب) میرے سسرال والے مرحومہ کی رقم میں مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ مرحومہ نے زبانی طور پر اپنی زندگی میں بغیر کسی دباؤ کے وہ رقم معاف کردی تھی۔

الجواب:۔ مرحومہ کا سامان جہیز، حق مہر اور دوسرا سامان وغیرہ وارثوں میں مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا۔

حق مہر معاف کرنے کے سلسلے میں اگر مرحومہ کے والدین منکر ہیں اور حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اس لئے حق مہر کی ورثاء میں تقسیم ہوگا مرحومہ کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ زیورات وحق مہر وغیرہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کر کے شوہر کو تین حصے بیٹی کو چھ حصے والدہ کو دو حصے اور والد کو دو حصے ملیں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) ''مرحومہ کے چھوڑے ہوئے زیورات سے بچوں کی شادیاں کرنا کیسا ہے''

سوال:۔ زید اور اس کی بیوی دونوں حیات ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق دولڑکیوں کی شادی زیور، کپڑے اور سامان کے ساتھ کردی۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا اس نے اپنا زیور طلائی چھوڑا۔ زید نے اس کو اپنے بھائی کے پاس بازار میں امانتاً رکھ دیا اور کہا کہ یہ زیور بقایا غیر شادی شدہ اولاد کو دیا جائے گا۔ زید نے یہ وعدہ کر کے اس زیور کی قیمت جو بازار میں لگی ہے اگر ورثاء کو شرع کے موافق دینی پڑی تو میں اپنے پاس سے دوں گا۔ زید کی زندگی میں چار اولادوں میں سے دو بچیاں شادی کے قابل ہوگئیں تو زید نے اس زیور میں سے کپڑا سامان وغیرہ لے کر اپنی حیثیت کے مطابق دو بچیوں کی شادی کردی۔ اب زید کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ تھے، ظاہر میں باپ نے چار بچیوں کی شادی کرادی اور دو بچے شادی سے محروم ہوگئے اب بقایا زیورات جو کہ زید کی وصیت کے مطابق چھوٹے بھائی کے پاس رکھوائے تھے اور جو باقی ہیں۔ وہ ان دونوں بچوں کے ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ باقی اس سے

محروم ہیں یوں کہ زید نے اس زیور کے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اس کی نقد قیمت میں خود ادا کروں گا۔ مگر وہ ادا نہ کر سکے بصورت دیگر اگر بقایا زیور سے یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ ہیں یہ شرعاً محروم ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دو بھائی جو کہ بالغ ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ زیور والد صاحب کی وصیت کے مطابق دونوں بچوں کو دے دیا جائے جو کہ غیر شادی شدہ ہیں۔ اور بقایا زیور کی قیمت ہم اپنے پاس سے شرع کے موافق ورثاء پر ادا کر دیں گے۔ جب کہ تقریباً دس سال پہلے کا زیور وزن اور قیمت کا پرچہ موجود ہے بقایا زیور کی قیمت اب لگوا کر ادا کی جائے یا پہلی قیمت تصور کی جائے۔ جو امانت رکھتے وقت اور وصیت کے وقت تھی؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ زید کی بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہیں اس لئے ان زیورات میں سے جو کچھ بچا ہوا ہے اور جو زید نے اپنی زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کے موقع پر دیا ہے اس کے حق دار ورثاء ہیں۔ معلوم ہوا کہ زید کی بیوی کے ورثاء میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں اور شوہر زید موجود ہے تو بیوی کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔

شوہر۔	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۸	۶	۶	۳	۳	۳	۳

یعنی متوفیہ کے ترکہ کے کل ۳۲ حصے بنا کر ۸ حصے زید کو اور بقیہ ۲۴ حصے اس کی اولاد کو اکہرا دہرا کے حساب سے ملیں گے۔ اس لئے زید نے اپنی زندگی میں بیوی کے زیورات میں سے جو لڑکی اور لڑکے کی شادی پر صرف کیا ہے اگر وہ حصہ چوتھائی سے زیادہ ہے تو وہ زید کے ذمہ پر ورثاء کا قرض ہے اس لئے زید کے انتقال کے بعد سب سے پہلے ورثاء کا قرضہ ادا کر دیا جائے اس کے بعد زید کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) اپنے پیسے کیلئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال:۔ میرا سب سے چھوٹا بھائی عبدالخالق مرحوم پی آئی اے انجینئرنگ آفیسر کے عہدہ پر فائز تھا۔ کنوارا تھا اور گذشتہ دو ماہ پہلے کنوارا ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ مرحوم کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں اور سب حقیقی ہیں۔ مرحوم نے مرنے سے پہلے اپنی بڑی بہن کو اپنے پیسے کے لئے نامزد کر دیا

تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مرحوم اس بہن کی ایک لڑکی کے یہاں رہتا تھا۔ کھانے کے پیسے بھی اپنی بہن کو ہر ماہ دیا کرتا تھا۔

بھانجی مرحوم سے کرایہ وغیرہ نہیں لیتی تھی۔ یہ بتایئے کہ شرعی اعتبار سے یہ بہن اس کے ترکہ کی کہاں تک حق دار ہوسکتی ہیں۔ جب کہ اس کی حقیقی بہن بھائی اور بھی ہیں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اور اگر اس بہن کے علاوہ حق دار اور بھی ہیں تو اس کے ترکے میں تقسیم کس طرح ہونی چاہئے یہ بھی بتایئے کہ اس بھائی کا حج بدل کیسے ہوسکتا ہے اور کون کرسکتا ہے جب کہ اس نے اس کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے آخر میں یہ اور معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو قرضہ اس پر ہے اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔ مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا فرض ہے۔ قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ باقی ہے اس کے ایک تہائی حصہ میں اس کی وصیت پوری کی جائے۔ اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ ورنہ باقی ترکہ کو دس حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ دو دو حصے تینوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ چاروں بہنوں کا۔ مرحوم کا اپنی بڑی بہن کو ترکہ کے لئے نامزد کردینا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ مرحوم کے وارث اگر چاہیں تو اس کی طرف سے حج کراسکتے ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) ''بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا''

سوال:۔ کیا مذہب اسلام میں بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت ہو تو بچوں کی بہتر تربیت اور ضرورت پر شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ پیسے کو ہاتھ لگائے۔ حالانکہ یہ حکم ہے کہ پیسے کو کسی قانونی طریقے سے بچوں کو بالغ ہونے تک ادائیگی کروادے۔

الجواب:۔ بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے جو حصہ بچوں کو پہنچے وہ بچوں کے والد کی تحویل میں رہے گا۔ اور وہی ان کی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) ''مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا نیز عدت کتنی ہوگی''

سوال:۔ میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، ہم دونوں کافی عرصے الگ رہے۔ یہ اپنے والدین کے

پاس رہتے تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور میں اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ۔ انتقال کے وقت میں اس کے گھر گئی اور بعد میں اپنی والدہ کے گھر ۴۰ دن عدت گذارے میرا ذریعہ معاش نوکری ہے اور چھٹی لی تھی۔ کیا عدت ہو گئی؟

الجواب:۔ شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور یہ عدت اس عورت پر بھی لازم ہے جو شوہر سے الگ رہتی ہو۔ آپ پر چار مہینے دس دن کی عدت لازم تھی۔

(۳۵) بیوہ کو ہر حال میں حصہ ملے گا

(نوٹ:۔ یہ مسئلہ اوپر والے مسئلہ کا دوسرا حصہ ہے)

سوال:۔ مرحوم کے بھائی نے مجھ پر دوسری شادی کا الزام لگایا ہے جو شرعی اور قانونی لحاظ سے غلط ہے اور مرحوم کی جائیداد اور رقم بیوہ (میں) سمیت اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے لیکن کتنی رقم ہے، یہ نہیں بتاتا اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے ایک کمپنی میں مرحوم کی رقم ہے اور اس کو حرام اور ناجائز بھی کہتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب بیوی موجود ہے کسی اور کو وراثت نہیں مل سکتی۔ اور بیوی، جائیداد اور رقم کی وارث ہے۔

الجواب:۔ مرحوم اگر لاولد فوت ہوئے ہیں تو ان کے کل ترکہ میں چوتھا حصہ بیوہ کا ہے اور باقی تین حصے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہوگا۔ کسی وارث کے لئے یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے حصہ کے ایک پیسے پر بھی قبضہ جمائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) ”اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ“

سوال:۔ میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی۔ اور ایک نے باپ کی انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی۔ کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رو سے حصہ ہوتا

ہے؟

الجواب:۔ جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں، ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے۔ بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں میں تقسیم کرے دو دو حصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو۔ واللہ اعلم۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ”ساس اور دیور کے پرس سے لئے گئے پیسوں کی ادائیگی کیسے کی جائے جب کہ وہ دونوں فوت ہو چکے ہیں“

سوال:۔ میرے شوہر نے کبھی ہاتھ خرچ نہیں دیا۔ مجھے جب ضرورت ہوتی میں ان کے سیف میں سے پیسے نکال لیتی انہیں خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ یہ ہوا کہ مجھے ضرورت تھی پیسوں کی، جب مجھے پیسے نہ ملے تو میں نے اپنے دیور کے پرس سے ۲۰۰ روپے نکال لئے یہ ایک چوری ہوگئی۔ دوسری چوری جب میں نے کی، میرے شوہر کا انتقال ہوگیا مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہوئی تو میں نے ۵۰۰ روپے اپنی ساس کے پرس سے نکال لئے۔ میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ چوری کی ہے اب مجھے بہت دکھ اس گناہ کبیرہ کا ہے۔ کیونکہ نہ ساس زندہ ہیں نہ دیور، بتایئے ضمیر کی اس خلش کو کیسے دور کروں تا کہ اللہ پاک راضی ہو جائے؟

الجواب:۔ دیور اور ساس کے مرنے کے بعد ان کا ترکہ ان کے وارثوں کا حق ہے۔ لہٰذا آپ کے دیور اور ساس کے جو لوگ وارث ہیں ان میں سے ہر ایک کا جو شرعی حصہ بنتا ہے وہ کسی عنوان سے مثلاً تحفہ کے نام سے ہر ایک کو دے دیجئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) بیوہ اگر نکاح ثانی کرلے تو پہلے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک عورت بیوہ ہوگئی اور اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے، اب وراثت تقسیم ہونے والی ہے کیا اب یہ وراثت میں حصہ دار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں مرحوم کی بیوہ اگرچہ نکاح ثانی کر چکی ہو اس کا وراثت میں حصہ برقرار ہے، اس سے اسے کوئی محروم نہیں کر سکتا ہے۔ (ملخص)

(۳۹) بیوہ اپنے مہر کی وصولی کیلئے شوہر مرحوم کے ترکے پر قبضہ کرسکتی ہے

سوال:۔ ایک عورت بیوہ ہوئی تو اس کے شوہر نے اس کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور جو وہ جائیداد چھوڑ کر گیا تھا اس کی قیمت مہر کی رقم سے بھی کم تھی اس لئے اس نے اپنے شوہر کی جائیداد پر بعوض دین مہر قبضہ کرلیا۔ شوہر سے اس کا بیٹا نابالغ تھا اور اب وہ بالغ ہونے کے بعد اپنے باپ کی جائیداد پر قابض ہونا چاہتا ہے، کہتا ہے کہ مہر کی رقم دیتا ہوں مگر جائیداد کی جو آمدنی اب تک ہوئی ہے وہ اور جائداد واپس کرو کیا اس عورت نے منافع وصول کیا ہے وہ خود رکھے یا لڑکے کو واپس کرنا ہوگا؟

الجواب:۔ جب بیوہ کا دین مہر میت پر ثابت ہے اور زوجہ نے اپنا حق وصول کرنے کے لئے جائیداد پر قبضہ کرلیا تو دین مہر کی مقدار جائیداد پر ثابت ہے اور بیوہ کا قبضہ شرعاً درست ہے اور اس کی آمدنی بھی اس کی ملک میں شامل ہوگئی اب کسی کو منافع کے واپس لینے کا اختیار نہیں۔ جیسا کہ شامیہ وخلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کی عبارات سے ثابت ہے۔ اور صورت مذکورہ میں تو چونکہ جائیداد (ترکہ) وہ دَین مہر (قرض) میں مستغرق ہے اس لئے قرض ہونے کی بناء پر ورثاء کی ملک میں داخل ہی نہیں ہوا تھا کہ زوجہ نے اپنے حق کے موافق اسپر قبضہ کرلیا۔ اور یہ قبضہ شامی وخلاصہ کی روایات کی بناء پر جائز ہے اور بیوہ اس کے تمام منافع کی مالک ہے اس لئے کسی کو مطالبہ کا حق نہیں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۴۰) (۱) صرف لڑکیاں ہوں تو بھائی بہن کو ترکہ میں استحقاق ہوگا یا نہیں۔ (۲) اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد کا ہبہ

سوال:۔ ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں باپ کی ملکیت کا مکمل بٹوارہ ہوچکا ہے رہن سہن بھی الگ الگ ہے منشاء سوال یہ ہے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں لڑکے تین ہیں تو کیا میرے مال میں سے میرے بھائی اور بہنوں کو بھی ورثہ ملے گا اور ملے گا تو کتنا۔

(۲) میں اپنی حیاتی میں اپنی لڑکیوں کو اپنی ملکیت بخشش کرسکتا ہوں یا نہیں اگر کرسکتا ہوں تو کس طریقہ سے۔

الجواب:۔ عورت (بیوی) ہو تو آٹھویں حصہ کی وہ حق دار ہے اور لڑکیاں چھ ہیں وہ آپ کے

ترکہ میں سے دوثلث ۲/۳ کی حق دار ہیں آپس میں برابر سرابر تقسیم کرلیں اس کے بعد جو بچے اس کا اس کے بھائی بہن حق دار ہوں گے اور للذ کر مثل حظ الانثیین کے اصول پر بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ (یعنی) ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر ملے گا یہ حکم آپ کی وفات کے بعد کا ہے بھائی بہن شرعاً وارث ہے۔

آپ اپنی زندگی میں کیوں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ اپنی زندگی میں صرف اپنی بیوی اور لڑکیوں کو دیں گے اور جو کچھ دینا ہو اس پر قبضہ بھی کرادیں تو قانوناً اگرچہ لڑکیاں اور بیوی مالک بن جائیں گی مگر بھائی بہن محروم ہوں گے اور ان کو محروم کرنے کا گناہ ہوگا اگر آپ اپنے کو گناہ سے بچانا چاہتے ہوں اور زندگی میں تقسیم کرنا ضروری ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے آپ اپنے لئے بقدر ضرورت الگ نکال لیجئے کہ آئندہ آپ کو دوسروں کا محتاج ہونا نہ پڑے بعد بیوی کو آٹھواں حصہ چھ لڑکیوں کو کل مال کے دو حصے اور اس کے بعد جو بچے اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے انشاء اللہ اس صورت میں ہر ایک کو اپنا حق مل جائے گا اور کوئی محروم نہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۱) زندگی میں اپنی لڑکیوں کو جائیداد تقسیم کردینا

سوال:۔ میری صرف لڑکیاں ہیں بھائی بہن صاحب مال ہے اور ایک دوسرے کی وارثت کی تمنا نہیں رکھتے اس حال میں بھی کیا میرے بھائی بہنوں کو ترکہ میں سے دیا جائے گا اگر میرے بھائی بہن راضی ہوں تو میں اپنی لڑکیوں کو اپنی جائیداد وغیرہ بطور ہبہ دے سکتا ہوں رہنمائی فرمائیں!!!

الجواب:۔ انتقال کے بعد ترکہ تقسیم شرعی حکم ہے جو بھی شرعاً وارث ہو شریعت کے قانون کے مطابق اسے اس کا حق ملتا ہے وہ مالدار ہو یا غریب تقسیم وراثت اپنی مرضی کی چیز نہیں کہ جسے چاہیں دے دے اور جسے چاہیں نہ دیں اور جو شرعی وارث ہے اسے بھی یہ حق نہیں کہ اپنا حصہ نہ لے بلکہ شرعاً اسے اس کا حصہ ملے گا ہاں لینے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ جسے چاہے بخشش کے طور پر دے دے اور اپنی زندگی میں جو کچھ دیا جاتا ہی وہ ترکہ کی تقسیم یا بالفاظ دیگر تقسیم وراثت نہیں یہ ہبہ اور بخشش ہے اور انسان کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے یہ حق ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے تصرف

کرے لیکن اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے اپنا مال کسی کو دے دے تو نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی دل سے اس پر راضی ہوں اور محض اس خیال سے کہ میرے انتقال کے بعد لڑکیاں پریشان نہ ہوا اپنی زندگی میں بخشش کر کے قبضہ دے کر مالک و مختار بنادے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۲) بیٹی کو دیئے ہوئے قرض کی تحریر لینا کیسا ہے؟

سوال:۔ زید نے اپنی دختر کو پانچ لاکھ روپے بطور قرض داماد کے کاروبار کے لئے دیئے لیکن ابھی تک زید کو اپنی دختر سے قرض وصول ہونے کی امید نظر نہیں آتی اور زید بیمار رہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی سے ایک تحریر لے کہ اتنی رقم میرے والد نے مجھے بطور قرض دی ہے مقصد تحریر یہ ہے کہ ایک حجت باقی رہے اور بیٹی کے حصہ میراث سے اتنی رقم کم کردی جائے تو شرعاً تحریر لینا اور بیٹی کے حصہ میراث میں سے اس رقم کے کم کروانے کا حق حاصل ہے اور زید کا تحریر لینا جائز ہے وہ رقم بیٹی کے حصہ میراث سے کم ہوگی یا نہیں۔ فقط

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سوال کے پیش نظر زید کی دی ہوئی رقم قرض ہے اور قرض واجب الاداہوتا ہے اگر زید کی دختر اپنے والد کی زندگی میں قرض ادا نہ کر سکے اور والد کا انتقال ہو جائے تو یہ قرض مرحوم کے ترکہ میں شمار ہوگا اور زید کے ورثہ کو قرض وصول کر کے تمام وارثوں میں شرعی قانون کے مطابق تقسیم کرنا ہوگا اس وقت خدانخواستہ زید کی دختر ادا نہ کر سکے تو دیگر ورثہ اس کے حصہ میراث میں قرض کی رقم وضع کر سکتے ہیں زید نے اپنی دختر کو قرض دیا ہے اس سلسلے میں تحریر لے سکتا ہے قرآن مجید میں ہے۔

(ترجمہ) اے ایمان والوں جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرروی ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہئے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ کرے پھر جس کے ذمہ حق واجب تھا اگر وہ خفیف العقل (کم عقل) ہو یا ضعیف البدن (بیمار ہو) ہو یا پھر خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھوا دے۔

(قرآن مجید سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۱ پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۷)

اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد ہے کہ اے لوگو جب تم کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اس میں وقت متعین کرلیا کرو کہ آج سے پندرہ دن بعد آپ کی رقم ادا کروں گا اور پھر اس معاملہ کو باہمی طور پر لکھ لینا چاہئے تا کہ کل کو کسی طرح کا کوئی اختلاف اور جھگڑا نہ ہو سکے اور یہ لکھوانا قرض لینے والے کے ذمہ ہے جو دراصل اس کی طرف سے ایک طرح کا اقرار نامہ ہے الخ۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۳) باپ نے ٹیکس سے بچانے کے لئے جائیداد بیٹوں کے نام کردی تو اس میں بیٹیوں کو میراث ہے یا نہیں

سوال:۔ زید انتقال کیا بیوی چھ لڑکے چار لڑکیاں ایک دوکان اور نو مکان اور ہزاروں روپے نقد چھوڑے زید کے چھ لڑکوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر آپ اپنی زندگی میں اپنی تمام جائیداد کی تقسیم کر جائیں تو حکومت موجودہ کی وہ ٹیکس جو مورث کی موت کے بعد وارثوں کو ادا کرنی پڑتی ہے اور یہ ٹیکس حکومت وصول کرتی ہے اس سے بچ جائیں گے زید نے اپنے لڑکوں کے اصرار پر جائیداد کی تقسیم کر ڈالی چنانچہ دکان اور مکانات اپنے لڑکوں کے نام لکھ دیئے اور نقد روپیوں میں سے تھوڑی سی رقم بلا لحاظ اصول شرعیہ اپنی لڑکیوں کے لئے کاغذ پر تحریر کر دیا مگر یہ رقم کبھی ان چاروں لڑکیوں کو ان کی ضمانت میں نہیں دی لڑکوں نے اپنے باپ کی تقسیم کے مطابق مکانات دوکان پر قبضہ کرلیا اب جب کہ زید کے باپ کا انتقال ہوا اور چاروں لڑکیوں کا مطالبہ شروع ہو گیا کہ ہمارے باپ کا جو ترکہ ہے اس میں شرعی تقسیم کی جائے اور جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں دیا جائے مگر زید کے چھ لڑکوں نے ان چار لڑکیوں کے سوال و مطالبہ کا جواب یوں دیا کہ ہمارے والد نے جس نہج پر تقسیم کی ہے وہ درست ہے اور دوکان اور مکانات ہمیں بخشش کے طور پر دیئے ہیں اس لئے اب ہمارا حق دوکان اور مکانات میں نہیں ہے ہاں جتنا حق تمہارا ان کی تحریر کے مطابق روپیوں میں ہے وہ ہم دیں گے اور دوسرے ترکہ میں تمہیں مطالبہ کا استحقاق نہیں تو اب دریافت امر یہ ہے کہ زید مرحوم کی ملکیت میں ان کی چار لڑکیوں کا حصہ ہوگا یا زید نے جو تحریرا اپنی ضمانت میں مخصوص رقم کی تحریر لکھی تھی صرف اتنا ہی ان کا حق مانا جائے گا نیز مذکورہ بالا ترکہ میں زید کی بیوی

(بیوہ) کا کتنا حق ہوگا؟

الجواب:۔ زید نے مرض الموت سے پہلے اپنی جائیداد اپنے لڑکوں کے نام با قاعدہ ہبہ کر کے قبضہ بھی کرادیا تھا تو ہبہ صحیح اور معتبر ہے اس ہبہ شدہ جائیداد میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہ ہوا۔

یہ الگ بات ہے کہ لڑکیوں کو محروم کرنے کی وجہ سے زید سخت گناہگار ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم کردے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ بعض لوگ پوری زندگی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزارتے ہیں لیکن موت کے وقت میراث میں وارثوں کو نقصان پہنچا کر یعنی بلا عذر شرعی کسی حیلہ سے محروم کر کے جہنمی بن جاتے ہیں۔ مشکوٰۃ ص ۲۶۵۔ لیکن اگر ہبہ کے بعد لڑکوں نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا اور زید مر گیا یا ہبہ مرض الموت میں واقع ہوا ہے، تو ان دونوں صورتوں میں ہبہ باطل ہے اسی طرح اگر یہ واقعہ ہے کہ زید نے لڑکوں پر اعتماد کر کے اس کی خیر خواہی کی بناء پر اپنی جائیداد برائے نام ان کے نام لکھ دی ان کو مالک بنانا مقصود نہیں تھا تب بھی لڑکے اس جائیداد کے مالک نہیں گے اور تمام ورثاء اس جائیداد میں بہ حصہ رسید حق دار ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

وصیت

(۴۴) وصیت کی تعریف نیز وصیت کس کو کی جاسکتی ہے

سوال:۔ وصیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا موصی یہ وصیت ہر اس شخص کو کر سکتا ہے جو خاندان کا فرد ہو اور موصی کی وصیت پر عمل درآمد کرا سکتے یا وصیت اولاد ہی کو کی جاسکتی ہے۔

الجواب:۔ وصی ہر اس شخص کو بنایا جا سکتا ہے جو نیک، دیانتدار اور شرعی مسائل سے واقف ہو۔ خاندان کا فرد یا ہو نہ ہو۔

(۵۵) سرپرست کی شرعی حیثیت

سوال:۔ ایک سرپرست کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثال کے طور پر زید ایک مطلقہ عورت سے شادی کرے اور وہ خاتون ایک ڈیڑھ سالہ بچہ بھی اپنے سابقہ شوہر کا ساتھ لائے تو ایسے بچے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا یہ بچہ اپنی ولدیت میں اپنے اصلی باپ کی جگہ اس سرپرست کا نام استعمال کرسکتا ہے؟ جواب سے مستفید فرمائیں۔

الجواب:۔ سوتیلا باپ اعزاز و اکرام کا مستحق ہے اور بچے پر شفقت بھی ضرور باپ ہی کی طرح کرنی چاہئے۔ لیکن نسب کی نسبت حقیقی باپ کے بجائے اس کی طرف کرنا صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) وصیت کس طرح کی جائے اور کتنے مال کی

سوال:۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سنت کے مطابق اپنی جائیداد کی وصیت کرو۔ میری صرف ایک لڑکی ہے دوسری کوئی اولاد نہیں۔ اور ہم چار بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ ہم چاروں بھائیوں کی کمائی جدا جدا ہے اور والد مرحوم کی میراث صرف برساتی زمین ہے۔ جواب تک تقسیم نہیں ہوئی۔ باقی ہر کسی نے اپنی کمائی سے دکان مکان خرید لیا ہے جو ہر ایک کے اپنے اپنے نام ہے۔ اور میری اپنی کمائی سے دو کان اور رہائشی مکان ہیں۔ ایک میں، میں خود رہتا ہوں اور دوسرے مکان کو کرایہ پر دے رکھا ہے اور ایک آٹے کی چکی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ میں ایک دکان لڑکی اور اپنی زوجہ کی نام کروں اور دوسری دکان اور چکی اور مکان جو کرایہ پر ہے ان کے بارے میں خدا کے نام پر وصیت کروں یعنی کسی مسجد یا دینی مدرسہ میں ان کی قیمت فروخت کر کے دے دی جائے۔ اور بقایا زمین کا حصہ بھائیوں اور بہنوں کو ملے اور کیونکہ میرا لڑکا وغیرہ نہیں ہے جو بعد میں میرے لئے دعا فاتحہ کرے۔ اس لئے اب میرے دل میں فکر رہتا ہے کہ میں اپنی تمام جائیداد کی وصیت کر کے دنیا سے جاؤں۔ اور تمام جائیداد اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کروں۔ جو صدقہ جاریہ بن جائے اور میں نے ایک عالم دین سے مسئلہ وصیت کا دریافت کیا اس نے کہا کہ آپ زندگی میں اپنی جائیداد

فروخت کر کے کسی دینی مدرسہ میں لگا دیں کیونکہ آج کل بھائی لوگ وصیت کو پورا نہیں کریں گے۔ اس لئے اپنی زندگی میں یہ کام کریں۔ لیکن مولانا صاحب آج کل حالات اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ دس سال کی کمائی ہوئی چیزیں ہیں اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بسر کروں اور مزدوری نہیں کر سکتا ہوں زمین وغیرہ برساتی ہے اس پر کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر میں ان کو اپنی زندگی میں فروخت کر کے صدقہ کروں تو ڈر ہے محتاج ہونے کا، اور اب میری عمر چالیس بیالیس سال ہے آپ براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں، کیا کروں اور باقی میرے بھائی وغیرہ سب الحمدللہ اچھی حالت میں ہیں، محتاج نہیں۔ صاحب دولت ہیں اگر میں کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کروں کہ آپ میرے مرنے کے بعد یہ فروخت کر کے دینی کام میں لگا دیں یا کسی عالم دین کو وکیل بنا دوں تو کیسا ہے؟ کیونکہ وارثوں پر بھروسہ نہیں ہے وہ لالچ میں وصیت کو پورا نہ کریں گے۔ اس لئے آپ میری جائیداد تقسیم کر کے اور وصیت کے بارے میں بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔

میرے وارث یہ ہیں! چار بھائی، پانچ بہنیں، ایک لڑکی، بیوی اور میری والدہ صاحبہ۔

الجواب:۔ آپ کے خط کے جواب میں چند ضروری مسائل ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ آپ اپنی صحت کے زمانے میں کوئی مکان یا دکان بیوی کو یا لڑکی کو ہبہ کریں تو یہ شرعاً جائز ہے۔ مکان یا دکان ان کے نام کر کے ان کے حوالہ کر دیں۔

۲۔ یہ وصیت کرنا جائز ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال مساجد و مدارس میں دے دیا جائے۔

۳۔ وصیت ایک صرف تہائی مال میں جائز ہے۔ اس سے زیادہ کی وصیت وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔ اگر کسی نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی، اس سے زیادہ میں وارثوں کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگی۔

۴۔ اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وارث اس کی وصیت کو پورا نہیں کریں گے تو اس کو چاہئے کہ ایک دو ایسے آدمیوں کو، جو متقی اور پرہیزگار بھی ہوں اور مسائل کو سمجھتے ہوں، اس وصیت کو پورا کرنے کا ذمہ دار بنا دے۔ اور وصیت لکھوا کر اس پر گواہ مقرر کر دے اور گواہوں کے سامنے ہر وصیت ان کے سپرد کر دے۔

۵۔ وفات کے وقت آپ جتنی جائیداد کے مالک ہوں گے اس میں سے ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اور باقی دو تہائی میں درج ذیل حصے ہوں گے۔

بیوی کا آٹھواں حصہ، والد کا چھٹا حصہ، بیٹی کا نصف، باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کا حصہ بہن سے دو گنا ہو۔

(۴۷) اسٹیمپ پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت

سوال:۔ ہمارے والد صاحب کا انتقال، اس ماہ کی ۷ تاریخ کو ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ اسٹیمپ پیپر پر اپنی اولاد کے لئے چھوڑا ہے۔ جس کی رو سے ایک مکان ہم دونوں بھائیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور اسی طرح دوسرا مکان دو بہنوں میں برابر تقسیم کیا جائے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے یہ وصیت نامہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ والد صاحب اگر اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا بٹوارہ کر جاتے تو ٹھیک ہوتا۔ ہمارے والد کی والدہ صاحبہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور ان کی ایک بہن بھی حیات ہیں اور وہ شادی شدہ ہیں۔ وصیت نامہ کی رو سے تو صرف ان کی اولاد ہی جائز حق دار ہو سکتی ہے براہ کرم بتائیں کہ اسلامی رو سے اسٹیمپ پیپر پر وصیت نامہ کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب:۔ اس وصیت نامہ کی حیثیت صرف ایک مصالحتی تجویز کی ہے۔ اگر سب وارث بخوشی اس پر راضی ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ جائداد شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے اور آپ کی دادی صاحبہ کا بھی حصہ لگایا جائے۔

(۴۸) ”بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں“

سوال:۔ ایک نیک آدمی جو گورنمنٹ ملازم تھا نو ماہ کی بیماری کے بعد انتقال کر گیا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کا صرف ایک بھائی ہے اور چار بہنیں ہیں۔ جس میں سے تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک بہن کی شادی نہیں ہو سکی۔ مرنے سے پہلے اس آدمی نے اپنی زمین اور دفتر سے واجبات کی ادائیگی کے لئے بھائی کو نامزد کیا ہے۔ زبانی بھی سب بہنوں کے سامنے کیا اور لکھ کر بھی دیا کہ میری ہر چیز کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے۔ اب آپ سے فقہ کی روشنی میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے

مرنے والے کی پنشن اور دیگر واجبات مل جائیں تو صرف بھائی اس کا حق دار ہوگا یا بہنوں کو بھی حصہ دیا جائے گا جب کہ مرنے والے صرف بھائی کو ہی نامزد کیا ہے اور کہا ہے کہ میری ہر چیز کا مالک میرا بھائی ہے۔

الجواب:۔ مرحوم کی وصیت غلط ہے بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ مرحوم کے ترکہ کے (جس میں واجبات وغیرہ بھی شامل ہیں) چھ حصے ہوں گے۔ دو بھائی کے اور ایک ایک چاروں بہنوں کا۔

(۴۹) کمپنی کی طرف سے مرحوم کو دیئے جانے والے واجبات کا مسئلہ

سوال:۔ فقہ کی روشنی میں کیا حکومت اور مرنے والے کے دفتر والوں کو اس کی پنشن اور دیگر واجبات جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنتے ہیں اس کے نامزد کردہ بھائی یا بہنوں کو ادا کرنے چاہئیں۔ جب کہ اس کی بیوی بچے نہیں ہیں۔ اور والدین بھی نہیں یا یہ رقم دفتر والے خود رکھ لیں کیونکہ دفتر والوں نے اس رقم کی ادائیگی سے نامزد کردہ حقیقی بھائی اور بہنوں کو انکار کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ مرنے والے کے، بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں ہیں۔ جب کہ فقہ کی روشنی میں اگر سگے بھائی بہن موجود نہ ہوں تو حق دار اور وارث بھتیجے اور بھانجے ہوتے ہیں۔

الجواب:۔ پنشن اور دیگر واجبات میں حکومت کا متعلقہ قانون لائق اعتبار ہے۔ اگر قانون یہی ہے کہ جب مرنے والے کے والدین اور بیوی بچے نہ ہوں تو کسی دوسرے عزیز کو پنشن اور دیگر واجبات نہیں دیئے جائیں گے تو دفتر والوں کی بات صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال:۔ مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی سب سے پہلے کسے دیں کیا دیں؟

الجواب:۔ مرحوم نے بوقت انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ بڑا چھوٹا، ساز و سامان منقول وغیرہ منقولہ جائداد، دکان، مکان، پلاٹ، نقدی، سونا، چاندی، زیورات کپڑے برتن، غرض یہ کہ

جو کچھ بھی چھوڑا، مرحوم کا ترکہ ہے۔ جس میں سب سے پہلے مرحوم کی تجہیز و تکفین کے متوسط مصارف (سنت کے مطابق) نکالے جائیں، اس کے بعد مرحوم پر کوئی قرضہ ہوتو اس کو ادا کیا جائے۔ اور اگر بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور بیوی نے معاف بھی نہیں کیا تھا تو اس کو بھی ادا کیا جائے، کیونکہ یہ بھی قرضہ ہے اس کے بعد مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی تھی تو باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی کی حد تک اس پر عمل کیا جائے اس کے بعد ذوی الفرض کے حصے دیئے پھر دوسروں کے اور عصبات کے حصے دیئے جائیں۔ (ملخص)

(کتاب الھبة)

(ہبہ کرنے کے مسائل)

(۵۱) بچوں کا مال ماں باپ کسی کو نہیں دے سکتے؟

سوال:۔ ہمارے یہاں یعنی (انگلینڈ برطانیہ) میں حکومت کی طرف سے چھوٹے بچوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے اور حکومت کا مقصد ہی بچوں کو دینا ہوتا ہے بچہ کا باپ اس پر قبضہ کرتا ہے اور موقع بموقعہ ان پر خرچ کرتا ہے بچہ کی والدہ اس جمع شدہ رقم سے اپنے کسی عزیز کو امداد کے طور پر دینا چاہتی ہے بچہ کا باپ اس پر راضی نہیں ہے۔ تو وہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب حکومت کا مقصد بچوں کو ہی مال دینا ہو تو وہ مال بچوں کا ہے اور ماں باپ کے پاس امانت ہے وہ مال بچوں ہی کے کام میں استعمال کرنا چاہئے کسی کو دینا جائز نہیں ہے بچوں کی مال میں ایسا تصرف کرنا جس میں بچوں کا نقصان ہو جائز نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کو ان کا مال دے دینے میں بچوں کا نقصان ہے لہذا اماں کو شرعاً یہ حق حاصل نہ ہوگا! **ولا یجوز ان یھب شیئاً من مال طفلہ ولو بعوض** (درمختار مع ردالمختار ج۱۸ صفحہ ۷۰۷، کتاب الھبۃ قبیل باب الرجوع فی الھبۃ)

بہشتی زیور آپ کے پاس ہوگی اس میں یہ مسئلہ درج ہے ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ:۔ جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لادیں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لادیں۔ (بہشتی زیور صفحہ ۵۴ ج ۵)

مسئلہ:۔ جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو نہیں دے سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دے دے یا ذرا دیر کچھ دن اور مانگی دے دیں تو اس کا لینا درست نہیں البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے بہشتی زیور۔

مسئلہ:۔ ماں باپ وغیرہ کو بچہ کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں خوب یاد رکھو؟ (بہشتی زیور صفحہ ۵۵ پانچواں حصہ بچوں کو دینے کا بیان۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۲) مصلحتاً بیٹے کے نام پر مکان خریدنے سے بیٹا اس مکان کا مالک شمار ہوگا یا نہیں

سوال:۔ عبدالقادر نے اپنے پیسوں سے ایک مکان خریدا اور سرکاری قانون سے بچنے کے لئے اس مکان کا دستاویز اپنے ایک بیٹے عبدالرزاق کے نام کے بنوایا نہ بخشش کرنا مقصود تھا اور نہ خریدنے کے بعد وہ مکان عبدالرزاق کو حوالہ کیا زندگی بھر عبدالقادر ہی اسی مکان پر قابض رہے اور وہی اس کا انتظام کرتے رہے اور اس کی آمدنی وہی استعمال کرتے رہے عبدالقادر کا انتقال ہوگیا وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالرزاق اس مکان پر قابض ہوگیا اور خود کو اس کا مالک بتاتا ہے اور دیگر ورثاء کو اس میں سے حصہ دینے کے لئے صاف انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے کیا عبدالرزاق کی بات صحیح ہے کسی مصلحت سے باپ اپنے کسی بیٹے کے نام سے جائیداد خریدے تو بیٹا تنہا اس کا مالک بن سکتا ہے؟ یا وہ باپ ہی کی ملک ہوکر تمام وارثوں میں تقسیم ہوگی؟

الجواب:۔ والد اگر کسی مصلحت سے اپنے کسی بیٹے کے نام سے مکان خریدے تو وہ بیٹا محض اس کے نام پر خریدنے کی وجہ سے شرعی طور پر اس مکان کا مالک شمار نہ ہوگا۔

امداد الفتاویٰ میں ہے سوال کیا فرماتے ہے علماء دین رحمہم اللہ اس مسئلہ میں کہ کسی مثلاً زید نے اگر اپنے بیٹے عمرو کے نام کسی مصلحت سے بعوض اپنے مال کے کوئی معاش خرید کی جیسا کہ فی زماننا اکثر رائج اور عرف میں بنام اسم فرضی مشہور ہے تو آیا وہ معاش زید کی ملک ہوگی یا عمرو کی اور بھی زید کو اس میں اختیار نقل وتصرف بیع وہبہ وغیرہ کا ہے یا نہیں۔

رکن بیع کا ایجاب وقبول ہے جن کے درمیان ایجاب وقبول ہوا مبیع اسی کی مالک ہوگی پس زید نے اگرچہ بمصلحت اپنے بیٹے کے نام سے معاش خرید کی زید ہی کی ملک ہوگی نظیر اس کی بیع تلجیہ ہے! کہ دو شخص کسی وجہ سے بیع ظاہر کریں اور مقصود بیع نہ ہو سو وہ مفید ملک نہیں ہوتی تو جس کے ساتھ ایجاب وقبول تک نہ ہوا اور نہ اس کے ہاتھ بیچنے کا مقصد ہے نہ اس کے لئے مشتری کا خریدنے کا قصد ہے اس کی ملک کیونکہ ہو سکتی ہے! **فی الدار المختار وبیع التلجیة وھو ان یظھر اعقدا وھما لا یرید انه ... لخوف عدو وھو لیس ببیع فی الحقیقة بل کالھزل.** پس مشتری ہی کی ملک ہوگی اور اس کو تصرف مالکانہ جائز ہوگے تاوقتیکہ کوئی سبب صحیح موجب انتقال ملک جس سے عمر کی ملک ہو جائے نہ پایا جاوے الخ۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۷۱ کتاب البیوع مطبوعہ پاکستان)

لہذا صورت مسئولہ میں اگر عبدالرزاق انتقال ملک کا کوئی صحیح سبب شرعی ثبوت کے ساتھ پیش نہ کر سکے تو محض اس کے نام پر مکان خریدنے کی وجہ سے عبدالرزاق تنہا اس مکان کا مالک نہیں بن سکتا یہ مکان مرحوم عبدالقادر ہی کا ہوگا اور ان کے ترکہ میں شامل ہو کر تمام ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم ہوگا؟ وہ واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) ہدیہ میں دی ہوئی چیز ہدیہ دینے والے کے پاس واپس آئے تو کیا کرے؟

سوال: ۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو تحفۃً کچھ رقوم دی کہ عرصہ کے بعد یہ شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اب اس کے ورثاء میں بھی کوئی شخص نہیں اس لئے تحفے کی وہ رقم تحفہ دینے والے شخص کے پاس واپس آئی تو یہ شخص اس رقم کو خود اپنے حج بدل میں جانے والے کو اس حج بدل کے سلسلہ میں خرچ کرنے کے لئے دے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط والسلام۔

الجواب: ۔ جب کہ تحفہ کی رقم پر مرحوم کا قبضہ ہو گیا تھا تو وہ اس کی ملک میں داخل ہوگئی اب اس کے بعد تجہیز وتکفین اور اداء دین ووصیت سے بچ جائے تو اس کے حق دار مرحوم کے ورثاء ہیں اگر ورثاء میں بھی کوئی نہ ہو تو اس کے ایصال ثواب کے لئے غرباء کو دے دی جائے اگر تحفہ میں دی ہوئی چیز جائز طریقہ سے واپس آئے تو اسی کام میں لیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۴) شوہر کا بیوی سے بخشش کی ہوئی چیزیں واپس لینا؟

سوال: ۔ شوہر نے اپنی کچھ چیزیں بطور بخشش اپنی بیوی کو دے دی ہیں اور اس کا قبضہ بھی کرا دیا ہے اب اگر یہ شوہر بخشش کردہ چیزیں واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ بیوی کو ہبہ کی ہوئی چیزیں واپس نہیں لی جا سکتیں۔ و کذلک ما وھب احد الزوجین للاخر لان المقصود فیھا الصلة کما فی القرابة الخ (ہدایہ ج نمبر۳ صفحہ ۳۷۴) فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۵) زندگی میں مال کی تقسیم عطیہ ہے

سوال: ۔ میری اولاد میں ایک لڑکا اور چار لڑکیاں ہیں ۔ میں زندگی میں مال تقسیم کرنا چاہتی ہوں شرعاً کس قدر دوں؟ اگر میرے مرنے کے بعد تقسیم ہوا تو کس قدر ہوگا؟

الجواب: ۔ وفات کے بعد اگر مذکورہ ورثاء زندہ ہوئے تو مال کے چھ حصے ہوں گے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دے دیا جائے گا۔ لیکن اگر زندگی میں ہی مال تقسیم کرنے کا ارادہ ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں اور لڑکے لڑکی سب کو برابر برابر ایک ایک حصہ دے دیا جائے۔ (کیونکہ زندگی میں مال کی تقسیم وراثت نہیں بلکہ عطیہ اور تحفہ ہے لہذا یہ اولاد اور ہر وارث کو برابر دی جائے گی)۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

جہاد اور شہید کے احکام

(۱) حکومت کے خلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟

سوال:۔ حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مرجاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مرجاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں یہ سب شہید ہیں یا نہیں کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے؟

الجواب:۔ افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں ان کے شہید ہونے میں شبہ نہیں ہندوستان کے مسلمان فوجی جب کسی مسلمان حکومت کے خلاف لڑیں ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور حکومت کے خلاف بلووں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں بعض بے گناہ خود بلوائیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور بعض بے گناہ پولیس والوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے! (مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) کنیزوں کا حکم

سوال:۔ آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز، لونڈی، کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جیسا کہ سورۃ مؤمنون میں ارشاد خداوندی ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی

بیویوں یا کنیزوں جوان کی ملک ہوتی ہیں اسلام میں اب کنیز لونڈی رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور خلفاء راشدین کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یا نہیں؟

الجواب:۔ اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہو کر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کرایا جاتا تھا ان کو غلام اور باندیاں بنایا جاتا تھا۔ اس قسم کی کنیزیں یا باندیاں بشرطیکہ مسلمان ہو جائیں ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے کیونکہ وہ اس شخص کی ملک ہوتی تھیں قرآن کریم میں وماملکت ایمانکم کے الفاظ سے انہیں غلام اور باندیوں کا ذکر ہے اب ایک عرصے سے جہاد نہیں اس لئے شرعی کنیزوں کا وجود نہیں آزاد عورتوں کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں!

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصور

سوال:۔ شرعی لونڈی کا تصور کیا ہے کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی رکھ سکتا ہے اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جا سکتی ہیں اگر زمانہ قدیم شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح حاصل کی جاتی تھیں جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانہ قدیم میں لونڈیوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے۔

الجواب:۔ جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کر دیں دوسرا یہ کہ بلا معاوضہ رہا کر دیں تیسرا یہ کہ ان کو غلام بنا لیں ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنا لیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں۔ اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہو جائیں تو آقا کو ان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لئے نہیں تھی۔ چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا اس لئے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہو گیا۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی

سوال:۔ لونڈی کا لکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر نکاح کے درست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی علیہ السلام اور حضرات حسنین کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بند بعد بطور مال غنیمت ملتی تھیں؟

الجواب:۔ شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو کہ جہاد میں بطور مال غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہو جائے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلقات جائز ہیں شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ سیدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا لونڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہو سکتا ہے خلافت راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے جب خلفاء ثلاثہ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانہ میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہیں ہوئی اور وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لونڈیاں آئیں تو ان سے تمتع شرعاً جائز نہ ہوا سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین کے پاس شرعی لونڈیاں کہاں سے آ گئی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا لونڈیاں آئیں تمام سید جو حسن بانو کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ شرعی لونڈی ہوں اور شرعی تب ہو سکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو اور شرعی جہاد جب ہو سکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیدوں کی "صحت نسب" سے انکار کر دے۔　　(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) لونڈی غلام بنانے کی رسم کے متعلق

سوال:۔ (۱) غلام لونڈی بنانے کا رواج نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد سے ہے یا پہلے ہی سے تھا اس کی مختصر تاریخ۔

(۲) لونڈی اپنے مالک کے لئے بغیر نکاح کے بھی حلال ہے اگر ہے تو یہ کیوں اور اس میں کیا حکمت ہے۔

(۳) دور حاضر میں لونڈی رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) اگر کوئی مسلمان آدمی لونڈی رکھنا چاہے تو اس لونڈی کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا غیر مسلم کو بھی رکھ سکتا ہے۔

(۵) پہلے زمانے میں کس قدر لونڈی رکھتے تھے اور اس دور میں کس قدر رکھنے کی اجازت ہے۔

(۶) لونڈی کے لئے پردہ ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری ہے تو کیا وجہ اور نہیں ہے تو کیا وجہ ہے۔

(۷) لونڈی کی اولاد آزاد ہے یا غلام۔

(۸) مالک کے مال میں لونڈی اور اس کی اولاد وارث ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ غلام اور لونڈی کا رواج اسلام سے پہلے سے ہے اکثر و بیشتر یہ جنگ کے نتیجہ میں ہے یعنی دنیا میں جب سے جنگ و قتال کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے اس رواج کی بنیاد پڑی ہے یہ رواج تقریبا دنیا کی تمام اقوام و ممالک میں تھا اولا جب دشمن مقبوض ہوتے تو بے رحمی سے قتل کر دیئے جاتے تھے پھر اس میں کچھ اصلاح و دوستی ہو تو یہ طریقہ رائج ہوا کہ جو قیدی خطرناک ہوتے ان کو قتل کر دیا جاتا کمزور قیدیوں عورتوں اور بچوں کو قتل سے معاف رکھا جاتا مگر خدمت کے لئے ان کو غلام اور لونڈی بنا لیا جاتا اسلام نے اس قدیم اور مروجہ رسم کی مخالفت نہیں کی اگر مخالفت کرتا تو بے سود ہوتا کیونکہ اس زمانے کی سیاسی اور معاشرتی حالت کے پیش نظر ایسا کرنا غیر مفید اور خلاف مصلحت تھا بین الاقوامی روابط ایسے مضبوط تھے کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک پر اثر ڈالتا اس وقت غلامی کو اگر یک حکم منسوخ کر دیا جاتا تو یقینا ایسا ہوتا کہ دشمن اطمینان سے ہمارے قیدیوں کو غلام بناتے ان کو ذلیل کرتے اور اس سے مطمئن رہتے کہ ان کے ہم قوم قیدیوں کو بھی ہمارے ہاتھ سے یہ مصیبتیں پہنچ سکتی ہیں جہاں تک احترام انسانیت کا تعلق ہے اسلام نے اس جذبہ کی قدر کی اور ایسی صورتیں تجویز کر دیں جن کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ یہ رسم خود ختم ہو جائے با ایں ہمہ بہت سی خرابیاں اور غلط مفادات جو غلامی کے سلسلہ میں حاصل کئے جاتے تھے ان کو یک لخت ختم کر دیا مثلاً:

(۱) لونڈیوں سے بدکاری کروا کر کماتے تھے تو قرآن نے کہا (**ولا تکرھو فتیانکم علی البغاء**) (سورۂ نور)

یعنی تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو گھر کی کام کاج اور اپنی راحت کی خاطر غلام اور لونڈیوں کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے تھے اس پر ارشاد خداوندی ہوا (**انکحوا الا یامی منکم الخ**) تم اپنی بن بیاہی عورتوں اور اپنے نیک غلام ولونڈیوں کا نکاح کرادو۔ (نور)

(۲) پہلے لونڈی غلام کے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا لیکن اسلام نے تعلیم دی کہ یہ تمہارے بھائی بہن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ تلے (اور تمہارے تابع) کر دیا ہے اس سے بھائی چارہ کا رشتہ ختم نہیں ہوتا وہ بدستور باقی رہتا ہے لہذا تم پر لازم ہے کہ مساوات برتو یہاں تک کہ کھانے اور پہننے میں بھی مساوات رکھو جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جیسا لباس تم پہنو ویسا ہی ان کو پہناؤ ان سے ان کی استطاعت کے مطابق خدمت لو اور کوئی ایسا کام سپرد کرو جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور سخت ہو تو ان کی مدد کرو اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام سے سختی کا معاملہ کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا اور فرمایا کہ جو اپنے غلام کو بلا قصور مار پیٹ کرے یا طمانچہ مار دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

(۳) ایک شخص نے سوال کیا کہ میں اپنے غلام کی خطا پر کتنی بار درگذر کروں تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا تیسری یا چوتھی مرتبہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ روزانہ ستر مرتبہ معاف کرتا رہ مطلب یہ کہ سزا دینے سے بچو وفات کے وقت آنحضرت ﷺ کی وصیت یہ تھی کہ نماز کی پابندی کرو اور غلام باندی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے غلام کے قصور پر اس کو گوشمالی کی پھر نادم ہوئے اور توبہ کر کے غلام سے کہا کہ تو میری گوشمالی کر اس نے انکار کیا بالآخر آپ کی اصرار پر گوشمالی کی آپؓ نے کہا زور سے اور فرمایا میں قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہوں ایسے واقعات بہت ہیں جن کا نقل کرنا دشوار ہے۔

(۴) اسلام نے فک رقبہ غلام لونڈی کی گردن چھڑانے اور آزاد کرنے کو موجب اجر عظیم قرار دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو خدائے پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے تمام اعضاء کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا حتی کہ شرم گاہ کے بدلہ میں شرم گاہ کو غیر مسلم غلام لونڈی آزاد کرنے کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے اور ہدایت دی ہے کہ جو کوئی اپنی لونڈی کو ادب سکھائے یعنی اچھی تربیت کرے اور حسن اخلاق کی تعلیم دے اور

سدھارے پھر اس کو آزاد کر کے اسکے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دوگنا اجر وثواب ہے اس طرح کے ارشادات اور احکام بہت ہیں ان کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں غلام لونڈی آزاد ہونے لگے آنحضرت ﷺ نے بذات الشریف تریسٹھ ۶۳ غلام لونڈی آزاد کئے حضرت صدیق اکبرؓ نے تریسٹھ ۶۳ آزاد کئے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار آزاد کئے حضرت حکیم بن حزام نے سو آزاد کئے حضرت عباس نے ستر ۷۰ آزاد کئے حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک آزاد کرتے اور مزید فرماتے کہ جو غلام خشوع وخضوع سے نماز پڑھے گا اس کو آزاد کردوں گا حضرت عائشہ نے انتر ۶۹ آزاد کئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک ہزار آزاد کئے حضرت ذوالکلاع حمیریؒ نے ایک ہی روز میں آٹھ ہزار آزاد کئے)(الرق فی لاسلام ج اصفحہ ۱۳۱)(سلسلہ ندوۃ المصنفین دہلی)۔

(۵) ان اصول ارشادت کے علاوہ جزئیات اور تفصیلی احکام میں بہت سی صورتیں ایسی ہے کہ غلام خود بخود آزاد ہو جاتا ہے جیسا کہ:

(۱) غلام کسی ایسے شخص کی ملک میں آ گیا جو اس کا قریبی رشتہ دار (ذی رحم محرم تھا) مثلاً بھائی باپ چچا ماں یا لڑکے کی ملک میں آ گیا۔

(۲) کوئی حربی کافر مسلمان غلام کو دارالاسلام سے خرید کر دارالحرب میں لے گیا تو یہ غلام وہاں پہنچتے ہی آزاد ہو جائے گا۔

(۳) مالک سے جس لونڈی کا بچہ پیدا ہوا تو مالک کی وفات کے بعد وہ لونڈی آزاد ہے۔

(۴) چند صورتیں ایسی ہے جہاں قانونی یا اخلاقی مطالبہ ہوتا ہے کہ غلام آزاد کیا جائے۔ مثلاً:

(۱) قتل خطا کے کفارہ میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۲) کفارہ ظہار میں۔

(۳) کفارہ قسم۔

(۴) کفارہ صوم میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۵) اپنے غلام کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا ٹھہرایا۔

(۶) سورج گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۷) چاند گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۸) ایصال ثواب کے لئے آزاد کرے اسی طرح قدم قدم غلام لونڈی آزاد کرنے کی

ترغیب وتاکید فرمائی اور رسم غلامی ختم کرنے کی کوشش کی۔

فرمان فاروقی آنحضرت ﷺ کے علاوہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں چند فرمان جاری کئے جن کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ بیشمار غلام آزاد ہو گئے بلکہ بنیادی طور پر آزادی کی چند صورتیں سامنے آئیں مثلاً فرمان جاری کیا گیا:

(۱) صدیق اکبرؓ کے دور میں مرتد قبائل کے لوگ لونڈی غلام بنائے گئے ہیں ان سب کو آزاد کیا جائے۔

(۲) یہ اصول قائم کر دیا کہ اہل عرب کبھی کسی کے غلام نہیں بنائے جا سکتے ان کا قول ہے کہ (لا یسترق عربی) یعنی عرب کا کوئی آدمی غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۷۸ بحوالہ فتوح البلدان (صفحہ ۳۱۶)

(۳) نہ ذمی کو غلام بنا سکتے ہیں۔

(۴) زمانۂ جاہلیت میں جو غلام بنائے گئے ہیں پھر انہوں نے اسلامی دور بھی دیکھا ہے تو وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائیں مالک (راضی ہو یا ناراض) (الرق فی الاسلام فتح الباری نہایہ وغیرہ)۔

مسلمانوں پر ہر معاملہ کا شرعی حکم جاننا ضروری ہے اس کی حکمت و مصلحت معلوم کرنا ضروری نہیں اور حکمت معلوم کرنا ہر کس و ناکس کا کام بھی نہیں ہے لہٰذا ہر معاملہ میں حکمت کے درپے ہونا غلط ہے اور حکمت کے جاننے پر عمل موقوف رکھنا بغاوت ہے اور اس کے عدم ادراک پر اس کو خلاف حکمت و مصلحت ماننا گمراہی ہے اگر کسی معاملہ کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اپنی فہم کا قصور سمجھے کہ شرعی حکم خلاف حکمت نہیں ہوتا اپنی فہم کا قصور ہوتا ہے کہ ایک بار بارش برسی تو ایک بزرگ نے کہا اے اللہ کیسے موقعہ کی بارش برسائی غیب سے آواز آئی کہ بتاؤ ہم نے بے موقعہ کب برسائی ہے بزرگ نے یہ آواز سنی انہیں احساس ہوا کہ بارگاہ خداوندی کی شان میں گستاخی سرزد ہوئی ہے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے غرض کہ شرعی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لونڈی بغیر نکاح کے اپنے مالک کے لئے حلال ہے اس میں بھی بڑی مصلحت و حکمت ہے ہم کیا سمجھ سکتے ہیں ہمارے لئے قرآن مجید نے فیصلہ فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً (یعنی تم کو بہت تھوڑا دیا گیا ہے) (سورہ بنی اسرائیل)

اگر شارع علیہ الصلاۃ والسلام لونڈیوں کی حلت کے لئے نکاح لازم فرماتے تو خود لونڈیوں کو بڑی دشواری پیش آتی تو قرآن مجید میں ہے کہ خداوند کریم تمہارے لئے سہل اور آسانی کا

ارادہ فرماتے ہیں اور تمہیں دشواری اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے یرید اللہ بکم الایہ (بقرہ) یاد رہے کہ شریعت میں مالک کے لئے لونڈی کی حلت کا حکم کسی خراب منشاء و برے مقصد کے لئے نہیں بلکہ وہ سراسر معاشرتی وتہذیبی مصلحت اور لونڈیوں کی خیر خواہی ہے۔

لونڈی کے لئے نکاح کی حاجت اس لئے نہیں کہ شریعت نے لونڈی کی ملکیت کو جواز وطی کے لئے نکاح کا قائم مقام بنا دیا ہے جس طرح ایجاب وقبول سے نکاح کا انعقاد اور ملک بضعہ کا حاصل ہو جانا یعنی حق تمتع (منکوحہ سے وطی کا حق) محض اعتبار شرعی ہے اسی طرح لونڈی کے ملک میں آ جانے سے حق تمتع کا حاصل ہونا بھی شرعی اعتبار ہے تو اس کے جواز میں شرعاً وعقلاً کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہے کہ اعتبار کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں مثلاً بکریوں وغیرہ حیوانات اور پرندوں کے حلال ہونے کے لئے ذبح کرنا (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کاٹنا) شرط اور ضروری ہے بغیر ذبح کے حلال نہیں ہو سکتے برخلاف مچھلی کے کہ اس کی حلت کے لئے ذبح شرط نہیں ہے ذبح کے بغیر بھی کھا سکتے ہیں مچھلی کا قبضہ میں آ جانا اور اس کا مالک ہونا ہی اس کے ذبح کے قائم مقام ہے حالانکہ دونوں قسموں کے حیوانات جاندار ہیں لیکن ایک کے لئے ذبح شرط ہے دوسرے کے لئے شرط نہیں تو آزاد عورت کی حلت کے لئے نکاح شرط ہو اور لونڈی کی حلت کے لئے شرط نہ ہو اور اس کی ملکیت کو قائم مقام نکاح سمجھا جائے تو اس میں کیا خلاف عقل ہے اب یہ بات کہ مملوکہ لونڈی نکاح کے بغیر کیوں حلال ہے یہاں ایجاب وقبول اور نکاح کی قید کیوں نہیں تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔

یعنی نکاح میں ایجاب وقبول اس لئے ہوتا ہے کہ ایک خاص طرح کا فائدہ جس کا آپ کو حق نہیں ہے شرعاً آپ کو اس کا حق حاصل ہو جائے یہاں جب خریداری اور ملکیت کے باعث آپ پوری باندی اور اس کے جملہ حقوق کے مالک ہو گئے تو اس فائدہ کے بھی مالک ہو گئے جو نکاح کے ذریعہ حاصل ہوا کرتا ہے اب نکاح تحصیل حاصل (حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا) اور قطعاً فضول ہے دوسری بات، یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے (ان تبتغوا باموالکم) یعنی خواتین کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کلام الٰہی نے یہ شرط قرار دیا ہے کہ کچھ مال پیش کیا جائے جس کو مہر کہا جاتا ہے اب اگر باندی کا نکاح کسی غیر شخص سے کیا جائے تو یہ مال (مہر) باندی کا مالک لے گا لیکن اگر باندی کا نکاح خود مالک سے ہو تو سوال یہ ہے کہ مال یعنی مہر کون دے گا اور

کون لے گا باندی جب تک باندی ہے حق ملکیت سے محروم ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتی اس کے پاس جو کچھ ہے وہ مالک کا ہے اب کیا مالک سے لے کر مالک کو دے دے اور مالک خود ہی مطالبہ کرنے والا بھی ہو اور خود ہی ادا کرنے والا بھی یہ ایک مذاق ہے شرعی حکم اور قانون نہیں بن سکتا اس میں اور بھی دقتیں ہیں جس بنا پر نکاح کی قید خلاف حکمت تھی۔

مثلاً یہ کہ جب یہ باندی آزاد آدمی کی کفو نہیں ہے تو اس کو شوہر میسر آنا مشکل ہوگا جس کا اثر یہ ہو سکتا ہے کہ جنسی آوارگی پیدا ہو جس کو کتاب اللہ میں فاحشہ اور فحشاء فرمایا گیا ہے جو عند اللہ غیر محبوب اور بدترین خصلت ہے پس شریعت نے یہ صورت تجویز فرمائی جو اگر چہ فی الحال نکاح کی صورت نہیں رکھتی مگر نتیجہ کے لحاظ سے نکاح کی شان پیدا کر دیتی ہے کیونکہ باندی سے بچہ پیدا ہونے کے بعد مالک کی ملکیت ناقص ہو جاتی ہے یعنی اس کو فروخت کرنا جائز نہیں رہتا وہ اس کے یہاں بچوں کی ماں گھر کی گھر ستن اور اپنے مالک کی بیوی کی طرح رہے گی اور مالک کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی وارثوں کو نہیں دی جا سکتی نہ فروخت کی جا سکتی ہے۔

موجودہ زمانے میں لونڈیاں ملنی دشوار ہیں شرعی باندیوں کے لئے جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں ملنی مشکل ہیں لہٰذا لونڈی نہیں رکھ سکتے اگر کسی جگہ لونڈی کا رواج ہو تو شرعی تحقیق کے بغیر معتبر نہیں اور نکاح کے بغیر اس کے ساتھ صحبت جائز نہیں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں **(ولا سیما السراری اللاتی یؤخذن غنیمة فی زماننا للتیقن بعد مه قسمة الغنیمة فیبقی فیهن حق اصحاب الخمس و ابقیة الغانمین)** (شامیہ ج ۲، صفحہ ۳۹۶)

(یعنی ہمارے زمانے میں جو لونڈیاں بطور غنیمت حاصل کی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈیاں نہیں ہیں) اور ان کے ساتھ صحبت جائز نہیں کیونکہ اس کا یقین ہے کہ مال غنیمت کی جس طرح تقسیم ہونی چاہئے وہ پس جو مستحق ہیں) یعنی اصحاب خمس اور باقی مجاہدین) ان کے حقوق رہ جاتے ہیں (تو کسی باندی پر بھی پوری طرح جائز ملک ثابت نہیں ہوتی) شرعی لونڈیاں اور ہیں جو جنگ اور جہاد میں گرفتار کر کے مال غنیمت میں شامل کر لی گئی ہوں اور امیر یعنی خلیفۃ المسلمین یا اس کے نائب نے ان کو دارالحرب سے اپنے اسلامی علاقہ (دارالاسلام) میں لا کر قاعدہ شریعت کے مطابق تقسیم کیا ہو دارالاسلام میں لانے اور امیر کی تقسیم سے پہلے لونڈی کسی کے لئے حلال نہیں حتی کہ امام نے یا لشکر نے اعلان کر دیا ہو کہ جس کے قبضہ میں لونڈی آئے وہ اس کی ہے تب بھی دارالاسلام میں لائے بغیر قبضہ کرنے والے غازی و مجاہد کے لئے حلال نہیں اس زمانے میں یہ

قوانین کہاں ہیں اسلامی قانون جہاد کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ دشمن سے جو مال بطور غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ بیت المال کے لئے علیحدہ کرلیا جائے جو ضرورت مند فقراء مسکینوں مثلاً یتامی اور بیواؤں کو دیا جائے باقی چار حصے غازیوں اور مجاہدوں میں تقسیم کئے جائیں جب تک مال غنیمت اپنے ملک یعنی دارالاسلام میں نہ آجائے اس وقت تک تقسیم درست نہیں اور جب تک تقسیم نہ ہو اور مشترک مال ہے اس میں سب کا حق ہے البتہ جب امیر تقسیم کرے گا تو جو جس کے حصہ میں آئے گی وہ اس کے لئے حلال ہوگی جس طرح لڑکی کا ولی جس سے لڑکی کی نکاح کرادے اس کے لئے وہ حلال ہوجائے اس سے پہلے نہیں اسی طرح امیر باندی کا ولی ہے جس کو مالک بنا دے اس کے لئے وہ بچند شرائط حلال ہوجاتی ہے پھر اس مالک کو حق ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بیچ دے یا بطور عطیہ دے کر مالک بنادے تو اس کے لئے وہ حلال ہوجاتی ہے اسی طرح کوئی لونڈی وراثت میں منتقل ہوتی رہی ہے تو آج بھی شرعی باندی ہے اور اس کا مالک اس کو رکھ سکتا ہے اس کے لئے حلال ہے مگر ایسی باندی اس زمانہ میں کہاں ہے بظاہر اسی باندی کا اس زمانے میں کم از کم ہندوستان میں وجود نہیں ہے باندی کسی بھی مذہب کی کسی بھی نسل کی ہو مملوک بن سکتی ہے لیکن مجامعت صرف اسی سے جائز ہوسکتی ہے جو مسلمان یا اہل کتاب (عیسائی) (یا یہودی) ہو مشرکہ یعنی بت پرست لونڈی سے مجامعت جائز نہیں ہے؟

شرعی لونڈی حسب طاقت وحسب حیثیت جتنی بھی چاہے رکھ سکتا ہے کوئی تعداد معین نہیں ہے لیکن باندیوں کے لئے جو قواعد ہیں وہ بہت نازک ہیں انہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے مثلاً جس لونڈی سے وطی کرلی اس کے قریبی رشتہ دار (مثلاً بہن خالہ پھوپھی بھانجی بھتیجی وغیرہ) سے وطی کرنی جائز نہیں رہی اگرچہ اس کی ملکیت میں کیوں نہ ہو جیسے کہ نکاح کی صورت میں ناجائز ہے یہاں بھی ناجائز ہے؟

لونڈیوں کے لئے آزاد عورتوں کی طرح سخت پردے کا حکم نہیں ہے کیونکہ اس کے ذمہ اپنے آقا کی خدمت ضروری ہے خانگی وبیرونی کام کرنے ہوتے ہیں اس وجہ سے پردہ کے معاملہ میں شریعت نے لونڈی کو آزاد عورتوں کی طرح مکلف نہیں بناتا ہے؟

لونڈی کی جو اولاد آقا سے پیدا ہو وہ آزاد شمار کی جائے گی۔ (الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۱۸۸)

مالک کے مال میں لونڈی وارث نہیں ہاں مالک کی اولاد (جو اس باندی کے پیٹ سے ہو) وارث ہوگی۔ فقط مفتی عبدالرحیم لاجپوری

كتاب الاُضحيّة و الذّبائح

قربانی، ذبح اور مختلف جانوروں کے
حلال حرام ہونے کے متعلق مسائل

(۱) قربانی واجب ہے یا سنت؟

سوال:۔ ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ قربانی واجب نہیں، محض سنت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا'' کہ جو کوئی عید الاضحیٰ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال، ناخن نہ کاٹے تاوقتیکہ قربانی نہ کرلے (الحدیث) تو ارادہ ہو کا لفظ یہ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

الجواب:۔ قربانی محض سنت نہیں بلکہ واجب ہے، سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو صاحب نصاب مستطیع (استطاعت رکھتا ہو) ہو اور قربانی نہ کرے تو ہماری عید گاہ میں نہ آئے (ابن ماجہ) الفاظ حدیث کا ٹھیٹھ ترجمہ یہ ہے کہ'' قریب نہ پھٹکے'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

باقی یہ دلیل کہ حدیث میں لفظ'' جس کا ارادہ ہو'' آیا ہے۔ تو اصل میں یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے۔ اور وجوب کے خلاف نہیں حج کے لئے بھی ایسا ہی لفظ آیا ہے کہ'' جس کا ارادہ حج کرنے کا ہو تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) تو کیا اس لفظ کی وجہ سے حج بھی سنت قرار پائے گا؟ فرض نہیں؟ (حالانکہ حج کی فرضیت سے کسی کو انکار نہیں اس لئے ارادے سے مراد وجوب کے بعد، اس وقت اس کی حالت اور نیت ہے یعنی جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنی ہو (کیونکہ وہ واجب ہو چکی ہے) اس لئے وہ اپنے ناخن وغیرہ نہ کاٹے الخ)

کتب فقہ میں مذکورہ حدیث کی بنیاد پر (جو ہم نے پیش کی ہے) قربانی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲) خرگوش حلال ہے

سوال:۔ خرگوش دو قسم کے ہیں گھر والے پنجہ والے۔ لیکن یہ اپنے پنجوں سے نہیں کھاتے کیا یہ حلال ہیں؟

الجواب:۔ خرگوش دونوں قسم کے حلال ہیں۔ حیوۃ الحیوان میں ہے کہ اس کا کھانا تمام علماء کے نزدیک حلال ہے ہدایہ میں ہے کہ خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کو اس کا بھنا ہوا گوشت ہدیہ میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا، اور صحابہ کو بھی اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔ پھر خرگوش نہ درندہ ہے نہ مردار خور ہے اس لئے یہ ہرن کے مشابہ ہے۔ اس لئے اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ شامی (ج ۴ صفحہ ۲۶۸) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

(۳) بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال:۔ کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

الجواب:۔ خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔

(۴) عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال:۔ ہماری امی، نانی اور گھر کی دوسری خواتین بذات خود مرغی وغیرہ ذبح کر لیا کرتی ہیں میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے بعض نے کہا کہ حرام ہو جاتا ہے برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ جائز ہے آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔

(۵) غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے

سوال:۔ یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیر ممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقہ سے ذبح کیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہئے یورپ اور غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے۔

(۶) اگر مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

سوال:۔ جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیر مسلموں کے ہاتھ سے کٹا ہوا ہوتا ہے، کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ مسلمان کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

الجواب:۔ کسی صحیح مسلمان یا صحیح اور واقعی اہل کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ وہ صحیح طریقہ سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو دیگر غیر مسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا گوشت حلال نہیں غیر مسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

(۷) کیا مسلمان غیر مسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کر سکتے ہیں

سوال:۔ میں امریکہ میں زیر تعلیم ہوں یہاں پر اکثر ممالک کے طلبہ ہیں جب انہیں کوشش کے باوجود حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو اسٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا ہے بتائیے ہم کیا کریں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سب سے پہلے چند اصول سمجھ لیں اس کے بعد انشاء اللہ مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

(۱) اکل حلال ضروری اور فرض ہے حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورت شرعی ناجائز وحرام ہے۔

(۲) حلال چیزیں جب تک مل جائیں حرام کا استعمال جائز نہیں۔

(۳) گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال درست نہیں۔

(۴) کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی وجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔

(۵) حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جب کہ حلال بالکل نہ ملے جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو اسی کو اضطرار شرعی کہا جاتا ہے۔

(۸) قربانی کا گوشت، قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا

سوال:۔ قربانی کے لئے حکم ہے کہ جانور صحت منداور خوبصورت ہو ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے جب کہ اس وقت دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں اس مسئلہ پر حدیث اور شریعت کی رو سے روشنی ڈالیں کہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے۔

الجواب:۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک فقراء کے لئے ایک دوست احباب کے لئے اور ایک گھر کے لئے لیکن اگر سارا تقسیم کر دیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی تھی صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخ روئی کے لئے قربانی نہیں کی تھی۔

(۹) قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

سوال:۔ ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی. تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوت شادی میں لوگوں کو کھلا دیا کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

الجواب:۔ اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کر دے ایک تہائی دوست احباب کو دے ایک تہائی خود کھائے۔

(۱۰) کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہو جاتی ہے

سوال:۔ بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں جب کہ ہمارے محلے میں اکثر سارا گوشت گھر ہی میں کھا لیتے ہیں محلے اور رشتہ داروں میں ذرا سا تقسیم کر دیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں ضرور بتائیے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ آپ کے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھا لیا تو قربانی جب بھی صحیح ہے بشرطیکہ نیت قربانی کی ہو صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔

(۱۱) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا

سوال:۔ کیا قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ دیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ نذر کی قربانی نہ ہو۔

(۱۲) منت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں

سوال:۔ میری والدہ صاحبہ نے منت مانی تھی کہ میری نوکری کے سلسلے میں کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی بحمد اللہ نوکری مل گئی خدا کا شکر ہے لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منت پوری نہیں کی اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقہ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو اس میں اختلاف رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دار العلوم مدرسہ کو دے دینا چاہئے؟

الجواب:۔ آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے اوراس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے منت کی چیز غنی اور مالدار لوگ نہیں کھا سکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر مالداروں کے لئے حلال نہیں۔

(۱۳) قربانی کی کھالوں کے مصارف چرمہائے قربانی مدارس عربیہ کو دینا

سوال:۔ ہمارے شہر کے کسی خطیب صاحب نے کسی جمعہ میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ مال زکوٰۃ وچرمہائے قربانی تعمیر مدارس وتنخواہ مدرسین میں صرف کرنا جائز نہیں اس سے کافی عرصہ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ زکوٰۃ یا قربانی کے چمڑے وغیرہ خاص طور پر دینی خدمت کی وجہ سے مدارس عربیہ میں پہنچا دیتے تھے اس سال قربانی کے موقع پر جب مولانا صاحب کی تقریر سنی تو انہوں نے بجائے مدارس کے گھومنے پھرنے والے فقیروں میں یہ رقم صرف کردی جس کی وجہ سے ظاہری طور پر مدرسوں کو نقصان ہوا اور عوام کو بھی یہ شبہ دل میں جم چکا کہ جب گناہ ہے تو ہم کیوں صرف کریں اس لئے خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو باقاعدہ وضاحت سے تحریر فرمادیں تاکہ شکوک رفع ہوجائیں؟

الجواب:۔ خطیب صاحب نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ اس پہلو سے درست ہے کہ چرمہائے قربانی مدارس یا مساجد کی تعمیر میں اور مدارس کے مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن مدراس میں جو چرمہائے قربانی دی جاتی ہیں وہ مدارس کی تعمیر یا مدرسین کی تنخواہوں میں صرف نہیں کی جاتیں بلکہ علم دین حاصل کرنے والے غریب ونادار طلباء پر صرف کی جاتی ہیں لہٰذا مدارس میں چرمہائے قربانی کی رقم دینا بالکل جائز ہے بلکہ موجودہ زمانے میں مدارس میں چرمہائے قربانی دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اس میں غرب طلباء کی امداد بھی ہے اور علم دین کی خدمت بھی۔

(۱۴) کھال کیسے ادارے کو دے سکتے ہیں

سوال:۔ کھالوں کا سب سے بہترین مصرف ہر وہ ادارہ ہے جو کہ دین کی خدمت کررہا ہو جیسے کہ آج کل دینی مدارس وغیرہ لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آج ہر قوم والے خدمت خلق کے جذبہ سے جمع کرتے ہیں تو کیا ہر آدمی اپنی برادری والوں کو دے سکتا ہے اور اسی طرح دوسرے لوگوں کو جو کہ

دعویدار ہیں خدمت خلق کے حالانکہ حقیقت میں ایک بھی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے بلکہ ہر ایک اپنے تقسیم کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اس کی رقم خرچ کرتا ہے بتلایئے کہ کیا کریں؟ یہ بھی بتلائیں کہ کھال دیتے وقت کیا نیت کرنی چاہئے اور اس کو دینے کے لئے کیا شرائط ہیں اور صحیح مصرف بتلائیں؟

الجواب:۔ قربانی کی کھال فروخت کر دی جائے تو اس رقم کا صدقہ کرانا واجب ہے لہذا قربانی کی کھال ایسے ادارے یا جماعت کو دی جائے جس کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ صحیح مصرف پر خرچ کرے گی۔

(۱۵) قربانی کی کھال گوشت کی طرح ہر کسی کو دے سکتے ہیں

سوال:۔ قربانی کا گوشت کسی کو بھی دے سکتے ہیں لیکن کھال کے لئے قید کیوں ہے؟ وہ بھی گوشت کی طرح دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے لئے مستحق شخص کی پابندی کس وجہ سے ہے؟

الجواب:۔ قربانی کی کھال جب تک فروخت نہیں کی گئی اس کا حکم گوشت کا ہے اور کسی کو بھی دے دینا جائز ہے فروخت کے بعد اس کا صدقہ واجب ہے وہ غریب ہی کو دے سکتے ہیں۔

(۱۶) قربانی کے متفرق مسائل جانور ادھار لے کر قربانی دینا

سوال:۔ جس طرح ہم دنیا کے کاروبار میں ایک دوسرے سے ادھار لیتے ہیں اور بعد میں وہ ادھار ادا کر دیتے ہیں کیا اسی طرح ادھار پر جانور لے کر قربانی کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ جائز ہے۔

(۱۷) قربانی کا بکرا مر جائے تو کیا کرے

سوال:۔ ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے وہ بقرعید کے لئے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے لیکن قبل از قربانی بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر وہ صاحب نصاب ہے اور بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے

تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہیے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید نا ضروری نہیں اور اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔

(۱۸) حلال خون اور حلال مردار کی تشریح

سوال:۔ ایک حدیث کی رو سے دو قسم کے مردار اور دو قسم کا خون حلال ہیں برائے مہربانی وہ دو قسم کے مردار جانور اور دو قسم کے خون کون سے ہیں اور وہ حدیث بھی تحریر فرمائیں بقول الف کے دو قسم کا مردار (۱) مچھلی، (۲) ٹڈی دو قسم کا خون، (۳) قاتل کا خون، (۴) مرتد کا خون حلال ہے کیا یہ قول درست ہے؟

الجواب:۔ الف نے جو کہا ہے کہ مردار جانور سے مراد (۱) ٹڈی (۲) مچھلی ہے تو یہ بات اسکی ٹھیک ہے لیکن مردار سے مراد حرام نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ ٹڈی اور مچھلی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو یہ دونوں بغیر ذبح کرنے کے حلال ہیں کیونکہ اگر پکڑنے سے پہلے مر گئے تو ان کا کھانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور اس حدیث میں جو خون کا ذکر ہے اس سے مراد (۱) جگر (۲) تلی ہے زید نے جو خون کے متعلق کہا ہے کہ دونوں خون سے مراد خون قاتل اور خون مرتد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ مذکورہ حدیث میں دونوں خونوں کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے باقی قاتل اور مرتد کا ذکر دوسری حدیث میں ہے ان دونوں کو مباح الدم قرار دیا گیا ہے یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے اور مرتد کو تبدیل دین (دین تبدیل کرنے) کی وجہ سے قتل کیا جائے باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کا خون حلال ہے۔

(۱۹) ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

سوال:۔ گائے اور بکرے کا خون پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دوکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے البتہ بوقت ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔

(۲۰) قربانی کے خون میں پاؤں ڈبونا

سوال:۔ ہمارے ایک رشتہ دار جب قربانی کرتے ہیں یا صدقے کا بکرا کاٹتے ہیں چھری پھیرنے کے بعد جب خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے دونوں پیر خون میں ڈبو لیتے ہیں یہ ان کا کوئی اعتقاد ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ یہ خون نجس ہوتا ہے اور نجاست سے بدن کو آلودہ کرنا دین و مذہب کی رو سے عبادت نہیں ہو سکتا اس لئے یہ اعتقاد گناہ اور یہ فعل ناجائز ہے۔

(۲۱) قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنانا جائز ہے

سوال:۔ قربانی کے بکرے کی چربی سے اگر کوئی گھر میں صابن بنائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے اگر معلوم نہ ہو کہ یہ گناہ ہے؟

الجواب:۔ قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنالینا جائز ہے کوئی گناہ نہیں۔

(۲۲) قادیانی، بوہری، اسمٰعیلی، پرویزی اور روافض کے ذبیحہ کا حکم

سوال:۔ کیا قادیانی، بوہری، اسمٰعیلی، پرویزی اور روافض مسلمان نہیں؟ ان کے ہاتھ کا ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ قادیانی، بوہری، اسمٰعیلی، پرویزی وغیرہ کافر ہیں ان کی ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے اور شیعہ اگر تحریف قرآن (قرآن میں تحریف یعنی کمی وزیادتی) کا قائل، ہو یا حضرت ابوبکر کو کافر کہے یا حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا انہیں کافر کہے تو وہ باتفاق علماء کافر ہے اور جو ایسے نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے لیکن ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نہیں کھانا چاہئے (آج کل جو شیعہ ہیں وہ تبرائی (صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کرنے والے) ہیں اس لئے چونکہ بعض علماء نے انہیں بھی کافر کہا ہے اس لئے ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھانا چاہئے ملخص۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) والدہ کی طرف سے بکرے کی قربانی کی نیت کی تھی اس کی جگہ دوسرا بکرا کم قیمت کا قربانی کرنا

سوال: ۔ایک بھائی نے ایک بکرا بچپن میں پالا ہے اور بہت خوبصورت اور تندرست ہے اور آج سے تقریباً ۴۔۲/ اماہ پہلے ان کی والدہ وفات پائی جس کے بعد انہوں نے اس بکرے کی قربانی مرحومہ کی طرف سے کرنے کی نیت کی تھی اب ایک گاہک اس کی قیمت اچھی دیتا ہے تو ان بھائی کا سوال یہ ہے کہ میں اس کو بیچ دوں تاکہ قیمت اچھی آجائے پھر اس سے کم دام کا بکرا لے کر میری والدہ کی طرف سے اس نیت کے مطابق اس کی قربانی کروں تو ٹھیک ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ٹھیک ہے یہ نذر کی صورت نہیں ہے والدہ کی طرف سے قربانی کرنے کا اور ان کو ثواب پہنچانے کا محض ارادہ اور نیت ہے بہتر یہ ہے کہ اسی کی قربانی کی جائے جتنے عمدہ اور موٹے جانور کی قربانی کی جائے گی اتنا زیادہ ثواب والدہ کو اور قربانی کرنے والے کو ملے گا اس کو فروخت کر کے دوسرے کم قیمت کے جانور کی قربانی کی جائے تو باقی قیمت والدہ کے ایصال ثواب کے لئے غریب رشتہ داروں کو خیرات کی جائے یہ بہتر ہے ضروری نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۴) قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتا ہے یا نہیں

سوال: ۔قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتا ہے یا نہیں یا مصلیٰ اور ڈول بنا کر کام میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔دباغت کے بعد مصلیٰ ڈول وغیرہ بنا کر استعمال کر سکتا ہے اپنے کام میں نہ لیا یا لیا مگر بعد میں فروخت کر دیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اس کو یاد رکھئے۔درمختار میں ہے (ویتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال وجراب) وقربة وسفرة ودلو ... فان بیع اللحم او الجلد به) ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه! (درمختار مع شامی صفحہ ۲۸۰ ج ۵ کتاب الاضحیہ) فقط۔واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۵) مردوں کی طرف سے قربانی!

سوال:۔ مردوں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ والدین کی طرف سے استاذ کی طرف سے اپنے پیر کی طرف سے اسی طرح اپنے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے؟

الجواب:۔ قربانی مردوں کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر ایک بکرا یا بڑے جانور میں سے ایک حصہ کئی مردوں کی طرف سے جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے ساری امت کو قربانی میں شامل فرمایا ہے تو حضرت ﷺ نے ساری امت کی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ قربانی اپنی طرف سے کی تھی اور اس کا ثواب کئی مردوں اور زندوں کو بخش دیتے ہیں یہ درست ہیں! فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۶) بکرے کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو تو اس کی قربانی درست ہے

سوال:۔ ایک بکرے کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہے تو ایسے بکرے کی قربانی درست ہے یا نہیں کان مکمل موجود ہے مگر لمبائی میں چیرا ہوا ہے۔

الجواب:۔ کان مکمل موجود ہے لمبائی میں چیرا ہوا ہے تو اس کی قربانی درست ہے شامی میں ہے وفی البدائع وتجزی الشرقاء مشوقة الا ذن طولاً والخرقاء مثقوبة الا ذن الخ (شامی صفحہ ۲۸۴، ج ۵) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۷) بکرے کے خصیے کھانا حرام ہے

سوال:۔ بکرے کے کپورے یعنی خصیے کھانا حرام ہیں آپ کی فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم صفحہ ۲۲۳ پر جو درج ہے وہ ہم نے ایک شخص کو دکھایا مگر وہ کہتا ہے کہ اس میں کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ نہیں ہے آپ سے درخواست ہے کہ کسی فقہی کتاب سے حوالہ نقل کر دیں تو بہتر ہوتا وہ شخص اس کے بغیر ماننے کو تیار نہیں ہے؟

الجواب:۔ بکرے کی خصیے (کپورے) کھانا حرام ہے فقہی کتابوں میں صراحۃً موجود ہے

چنانچہ شامی میں ہے (تتمة) ما یحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکون سبعة الدم المسفوح والذکر والا نثیان والقبل والغدب والمثانة والمرارة بدائع (شامی صفحہ ص ۲۷۱ ج ۵ قبیل کتاب الاضحیۃ) (ترجمہ) جو چیزیں حیوان کے اعضاء میں سے کھانا حرام ہیں وہ سات ہیں۔ دم مسفوح، بہتا ہوا خون، آلہ تناسل، خصیتین، شرم گاہ، مثانہ، پتہ۔ الخ۔

بدائع الصنائع میں ہے:۔ (فصل) واما بیان ما یحرم اکلہ من اجزاء الحیوان الخ الماکول فالذی یحرم اکلہ منہ سبعۃ الدم المسفوح والذکر الخ۔ ترجمہ۔

" بدائع الصنائع میں ہے کہ حیوان کے اجزاء میں سے جو چیزیں حرام ہیں وہ سات ہیں دم مسفوح وغیرہ الخ ان میں بھی خصیتین کو ذکر کیا گیا ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(اس لئے بکرے کے خصیے کھانا جائز نہیں ہیں، اس لئے جہاں بعض جگہ فیشن کے طور پر اسے کٹا کٹ کا نام دے کر کھلایا جاتا ہے اور لوگ اسے خوب کھاتے ہیں، انہیں اس مسئلے کی حساسیت اور نازکی کا احساس کرنا چاہئے اور کٹا کٹ سے پرہیز کرنا چاہئے)۔ (ملخص)

لنگڑا کر چلنے والے بکرے کی قربانی

سوال:۔ ایک بکرا جو فربہ اور صحت مند ہے اس کے پاؤں میں چوٹ لگ گئی اس کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اگر وہ بکرا چلتے وقت اس پیر پر سہارا لیتا ہو اور اس پیر کو زمین پر ٹیک کر چلتا ہو البتہ درد کی وجہ سے صرف لنگڑاتا ہو تو اس بکرے کی قربانی جائز ہے اور اگر اس پیر پر بالکل وزن نہ لیتا ہو اس کو گھسیٹتے ہوئے یا اس پیر کو اٹھا کر صرف تین پیر پر چلتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

درمختار میں ہے (والعرجاء التی لا تمشی الی المنسک) شامی میں ہے (قوله والعرجاء) ای التی لا یمکنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم جتی لو کانت تضع الرابعة علی الارض وتسعین بها جاز عنایة (درمختار شامی صفحه ۲۸۲ ج۵) ہدایہ اخیرین میں ہے! ولا یضحی بالعمیاء والعرجاء التی لا تشمی الی المنسک ولا العجفاء ...... والعرجاء البین عرجها حاشیہ میں ہے قوله

البین عرجھا ھی ان لا یملکنھا الخ (ھدایہ آخرین صفحہ ۴۲۱ مع حاشیہ نمبر ۵)۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا بکرا جو اپنے کسی پاؤں کو چلنے میں استعمال نہ کر سکے اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹) مالدار عورت کی طرف سے شوہر کا قربانی کرنا

سوال:۔ عورت صاحب نصاب ہو مگر اس مال کی زکوٰۃ اس کا شوہر ادا کرتا ہو ایسی عورتوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب عورت صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے وہ اپنے پیسوں سے قربانی کرے اگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو شوہر وغیرہ سے لے کر قربانی کرے یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کرے یا پھر عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کرے عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کئے بغیر اگر اس کا شوہر قربانی کرے گا تو واجب قربانی ادا نہ ہوگی؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۰) مشینی ذبیحہ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے متعلق ہمارے یہاں بار بار روز میں مشین پر مرغ ذبح ہو جاتے ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ زندہ مرغوں کو مشین ذبح پر لایا جاتا ہے اور انہیں بجلی کا کرنٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مرغ نیم بے ہوش ہو جاتے ہیں اس کے بعد آٹومیٹک پٹہ کے ذریعہ مشینی چھری تک پہنچتے ہیں اس وقت ایک مسلم شخص بسم اللہ بول کر (مشین کے ذریعہ) ذبح کرتا ہے اور پورا خون اور جان نکلنے سے پہلے ہی مشین کے ذریعے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں اس کے بعد باہر نکال کر پر اکھاڑتے ہیں اور نجاست کے علاوہ اندر کی تمام اشیاء مشین کے ذریعہ صاف کی جاتی ہیں اور عمل ذبح مکمل ہو جانے کے بعد حلال چکن تحریر کردہ ڈبوں میں گوشت بند کیا جاتا ہے ڈبوں کی پیکنگ کے وقت مسلم رفقاء وہاں موجود ہوتے ہیں۔

مذکورہ طریقہ کے مطابق ایک گھنٹہ میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مرغ ذبح کئے جاتے ہیں اور ڈبوں میں بند کرنے کا عمل کفار کرتے ہیں اس کے بعد پیک کردہ مرغ ڈبوں کی شکل میں گودام میں منتقل ہوتے ہیں وہاں مسلم و کفار دونوں کے مذبوحہ مرغ ہوتے ہیں اس کے بعد حلال چکن کے عنوان سے سپر مارکیٹ میں فروخت کئے جاتے ہیں مشینی ذبیحہ مذکورہ بالا طریقہ کا ہمارے رفقاء نے مشاہدہ کیا ہے تو کیا اس مشینی ذبیحہ کا استعمال ازروئے شرع مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں بوقت ذبح مرغوں پر جو حالات گذرتے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ایسے ذبیحہ کے کھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ذبح کا جو مسنون طریقہ ہے اسی کے مطابق ذبح کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب مفتی عبدالرحیم لاجپوری ۱۷ جمادی الثانی صفحہ ۱۴۱۵(۲۱/۱۱/۹۴ء)

قربانی کس پر واجب ہے

(۵۹) چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے

سوال:۔ قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان (رہائشی مکان) سے زائد کوئی مکان، پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

(۶۰) عورت اگر صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے

سوال: ۔ کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہئے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتائیے۔

الجواب: ۔ عورت اگر خود صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے ورنہ مرد کے ذمے بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں گنجائش ہو تو کر دے۔

ایام قربانی

(۶۱) قربانی کتنے دن کر سکتے ہیں

سوال: ۔ قربانی کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قربانی سات دن تک جائز ہے حالانکہ ہم لوگ صرف ۳ دن قربانی کرتے ہیں وضاحت فرمائیں کہ تین دن کر سکتے ہیں یا سات دن بھی کر سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ جمہور ائمہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں امام شافعی چوتھے دن بھی جائز کہتے ہیں حنفیہ کو تین دن ہی قربانی کرنی چاہئے۔

(۶۲) کن جانوروں کی قربانی جائز ہے اور کن جانوروں کی جائز نہیں

سوال: ۔ بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ کن کن جانوروں کی قربانی کر سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ بھیڑ، بکرا، دنبہ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے گائے، بھینس، بیل، اونٹ، سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو بکرا، بکری ایک سال کا ہونا ضروری ہے، بھیڑ، دنبہ اگر اتنا فربہ

اور تیار ہو بکرا دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے گائے ،بیل ،بھینس دو سال کی اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اسکی قربانی کرنا جائز ہے جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی درست ہے ہاں! سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں (شامی) خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے (شامی) اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں اس طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی، درمختار) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے (درمختار وغیرہ)

عقیقہ

(۱) عقیقہ کی اہمیت

سوال:۔ اسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کئے مر گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے، اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہئے نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔

(۲) عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب

سوال:۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بطور صدقہ کیا جاتا ہے یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔

(۳) بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے

سوال:۔ ماں باپ دونوں کماتے ہیں باپ کی تنخواہ گھر کی ضرورت کے لئے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے؟ دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی سے ہو سکتا ہے جب کہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں امید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دے کر ممنون فرمائیں گے۔

الجواب:۔ بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کر دے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔

(۴) عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی

سوال:۔ عقیقہ سنت ہے یا فرض اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے اگر ہمت ہو تو کر دے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

(۵) دس کلو قیمہ منگوا کر دعوت عقیقہ کرنا

سوال:۔ کیا دس کلو قیمہ منگا کر رشتہ داروں کی دعوت عقیقے یا صدقے (کیونکہ ساتویں دن کے

بعد بکرے) کی نیت سے کردی جائے تو اس طرح عقیقہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔نہیں (کیونکہ سنت سے ثابت ہے کہ لڑکی کے لئے ایک بکری اور لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کئے جائیں اس لئے اس کے خلاف کرنے سے ایک سنت عمل ادا نہیں ہو سکتا)۔

(۶) لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے عقیقہ میں دیں

سوال: ۔لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

الجواب: ۔لڑکی کے لئے دو، لڑکی کے لئے ایک۔

(۷) قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال: ۔کیا عید قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہو سکتا ہے؟

الجواب: ۔قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں۔

(۸) شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

سوال: ۔یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کر سکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بیٹی کا عقیقہ خود کریں جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟

الجواب: ۔عقیقہ فرض نہیں بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے بشرطیکہ والدین کے پاس گنجائش ہو اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے لغو حرکت ہے۔

(۹) کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

سوال: ۔اکثر لوگ کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرتے ہیں جب کہ بچوں کے پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہو جاتا ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے کوئی گناہ نہیں دن کی رعایت کئے بغیر سب بچوں کا اکٹھا عقیقہ جائز ہے مگر سنت کے خلاف ہے۔

(۱۰) عقیقہ کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

سوال:۔ اپنی اولاد کے عقیقہ کا گوشت والدین کو کھانا چاہئے یا نہیں اور اگر اس گوشت میں ملا کر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقہ کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لئے کیوں منع ہے کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقہ میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

الجواب:۔ عقیقہ کا گوشت جیسے دوسروں کے لئے جائز ہے اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لئے بھی جائز ہے۔

(۱۱) عقیقہ کے گوشت میں ماں، باپ دادا، دادی کا حصہ

سوال:۔ عقیقہ کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے اور باقی دو تہائی حصہ سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کر دے یا اس کو پکا کر ان کی ضیافت کر دے تو یہ بھی جائز ہے بہر حال عقیقہ کا گوشت سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔

(۱۲) عقیقہ کے سلسلے میں بعض ہندوانہ رسوم کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہیں

سوال:۔ ہمارے علاقے میں عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اتروائیں گی اور بکرے کی قربانی بھی وہاں جا کر دیں گی اور لڑکا پیدا ہونے کے کئی ماہ تک اس کے بال اتروانے سے پہلے اپنے اوپر گوشت کھانا حرام سمجھتی ہیں اور پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ اس جگہ پر جا کر لڑکے کے سر کے بال اترواتے ہیں اور بکرے کا

ذبیحہ کر کے وہاں بھی گوشت پکا کر کھاتے ہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

الجواب:۔ یہ ایک ہندوانہ رسم ہے جو مسلمانوں میں در آئی ہے اور چونکہ اس میں فساد عقیدہ شامل ہے اس لئے اعتقادی بدعت ہے جو بعض صورتوں میں کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہیں چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں وہاں قربانی کرتے ہیں اور دوسری بہت سی خرافات کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسی خرافات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۱۳) ایام نحر (قربانی کے دنوں) میں عقیقہ کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ ایام نحر میں عقیقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہاں درست ہے؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۴) عقیقہ کا ذمہ دار والدین میں سے کون ہے

سوال:۔ عقیقہ کس کے ذمہ ہے باپ کے یا ماں کے؟

الجواب:۔ جس کے ذمہ بچہ کا نفقہ واجب ہے اسی کے ذمہ عقیقہ بھی ہے باپ کی حیثیت نہ ہو تو ماں عقیقہ کرے حیثیت نہ ہو تو قرض لے کر عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فقط واللہ اعلم بالصواب)

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا شرعی حکم

(۱۵) خرگوش حلال ہے

سوال:۔ خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل بنا کر رہتا ہے اس لئے حرام ہے تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ خرگوش حلال ہے، حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) گدھی کا دودھ حرام ہے

سوال:۔ آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہوجاتی ہے تو اسے گدھی کا دودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ ایسا کر گزرتے ہیں پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دودھ پینا حرام ہے پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہوجاتا ہے؟

الجواب:۔ گدھی کا دودھ حرام ہے اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال درست نہیں جب کہ حلال دوائی سے علاج ہوسکتا ہو۔ مفتی یوسف لدھیانویؒ (اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تب بقدر ضرورت استعمال کی گنجائش ہے۔ مرتب)

(۱۷) ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا کرے؟

سوال:۔ بقرعید پر قربانی کی گائے یا بکری کے پیٹ سے بچہ زندہ یا مردہ نکلے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے استعمال میں لانا چاہئے اور مردہ ویسے ہی حلال ہے کیونکہ جو حلال جانور ذبح کر دیا گیا اس کے پیٹ سے علاوہ نجاست

ے جو بچہ نکلے وہ سب حلال ہے احکام خداوندی کی رو سے آپ اس مسئلہ کو حل فرمائیں۔

الجواب:۔ بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو ذبح کر کے کھانا درست ہے اور اگر مردہ نکلے تو اس میں اختلاف ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال نہیں اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک حلال ہے احتیاط نہ کھانے میں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۱۸) حشرات الارض کا کھانا

سوال:۔ وہ کیڑے مکوڑے جن کو مارنا ثواب ہے اور انہیں مارنے کا حکم بھی ہے، مثلاً بچھو، دیمک، جوں، مکڑی، چھپکلی، مکھی وغیرہ آج کل کی سائنس ان کیڑے مکوڑوں کو غذائیت سے بھرپور قرار دیتی ہے ان مغربی سائنس دانوں کے بقول "مستقبل کا وہ دن دور نہیں جب دودھ والی کی جگہ مکھی والا ریڑھی اور سائیکل پر مکھیاں بیچتا پھرے گا اور مرغی کی جگہ دکانوں پر تھال میں بھری ہوئی دیمک بکنا شروع ہو جائے ہوٹل میں بھنی دیمک، یا دیمک مصالحہ یا مکڑی کا سوپ ملنا شروع ہو جائے کیا ہمارے نبی سید المرسلین خاتم النبین ﷺ نے ان مندرجہ بالا کیڑوں مکوڑوں کو بطور غذا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؟ براہ مہربانی تفصیل سے اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

الجواب:۔ حشرات الارض کا کھانا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

(۱۹) خارپشت نامی جانور کو کھانا جائز نہیں

سوال:۔ صوبہ سرحد میں ایک جانور (سرید رخارپشت) پایا جاتا ہے مقامی لوگ اس کا شکار کرتے ہیں اور ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بعض حلال آپ سے درخواست ہے کہ شرعی طور پر یہ جانور حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ یہ حشرات الارض میں داخل ہے اس کا کھانا حلال نہیں۔ (ایضاً)

(۲۰) موذی جانوروں اور حشرات کو مارنا

سوال:۔ گھروں میں جو جانور جیسے مکڑی، لال بیگ، کھٹمل، مچھر، چھپکلی اور دیمک وغیرہ کو

مار سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ گھروں کو خراب کرتے ہیں۔
الجواب:۔ موذی جانوروں اور حشرات کا مارنا جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۱) مکھیوں اور مچھروں کو برقی رو سے مارنا جائز ہے

سوال:۔ مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ یہاں استعمال ہوتا ہے۔ جس کے اندر ایک ٹیوب لائٹ سے روشنی ہوتی ہے اور اس کے اوپر ایک جالی میں انتہائی طاقتور برقی رو دوڑ جاتی ہے جونہی مچھر یا مکھی اس روشنی کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں ایسی برقی رو والی جالی سے گذرنا پڑتا ہے اس میں چونکہ انتہائی طاقتور برقی رو ہوتی ہے۔ جس کی بنا پر وہ جل جاتے ہیں اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟
الجواب:۔ جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۲) کتے کے دانتوں کا ہار پہننا

سوال:۔ مسئلہ یہ ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق کتے کے دانتوں کا ہار بنا کر پہننا اور ہار پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟
الجواب:۔ سوائے خنزیر کے، دانت ہر جانور کے پاک ہیں اور ان کا استعمال جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۳) سور کی ہڈی استعمال کرنا

سوال:۔ کیا ہم سور کی ہڈی استعمال کر سکتے ہیں؟
الجواب:۔ سور کی ہڈی استعمال کرنا جائز نہیں۔ (اس لئے قرآن وسنت کی رو سے سور نجس العین ہے اس کی کسی بھی چیز کو استعمال کرنا حرام ہے اور اس کی کھال ہڈی وغیرہ عام جانوروں کے برخلاف کسی طرح پاک نہیں ہوسکتیں)

(۲۴) حرام جانوروں کی رنگی ہوئی کھال کی مصنوعات پاک ہیں سوائے خنزیر کے

سوال:۔ حرام جانوروں کی کھال کی مصنوعات مثلاً جوتے، ہینڈ بیگ یا لباس وغیرہ استعمال کرنا جائز ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں؟

الجواب:۔ جانوروں کی کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے اس لئے چرمی مصنوعات کا استعمال صحیح ہے البتہ خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی۔

دریائی جانوروں کا شرعی حکم

(۲۵) دریائی جانوروں کا حکم

سوال:۔ ہمارے کچھ جاننے والے عرب میں ہیں۔ ایک روز دوران گفتگو انہوں نے بتایا کہ ''وہ لوگ سمندر سے شکار کئے ہوئے تمام جانوروں کو کھانے کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور بلا کراہیت کھاتے ہیں۔'' جب کہ پاکستانی مچھلی اور جھینگوں کو عموماً حلال سمجھتے ہیں اور کیکڑوں، لابسٹر وغیرہ کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہوئے کھاتے ہیں، براہ مہربانی آپ صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کیجئے۔ مزید یہ کہ کیا مچھلیوں کی ایسی قسمیں ہیں جو کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں؟

الجواب:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے دیگر ائمہ کے نزدیک دیگر جانور بھی حلال ہیں جن میں خاصی تفصیل ہے۔ اس لئے آپ کے عرب دوست اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہوں گے، مچھلیوں کی ساری قسمیں حلال ہیں مگر بعض چیزیں مچھلی سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ مچھلی نہیں مثلاً جھینگے۔

(۲۶) جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے

سوال:۔ جنگ میں آپ کے مسائل کے عنوان کے تحت ایک مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس کا جواب بھی جنگ میں شائع ہوا وہ مسئلہ نیچے لکھا جاتا ہے سوال اور جواب دونوں حاضر خدمت ہیں

آپ مسئلے کی صحیح نوعیت سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ تشویش ختم ہو یہاں جو لوگ الجھن میں ہیں ان کی تشفی کی جاسکے؟

''کیا جھینگا کھانا جائز ہے؟'' اس کا جواب مندرجہ ذیل دیا گیا کہ۔

''مچھلی کے علاوہ کسی اور دریائی یا سمندری جانور کا کھانا جائز نہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے اگر یہ صحیح ہے تو کھانا جائز نہیں۔''

عوام الناس ''اگر'' اور ''مگر'' میں نہیں جاتے کیا ابھی تک علماء کو تحقیق نہیں ہوئی کہ جھینگا کی نوعیت کیا ہے یا تو صاف کہہ دی جائے کہ یہ مچھلی کی قسم نہیں ہے اس لئے کھانا جائز نہیں یا اس کے برعکس، عوام الناس علماء کے اس قسم کے بیان سے اسلام اور مسئلے مسائل سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور علماء کا رویہ مسئلے مسائل کے سلسلے میں گول مول بہتر نہیں ہے میں نے لغت میں دیکھا تو جھینگا کی تعریف مچھلی کی ایک قسم ہی لکھی گئی ہے آخر علماء کیا آج تک یہ نہیں طے کر پائے کہ یہ مچھلی کی قسم ہے کہ نہیں مفتی محمد شفیعؒ صاحب، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانی اور دوسرے علمائے حق کا کیا رویہ رہا کیا انہوں نے جھینگا کھایا یا نہیں اور اس کے متعلق کیا فرمایا؟ امید ہے آپ ذرا تفصیل سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں مچھلی کے سوا دریا کا اور کوئی جانور حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں جھینگا کی حلت وحرمت اس پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی کی جنس میں سے ہے یا نہیں، ماہرین حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں چار چیزیں ذکر کی ہیں۔

(۱) ریڑھ کی ہڈی (۲) سانس لینے کے گلپھڑے (۳) تیرنے کے پنکھ (۴) ٹھنڈا خون چوتھی علامت عام فہم نہیں ہے مگر پہلی تین علامات کا جھینگا میں نہ ہونا ہر شخص جانتا ہے اس لئے ماہرین حیوانات سب اس بات پر متفق ہیں کہ جھینگا کا مچھلی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ مچھلی سے بالکل الگ جنس ہے جب کہ جواہر اخلاطی میں تصریح ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں یہی صحیح تر ہے، اس لئے جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

(۴۷) کیکڑا حلال نہیں

سوال:۔ کیکڑا کھانا حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ کیکڑا حلال نہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی دریائی جانوروں یا اس کے کیڑوں میں سے

ہے اور پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ (ملخص مولانا تھانوی، مولانا لدھیانوی)

(۲۸) کچھوے کے انڈے حرام ہیں

سوال:۔ سنا ہے کہ کراچی میں کچھوے کے انڈے بھی مرغی کے انڈوں میں ملا کر بکتے ہیں یہ فرمائیں کہ کیا کچھوے کے انڈے کھانا حلال ہے، یا مکروہ یا حرام؟

الجواب:۔ یہ اصول یاد رہنا چاہئے کہ کسی چیز کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس چیز کا ہے کچھوا چونکہ خود حرام ہے اس لئے اس کے انڈے بھی حرام ہیں اور ان کی فروخت کرنا بھی حرام ہے حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر تعزیر جاری کرے جو لوگ بکری کی جگہ کتے کا گوشت اور مرغی کے انڈوں کی جگہ کچھوے کے انڈے کھلاتے ہیں۔ (ایضاً)

پرندوں اور ان کے انڈوں کا شرعی حکم

(۲۹) بگلا اور غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں

سوال:۔ کیا بگلا حلال ہے؟ برائے مہربانی ان حرام جانوروں کی نشاندہی فرمائیں جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ چھوٹی چھوٹی مختلف قسم کی چڑیوں کا شکار کر کے کھا لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

الجواب:۔ بگلا حلال ہے اسی طرح یہ تمام غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں چھوٹی چڑیا حلال ہے۔ (ایضاً)

(۳۰) مور کا گوشت حلال ہے

سوال:۔ ایک عزیز دوست کہیں باہر سے مور کا گوشت کھا کر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حلال ہوتا ہے مگر ہمارے کئی عزیز کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حرام ہوتا ہے ہمارے الجھن

دور فرمائیں؟

الجواب:۔ مور حلال جانور ہے اس کا گوشت حلال ہے۔

(۳۱) کیا انڈا حرام ہے

سوال:۔ کچھ عرصہ پیشتر ماہنامہ ''زیب النساء'' میں حکیم سید ظفر عسکری نے کسی خاتون کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ انڈے کا ذکر صحابہ کرامؓ اور حضور اکرم ﷺ کے کھانے میں کہیں نہیں ملتا بلکہ اسے انگریزوں نے متعارف کرایا ہے اس وجہ سے انڈا حرام ہے براہ کرم اس مسئلہ کا تفصیلی حل اسلامی صفحہ میں شائع کریں؟

الجواب:۔ یقین نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے ایسا لکھا ہو اگر انہوں نے واقعی لکھا ہے تو ان کا یہ فتویٰ نہایت غیر ''حکیمانہ'' ہے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی یہ مشہور حدیث تو پڑھی اور سنی ہوگی جو حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کے لئے سب سے پہلے آئے اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا پھر بکرے کی قربانی کا پھر مرغی صدقہ کرنے اور سب سے آخر میں انڈا صدقہ کرنے کا اور جب امام خطبہ شروع کر دیتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

سوچنا چاہئے کہ اگر ہماری شریعت میں انڈا کھانا حرام ہے تو کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ نے ایک حرام چیز کے صدقہ کی فضیلت بیان فرمادی؟ آج تک کسی فقیہ اور محدث نے انڈے کو حرام نہیں بتایا اس لئے حکیم صاحب کا یہ فتویٰ بالکل لغو ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۳۲) حلال پرندے کو شوقیہ پالنا جائز ہے

سوال:۔ کسی حلال پرندے کو شوقیہ طور پر پنجرے میں بند کر کے پالنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے بشرطیکہ بند رکھنے کے علاوہ اس کو کوئی اور ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی خوراک کا خیال رکھے۔

تلی، اوجھڑی، کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

(۳۳) حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

سوال:۔ گزارش ہے کہ کپورے حرام ہیں اس کی کیا وجوہ ہیں؟

الجواب:۔ حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔

(۱) بہتا ہوا خون (۲) غدود (۳) مثانہ (۴) پتہ (۵) نر کی پیشاب گاہ (۶) مادہ کی پیشاب گاہ (۷) کپورے۔

اول الذکر کا حرام ہونا تو قران کریم سے ثابت ہے بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں اس لئے ''ویحرم علیہم الخبائث'' کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے ہیں۔

(مصنف عبدلرزاق ۲/ ۵۳۵ مراسیل ابی داؤد ص ۱۹ سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/ ۷) (ایضاً)

(۳۴) کلیجی حلال ہے

سوال:۔ میں بے اے فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور ہمارے پروفیسر صاحب ہیں اسلامی آئیڈیالوجی پڑھاتے ہیں اسلامی آئیڈیالوجی والے پروفیسر بتا رہے تھے کہ قرآن شریف میں کلیجی کھانا حرام ہے کلیجی چونکہ خون ہے اس لئے کلیجی حرام ہے اور حدیث میں کلیجی کو حلال کہا ہے تو کیا واقعی کلیجی حرام ہے؟

الجواب:۔ قرآن حکیم میں بہتے ہوئے خون کو حرام کہا گیا ہے جو جانور کے ذبح کرنے سے بہتا ہے کلیجی حلال ہے قرآن کریم میں اس کو حرام نہیں فرمایا گیا ہے آپ کے پروفیسر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ (ایضاً)

(۳۵) تلی کھانا جائز ہے

سوال:۔ اکثر شادی بیاہ وغیرہ میں جیسے ہی کوئی جانور ذبح کیا ادھر اس کی تلی اور کلیجی وغیرہ پکا کر

کھا لیتے ہیں یا اکیلی تلی کو آگ پر سینک کر یا علیحدہ کھانے کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟
الجواب:۔ جائز ہے۔ (ایضاً)

(۳۶) حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے

سوال:۔ گائے یا بکرے کی بٹ (اوجھڑی) کھانا جائز ہے؟ اور اگر کھانا جائز ہے تو لوگ بولتے ہیں کہ اس کے کھانے سے چالیس دن تک دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیا یہ صحیح ہے؟
الجواب:۔ حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے چالیس دن دعا قبول نہ ہونے کی بات غلط ہے۔

(۳۷) گردے، کپورے اور ٹڈی حلال ہے یا حرام

سوال:۔ جب کہ ہمارے معاشرے میں لوگ بکرے کا گوشت عام کھاتے ہیں اور لوگ بکرے کے گردے بھی کھاتے ہیں آپ یہ بتائیں کہ یہ گردے انسان کے لئے حرام ہیں یا حلال؟ میرے دوست کہتے ہیں کہ بکرا حلال ہے کپورے حلال نہیں اور یہ بھی بتائیں کہ مکڑی بھی حلال ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔
الجواب:۔ گردے حلال ہیں کپورے حلال نہیں ٹڈی دل جو فصلوں کو تباہ کر دیا کرتا ہے وہ حلال ہے مکڑی حلال نہیں ہے۔

(۳۸) طوطا حلال ہے

سوال:۔ طوطا حلال ہے یا حرام ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہر چیز پنجہ سے پکڑ کر کھاتا ہے لہذا حرام ہے؟
الجواب:۔ طوطا بلاشبہ حلال ہے اور بعض جو حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ''ذی مخلب'' جس کو حرام فرمایا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ پنجہ سے پکڑ کر کسی چیز کو کھائے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جانور جو پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طوطا شکاری جانور نہیں اور نہ پنجہ سے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں دانتوں یا پنجوں سے شکار

کرنے والے جانوروں کو غیر حلال لکھا ہے اور یہ کہ اس شرط کی وجہ سے کبوتر قسم کے جانور حرمت سے نکل جاتے ہیں۔ حیوٰۃ الحیوان میں طوطے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نہ پنجوں والا ہے اور نہ شکار کرنے والا ہے نہ اس کی قتل کا حکم ہے نہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

بہر حال حنفیہ کے نزدیک بلا شبہ طوطا حلال ہے، حیوۃ الحیوان میں علامہ دمیری نے ایک حرمت کا اور ایک حلت کا قول نقل کیا ہے اور چونکہ علامہ شافعی المذہب ہیں اس لئے ان کا حرمت کا قول حنفیہ کے خلاف حجت نہیں ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۳۹) عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی موجودگی میں اپنی پابند صوم وصلوٰۃ بیوی سے ایک مرغ ذبح کروا کے کھایا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔ چنانچہ لوگ شور شرابا کر رہے ہیں کہ اس نے حرام کھالیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: ۔ عورت کا ذبیحہ بلا شبہ درست ہے جو لوگ اس کو حرام کہتے ہیں وہ گنہگار ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر چہ ذبح کرنے والا مجنون ہو عورت ہو یا بچہ جانور حلال ہو جائے گا۔ البتہ چونکہ عورتیں اس کام کو کم جانتی ہیں اور ضعف قلب کی وجہ سے احتمال ہے کہ ہاتھ نہ چلے اس لئے بلا ضرورت ان کے سپرد کر دینا مناسب نہیں، لیکن حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۴۰) اوجھڑی کیوں حلال ہے؟

سوال: ۔ ہمارے یہاں ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بکرے کی اوجھڑی کھانا حرام ہے اور اپنی اس بات کو ایک عالم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ لوگ اوجھڑی کو حلال کہتے ہو یہ صحیح نہیں ہے آپ وضاحت فرمائیں کہ اوجھڑی کھانا حلال ہے یا حرام؟

الجواب: ۔ فقہاء نے جانور کی سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سات چیزوں میں اوجھڑی شامل نہیں ہے لہذا اسے حلال کہا جائے گا جو اسے حرام قرار دیتے ہے وہ دلیل پیش کریں۔

امداد الفتاویٰ میں ہے۔

سوال:۔ ایک وکیل ہیں جنہیں کچھ اسلامی خیال بھی ہے کو مائل بہ بدعت ہیں انہوں نے بہشتی زیور میں چند مشکوک پیدا کئے اور دکھلائے حصہ سوم بہشتی زیور میں جو مسائل بعنوان حلال وحرام چیزوں کا بیان کے لکھے ہیں ان میں اوجھڑی کو حلال لکھا ہے..... ان پر سہ مسئلوں کی بابت دفقہی روایت کے طالب ہیں۔

الجواب:۔ اوجھڑی کی حلت اس لئے ہے کہ اس میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں فقہاء نے اعضائے حرام کو شمار کر دیا ہے ان کے علاوہ یہ شمار درمختار کے مسائل شتی میں مذکورہ ہے **الحیاء والغدة والخصیة والمثانة والمرارة والدم** (لمسفوح والذکر امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۰۲ ج ۴ مطبوعہ پاکستان) (کھانے پینے کی حلال وحرام ومکروہ ومباح چیزوں کا بیان) فقط۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کھانے پینے کا بیان

کھانے پینے کے بارے میں شرعی احکام

(۴۱) بائیں ہاتھ سے کھانا

سوال:۔ میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں مثلاً لکھتی ہوں اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہئے اب الٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑ گئی ہے، سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا آپ اس کا جواب ضرور دیں؟

الجواب:۔ آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے الٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے آپ الٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہو جائے گی میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا الٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہذا استنجاء سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے بلکہ یہ کہوں گا کہ الٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔

(۴۲) کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

سوال:۔ اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ بتا دیجئے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ کھانا کسی چیز پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے یا نیچے دستر خوان بچھا کر؟

الجواب:۔ آنحضرت زمین پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے ٹیبل پر آپ ﷺ نے کبھی نہیں کھایا اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنت ہے میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی سنت ہے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۴۳) تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ:

سوال:۔ ہمارے ہاں ایک دیندار دوست کا موقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظر انداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن و حدیث کے واضح دلائل نہ دکھائے جائیں میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہو کر کھاتے دیکھا ہے۔

الجواب:۔ کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دستر خوان بچھا کر بیٹھ کر کھایا جائے ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہو کر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی، دینی اور معاشرتی آثار و نشانات کو ایک ایک کر کے کھرچنا شروع کر دیں کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے نہ یہ کہ اسلامی معاشرہ کی جو بچی کچھی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی روش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جا سکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔ (ایضاً)

(۴۴) پانچوں انگلیوں سے کھانا آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ کیا لیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحوست ہے رات کو جھاڑو دینا اونچی جگہ بیٹھ کر پاؤں پھیلانا، پانچوں انگلیوں سے کھانا، کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، انگلیاں چٹخانا، کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں۔
الجواب:۔ آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا اور انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے باقی چیزیں مباح ہیں یعنی جائز ہیں۔

(۴۵) کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

سوال:۔ حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہئے لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دین اسلام کی اور اچھی باتیں کر سکتے ہیں اس کے برعکس کچھ دوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہئے اور اگر کوئی سلام بھی کرے تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں اور نہ ہی گفتگو کریں؟
الجواب:۔ ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گذری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھاتے وقت خاموش نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک لوگوں کے حالات و حکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔ (ایضاً)

(۴۶) چمچے کے ساتھ کھانا

سوال:۔ بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟
الجواب:۔ ہاتھ سے کھانا سنت ہے چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ (ایضاً)

(۴۷) برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے

سوال:۔ میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ رات کو اگر کچن میں کوئی چیز بھی کھلی رہ جائے تو

شیطان اس کو جھوٹا کر دیتا ہے، ویسے بھی سائنسی نقطہ نظر سے ان کھلے برتنوں پر جراثیم ہوتے ہیں اس لئے ان کو دھوکر استعمال کرنا چاہئے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا محض صفائی کی خاطر ایسا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں رات کے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور خالی برتنوں کو الٹا رکھنے کا حکم ہے اس کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ڈھکے ہوئے برتن میں شیطان داخل نہیں ہوتا ایک اور حدیث میں یہ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے اور جس برتن پر ڈھکنا یا بندھن نہ ہو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

(۴۸) حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

سوال:۔ عرض ہے کہ مدت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں کمسن بچوں کو جب بھی کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں، فی الفور میں ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جاتی ہوں ہم مسلمان ہیں ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہے اس سے حلال وحرام کا تصور بچوں کے ذہن سے محو ہو جائے گا ہو سکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے تاکہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہو سکے۔

الجواب:۔ آپ کا خیال صحیح ہے اول تو تصویر بنانا بھی اسلام میں جائز نہیں ہے پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بری ہیں ان پر قانونی پابندی ہونی چاہئے۔

(۴۹) شیر خوار بچوں کو افیون کھلانا

سوال:۔ ہماری اکثر مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو رات کے وقت افیم کھلا کر سلا دیتی ہیں تاکہ بچہ رات کو سو کر آرام کرے۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب:۔ افیون کا استعمال جس طرح بڑوں کے لئے جائز نہیں اسی طرح شیر خوار بچوں کو کھلانا بھی شرعاً حرام اور طبی نقطہ نظر سے بے حد مضر صحت ہے جو بیبیاں ایسا کرتی ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں بچوں کو ذبح کرتی ہیں، خدا ان کو عقل دے۔

(۵۰) غیر شرعی امور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

سوال:۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمہ وغیرہ کے دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے اگر چہ اس میں فوٹو۔ موؤی یا کھڑے ہو کر کھانے کا اہتمام ہو یا اس کی آمدنی غیر شرعی یعنی سود وغیرہ کی ہو وہ کہتے ہیں کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہو کر لیکن جائے ضرور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے اور ایک حدیث کا مفہوم ہے "جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے" اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دل رکھے گا جو کہ بیت بڑا گناہ ہے اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی حالانکہ امت میں جوڑ کا حکم ہے ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتے ہیں اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے خاص طور پر غیر شرعی آمدنی والے کے یہاں ہاں اگر دعوت دینے والے یہ عہد کریں کہ ہم سنت کے مطابق کھلائیں گے اور فوٹو وغیرہ سے بچائیں گے تو کوئی گنجائش ہے لیکن پھر بھی اس میں دیندار اور متقی پر ہیز گار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصہ میں آگ لگ جائے تو کوئی عقلمند شخص اس مکان کے دوسرے حصہ میں جہاں آگ نہیں لگی بیٹھنا ہرگز پسند نہ کرے گا اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور یہ دوسری طرف کھا رہے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب اور درست ہے کیونکہ دونوں فریق آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دنیاوی یا اخروی نقصان ہو یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ جس دعوت میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو اس میں جانا حرام ہے اگر پہلے سے علم نہ ہوا چانک پتہ چلے تو اٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے لیکن جب سنت کو خرافات ومحرمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔

(۵۱) کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

سوال:۔ کھانا کھانے سے فراغت کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے تو اس دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہر مسنون اور مستحب دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں ہے یعنی کھانا کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے طواف کرتے وقت دعا مسنون ہے مگر اس میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے نماز کے اندر بھی دعا ہوتی ہے سوتے وقت مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد سے نکلتے وقت، مجامعت کے وقت، بیت الخلاء میں جاتے وقت، اور نکلتے وقت بھی ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے جیسے مشکوٰۃ کی شرح میں ہے الخ۔ فقط (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۲) روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا

سوال:۔ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا کیسا ہے چار ٹکڑے کر کے کھانا چاہئے یا پوری ہونے کی حالت میں؟

الجواب:۔ روٹی کے چار ٹکڑے کرنا ضروری نہیں ہے جیسی سہولت ہو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے چار ٹکڑے کرنے کا دستور ان علاقوں میں ہے جن میں شیعوں کا زور ہے اور اس سے اشارہ خلفاء راشدین اربعہ کی طرف ہے کہ ہم چاروں کو مانتے ہیں شیعوں کی طرح دو یا تین کے منکر نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۲۷ ج ۵) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) ہندو کی شیرینی اور تحفہ لینا کیسا ہے؟

سوال:۔ ہندو کی کتھا (بیان) وغیرہ کی شیرینی اپنی وعظ وغیرہ کی شیرینی نیاز جیسی ہوتی ہے وہ مسلمان کھا سکتا ہے، ہندو برادر تیرتھ سے آ کر تبرک بھیجے تو وہ مسلمان کھا سکتا ہے؟

الجواب:۔ ہندو کی کتھا (بیان) وغیرہ کی شیرینی کھانا جائز ہے۔ مگر خلاف احتیاط (احتیاط کے خلاف ہے) ہے۔ ہاں اگر شیرینی دیوی، دیوتا وغیرہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی قسم کی ہو تو کھانا حلال نہیں ہے۔ ان کے تیرتھ یاترا (جیسے مسلمان کے حج کے) تحفے کو تبرک نہ سمجھے تو لینے میں حرج

نہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۵۴) بائیں ہاتھ سے چائے پینا کیسا ہے؟

سوال:۔ اکثر لوگ چائے نوشی کے وقت دائیں ہاتھ میں پیالہ اور بائیں ہاتھ سے پلیٹ (رکابی) پکڑتے ہیں اور چائے بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں کیا یہ مکروہ نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں مکروہ ہے۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے داہنے ہاتھ سے کھانا پینا مسنون ہے بعض وجوب کے قائل ہیں بائیں ہاتھ سے ایک کھانے والے پینے والے شخص پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی تھی جس سے اس کا ہاتھ بیکار ہوگیا۔ ایک دوسری روایت میں آنحضرت نے بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر ایک عورت کو بددعا فرمائی تو وہ طاعون (پلیگ) میں مرگئی۔

(۵۵) کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا مسنون ہے

سوال:۔ کھانا کھاچکنے کے بعد ایک ہاتھ دھونا سنت ہے یا دونوں؟

الجواب:۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دھوئے جائیں ایک ہاتھ دھونے سے سنت کاملہ (مکمل سنت) ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ صفحہ ۳۳۷) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۶) ہاتھ پہنچوں تک دھونے چاہئیں؟

سوال:۔ ہاتھ کہاں تک دھونے چاہئیں؟ صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے جائیں صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی...... ایضاً۔

(۵۷) ہاتھ دھوکر رومال سے پونچھنا

سوال:۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر رومال سے صاف کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر رومال سے نہیں پونچھنا چاہئے تاکہ کھانے کے وقت

بھی دھونے کا اثر ل باقی ہو البتہ کھانے کے بعد دھو کر اسے پونچھ دینا چاہئے تاکہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (فتاوی عالمگیری) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۸) علاج کی ضرورت سے عورت سر کے بال منڈا لے

سوال:۔ عورت کے سر پر بیماری ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب کی رائے ہے کہ بال منڈا لے تب علاج مفید ہوگا ایسی صورت میں بال کے حلق کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب بال منڈائے بغیر علاج مفید نہیں ہے تو مجبوراً بال منڈانے کی اجازت ہے۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

(ترجمہ) یعنی عورت بال منڈانے پر مجبور ہو جائے تو اجازت ہے۔

لیکن تشبہ بالرجال (مردوں کی مشابہت کی ہو) یا فیشن کے لئے ہو تو جائز نہیں حرام ہے۔ (ج ۴ صفحہ ۳۷۷)

(۵۹) کھانے پینے میں عیب لگانا کیسا ہے؟

سوال:۔ کھانے پینے کی چیز پسند نہ آئے اس لئے اس کو برا کہے تو کچھ حرج ہے؟ باورچی کو تنبیہ کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ کھانا خدا کی بڑی نعمت ہے اس میں عیب نہ نکالے۔ پسند ہو تو کھائے ورنہ چھوڑ دے حدیث شریف میں ہے۔

(ترجمہ) حضور ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے۔ جس کی خواہش ہوتی کھا لیتے اور جو کھانا مرغوب نہ ہوتا چھوڑ دیتے تھے)۔ البتہ کھانا پکانے میں کوئی کوتاہی یا کسی چیز کی کمی ہو تو اس کو درست کرنے یا آئندہ خیال رکھنے کے لئے باورچی وغیرہ کو تنبیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طور پر کہے کہ کھانے کی تحقیر و تنقیص لازم نہ آتی ہو۔ فقط۔

(۶۰) عورت کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ عورت کے داڑھی مونچھ کے بال نکلیں تو کیا حکم ہے منڈائے یا نہیں؟

الجواب:۔ منڈا سکتی ہے۔ بلکہ عورت کو داڑھی کے بال صاف کر دینا مستحب ہے۔ (شامی)

کتاب اللعب والغناء

والتصاویر

کھیل کود، موسیقی، اور تصاویر وغیرہ

کے متعلق مسائل

تصویر

(۱) تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو نکاتی انقلابی پروگرام

سوال:۔ تصاویر کی حرمت کے سلسلہ میں صحیح احادیث آج کے دور میں کیسے منطبق ہوسکتی ہیں فرامین نبویہ پر عمل کیوں متروک یا منسوخ ہوکر رہ گیا ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ تصویر زنانہ یا مردانہ شناختی کارڈ پر ہو یا پاسپورٹ وغیرہ پر سب شرعاً حرام ہے لیکن بین الاقوامی قوانین کی رو سے فتنہ تصویر سے بچنا مشکل ہوگیا ہے ضرورت کے وقت یا ہنگامی اضطراری صورت میں یہ لقمہ حرام نگلنا بھی پڑتا ہے صنعتی اداروں، اسکول کالج اور دینی اداروں کے طلباء کے لئے بہر حال تصویر بنوانی اور شناختی کارڈ وغیرہ کی اہمیت وضرورت بڑھ رہی ہے مصوروں اور فوٹو گرافروں کی بھیڑ، رنگین عکاسی کے شاہکار خصوصاً نوجوان خوبصورت لڑکیوں اور کارکن خواتین کی تصاویر روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں فلمی صنعت کے مراکز سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو بلیو پرنٹ وغیرہ خرافات کی بھرمار الگ ہے گویا کہ پاک نظریاتی قوم کو مکمل طور پر ناپاک بنانے کی منصوبہ بندی تدریجاً (درجہ بہ درجہ) کارفرما ہے۔ لاحول ولاقوۃ بیرون ملک سیاحت، تفریح، ملازمت تجارت یا مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تصویر بنوائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے اب تو شرفا کی بہو بیٹیوں کو دوسروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں خصوصاً طالبات ومعلمات کا ذوق نمائش حسن بھی مچلنے لگا ہے اور مسلمان عوام کے دلوں سے احساس حرمت اور گناہ سے نفرت بھی ختم ہو رہی ہے تقسیم ملک کے ابتدائی دور میں ملکی کرنسی اور پاکستانی سکے صرف چاند تارا کے قومی نشان سے مزین تھے نہ جانے بعد میں آنے والے حکمرانوں کو کیا سوجھی کہ شریعت مطہرہ کے واضح احکام کو نظر انداز

کرتے ہوئے ''شجر ممنوعہ'' کے شوق میں مبتلا ہوگئے بعض علماء بھی تصاویر کی حرمت کو نظر انداز کرتے ہوئے اخبارات میں تصاویر کی اشاعت کو باعث فخر سمجھتے ہیں کوئی چھوٹا بڑا جلسہ تقریب یا انٹرویو پریس فوٹو گرافروں کے بغیر سجتا ہی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمد اللہ ہمارے وزیر اعظم کے خاندان اور کنبہ کے لوگ بھی اخباری فوٹو گرافروں کی فرمائش پر تصویریں بنوانے سے انکار کر چکے ہیں لیکن عوامی سطح پر تصویر کی حرمت پامال ہورہی ہے کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام اجتماعی یا انفرادی طور پر ہوسکتی ہے؟

الجواب:۔ ایک فتنہ تصویر سے بلا مبالغہ سینکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانا ناگزیر ہو وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس پر مواخذہ نہ ہو، لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت وقباحت بھی دلوں سے نکل گئی ہے، اور نعوذ باللہ اس کو تقدس واحترام کا درجہ حاصل ہے کرنسی نوٹ پر قائداعظم کی تصویر کا آپ نے ذکر فرمایا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام سرکاری وقومی اداروں میں قائداعظم، علامہ اقبال اور دیگر اکابر کی تصاویر آویزاں کرنا گویا قومی فرض سمجھ لیا گیا ہے حد یہ ہے کہ شرعی عدالت کے جج صاحبان اور وکلاء وعلماء قرآن وسنت پر نکتہ آفرینیاں فرمارہے ہیں جب کہ جج صاحبان کے سر پر تصویر آویزاں ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ گذشتہ سالوں میں ہماری شرعی عدالت نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ تصویر حلال ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا''

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا گمراہی کی اس طوفانی سیلاب کی روک تھام ہوسکتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ بلاشبہ ہوسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم یہ عہد کرلیں کہ ہمیں مسلمان بن کر جینا ہے اور بارگاہ الٰہی میں اپنی گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پہلی بار اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی تھی اور اس میں حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نامزد کیا گیا تھا اس وقت حضرت یوسف بنوری نے جنرل صاحب کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ یوم توبہ منایا جائے اور پوری قوم اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے۔ چنانچہ یوم توبہ کا اعلان ہوا مگر کیفیت یہ تھی کہ:

سبحہ درکف، توبہ برلب، دل پراز ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

یوم توبہ تو منایا گیا مگر کسی نے ایک گناہ کے چھوڑنے کا عزم اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عہد نہیں کیا معصیت کے طوفان بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے مگر انقلاب آج کے مصروف معنوں میں نہیں بلکہ شر سے خیر کی طرف انقلاب بدی سے نیکی کی طرف انقلاب، معصیت سے طاعت کی طرف انقلاب اور کفر ونفاق سے ایمان و اخلاص اور اعمال کی طرف انقلاب اس انقلاب کا مختصر ساخاکہ حسب ذیل ہے۔

○ سرکاری سطح پر، یوم توبہ کا اعلان کیا جائے اور پوری قوم اپنے سابقہ گناہوں سے گڑگڑا کر توبہ نصوح (سچی توبہ) کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے باز رہنے اور فرائض شرعیہ کے بجالانے کا عزم اور عہد کرے۔

○ سوائے ناگزیر مجبوری کے تصویر کشی ممنوع قرار دی جائے۔ ٹی وی وی سی آر اور ہر قسم کی فلم پر پابندی عائد کی جائے، سینما ہالوں کو تعلیم گاہوں اور ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کردیا جائے جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ایسے شعبوں میں کھپایا جائے جو ملک وملت کے لئے مفید ہوں۔

○ نئی نسل میں کھیل کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے حتیٰ کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیمیں بین الاقوامی مقابلوں کے لئے تیار کی جارہی ہیں جو ایک مسلمان مملکت کے لئے لائق شرم ہے حالانکہ مسلمان کھلنڈرا نہیں بلکہ مجاہد ہوتا ہے نوجوان کو کھیل میں مشغول کرنے کے بجائے ان میں شوق جہاد پیدا کیا جائے اور پوری قوم کے نوجوانوں کو مجاہد فورس میں تبدیل کردیا جائے۔

○ عورتوں کی عریانی و بے پردگی مردوزن کے اختلاط اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے نئی نسل کو بالکل ناکارہ کردیا ہے بلا مبالغہ نوے فیصد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیر صحت مند ہیں اس لئے لازم ہے کہ عورتوں کی عریانی پر پابندی لگائی جائے جن عورتوں کے لئے ملازمت ناگزیر ہوان کے لئے باپردہ ملازمت کا انتظام کیا جائے اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیم گاہوں کا انتظام کیا جائے۔

○ انعامی بانڈ، انعامی قرعہ اندازی اور معمہ بازی کی لعنت پورے ملک پر محیط ہے جو سود اور جوئے کی ترقی یافتہ شکل ہے اس کا انسداد کیا جائے۔

O بینکاری سودی نظام ختم کر کے مضاربت کے اصول پر کام کرنے والے سرکاری اور نجی ادارے قائم کئے جائیں جو پوری دیانت اور امانت کے ساتھ حلال اور جائز کاروبار کریں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مضاربت کے اصول پر منافع کی تعلیم کریں تاکہ وہ لوگ جو خود کاروبار نہیں کر سکتے ان کے لئے اکل حلال کی صورتیں پیدا ہو سکیں۔

O رشوت، چوری، ڈکیتی، گداگری اور اس نوعیت کے تمام حرام ذرائع آمدنی کا سدباب کیا جائے اس کے لئے قوم کے افراد کی اخلاقی و ایمانی اصلاح کرنے کے لئے دعوت و تبلیغ کا موثر نظام قائم کیا جائے جہاں سرکاری ملازمین کے لئے دیگر شرائط رکھی گئی ہیں وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی جائے کہ ملازم کے لئے فرائض شرعی کا پابند اور محرمات سے اجتناب لازم ہے۔

O تعلیم گاہوں میں ملحد، بے دین اور بددین اساتذہ طلبہ کے اخلاق و اعمال کو بگاڑنے اور انہیں حدود انسانیت سے آزاد کرنے میں موثر کردار ادا کر رہے ہیں اساتذہ کے انتخاب میں اس کا بطور خاص انتظام کیا جائے کہ وہ لادین نظریات کے حامل نہ ہوں ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم گاہیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں اور نئی نسل کے بناؤ اور بگاڑ میں سب سے موثر عامل تعلیم گاہیں ہیں اس سے بچنا ممکن نہیں لیکن کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو اخلاقی قزاقوں اور ڈاکوؤں کے حوالے کر دیا گیا ہے، معلم کے لئے صرف ڈگری کا حصول شرط ہے دین دریافت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

O ملک میں عدالتیں مظلوموں کو انصاف دلانے کے لئے قائم کی گئی ہیں لیکن رشوت، سفارش اور جانب داری کی وجہ سے جتنا ظلم عدالتوں میں ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے کسی ادنیٰ شہری کے لئے انصاف کا حصول قریب قریب ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ الا ماشاءاللہ۔

عدل کے معنی ہیں صحیح قانون کے مطابق صحیح فیصلہ کرنا اگر ملک کا قانون غیر عادلانہ ہو اس کے مطابق فیصلہ عدل نہیں بلکہ ظلم ہوگا اور اگر قانون تو عادلانہ ہو مگر فیصلہ میں کسی فریق کی رو روایت روا رکھی تو یہ فیصلہ بھی ظلم ہوگا اس اصول کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ ہمارے کتنے فیصلے عدل اور انصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔

عدالتوں کو صحیح معنوں میں عدالتیں بنانے کے لئے لازم ہے کہ تمام غیر اسلامی اور غیر شرعی قوانین کو بیک قلم منسوخ کر دیا جائے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کریں نیز لازم ہے کہ عدالت کی کرسی پر ایسے خدا ترس اور دیانتدار منصفوں کو بٹھایا جائے

جن کو یہ احساس ہو کہ ان کو اپنے ہر فیصلے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینا ہے۔

قومی اصلاح کا یہ نو نکاتی انقلابی پروگرام ہے جس پر فوری عمل ضروری ہے ورنہ اگر تساہل پسندی سے کام لیا گیا تو اس ملک پر جو قہرِ الٰہی کی تلوار، بموں کے دھماکوں، ڈکیتیوں، زلزلوں، طوفان اور قحط، مہنگائی اور باہمی انتشار و خلفشار کی شکل میں لٹک رہی ہے اس کا انجام بہت ہی خوفناک ہوگا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت پوری قوم کو صحیح ایمان اور عقل و فہم کی دولت سے نوازیں اور اپنے مقبول بندوں کے طفیل ہم گنہگاروں کو اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

سوال:۔ آپ نے لکھا ہے کہ شریعت نے کسی بھی جاندار کے فوٹو بنانے کو حرام قرار دیا ہے لیکن قومی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کی شرط مردوں کے لئے لازمی ہے اسی طرح پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی لازمی ہے اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے سوال یہ ہے کہ آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اگر فوٹو بنواتا ہے تو اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جب کہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے حکومت نے فوٹو کو لازمی قرار دیا ہے اب چونکہ اس ملک میں الحمد اللہ اسلامی طرزِ حکومت نافذ ہو رہا ہے تو کیا حکومت کو علماء نے کوئی ایسی تجویز بھی دی ہے کہ فوٹو وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے؟

الجواب:۔ قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائق معافی ہو سکتے ہیں آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی حکومت کو فوٹو کا استعمال ممنوع قرار دینا چاہئے غالباً حکومت نے چند ظاہری فوائد کی بنا پر فوٹو کی شرط لگا رکھی ہے لیکن اول تو جو چیز شرعاً ممنوع اور زبانِ نبوت سے موجبِ لعنت قرار دی گئی ہو چند مادی فوائد کی بنا پر اس کا ارتکاب کرنا کسی حکومت کے شایانِ شان نہیں۔ دوسرے یہ فوائد بھی محض وہمی ہیں واقعی نہیں جب یہ فوٹو کی لعنت قوم پر مسلط نہیں تھی اس وقت اتنی جعل سازیاں اور بے ایمانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی اب ہوتی ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا

سوال:۔ گھروں میں اپنے بزرگوں اور جانوروں کے فوٹو لگانا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں جن ڈبوں وغیرہ پر فوٹو بنا ہو (اور عام طور پر بہت سی اشیاء پر فوٹو بنے ہوتے ہیں) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ گھروں میں فوٹو چسپاں کرنا جائز نہیں، ہر جاندار کا فوٹو ممنوع ہے جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے اسے مٹا دینا چاہئے۔ (ایضاً)

(۴) والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا

سوال:۔ اگر کسی گھر میں کسی کے والد، دادا یا کسی عزیز کی تصویر فریم میں لگا کر میز پر رکھی ہو تو تصویر رکھنے کا گناہ رکھنے والے کو ہوگا یا باپ، دادا جو کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں وہ بھی اس گناہ کی لپیٹ میں آئیں گے؟

الجواب:۔ اگر باپ دادا کی زندگی میں تصویریں لگتی تھیں اور منع نہیں کرتے تھے تو اس گناہ کی لپیٹ میں وہ بھی آئیں گے اور ان کی زندگی میں یہ حرام کام نہیں ہوتا تھا نہ انہوں نے ہونے دیا تو ان پر کوئی گناہ نہیں کرنے والے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ (ایضاً)

(۵) شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہ گار ہیں

سوال:۔ آج مورخہ ۴ جون ۱۹۸۴ء کو روزنامہ جنگ میں یہ خبر پڑھی کہ وفاقی حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دیا ہے اس سلسلے میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۸۳ء میں باقاعدہ ترمیم کر دی گئی ہے؟

آپ سے گزارش ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں خواتین کے پردہ کی اہمیت کیا ہے اس لئے کہ شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا ان کو بے پردہ کرنے کے مترادف ہے میں آپ کے توسط سے یہ اہم مسئلہ حکومت کے اہلکاروں کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں تا کہ وہ

اپنے اس فیصلے کو تبدیل کر دیں اور مسلمان خواتین کے لئے شناختی کارڈوں کی پابندی ختم کر دی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

الجواب:۔ یہ قانون شرعی نقطہ نظر سے نہایت غلط ہے اور اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہ گار ہیں۔

(٦) گڑیوں کا گھر میں رکھنا

سوال:۔ (۱) گھر میں گڑیوں کا سجانا یا رکھنا دیواروں پر یا کہیں پر اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ (۲) اسلام نے جاندار شے کی تصویر بنانا گناہ قرار دیا ہے تو پھر مصور لوگ جاندار شے کی تصویر بناتے ہیں تو کیا یہ گناہ نہیں؟

الجواب:۔ (۱) گڑیوں کی اگر شکل صورت، آنکھ، کان، ناک وغیرہ بنی ہوئی ہو تو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں ان کا رکھنا یا بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں اور اگر مورتی واضح نہ ہو تو بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔

الجواب:۔ (۲) جاندار کی تصویر بنانا اور کھینچنا بلا شبہ گناہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے۔

حدیث میں ہے:۔

عن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اشد الناس عذاباً عندالله المصورون .متفق علیه . (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵)

(ترجمہ) ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔''

(۷) گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے بچے یا دعا مانگتی ہوئی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے

سوال:۔ گھروں میں عام طور پر لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن مجید پڑھتا ہوا بچہ یا دعا مانگتی ہوئی

خاتون کا فوٹو لگاتے ہیں اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ گھروں میں تصویریں آویزاں کرنا گمراہ امتوں کا دستور ہے مسلمانوں کے لئے یہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے حدیث میں فرمایا ہے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) جاندار کی اشکال کے کھلونے گھر میں رکھنا جائز نہیں

سوال:۔ آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں وہاں قرآن کی تلاوت، نماز سجدہ کی ادائیگی کرتے ہیں بعض اوقات نماز کے لئے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے یا ذکر میں مصروف ہو تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں اس صورت پر روشنی ڈالیں؟

الجواب:۔ گھروں میں جو بچیاں گڑیا بناتی ہیں اور جن کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے ان کے ساتھ بچیوں کا کھیلنا جائز ہے اور ان کو گھر میں رکھنا بھی درست ہے لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہوتی ہیں ان مجسموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے اور ان کی بدولت ہمارا گھر بت خانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں گویا شیطان نے کھلونے کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب

سوال:۔ آپ کے پاس کھلونے رکھنے والی روایت کا کیا جواب ہے؟

الجواب:۔ جو گڑیاں باقاعدہ مجسمہ کی شکل میں ہوں ان کا رکھنا اور ان سے کھیلنا جائز نہیں۔ معمولی قسم کی گڑیاں جو بچیاں خود ہی سی لیا کرتی ہیں ان کی اجازت ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گڑیوں کا یہی عمل ہے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس وقت تصویر بنانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی یہ بعد میں ہوئی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے لڑکی کو فوٹو بنوانا

سوال:۔ میں امسال میڈیکل کالج میں داخل ہونا چاہتی ہوں مگر حکومت کے رائج کردہ اصول کے مطابق میڈیکل کالج کے امیدوار کا فوٹو کاغذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے جب کہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے مگر ہم حکومت کے اصول کی وجہ سے مجبور ہیں اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لئے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا جو طبیعت گوارا نہیں کرتی اس سلسلے میں بھی قرآن و حدیث کے حوالے سے کوئی بتایئے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو بھی مطمئن کیا جاسکے اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو؟

الجواب:۔ فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو وہاں آدمی معذور ہے اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں[۱] (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) تصویر بنانے کا حکم

سوال:۔ ہمارے لواحقین میں سے دو بچیاں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اور ہر لحاظ سے شرعی احکام کی پابند ہیں آپ نے پچھلے دنوں میں اپنے کالم میں تصویریں بنانے کو حرام بتایا ہے ہماری یہ بچیاں ایک اسکول میں تین سال سے ایک چار سالہ کورس کر رہی ہیں جس میں تصویریں بنانے کی تربیت دی جاتی ہے اس کو اس کے مکمل کرنے سے اچھی ملازمت ملتی ہے اب وہ یہ کورس درمیان میں نہیں چھوڑنا چاہتیں دوئم یہ کہ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں کہ یہ عمل حرام ہے آپ برائی مہربانی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کریں کہ یہ عمل حرام ہے تو یقیناً وہ اس عمل کو چھوڑ دیں گی کیونکہ وہ بھی کوئی کام خلاف شرع نہیں کرنا چاہتیں۔

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں تصاویر کی حرمت کو بیان فرمایا ہے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اس موضوع پر ایک بہترین رسالہ ہے جو ''تصویر کے شرعی احکام'' کے نام سے شائع ہوا ہے اس رسالہ کا مطالب آپ کی بہنوں کے لئے مفید ہوگا اور اس کے مطالعہ سے

---

[۱] حضرت مفتی صاحب کی اس بارے میں جو رائے ہے وہ غالباً کالجوں کے ماحول اور لڑکیوں کے بلاضرورت کالجوں میں داخلے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ضرورت کے تحت چند خواتین کا ڈاکٹر ہونا جائز ہے۔

انشاء اللہ ان کے سارے مشکلات ختم ہو جائیں گے میں درخواست کروں گا کہ اس رسالہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں تصویر کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے چند ارشادات مشکوٰۃ شریف سے نقل کرتا ہوں ان پر بھی غور فرمالیا جائے۔

۱۔ حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ گھر کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوں مگر اس کو کاٹ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چھوٹا سا گدا (یا تکیہ) خرید لیا جس میں تصویریں تھیں جب آنحضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر داخل نہیں ہوئے اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور میں ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں اللہ و رسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا کہ یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ ﷺ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ ﷺ اس پر بیٹھا کریں اور اس سے تکیہ لگایا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اس کو زندہ بھی کرو اور اس میں جان ڈالو، نیز ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں یہ تصویریں ہوں اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ ارشاد اپنے کانوں سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے چلے وہ ایک ذرہ کو تو بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دکھائیں۔

(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(۱۲) علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا؟

سوال:۔ میرا مسئلہ تصاویر ہیں آپ نے تصاویر کے موضوع اور بے حیائی کی سزا پر خاصہ طویل و مدلل جواب دیا لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویر کشی حرام قرار دی گئی ہے جب کہ اس دور میں تصاویر ہمارے ارد گرد بکھری پڑی ہیں ٹی وی، وی سی آر اخبارات اور رسائل کی صورت میں لہٰذا میرا مسئلہ یہ ہی ہے کہ تصاویر ہمارے لئے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز ہو سکتی بھی ہیں جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں کالج یونیورسٹی میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں، لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر۔ اگر ان مجبوریوں پر بھی شریعت کی رو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے امام کعبہ کو ٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب کعبۃ اللہ میں علماء اس غیر شرعی فعل سے منع کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور اس مقدس جگہ میں یقیناً ان کا حکم چلے گا اس کے علاوہ آئے دن جید علماء دین اخبارات و ٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں اب تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیر ملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں، لہٰذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔

۱۔ اب آپ یہ بتائیے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں کیونکہ دوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے الف سے انار اور ب سے بکری والا۔

۲۔ پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرون ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں۔)

۳۔ اخبارات ورسائل اور ٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کرلیں تو پھر ٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام تفہیم دین کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے اور اخبارات میں آپ کی مفید معلومات سے۔

میری خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں۔ میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بچی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ اصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے خواہ خدانخواستہ ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے، دوسرا اصول یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی برائی عام ہو جائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی مگر آدمی مکلف اپنے فعل کا ہے پہلے اصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا اس کے جواز کی دلیل نہیں نہ امام حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو تو بیماری بیماری ہی رہے گی اس کو صحت کا نام نہیں دیا جا سکتا اور دوسرے اصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے یا تصویر میں آدمی ملوث ہو جائے تو اگر وہ اس کو برا سمجھتا ہے تو گنہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو اس برائی کو مٹائیں اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گنہگار ہوں گے امید ہے ان اصولی باتوں سے آپ کا اشکال حل ہو گیا ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۳) مکان میں براق کی تصویر رکھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بعض مکانوں میں براق کی تصویر ہوتی ہے یہ تبرکاً رکھی جاتی ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ظاہر بات ہے کہ مذکورہ تصویر اصلی براق کی نہیں منگھڑت اور بناوٹی ہے اس کو اصلی براق کی تصویر سمجھنا غلط ہے بناوٹی چیز کو اصل کا نام دینے سے اس کو اصل کے احکام لاحق نہیں ہوتے اگر کوئی خانہ کعبہ اور روضۂ اطہر نامی بہترین عمارت تعمیر کرلے تو کیا وہ مصنوعی جگہ مقدس اور متبرک بن جائے گی اور وہ اصل چیز کے قائم مقام ہو جائے گی اور مسلمانون پر اس جگہ کو مکرم و معزز سمجھنا ضروری ہو جائے گا نہیں ہرگز نہیں جو کوئی باپ کو دیکھے بغیر اپنے ذہن سے باپ کی تصویر بنا کر لوگوں سے کہے کہ یہ میرا باپ ہے تو لوگ اس کو کیا کہیں گے خلاصہ یہ ہے کہ بناوٹی چیز کو اصل کا نام دینا اور برکت کے لئے مکان میں رکھنا وغیرہ جاہلانہ فعل ہے۔

قدوۃ العارفین حضرت شاہ ابوالحسن نصیر آبادی فرماتے ہیں اور اگر مقصد یہ ہو کہ یہ جگہیں یعنی مبارک مقام کی تصویر سازی ثواب کا کام ہے۔ یا ان بناوٹی تصویریوں کے ساتھ اصل کے احکام نافذ کریں تو بے شک بدعت سیئہ ہے بلکہ بہت سی باتوں میں سایہ کفر تک پہنچ جانا ہے جیسا کہ تعزیہ کے ساتھ عوام اور بعض خواص لوگوں کا عمل اور دستور ہے؟ (مجالہ نافعہ صفحہ ۱۴)

فقہ کی مشہور کتاب نصاب الاحتساب سے ایک فتویٰ یہاں پر نقل کرتا ہوں!

مسئلہ:۔ کچھ فقیر راستہ پر بیٹھ کر بزرگان دین کی قبروں کی تصویر والے کپڑے لوگوں کے سامنے تبرکاً پیش کرتے ہیں اور باجہ بجاتے ہیں جہلاء وحمقاء وہاں جمع ہوتے ہیں لہذا ان سے کیسا برتاؤ کیا جائے۔

الجواب:۔ ایسے کاموں سے ان کو روکنا ضروری ہے اور امام مصلحت جانے ان کپڑوں کے پھاڑنے میں تو پھاڑ ڈالے اس پر ان کی قیمت کا تاوان نہیں ہوگا۔

(نصاب الاحتساب الباب السادس صفحہ ۱۶)

اسی کتاب میں ہے: (ایک قوم حاجیوں کی شکل میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے جاتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو روک دیا اور کوڑے لگائے اور فرمایا کہ تم بیت المقدس کو کعبہ بنانا چاہتے ہو۔ (باب ۲۴ صفحہ ۶۰ نصاب الاحتساب)

جب بیت المقدس جیسی پاک جگہ کے ساتھ مسجد حرام جیسا برتاؤ جائز نہیں تو مصنوعی تصویر کے ساتھ براق جیسا برتاؤ کیسے جائز ہوسکتا ہے بلکہ اس کو نیست و نابود کرنا ضروری ہے۔

فتاوی ابن تیمیہ میں ہے:

(ترجمہ) ایسی ہر ایک چیز جس کی باطل طریقہ سے تعظیم کی جاتی ہے وہ جگہ ہو یا وقت یا پتھر یا درخت یا کوئی عمارت تو جس طرح پوجا کی مورتیوں کا توڑ دینا ضروری ہے ان چیزوں کا ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ (ج ۲ صفحہ ۷۶)

یہ فتاویٰ اور دلائل بے جان کے لئے ہیں۔ اور براق تو جاندار ہے۔ اس کی تصویر کسی حالت میں بھی (مذکور خرابی ہو یا نہ ہو) رکھ نہیں سکتے کہ جاندار کی تصویر شرعاً حرام ہے۔ پھر چاہے وہ براق کی ہو یا کسی پیر پیغمبر کی ہو۔ (معاذ اللہ)

خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں تھیں۔ ان کو آنحضرت ﷺ کے حکم سے ختم کیا گیا۔ رہا تبرک کا تصور تو حرام میں برکت کہاں۔ آنحضرت ﷺ

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ملائکہ تصویر والے مکانوں سے نفرت فرماتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے مدعو کیا تو آپ ﷺ تشریف لائے مگر مکان میں تصویر دیکھ کر واپس تشریف لے گئے (کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۱۹)

اور حضرت عمرؓ نے ملک شام میں تصویر کی وجہ سے دعوت رد فرمائی (کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۱۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کھیل کود

(۱۴) کھیل کا شرعی حکم

سوال:۔ پچھلے دنوں بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھی جن میں سید مجتبیٰ کرمانی بھارت کے وکٹ کیپر ہیں۔ اور وہ مسلمان ہیں اور وہ مسلمانوں کے خلاف بھی کھیل رہے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس لحاظ سے؟

الجواب:۔ ایسا کھیل تماشا اور لہو ولعب کہ جس سے نماز تک فوت ہو جاتی ہو خود حرام ہے۔ خواہ مسلمان کے خلاف کھیلے یا کافر کے خلاف۔

(۱۵) خواتین کے لئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

سوال:۔ پچھلے ہفتہ کے اخبار جہاں میں ''کتاب وسنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں میں آپ سے اس فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو برائے مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں۔ اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو ابھی تک آپ لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

الجواب:۔ اسلامی صفحہ میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں اس لئے آپ کا یہ ارشاد

تو صحیح نہیں کہ ابھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا ہماری رائے یہ ہے کہ دور جدید جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ گویا پوری قوم کھیل کے لئے پیدا ہوتی ہے اور اس کھیل کو بھی زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کرلیا گیا ہے کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لئے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عورتوں کے لئے جائز ہو پھر ہاکی مردانہ کھیل ہے زنانہ نہیں اس لئے خواتین کو اس میدان میں لانا صنف نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دکھانے پر بھی اتر آئیں تو اس کا کیا علاج؟

(۱۶) ٹیلی پیتھی، یوگا اور کراٹے سیکھنا

سوال:۔ آج کل مختلف سائنسی علوم مثلاً ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے جائز ہے؟

الجواب:۔ ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیلنے کی اجازت دی ہے

سوال:۔ کیا اسلام لڑکیوں کو کھیلنے کی اجازت دیتا ہے؟

الجواب:۔ جو کھیل لڑکیوں کے لئے مناسب ہو اور اس میں بے پردگی کا احتمال نہ ہو اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں اس لئے آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ کیسے کھیل کے بارے میں دریافت چاہتے ہیں؟ آج کل بہت سے کھیل بے خدا تہذیبوں، اور بے غیرت قوموں نے ایسے بھی رائج کر رکھے ہیں جو نہ صرف اسلامی حدود سے متجاوز ہیں بلکہ انسانی وقار اور نسوانی حیاء کے بھی خلاف ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) موسیقی اور ڈانس گانوں کے ذریعے تبلیغ کرنا

سوال:۔ ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام

لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں اب آپ یہ بتائیں کہ اسلام کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ گانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی؟ یہ شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ (ایضا)

(۱۹) کیا موسیقی روح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے

سوال:۔ (۱) کیا یہ درست ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے؟ کیا رقص وموسیقی کو فحاشی کہنا درست ہے؟ ہم جب بھی رقص وموسیقی کے لئے لفظ فحاشی استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے گناہ کبیرہ کر دیا ہو۔

(۲) کیا لوک رقص اور دوسرے ڈانس اسلام کی رو سے جائز ہیں؟

(۳) عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو تو جائز ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ (۱) یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی غذا ہے انسانی روح کی نہیں انسانی روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔

(۲) رقص حرام ہے۔

(۳) یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو "ورزش" کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام شربت رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔ (ایضاً)

(۱۷) ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

سوال:۔ اگر کوئی شخص بغیر ساز وموسیقی کے سراً یا جہراً (آہستہ یا زور سے) گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟

یا عورت انفرادی یا اجتماعی سراً یا جہراً کہ اس کو اس عورت کے محرم سنتے ہوں گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیر محرم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جب کہ یہ بھی گیت ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ میں ساز وموسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجا کر گیت

گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں تو اس مسئلہ کی وضاحت منظر عام پر لانا ضروری ہے؟

الجواب:۔ ساز و آلات کے ساتھ گانا حرام ہے خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت اور تنہا گائے یا مجلس میں اسی طرح جو اشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے البتہ مباح اشعار اور ایسے اشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دوسروں کو بھی سنانا جائز ہے اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اشعار ترنم سے پڑھے (جب کہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت ودانائی پر مشتمل نہیں بلکہ ان سے نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ قطعی حرام ہیں عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

(۱۸) کیا قوالی سننا جائز ہے جب کہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے

سوال:۔ قوالی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے، شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دین ہے اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو اول تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تاویل کی جائے گی اور قوالی کی موجودہ صورت قطعاً خلاف شریعت اور حرام ہے اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

(۱۹) سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

سوال:۔ (۱) کیا مذہب اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟

(۲) مذہب اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابل اعتراض ہونے کی شریعت

حیثیت اور سزا کیا ہے؟

الجواب: ۔ اس پر فیشن دور میں دینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی برائی عام ہو جائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا اور لوگ اسے بری نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ فنکار کہلاتا ہے اور اس کے پیشے کو فن وثقافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان برائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے رجعت پسند اور تنگ نظر تصور کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادی عالمؐ کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔ (درمنثور صفحہ نمبر ۱۵۹ جلد نمبر ۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۱۴ جلد ۲)

''حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول یہ کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور اکثریت سے شرابیں پی جائیں گی۔''

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے نبی کریم ﷺ نے جانداروں کی عام تصویر کشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ فرما رہے تھے کہ لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸۵)

(۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے تصویر (جاندار) کی بنائی اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں روح نہ پھونکے حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸۶)

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بنا کر شائع کرنا کیوں کر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہوکر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے جب کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے اس لئے خاتم الانبیاءؐ نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے۔

جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو۔

(کنزالعمال حدیث نمبر ۴۵۳۲۹)

نیز فقہائے کرام نے خوف فتنہ کے وقت اپنے محارم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔

الغرض سوال میں جن حیا سوز واقعات کا ذکر ہے وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے نا قابل برداشت ہیں اور وہ اس پر احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہذا حکومت کو چاہئے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سدباب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزا دلوائیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتاب الحظر والاباحة

جائز ناجائز کے مسائل

پردہ، بناؤ سنگھار، خاندانی منصوبہ بندی
گھریلو رسومات اور عام جائز و ناجائز کے مسائل

پردہ

(۱) پردے کا صحیح مفہوم

سوال:۔ میں شرعی پردہ کرتی ہوں کیونکہ دینی مدرسہ کی طالبہ ہوں اور مجھے پریشانی جب ہوتی ہے جب میں کسی تقریب وغیرہ میں مجبوراً جاتی ہوں تو اپنا برقعہ نہیں اتراتی جس کی وجہ سے لوگ مجھے برقع اتارنے پر مجبور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پردہ کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا بس اوڑھنی کا ذکر آیا ہے حالانکہ انہوں نے پورا مفہوم اور اس کی تفسیر وغیرہ نہیں پڑھی ہے بس صرف یہ کہتے ہیں کہ جب اسلام نے چادر کا ذکر کیا ہے تو اتنا پردہ کیوں کرتی ہو اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام نے اتنی سختی نہیں رکھی جتنی آپ طے کرتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چہرہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہیں حالانکہ میں یہی کہتی ہوں ان سے کہ اس کا ذکر تو صرف نماز میں آیا ہے پردہ میں نہیں اور آج کل اس فتنے کے دور میں تو عورت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مکمل پردہ کرے بلکہ ہاتھ چہرہ وغیرہ چھپائے پردہ کے متعلق آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ شرعی پردہ کہتے کسے ہیں اور کتنا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ آپ کے خیالات صحیح ہیں عورت کو چہرے کا پردہ لازم ہے کیونکہ گندی اور بیمار نظریں اسی پر پڑتی ہیں چہرہ، ہاتھ اور پاؤں عورت کا ستر ہیں یعنی نماز میں ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں لیکن گندی نظروں سے ان اعضاء کا حتی الوسع چھپانا ضروری ہے۔

سوال:۔ آپ نے کیا ایسا مسئلہ بھی اخبار میں دیا تھا کہ اگر لڑکی پردہ کرتی ہے اپنے سسرال میں اور وہاں پردہ کا ماحول نہیں ہے اپنے دیوروں اور دوسرے رشتہ داروں سے تو کیا آپ نے یہ جواب میں لکھا تھا کہ پردہ اتنا سخت بھی نہیں ہے اگر وہ پردہ کرتی ہے تو چادر کا گھونگھٹ گرا کر اپنا کام کرسکتی ہے میں یہ نہیں سمجھتی کہ چہرہ چھپانے سے اس کا وجود چھپ جائے میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب لڑکی پردہ کرتی ہے تو گویا وہ اپنے نامحرموں سے اوجھل ہو جاتی ہے جیسا کہ مرنے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا دنیا میں آپ کا یہ مسئلہ میری نظروں سے نہیں گذرا آپ سے گذارش ہے کہ تفصیل سے ذرا بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں بھی یہ بات باآسانی آجائے کہ پردہ کے متعلق کتنا سخت حکم ہے۔

الجواب:۔ میں نے لکھا تھا کہ ایک ایسا مکان جہاں عورت کے لئے نامحرموں سے چار

دیواری کا پردہ ممکن نہ ہو وہاں یہ کرے کہ پورا بدن ڈھک کر اور چہرہ پر گھونگھٹ کر کے شرم وحیا کے ساتھ نامحرموں کے سامنے جائے۔ (جب کہ اس کے لئے جانا ناگزیر ہو)

(۲) کیا صرف برقعہ پہن لینا کافی ہے یا کہ دل میں شرم وحیا بھی ہو

سوال:۔ خواتین کے پردے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ کیا صرف برقعہ پہن لینا پردے میں شامل ہو جاتا ہے؟ آج کل میرے دوستوں میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے چند دوست کہتے ہیں کہ برقعہ پہن لینے کے نام کا کہاں حکم ہے وہ کہتے ہیں صرف حیا کا نام پردہ ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پردے کے بارے میں قران وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے، تفصیلاً بتائیں؟

الجواب:۔ آپ کے دوستوں کا یہ ارشاد تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ ''شرم وحیا کا نام پردہ ہے'' مگر ان کا یہ فقرہ نامکمل اور ادھورا ہے انہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہئے کہ شرم وحیا کی شکلیں معین کرنے کے لئے ہم عقل سلیم اور وحی آسمانی کے محتاج ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ شرم وحیا ایک اندرونی کیفیت ہے اس کا ظہور کسی نہ کسی قالب اور شکل میں ہوگا اور اگر وہ قالب عقل وفطرت کے مطابق ہے تو شرم وحیاء کا مظاہرہ بھی صحیح ہوگا اور اگر ایسی قالب کو عقل صحیح اور فطرت سلیمہ قبول نہیں کرتی تو شرم وحیا کا دعویٰ اس پاکیزہ صفت سے مذاق تصور ہوگا فرض کیجئے کوئی صاحب بقائمی ہوش وہواس قید لباس سے آزاد ہوں بدن کے سارے کپڑے اتار پھینکیں اور لباس عریانی زیب تن فرما کر شرم وحیا کا مظاہرہ کریں تو غالباً آپ کے دوست بھی ان صاحب کے دعویٰ شرم وحیاء کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں گے اور اسے شرم وحیا کے ایسے مظاہرے کا مشورہ دیں گے جو عقل وفطرت سے ہم آہنگ ہو سوال ہوگا کہ عقل وفطرت کے صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟ اور یہ فیصلہ کس طرح ہو کہ شرم و حیا کا فلاں مظاہرہ عقل وفطرت کے مطابق ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں کسی اور قوم کو پریشانی ہو تو ہو مگر اہل اسلام کو کوئی الجھن نہیں ان کے پاس خالق فطرت کے عطا کردہ اصول زندگی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں جو اس نے عقل و فطرت کے تمام گوشوں کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے ہیں اپنی اصول زندگی کا نام ''اسلام'' ہے پس خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول اللہ ﷺ نے شرم وحیا کے جو مظاہرے تجویز کئے ہیں وہ فطرت کی آوازیں ہیں اور عقل سلیم ان کی حکمت وگہرائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے آیئے ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

۱۔ صنف نازک کی وضع وساخت بھی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے

یہی وجہ ہے کہ خالق فطرت نے بلا ضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا تا کہ گوہر آبدار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) ''اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلوں پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔''
(الاحزاب۔۳۳)

''پہلی جاہلیت'' سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے جس میں عورتیں بے حجابانہ بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں ...... ''پہلی جاہلیت'' کے لفظ سے گویا پیشگوئی کر دی گئی کہ انسانیت پر ایک ''دوسری جاہلیت'' کا دور بھی آنے والا ہے جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو جاہلیت جدیدہ کے سیلاب کی نذر کر دیں گی۔

قرآن کی طرح صاحب قرآن ﷺ نے بھی صنف نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلا ضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناجائز فرمایا ہے۔

(ترجمہ) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''عورت سراپا ستر ہے پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔''
(مشکوۃ۔ترمذی)

۲۔اور اگر ضروری حوائج (ضروری حاجات) کے لئے اسے گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر باہر نکلے جس سے پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جائے۔ سورہ احزاب آیت ۶۹ میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اوپر بڑی چادریں جھکا لیا کریں مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپیٹ کر نکلنا چاہئے اور چہرہ پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کے مقدس دور میں خوتین اسلام کا یہی معمول تھا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ خواتین آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز کے لئے مسجد آتی تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

مسجد میں حاضری اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور آپ ﷺ کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی لیکن آنحضرت عورتوں کو یہ بھی تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے۔ (ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۹۶)

آنحضرت ﷺ کی دقت نظر اور خواتین کی عزت و حرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجد نبوی جس

میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے آنحضرت ﷺ کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں اور پھر آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے اس کا مقابلہ تو شاید ہی پوری امت کی نمازیں بھی نہ کرسکیں لیکن آنحضرت ﷺ اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں یہ ہے شرم وحیا اور عفت وعظمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت ﷺ نے خواتین اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیب جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے آنحضرت ﷺ نے اسلام کے قانون ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے لئے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرکے فرمایا کہ فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

(ترجمہ) عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چاردیواری میں ادا کرے اور اس کا اپنی مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

بہرحال ارشاد نبوی یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپیٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے چونکہ بڑی چادروں کا بار بار سنبھالنا مشکل تھا اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقعہ کا رواج ہوا۔ یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقعہ سے حاصل ہوسکتا تھا مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں رنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بنا ڈالا میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

۳۔ عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے صرف یہی تاکید نہیں کی گئی کہ چادر یا برقعہ اوڑھ کر نکلے بلکہ گوہر نایاب شرم وحیا کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید ہدایات بھی دی گئیں مثلاً مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی اور اپنی عصمت کے پھول کو نظر بد کی بادسموم سے محفوظ رکھیں۔ سورہ النور آیت ۳۰۔۳۱ میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) اے نبی مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچیں رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ سورہ النور آیت ۳۰۔۳۱۔

(ترجمہ) اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت

کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے ۔ الخ ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ عورتیں اس طرح نہ چلیں جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرم کے لئے باعث کشش ہو قرآن کی مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے۔

(ترجمہ) ''اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہو جائے۔''

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹا لے اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت نے فرمایا اے علی اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو پہلی تو (بے اختیار ہونے کے وجہ سے) تمہیں معاف ہے مگر دوسری کا گناہ ہوگا۔

(مسند احمد دارمی ترمذی ابوداؤد و مشکوٰۃ)

(۳) پردہ سے متعلق چند سوالات کے جوابات

سوال: ۔ ناچیز آپ سے پردہ کے بارے میں درج ذیل سوالات کا شرع متین کی رو سے جوابات کا خواہاں ہے۔

(۱) ایک مسلمان عورت کو اپنے رشتہ داروں میں سے کن کن مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کی فرضیت قرآن مجید کی کن آیات سے ہوئی ؟

(۳) ہمارے موجودہ معاشرے میں عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا اور دفاتر و فیکٹریوں میں ملازمت کرنا ایک معمول بن چکا ہے اور معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے چنانچہ ایسے بگڑے ہوئی ماحول میں مرد نگاہ کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں راستوں میں اور بسوں میں باوجود کوشش کے بار بار نظر پڑ جانے سے گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ۔ ایسے رشتہ دار جن سے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا جیسے باپ دادا بھائی بھتیجے بھانجے چچا ماموں وغیرہ وہ عورت کے محرم کہلاتے ہیں ان سے عورت کا پردہ نہیں اور وہ تمام لوگ جن سے نکاح ہوسکتا ہے ان سے لازم ہے جیسے ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد وغیرہ وغیرہ۔

(۲) پردہ کی فرضیت قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہے مثلاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ) ''اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) ''اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی ہم جنس عورتوں کے یا اپنی باندیوں کے یا ان ملازموں کے جو عورت کی زیب و زینت سے غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جو عورتوں کے اسرار سے بے خبر ہیں۔ (سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) اے نبی کہہ دیجئے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو اور مسلمانوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ (سورہ احزاب آیت نمبر ۳۹)

(۳) عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو اور ایسے گندے ماحول میں جو کہ ہمارے یہاں پیدا ہو چکا ہے ایک ایسے شخص کو اپنی نگاہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے جو اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتا ہو قصداً کسی نامحرم کی طرف نظر بالکل ہی نہ کی جائے اور اگر اچانک نظر بہک جائے تو فوراً ہٹا لی جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) پردہ شرعی سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا

سوال:۔ اگر ایک لڑکی شرعی پردہ کرتی ہو اور جب اس کی شادی ہونے والی ہو تو اس کو اس بات کا احساس ہو کہ لڑکا پردے پر راضی نہیں ہوگا تو کیا وہ شادی سے رک جائے۔

الجواب:۔ پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس میں کسی دوسری کی اطاعت جائز نہیں اگر لڑکا ایسا ہو تو وہاں شادی نہ کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) پیر سے بغیر پردہ کے عورت کا ملنا جائز نہیں

سوال:۔ ہمارے والدہ ایک پیر سے عقیدت رکھتی ہیں کیا پیر سے اسلام میں میل ملاپ رکھنا اور پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ پیر سے پردہ لازم ہے جو پیر اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے اس کے پاس جانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر (داماد) سے بھی پردہ ہے

سوال:۔ میری والدہ جن کی عمر تقریباً ۳۵ یا ۴۰ سال کے قریب ہے وہ نوجوانی میں ہی ہم

سات بہن بھائیوں کی موجودگی میں ۱۲ سال قبل بیوہ ہو گئی تھیں انہوں نے بڑے مشکل وقت میں ہماری پرورش کی ہے مگر ۲ سال قبل والدہ صاحبہ نے ایک شخص جو کہ ان کا ہی ہم عمر ہے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ہم سب بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس شخص سے ہماری چھوٹی بہن کی شادی کر دی جب کہ وہ شخص پہلے سے اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور میری بہن کی عمر کی اس کی بیٹی ہے، والدہ نے اس شخص سے ملنا نہیں چھوڑا اور ہم سے کہا کہ یہ میرا داماد ہے دنیا کا کوئی قانون مجھے میرے داماد سے ملنے سے روک نہیں سکتا شادی کے پانچ مہینے بعد میری بہن کا انتقال ہو گیا اور میری والدہ ابھی تک اس شخص سے ملتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ بیٹی کے مرنے سے داماد کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور داماد سے پردہ جائز نہیں؟

الجواب:۔ داماد سے پردہ نہیں ہوتا لیکن اگر دونوں جوان ہوں تو پردہ لازم ہے ایسا نہ ہو کہ شیطان دونوں کا منہ کالا کر دے آپ کی والدہ کا وہاں جانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) اجنبی عورت کو بطور سیکریٹری رکھنا

سوال:۔ آج کے دور میں مخلوط ملازمت کا سلسلہ چل رہا ہے اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرائیوٹ آفس میں لیڈیز سیکریٹری رکھی جاتی ہے اور مالکان اپنی سیکریٹری سے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں حالانکہ اسلام میں عورت کا نامحرم کے سامنے بے پردہ نکلنا حرام ہے برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس مسئلے کے متعلق شرع کیا حکم دیتی ہے۔

الجواب:۔ حکم ظاہر ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا شرعاً حرام ہے اس لئے عوت سیکریٹری رکھنا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) عورت بازار جائے تو کتنا پردہ کرے

سوال:۔ اسلام میں آزاد عورت (یعنی آج کل کی گھریلو خاتون) کو غیر محرم سے پردہ کا کیا حکم ہے خصوصاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں پردہ کا جو حکم ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور جہاں بھی پردہ کا حکم دیا ہے اور حضور ﷺ نے پردہ کا کیا حکم دیا ہے۔

جناب خصوصاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کو تفصیل سے سمجھادیں تو مہربانی ہوگی۔
اے نبی (ﷺ) کہہ واسطے بیبیو اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیبیوں مسلمانوں کی کے نزدیک کرلیں اور اپنے بڑی چادریں اپنی یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ (سورہ احزاب)
اور سورہ نور میں پردہ کے متعلق جو حکم آیا ہے وہ بھی تفصیل سے سمجھادیں۔

الجواب:۔ پردہ کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بڑی چادر یا برقعہ سے اپنے پورے بدن کو ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھلی رہے ان آیت کی تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن میں دیکھ لی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں

سوال:۔ زید اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے گھر جانے سے روکتا ہے کیونکہ اس کے بھائی کے گھر میں خدمت گار نوجوان ہیں جب کہ یہ خدمت گار گھر کے ایک مخصوص حصہ تک محدود ہیں آپ اس مسئلہ کا تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی جگہ جانے سے منع کرے جہاں غیر محرم مردوں سے بے پردگی کا اندیشہ ہو ہاں البتہ اگر بیوی کے بھائی کے گھر بے پردگی کا خطرہ نہ ہو اور خدمت گار مردوں کے لئے ایک کوئی مخصوص جگہ ہو تو پھر کبھی کبھی جانے میں کوئی حرج نہیں لیکن پردہ کا اہتمام ضروری اور لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) گھر میں نوجوان ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

سوال:۔ ایک تعلیم یافتہ مسلمان جن کے کام کاج کرنے کے لئے ایک مسلمان نوجوان ملازم ہے جو رات دن ان کے گھر میں رہتا ہے جس کا ان کے اہل خانہ سے پردہ نہیں ہے سنا ہے کہ وہ اس ملازم کو اپنے گھر میں چھوڑ کر ایک ماہ کے لئے کہیں باہر کام پر گئے ہیں پردہ شرعی کی چہل حدیث میں لکھا ہے کہ ایسا شخص جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے

کون جاتا ہے وہ دیوث ہے اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا کیا اس قسم کا شخص اس صورت میں کہ وہ دینی کام سے جاتا ہے جنتی ہو جائے گا۔

الجواب:۔ ملازم سے پردہ ہے اور اس کا بغیر پردہ کے مستورات کے پاس جانا جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) عورتوں کو تبلیغ کے لئے پردہ اسکرین پر آنا

سوال:۔ عورتوں کے لئے پردہ کا حکم بہت شدید ہے یعنی یہ کہ عورت کو مرد سے اپنے ناخن تک چھپانے چاہئیں لیکن آج کل کی عورت دفتروں میں دکانوں میں (سیلز گرل) اور سڑکوں پر بے پردہ گھومتی ہے جو کہ ظاہر ہے غلط ہے دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر عورت ٹیلی ویژن پر آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں اور آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغ دین کے لئے آتی ہے کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کر لیتی ہیں۔

الجواب:۔ جو عورتیں خدا اور رسول ﷺ کے احکام توڑ کر پردہ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں انہیں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کیسے حاصل ہو سکتی ہے ہاں ابلیس اور ذریت ابلیس (شیطان کی اولاد) ان کے اس عمل سے ضرور خوش ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کی کلائی پردہ میں شامل ہے

سوال:۔ آپ نے غیر محرم کو ہاتھ لگانا کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ عورت کا ہاتھ کلائی تک پردہ کے حکم پر نہیں ہے حالانکہ کلائی ہاتھ کی گٹوں سے شروع ہوتی ہے جو کہ پردہ کے حکم میں ہے کیا ہاتھ کی کلائی عورت کے پردہ کے حکم میں ہے ضرور وضاحت فرمائیں اگر کلائی عورت کی نماز میں کھلی رہ جائے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

الجواب:۔ کلائی گٹوں سے شروع ہوتی ہے اور گٹوں تک ہاتھ ستر میں شامل نہیں گٹوں سے لے کر کلائی ستر میں شامل ہے اس میں آپ کو کیا اشکال ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔[1]

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

---

[1] :۔ سائلہ غالباً کلائی اور گٹوں میں فرق نہیں کر سکی، گٹے ہتھیلی کے بعد کا جوڑ ہیں اور کلائی وہ ہے جہاں چوڑیاں ہوتی ہیں۔ (مرتب)

(۱۴) بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہے نہ کہ پردے سے

سوال:۔ محترم! فیڈریشن آف پروفیشنل ویمن ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں فیڈریشن کی صدر ڈاکٹر سلیمہ احمد صاحب نے فرمایا خواتین کو پردے میں بٹھانے سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہے کیا ان محترمہ کا بیان درست ہے۔

الجواب:۔ ڈاکٹر صاحبہ کو جس پردہ میں پیچیدگیاں نظر آ رہی ہیں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے چنانچہ سورہ احزاب آیت ۳۳ میں خواتین اسلام کو حکم فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی اس بد اخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔

یہ تو چار دیواری میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور اگر کبھی باہر مجبوری میں خواتین کو گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو وہ کس انداز سے نکلیں اس کے لئے درج ذیل ہدایت فرمائی گئی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) اے نبی کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی یہ بڑی چادروں (جلابیب) سے سر لپیٹ کر اور سر چہرہ ڈھک کر نکلنے کا حکم چادر کا پردہ ہوا۔ اور شرفاء کے یہاں برقع کا رواج پڑا۔ جو درحقیقت اسی حکم کی تعمیل کی خوبصورت شکل ہے۔

بہر حال یہ ہیں شرعی پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاک ارشادات ۔ اور یہ ہیں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں کا ان احکام خداوندی پر عمل نہ جانے ڈاکٹر صاحبہ کو پردہ کے اندر وہ کون سی پیچیدگیاں نظر آ گئیں جن کا علم نعوذ باللہ نہ اللہ کو ہوا نہ صاحب قرآن ﷺ کے زمانے میں پاکیزہ خواتین کو رضی اللہ عنہن ۔ اللہ تعالیٰ عقل وایمان اور عفت وحیا کی محرومی سے پناہ میں رکھیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے؟

سوال:۔ محض شک کی بناء پر گھر کے دروازے کھڑکیاں بند رکھنا کہ کہیں کسی غیر مرد کی نظر خواتین پر نہ پڑے حالانکہ بے پردگی کا قطعی امکان نہ ہو کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ گھر میں پردہ کا اہتمام تو ہونا چاہئے لیکن اگر مکان ایسا ہے کہ اس سے بے پردگی کا احتمال نہ ہو تو خواہ مخواہ شک میں پڑنا صحیح نہیں شک اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ ایک نفسیاتی مرض ہے جو گھر کے ماحول میں بداعتمادی کو جنم دیتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ گھر کا ماحول آتش کدہ بن جاتا ہے البتہ دروازوں کھڑکیوں سے اگر غیر نظروں کے گزرنے کا احتمال ہو تو ان پر پردے لگانے چاہئیں۔

(۱۵) دودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا

سوال:۔ کیا کسی بہن کو اپنے دودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ دودھ شریک بھائی اپنے حقیقی بھائی کی طرح محرم ہے اس سے پردہ نہیں البتہ اگر وہ بدنظر اور بدقماش ہو تو فتنہ سے بچنے کے لئے اس سے بھی پردہ لازم ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا؟

سوال:۔ اسلام کے نزدیک خالہ زاد بھائی چچازاد وغیرہ جیسے رشتوں میں کس قسم کا تعلق جائز ہے فرض کریں نسرین اور اکبر آپس میں خالہ زاد ہیں اور آپس میں بالکل بہن بھائیوں کی طرح

پیار کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں بالکل سگے بہن بھائیوں کی طرح مل سکتے ہیں اکبر جب نسرین کے گھر جاتا ہے تو اس سے مصافحہ کر سکتا ہے اور نسرین اکبر کے سینے پر سر رکھ کر اسے رخصت یا خوش آمدید کہہ سکتی ہے یا صرف اکبر کا نسرین کا سر پر ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے۔

الجواب:۔ خالہ زاد اور چچا زاد بھائیوں کا حکم نامحرم اجنبی مردوں کا ہے جن امور کا خط میں ذکر ہے یہ ناجائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) کیا ۴۶ یا ۵۰ سال عمر کی عورت کو ایسے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جو اس کے سامنے جوان ہوا ہو؟

سوال:۔ کیا ۴۵ یا ۵۰ سال کی عمر کی عورت پر نامحرم سے پردہ نہ کرنا صحیح ہے وہ اس لئے کہ ایک عورت ۲۵ سال کی ہے اس کے محلّہ میں کسی کے ولادت ہوئی ہے آج اس عورت کی عمر پچاس سال ہے جب کہ اس کے سامنے ہونے والا بچہ آج جوان ہے اور وہ اس لئے پردہ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے پلا اور جوان ہوا یہ میرا بیٹا میں اس کے ماں کے برابر ہوں۔

الجواب:۔ قرآن کریم کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو بڑی بوڑھی نکاح کی میعاد سے گزر گئی ہو وہ اگر غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دے بشرط یہ کہ زینت کا اظہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن پردہ اس کے لئے بھی بہتر ہے اور یہ بات محض فضول ہے کہ یہ بچہ تو میرے سامنے پل کر جوان ہوا ہے اس لئے اس سے پردہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) نامحرم جوان مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا؟

سوال:۔ اکثر ہمارے واسطہ تایا زاد، چچا زاد، ڈاکٹروں، استادوں اور اسی طرح کے محرم اور نامحرم لوگوں سے پڑتا ہے جب کہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ سلام یا ابتدائی کلمات ادا کئے بغیر بات کی جائے عورت (بالغ و نابالغ) کیا مردوں محرم و غیر محرم کو سلام کر سکتی ہے اگر نہیں تو بات کا آغاز کس طرح کریں؟

ایک شخص نے حضور ﷺ (آپ پر میں اور میرے والدین قربان) سے دریافت کیا کہ

سلام کی کون سی صفات بہترین ہیں ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہئے خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں؟

الجواب: ۔ نامحرم کو سلام کرنا جب کہ دونوں جوان ہوں فتنہ سے خالی نہیں اس کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۱۹) احادیث سے ثبوت حجاب

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

(ترجمہ) یعنی عورتوں کو اپنے گھروں سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے لیکن اس وقت کہ وہ مجبور و مضطر ہو جائیں۔ (طبرانی)

(۲) ترمذی شریف ج ۱ صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔ عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی عورت کے لئے پردہ ضروری ہے) کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے (ترمذی شریف) بدظن لوگ جو بری نظر سے عورت کو تاکتے ہیں وہ سب شیطان ہیں کیونکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں ان شیاطین کی کمی نہیں ہوتی اس واسطے عورت کو چاہئے کہ بلا ضرورت شدید (شدید ضرورت کے بغیر) گھر سے باہر نہ نکلے حتیٰ کہ نماز کے لئے مسجدوں میں بھی نہ جائے۔

بے شک آنحضرت ﷺ کا عہد مبارک میں عورتوں کو نماز کے لئے مسجد میں جانے کی اجازت تھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہدایت تھی کہ (بیوتھن خیر لھن) ان کے گھر ان کے حق میں (مسجد کی حاضری سے بہتر ہیں) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۹۶)

ان احادیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی آخری عمر میں عورتوں کے لئے مسجد میں نہ جانے کا پسند فرماتے تھے۔

(ترجمہ) حضرت ابوحمید ساعدی کی اہلیہ محترمہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا حضرت مجھے بڑا شوق ہے کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھا کروں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو لیکن تمہاری نماز تمہاری بند کوٹھری میں صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز احاطہ کی نماز سے بہتر ہے اور احاطہ کی نماز محلہ کی مسجد کی نماز سے افضل ہے اور محلہ کی مسجد کی نماز ہماری مسجد (مسجد نبوی) میں

آ کر پڑھنے سے بہتر ہے چنانچہ امام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائش کر کے اپنے کمرے (کوٹھے) کے آخری کنارے (کونہ) میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا مسجد نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی وہی نماز پڑھا کرتی تھیں یہاں تک ان کا وصال ہوا اور اپنے خدا کے حضور رمیں حاضر ہوئیں۔ (ترغیب ترہیب ج ۱ صفحہ ۱۸۷)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور عورتوں کی حالت میں تبدیلی ہوئی اچھے لباس زینت خوشبو وغیرہ کے استعمال کا رواج ہوا تو حضرت عمر فاروق نے ان عورتوں کو جو مسجد میں آجاتی تھیں منع فرمایا تمام صحابہ نے اس کو پسند فرمایا کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا (ترجمہ) یعنی اگر رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو اس وقت عورتوں نے ایجاد کر لی ہیں تو آنحضرت ﷺ ان کو مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۱۲۰ پارہ ۴) (صحیح مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۱۸۳)

بخاری شریف کی شرح (عینی) میں ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے اور عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے۔ (عینی شرح بخاری)

اس لئے فقہاء رحمہم اللہ نے بھی ممنوع اور مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ (ترجمہ) یعنی عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اگرچہ جمعہ میں اور عید میں اور وعظ کی مجلس میں ہو چاہے بوڑھی ہو یا جوان رات ہو یا دن بوجہ فساد زمانہ مفتی بہ مذہب یہی ہے۔ درمختار مع الشامی ج ۱ صفحہ ۵۲۹۔

(۳) آنحضرت محمد ﷺ نے ازواج مطہرات کو نابینا صحابی سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ ہم دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ (نابینا صحابی) حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لائے آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردہ کر لو میں نے عرض کیا کیا یہ ایسے اندھے نہیں ہیں کہ ہمیں دیکھ نہ سکیں جب یہ دیکھ نہیں سکتے تو ہم پردہ کیوں کریں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟ (عن ام مسلمة انها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

نیز ارشاد ہوا عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت ہی میں

پشت پھیر کر جاتی ہے یعنی عورت کا سامنا بھی وسوسہ انگیز ہوتا ہے اور شیطان کی طرح برے خیالات دل میں ڈالتا ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو یہ حصہ بھی شہوت انگیز ہوتا ہے اور شیطان کو موقع دیتا ہے کہ وہ نفس کو برگشتہ کرے (واللہ اعلم)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸ باب النظر الی المخطوبہ)

(۴) اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) یعنی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر کی آواز کو سننا ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کو جہری نماز پکار کر قرأت سے کرنا جائز نہیں اور زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غیر سے ازراہ شہوت باتیں کرنا ہے۔ حتیٰ کہ جوان عورت کے لئے غیر محرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر محرم کو پکڑنا (چھونا) ہے اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر محرم کی طرف برے ارادے سے چلنا ہے اور دل میں خواہش و تمنا کرتا ہے اور پھر شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(مسلم شریف، ج ۲، صفحہ ۳۳۶، ابوداؤد شریف، ج ا صفحہ ۲۹۹)

(۵) آنحضرت ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی سے جو باپ کی باندی کے بطن سے تھا پردہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ عتبہ کے مشابہ تھا۔ چنانچہ وہ لڑکا اپنی بہن سے تاحیات نہ مل سکا۔　　　(بخاری شریف، ج ا، صفحہ ۲۸۳)

(۶) ایک لڑکا جنگ میں شہید ہو گیا تو تفتیش حال کے لئے اس کی والدہ برقع میں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حاضرین متعجب ہو کر کہنے لگے۔ اس پریشانی میں بھی نقاب نہیں چھوڑا۔ صحابیہ نے جواب میں فرمایا کہ "میرا بیٹا گم ہو گیا ہے میری شرم و حیا تو نہیں گم ہوئی۔"

(ابوداؤد شریف، ج ا، صفحہ ۳۴۴)

(۷) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا، حکم دیا تھا کہ عید کے روز مسلمانوں کی شان و شوکت بڑھانے کے لئے حیض والی عورتوں کو اور پردہ نشین عورتوں کو بھی لایا جائے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں ذوات الخدور کا لفظ ہے جس کے معنی پردہ میں رہنے والی عورت ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۲۵)

اس پردہ کی بناء پر ہدایت یہ فرمائی تھی کہ عورتیں بڑی چادریں اچھی طرح لپیٹ کر آئیں۔

کچھ عورتوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو ارشاد فرمایا اس کی کوئی ساتھی اپنی چادر میں اس کو چھپالے۔ (بہر حال پردہ ضروری ہے)

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں پردہ کا بڑا اہتمام تھا چنانچہ احیاء العلوم میں ہے۔

والنساء یخرجن متنقبات یعنی عورتیں نقاب ڈال کر نکلا کرتی تھیں صفحہ ۲۸ ج ۲۔

طبعی (قضاء حاجت وغیرہ) (اور شرعی حج وغیرہ) ضرورت سے عورت کو کسی وقت باہر نکلنا پڑے تو قرآنی تعلیم اور ہدایت نبوی کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا کہ نگاہیں نیچی رکھیں قرآن مجید میں ہے:

(ترجمہ) یعنی اور آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں۔ (سورہ نور)

(۲۰) اسلام میں پردہ کی اہمیت، بہنوئی شرعاً محرم نہیں ہے والدین اگر اس سے پردہ نہ کرانے پر مصر ہوں تو وہ گناہگار ہیں، ناشزہ (نافرمان بیوی) نفقہ کی حق دار نہیں ہے؟

سوال:۔ زید کا عقد ہندہ سے ہوا ایک موقع پر زید نے دیکھا کہ ہندہ کا بہنوئی ہندہ سے فحش مذاق کر رہا ہے جو زید کے لئے بالکل نا قابل برداشت تھا زید نے اشارہ سے ہندہ کو وہاں سے ہٹنے کو کہا اس وقت وہ ہٹ گئی بعد میں ہندہ کو زید نے ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایک ستون کی طرح کھڑی ہنستی رہی پھر زید نے ہندہ سے پوچھا کہ تجھے میرے ساتھ گھر کرنا ہے یا نہیں اس طرح دو مرتبہ پوچھا مگر ہندہ خاموش رہی تو زید نے ہندہ سے کہا کہ اب تیسری بار پوچھتا ہوں اگر تو نے جواب دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں سمجھوں گا کہ تجھے گھر نہیں کرنا ہے تیسری بار جب ہندہ سے پوچھا تو ہندہ بولی کہ گھر کرنا کس کو پسند نہیں زید نے پھر ہندہ کو خدا کی قسم کھلائی اور قرآن شریف پکڑوایا اور وعدہ لیا کہ اب اپنے بہنوئی سے اس قسم کا مذاق نہیں کرے گی اور تنہائی میں نہیں ملے گی نہ اس کے گھر جائے گی ان تمام باتوں کو اس نے قبول کیا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا اور بہنوں کے گھر شوہر کے خلاف پوشیدہ طور پر جاتی رہی باوجود اس کے زید اس کو سمجھاتا رہا مگر ایک

روز وہ خود ہی ماں کے یہاں چلی گئی اور پھر نہیں آئی اور اس کی ماں نے زید کو یہ کہلوایا کہ تم کون ہوتے ہو میری بیٹی کو بہنوئی کے گھر جانے سے روکنے والے ہندہ اب مرتے دم تک تمہارے گھر نہیں آئے گی اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے؟

(۱) ایسے والدین کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کیا حکم ہے جو اولاد کی بے جا طرف داری اور ہمدردی کرتے ہوں۔

(۲) نیز ان حالات میں ہندہ کے نان نفقہ کا ذمہ دار کون ہے۔

الجواب:۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

استوصوا بالنساء خیراً فانما ھن عوان عندکم لیس تملکوہ منھن شیأ غیر ذلک الا ان یأتین بفاحشة مبینة فان فعلن فاھجروھن فی المضاجع الخ۔

(ترجمہ) یعنی عورتوں کے ساتھ پیش آنے میں میری وصیت اور ہدایت قبول کرو وہ تمہاری قیدی ہے اس سے زیادہ ان پر تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ وہ کھلی بے حیائی اور بے شرمی کا کام کریں اگر وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو سزا اور نصیحت کے طور پر ان سے اپنا بستر الگ کرلو اور تم ان کو ہلکی مار بھی مار سکتے ہو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار بن جائیں تو ان پر زیادتی کرنے کے لئے بہانے مت تلاش کرو خبردار جس طرح تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے تو ان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہارا حق بیویوں پر یہ ہے کہ تمہارے فرش کو ایسے شخص سے نہ رندوائیں جس سے تم ناخوش ہوں اور نہ ایسی شخص کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور خبردار عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کو اچھا لباس پہناؤ اور اچھا کھانا کھلاؤ۔ (ترمذی شریف صفحہ ۱۳۹ ج ۱)

لہذا ہندہ اور اس کے بہنوئی کے درمیان فحش مذاق اور بے تکلفی کے ساتھ بات چیت جو شوہر کے لئے ناقابل برداشت ہے یقیناً فاحشہ مبینہ اور کھلی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے جس میں شوہر کو تنبیہ کرنے اور ہلکی سزا دینے کا از روئے قرآن وحدیث حق حاصل ہے عورت کو چاہئے کہ ان حرکتوں سے باز آجائے اس کے ماں باپ اگر اس کی حمایت کرتے ہوں اور بہنوئی سے مذاق اور تنہائی میں ملنے کو پسند کرتے ہوں اور شوہر [illegible] کی پرواہ نہ کرتے ہوں تو وہ اپنی لڑکی پر ظلم کرتے ہیں اور سخت گنہگار ہیں۔

بہنوئی شرعاً نامحرم ہے اس سے پردہ ضروری ہے آپ دونوں [illegible] ایک

اردو کی مشہور کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے چنانچہ اصلاح الرسوم میں ہے۔ جس سے عمر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے گو کسی قسم کا رشتہ قرابت کا رکھتا ہو جیسے چچا کا یا پھوپھی کا بیٹا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا (یعنی چچا زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی یا دیور۔ شوہر کا بھائی یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم یہ سب نامحرم ہوئے ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے بلکہ چونکہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقع ہونا سہل (آسان) ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔
(اصلاح رسوم، صفحہ ۴۷)

حدیث میں ہے۔ "**ایا کم والد خول علی النساء فقال رجل یا رسول اللّٰہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت**" یعنی آنحضرت ﷺ نے مردوں کو ہدایت فرمائی کہ تم اجنبی اور نامحرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ دیور (شوہر کے بھائی) کے متعلق کیا حکم ہے کیا اس سے بھی بچنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی اس سے خلا ملا رکھنا بے محابانہ ملنا موت ہے یعنی زیادہ خطرناک ہے۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۲۶۸

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ جان لو کہ جس طرح عورتوں کی طرف دیکھنے سے مردوں کو ان کا عشق اور ان کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی مردوں کے دیکھنے سے عشق و محبت پیدا ہوتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳۶۴ ج ۲)

ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا
ادھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا

فرمان نبوی ہے۔ (ترجمہ) یعنی عورت ستر کی چیز یعنی چھپانے کی چیز ہے پس جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان (شیطانی) (گروہ) اس پر نظر ڈالتا ہے (اور لوگوں کے دلوں میں غلط جذبات ابھارتا ہے)۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

زنا صرف فعل بد کا نام نہیں ہے بلکہ آنکھوں کا زنا ہے کانوں کا بھی زنا ہے دل و دماغ کا بھی زنا ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ "یعنی زنا کے قریب مت جاؤ یعنی آنکھ کان ہاتھ پیر دل و دماغ کے زنا سے بھی بچو۔" حدیث میں ہے۔

(ترجمہ) (یعنی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور زبان زنا کرتی ہیں اور اس کا زنا بولنا ہے یعنی کسی عورت ولڑکے سے شہوت کی

راہ سے بات کرنا) اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے۔

حدیث میں ہے۔ کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لا رہے تھے آنحضرت ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ کو پردہ کر لینے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہے ہم کو نہیں دیکھ سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو؟ تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹ باب النظر الی المخطوبۃ فصل نمبر ۲)

حدیث میں ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی (جو باپ کی لونڈی سے پیدا ہوئے تھے) کے بارے میں شبہ تھا کہ حضرت سودہؓ کے والد کے نطفہ سے ہے یا دوسرے کے نطفہ سے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے شرعی قانون کے مطابق حضرت سودہؓ کے والد کا لڑکا قرار دیا لیکن شبہ کی بنا پر حضرت سودہؓ کو اس مشتبہ بھائی سے احتیاطاً پردہ کرنے کا حکم دیا **فمارأ ھا حتی لقی اللہ تعالیٰ (متفق علیہ)** پھر وہ لڑکا تادم حیات اپنی بہن حضرت سودہؓ کو دیکھنے نہیں پایا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۷ باللعان)

یہ ہے شرعی قانون اور یہاں بہنوئی سے ملنے کی اجازت نہ دیئے کا رونا رویا جا رہا ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام امت کی مائیں تھیں **"وازواجہ امھاتھم"** پھر بھی ان سے پردہ کا حکم تھا **قولہ تعالیٰ "فاسئلوا ھنّ من وراء حجاب"** (ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو)

چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ سے ازواج مطہرات سے بھی بلا حجاب ملنا بات چیت کرنا ممنوع ہو گیا تو بہنوئی اس حکم سے کیسے مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ نامحرم عورت پر دفعۃً نظر پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا فوراً نظر پھیر لے (دیکھتا نہ رہے) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

نیز ارشاد نبوی ہے:۔ اللہ کی لعنت ہے اس پر جو غیر محرم کو دیکھے اور اس عورت پر بھی جو دیکھنے کا موقع دے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۷۰)

''بہنوئی سے پردہ نہ ہونا اور خلوت میں ملنا بہت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد نامحرم عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔'' (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

نفس و شیطان سے نہ کسی کو اطمینان ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے شریعت نے اس

معاملہ میں بہت احتیاط برتی ہے چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے پدر بزرگوار حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایک مکان میں بیٹھی ہوئی تھیں آنحضرت ﷺ نے ان باپ بیٹی کو تنہا دیکھ کر فرمایا اے ابوبکر شیطان دور نہیں ہے تنہا بیٹی کے ساتھ بھی نہ بیٹھا کرو۔

(معیار السلوک صفحہ ۱۶۴)

جب باپ بیٹی کے لئے جن کی پاک بازی پر قرآن ناطق ہے یہ ہدایت تھی تو بہنوئی کے لئے کیا حکم ہونا چاہئے؟ ذرا غور تو کیجئے؟

الجواب:۔ (۲) صورت مسئولہ میں عورت ناشزہ (نافرمان ہے جب تک مکان پر نہ آئے وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۱) کیا بیوی کو نیم عریاں لباس سے منع کرنا اس کی دل شکنی ہے

سوال:۔ اگر بیوی نیم عریاں لباس پہنے مثلاً ساڑھی وغیرہ جس میں اس کا پیٹ ناف تک کھلا ہوتا ہے تو اس کا شوہر اس کو منع کر سکتا ہے یا نہیں اگر وہ ڈانٹ کر منع کر دیتا ہے اس پر بیوی روتی ہے تو کیا یہ دل شکنی ہوگی اور یہ گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی اگر گناہ میں مبتلا ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اگر ڈانٹنے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو یہ بھی کرے اگر دل شکنی ہوتی ہوئی دیکھی تو دل شکنی کی پرواہ نہ کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں

سوال:۔ بھائی بہن ایک دوسرے کے گلے لگ کر مل سکتے ہیں؟

الجواب:۔ فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے

سوال:۔ بعض برادریوں میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں جن

میں عورتیں جمع ہوتی ہے اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ ونصیحت کرتی ہے خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں غیر مرد سنتے ہیں اور خوش الحانی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذت لیتے ہیں یہ مجالس آیا ناجائز ہے یا جائز اگر غیر مرد اس میں دلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں اس مقصد کے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

الجواب:۔ عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیر مردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں خصوصاً جب کہ موجب فتنہ (فتنہ کا اندیشہ) ہو منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے بھی گنہگار ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ناراضگی اور بد دعا کے مستحق ہیں۔

(۲۴) آواز کا پردہ اور بازار کی خریداری

سوال۔ شریعت میں عورت کی آواز کو بھی ستر قرار دیا گیا ہے لیکن بازار جانے کی صورت میں خواتین اس کی پابند نہیں رہ سکتیں ویسے بھی اللہ کے نزدیک بازار سب سے ناپسندیدہ جگہ ہے اکثر خواتین کو ہمارے مرد بھائیوں نے بازار جانے پر خود مجبور کر رکھا ہے کیا بحالت شدید مجبوری ایک پردہ دار خاتون اشیاء ضرورت کی خریداری کر سکتی ہے اور ایسا کرنے پر وہ گناہ کی مرتکب تو نہ ہوگی؟

الجواب:۔ اصل تو یہی ہے کہ عورت بازار نہ جائے لیکن اگر ضرورت ہو تو پردہ کی پابندی کے ساتھ خرید وفروخت کر سکتی ہے مگر نامحرم کے سامنے آواز میں لچک پیدا نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے اس معاملے میں والدین کی باتیں نہ مانی جائے

سوال:۔ آج کل بہت سے جرائم دیور اور جیٹھ کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ میری نگاہ سے ایک حدیث گزری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر دیور بھابھی سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو اور اگر بھائی اس سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو میں نے جب یہ شرط اپنے گھر

میں عائدکی یعنی اپنی بیوی سے دیور اور جیٹھ کے پردہ کے لئے کہا تو میرے گھر والوں نے مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی دوسرے طرف یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے دوسری سنت کو ترک کرنا پڑ رہا ہے اگر کہیں یہ عمل ہوتا ہے تو معاشرے کے لوگ اسے بے غیرت کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں پر شک کرتا ہے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس نازک مسئلہ کا حل بتایا جائے۔

الجواب:۔ عورت اپنے دیور جیٹھ کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے چہرے کا پردہ کرے بے تکلفی کے ساتھ باتیں نہ کرے ہنسی مذاق نہ کرے بس اتنا کافی ہے اس پر بیوی کو سمجھا لیجئے آج کل چونکہ پردہ کا رواج نہیں اس لئے معیوب سمجھا جاتا ہے والدین کی بے ادبی تو نہ کی جائے لیکن خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) عورت کا مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کرنا

سوال:۔ میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سول ہسپتال گئی وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کر کے ان کا چیک اپ کرتے ہیں جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کر دیا اور وہ گھر چلی آئی یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے کیا شریعتِ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصہ کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے اگر نہیں تو آپ خود بتائیے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گزاریں جب کہ علاج کرانا بھی ضروری ہو جب کہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیر محرم مرد نہیں دیکھ سکتا مولوی صاحب میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں بلکہ آپ عالم دین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

الجواب:۔ مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد میرے اور آپ کے بس کا نہیں یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے شرم

ویسی ہی انسانیت کا جوہر ہے یہ نہ ہو تو انسان انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے بد قسمتی سے جدید تہذیب میں شرم وحیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سر برہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں ان سے اپنے بدن کی پیمائش کراتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے جس معاشرے میں نہ اسلامی احکام کا کوئی لحاظ ہو نہ خدا اور رسول سے شرم ہو نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کر دیا جائے تو تہذیب جدید کے فلسفہ کے عین مطابق ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحہ کا علم ہے مگر ان کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے مگر اسی کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کی ہیں۔ (یعنی انتہائی ضرورت اور لیڈی ڈاکٹر کی عدم دستیابی میں مرد ڈاکٹر سے علاج کرا سکتی ہے اور ضرورت سے زائد ستر نہ کھولے) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے

سوال:۔ میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کر سکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

الجواب:۔ کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ محرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) برقعہ یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے

سوال:۔ پردے کے بارے میں پوچھنا ہے کہ آج کل اس طرح برقعہ یا چادر اوڑھتے ہیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جاتے ہیں اور نیچے سے چہرہ ناک تک صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ طریقہ صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) عورت اپنے محرم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟

سوال:۔ عورت محرم کے سامنے کس حد تک جسم کھلا رکھ سکتی ہے مثلاً ایک بہن اپنے بھائی کے سامنے۔

الجواب:۔ گھٹنے سے نیچے کا اور سینے سے اوپر کا حصہ سر چہرہ بازو محرم کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

سوال:۔ اسلام کی رو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہوکر باہر نہیں نکلنا چاہئے اب جبکہ خواتین طلبہ کے کالجز میں بھی آ چکی ہیں تو ہمیں پریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہ گار ہیں کہ پڑھنے والے جب کہ ہم مجبور ہیں۔

الجواب:۔ عورتوں کا بے پردہ نکلنا جاہلیت جدید کا تحفہ ہے شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد وعورت سر بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ میاں اس کو کسی اوٹ میں لے جائے جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے بڑی حد تک یہ مجبوری مصنوعی ہے طلبہ اور جہاں بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں ان کے لئے احتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ انہیں اس گناہگار زندگی سے بچایا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

سوال:۔ عورتوں کا بینکوں آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کا بے پردہ غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(۳۲) عورت کوملازمت کرنا ممنوع قرار کیوں نہیں دیتے

سوال: ۔ اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

الجواب: ۔ بلاشبہ فرض ہے اور جب بھی صحیح اسلامی مملکت قائم ہوئی انشاء اللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) ازواج مطہرات پر حجاب کی حیثیت قرآن سے پردہ کا ثبوت

سوال: ۔ ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا یا واجب؟

الجواب: ۔ فرض تھا۔

سوال: ۔ اور عام مومنات کو اور ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم برابر ہے یا فرق ہے؟

الجواب: ۔ برابر ہے مگر احترام وعظمت کے اعتبار سے شدت وضعف کا فرق ہے۔

سوال: ۔ اگر ہے تو کس وجہ سے ہے؟

الجواب: ۔ لقوله تعالیٰ لستن کا حد من النساء الخ؟

(ترجمہ) (اے ازواج مطہرات تم دوسری عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو۔ یعنی تمہارا مرتبہ اونچا ہے۔)

سوال: ۔ اور قرآن مجید کی کس آیت سے حکم پردہ کی تائید ہوتی ہے؟

الجواب: ۔ یا یها النبی قل لا زواجک ونساء المومنین الایة۔ (الاحزاب آیت نمبر ۳۳) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) بہنوئی سے پردہ ضروری ہے چاہے اس نے سالی کو بچپن سے بیٹی کی طرح پالا ہو

سوال: ۔ میں اپنے بہنوئی (دولہا بھائی) کے پاس رہتی ہوں بچپن ہی سے انہوں نے مجھے اپنی

بیٹی کی طرح پالا ہے مجھے بہت چاہتے ہیں معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بہنوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بہنوئی سے نکاح نہیں ہوسکتا اس لئے میرے خیال میں ان سے پردہ بھی نہیں ہونا چاہئے اگر ہے تو میں کیا کروں میرا یہ مسئلہ اسلامی مسئلہ کے ساتھ ساتھ ذہنی اور نفسیاتی مسئلہ بن گیا ہے کیونکہ میری بہت خواہش ہے کہ میں نیک بن جاؤں اس مقصد کے لئے میں نے ہر برائی کو اپنے دل پر پتھر رکھ کر ختم کر دیا ہے لیکن یہ مسئلہ میرے بس کا روگ نہیں باجی مجھے بہت چاہتی ہیں اپنے آپ سے نہیں جدا کر سکتیں کیونکہ وہ بہت بیمار رہتی ہیں ان کی کوئی بیٹی بھی نہیں ہے سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جس انسان کے چوبیس گھنٹے ساتھ رہا جائے اس سے پردہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں شدید ذہنی الجھن کا شکار ہوں ہر وقت خوف خدا اور خدا کے عذاب کے کھٹکے نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے لوگ میری حالت پر شک کرتے ہیں اس مسئلہ کو جب بتاتی ہوں تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا کہ میں اتنے سے مسئلے کے لئے اتنی پریشان ہوں وہ اسے چھوٹا سا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں لیکن میں اپنے ضمیر کو کس کونے میں سلاؤں جو ہر وقت مجھ کو پریشان کئے رکھتا ہے میری عمر ۱۹ سال ہے سکنڈ ایئر کی طالبہ ہوں۔

الجواب:۔ پردہ تو بہنوئی سے بھی ہے لیکن اس صورت میں چادر کا پردہ کافی ہے بلاضرورت بات نہ کی جائے نہ بلاضرورت سامنے آیا جائے اور حتی الوسع پورے بدن کو چھپا کر رکھا جائے اور اس میں کوتاہی ہو جائے تو توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) منہ بولا باپ بھائی بیٹا اجنبی ہے شرعاً ان سے پردہ لازم ہے

سوال:۔ شریعت میں منہ بولے بیٹے باپ یا بھائی کی کیا حیثیت ہے۔ (سوال میں تلخیص کی گئی ہے)۔

الجواب:۔ شریعت میں منہ بولے بیٹے باپ یا بھائی کی کوئی حیثیت نہیں وہ بدستور اجنبی رہتے ہیں اور ان سے عورت کو پردہ کرنا لازم ہے اس منہ بولے کے چکر میں سینکڑوں خاندان اپنی عزت وآبرو نیلام کر چکے ہیں اس لئے اس عورت کا یہ کہنا کہ میں منہ بولے بھائی سے ضرور ملوں گی خدا اور رسول کی نافرمانی اور بے حیائی کی بات ہے اور یہ کہنا کہ میرا ضمیر صاف ہے کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ گفتگو ضمیر کے صاف ہونے نہ ہونے پر نہیں، کسی کے ضمیر کی خبر یا تو اس کو ہوگی یا

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ضمیر کس حد تک صاف ہے گفتگو اس پر ہے کہ جب منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی ہے تو اجنبی مرد سے شوہر کی طویل غیر حاضری میں مسلسل ملنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور اس کا ضمیر صاف بھی ہو تب بھی تہمت اور انگشت نمائی کا موقع تو ہے اور حدیث میں ایسے مواقع سے بچنے کی تاکید آئی ہے حدیث میں ہے۔ اتقوا مقام التهمة (الحدیث)
(ترجمہ) "تہمت کے مقام سے بچو۔" (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم

سوال:۔ دستور کمیشن کے سربراہ مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ ۴۵۔۴۰ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد عورت کے لئے شریعت میں پردہ کی شرائط بھی نرم ہو جاتی ہے اس سلسلے میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اس عمر میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ دفتروں میں کام کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ یا دوسرے کاموں میں مردوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں وزارت سفارت کے منصب پر مقرر کی جا سکتی ہے غرض یہ کہ کہاں تک پردہ کے احکام میں نرمی برتی جا سکتی ہے؟

الجواب:۔ پردے کے احکام نرم ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب اس پر نسوانی احکام جاری نہیں ہوتے جو کام مردوں کے ہیں یا جن کاموں میں غیر مردوں کے ساتھ بے محابانہ اختلاط یا تنہائی کی نوبت آتی ہے وہ اب بھی جائز نہیں ہوں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے

سوال:۔ اکثر خواتین پردہ کرتی ہیں جب کہ شادی وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں حالانکہ وہاں ان کا سامنا مردوں سے بھی ہوتا ہے اگر سامنا نہ بھی ہو تو مووی اور تصاویر میں یہ کسر پوری کر دیتے ہیں کہ باپردہ خواتین کو مرد حضرات بھی دیکھ لیتے ہیں کیا یہ پردہ مناسب ہے جب کہ میرے خیال میں شادی یا دوسری ایسی تقاریب میں بھی باپردہ رہنا چاہئے چاہے مرد نہ بھی ہوں لیکن مووی بن رہی ہو۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ پردہ دار خواتین کہلانے کی مستحق ہیں؟

الجواب:۔ آپ کا خیال صحیح ہے ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ بے پردہ ہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) پردے کی حدود کیا ہے؟

سوال:۔ اسلام میں صحیح پردہ کیا ہے کیا ہاتھ پاؤں چہرہ آنکھیں کھلی رکھی جاسکتی ہیں بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرہ کھولے پردہ کرتے دیکھا ہے جب کہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردہ کی چیز ہے مسلک حنفی اور اسلام میں ہاتھ پہنچوں تک پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں مطلب یہ کہ آپ درست طریقہ پردہ کا وضاحت سے بتلائیے؟

الجواب:۔ پردہ میں ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی رہیں چہرہ چھپانا چاہئے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) بھابھی سے پردہ کی حد

سوال:۔ ہم دو ساتھی ہیں اور الحمدللہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں شرعی پردے کا مکمل اہتمام کیا ہے لیکن میرا ساتھی مجھے اس پر تنگ کرتا ہے کہ آپ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی بھابیوں سے پردہ نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہو جب کہ اعتراض کنندہ کی کوئی بھابھی نہیں ہے جس کی بناء پر وہ اعتراض کرتا ہے اور ہم تین بھائی ہیں تینوں شادی شدہ ہیں آپ کا تحریر کردہ ایک مسئلہ بندہ نے اعتراض کنندہ کو پیش کیا کہ ضرورت کے وقت بھابھی سے بات بھی کی جاسکتی ہے اور بھابھی ہاتھ پاؤں اور چہرہ ننگا کرسکتی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں ہے اس لئے میں اس کی تقلید نہیں کرتا لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

الجواب:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں جو رشتہ دار محرم نہیں۔ مثلاً خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہ جوان عورت کو ان کے روبرو آنا اور بے

تکلف باتیں کرنا ہرگز نہیں کرنا چاہئے اگر مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو بحالت مجبوری سر سے پاؤں تک کسی لمبی چادر سے ڈھانک کرشرم ولحاظ سے بضرورت روبرو آجائے اور کلائی بازو سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے اسی طرح ان لوگوں کے روبرو عطر لگا کرعورت کو آنا جائز نہیں اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔ (تعلیم الطالب ۵)
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(لیکن اس میں یہ ملحوظ رہے کہ اگر چہرہ چھپانا ممکن ہوتو ضروری ہے)

(۴۰) بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے

سوال:۔ مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ داماد کسی بھی درجے کا ہو اس سے پردہ کرنا نہیں آیا ہے مثلاً سگی بہن، بھتیجی اور بھانجی کا شوہر کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب:۔ بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے وہ شرعاً داماد نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:۔ اپنے جیٹھ کے داماد سے پردہ کرتی ہوں لوگ کہتے ہیں کہ گھر کے آدمی سے پردہ نہیں کرنا چاہئے اور سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں آپ بتائیے کہ پردہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس میں بھی پردہ ہے۔

سوال:۔ جب نندوئی دیور بہنوئی ان سب سے شرع کا حکم پردہ کرنے کا ہے تو ہمارے بزرگ اور شوہر بھائی ہم سب سے پردہ کرنے کو کیوں نہیں کہتے اور ہمیں سامنے آنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

الجواب:۔ اگر ایسا کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) عورت کو سربراہ مملکت بنانا کیسا ہے

سوال:۔ ایک مسلم عاقلہ بالغہ عورت جس ملک میں قانون ساز اسمبلی ایوان بالا یعنی سینٹ اور

ملک کا صدر بھی مسلم ہو نیز مذکورہ ملک کے اہم امور مذکورہ اداروں یعنی مجلس قانون ساز سینٹ صدر اور اپنے وزارتی کابینہ سے منظوری لیتی ہو اور یہی کابینہ زیادہ تر امور مملکت چلاتی ہو وزیر اعظم محض ذریعہ نفاذ ہو تو ایسے ملک میں عورت کا وزیر اعظم ہونا عندالشرع جائز ہے یا نہیں جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ عورتوں اور مردوں میں جس قدر اختلاط کم ہوگا اور عورتیں اپنے گھروں کی زینت بنی رہیں گی اسی قدر دنیا میں فتنہ وفساد کم ہوگا بے حیائی اور اس سے پیدا ہونے والے بے شمار غلط اور انسانیت سوز افعال کا ظہور نہ ہوگا عورتوں کی عصمتیں محفوظ رہیں گی مردوں کو نگاہ اور ان کے خیالات وتصورات کی حفاظت ہوگی اور اس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا اسی لئے قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر عورتوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھروں میں رہیں بلاضرورت شرعی وطبعی گھروں سے باہر نہ نکلیں یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پردہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اگر عورت کو شدید شرعی یا طبعی ضرورت کی وجہ سے گھروں سے نکلنا پڑے تو وہ اس طرح پردہ میں نکلیں کہ غلط قسم کے لوگوں کو تاک جھانک کا موقعہ نہ ملے اور ان کی عصمت وعفت محفوظ رہے اور اگر عورت بے پردہ اور حیا سوز تنگ وچست فیشن ایبل دیدہ زیب لباس پہن کر اور بن سنور کر نکلتی ہے تو اس سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے مرد بھی لعنت خداوندی اور وعید شدید کے مستحق بنتے ہیں اور خود یہ عورت بھی اللہ کی لعنت کی مستحق ہوتی ہے اس سلسلہ کی چند آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ہے یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق علانیہ نہ پھرتی رہو۔ (سورہ احزاب پارہ نمبر ۲۲) یہ حکم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کے بارے میں ہے جو پوری امت کی ماں کے درجہ میں ہیں جب ان کو یہ خطاب ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ عام عورتوں کو تو بطریقہ اولی یہ خطاب ہے۔

(۲) قرآن مجید میں ہے یعنی اور جب تم ان سے یعنی ازواج مطہرات سے، کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات ہمیشہ کے لئے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ (سورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۲)

یہ بھی ازواج مطہرات کے بارے میں ہدایت ہے کہ جب ان سے کوئی چیز مانگنے کی نوبت آجائے تو بے پردہ ہو کر مت مانگو بلکہ پردہ میں رہ کر مانگو یقیناً یہ حکم عام عورتوں کے لئے بھی ہوگا۔

(۳) (ترجمہ) اے پیغمبر ﷺ اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچی کرلیا کریں تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلد پہچان ہوجایا کرے گی کہ یہ آزاد عورت ہے تو آزار نہ دی جایا کریں گی۔

(حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ) (سورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۲)

غرض منشاء شریعت یہ ہے کہ مرد اور عورتیں آپس میں بے پردہ نہ ملیں اور ان میں اختلاط نہ ہو۔

مرد اور عورتوں میں فطری طور پر ایک دوسرے کی طرف جاذبیت اور جنسی میلان موجود ہے اور شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ ان کو مبتلائے مصیبت کردے اسی لئے اللہ رب العزت کا حکم عالی ہے کہ مرد بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور عورتیں بھی اس سے ان کے قلوب پاکیزہ رہیں گے اور گناہ کی طرف میلان اور غلط جذبات وخیالات پیدا نہ ہوں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے یعنی آپ ﷺ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ تمہارے لئے دل کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے بے شک خدائے پاک اپنے بندوں کے کام سے واقف اور باخبر ہے۔ (سورہ نور پارہ نمبر ۱۸)

اس طرح عورتوں کے متعلق ارشاد ہے۔ یعنی اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں سورہ نور پارہ نمبر ۱۸۔

حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کی لعنت ہے نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر بھی جس کو دیکھا جائے۔ (مشکوٰۃ شریف نمبر ۲۷)

نیز حدیث میں ہے: آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غیر کو دیکھنا ہے کان زنا کرتا ہے اور اس کا زنا باتیں سننا ہیں ہاتھ زنا کرتا ہے اور ان کا زنا غیر کو پکڑنا ہے اور مس کرنا ہے پاؤں زنا کرتا ہے اور اس کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش وتمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

(مسلم شریف صفحہ ۳۳۶ ج ۲)

نیز حدیث میں ہے: یعنی حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نامحرم عورت پر ناگہانی اچانک نظر پڑنے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں فوراً اپنی نگاہ ہٹالوں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

نیز حدیث میں ہے: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اے

علی دیکھو نگاہ کے بعد نگاہ مت ڈالنا پہلی نظر پہلی نگاہ جو اچانک بلا ارادہ ہو جاتی ہے،؟ قابل عفو ہے دوسری نظر دوسری نگاہ جو قصداً ہو، وہ معاف نہیں ۔ (ابوداؤد شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

احکام قرآن میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے یعنی نگاہ اول سے مراد جو اچانک بلا قصد کے ہو لیکن جب کہ بلا اجازت شرعی بالقصد ہو تو جس طرح دوسری نظر قابل مواخذہ ہے اسی طرح پہلی نظر بھی قابل مواخذہ ہے۔ (احکام القرآن صفحہ ۳۸۸ ج ۴)

نیز حدیث میں ہے: یعنی نامحرم کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلودہ تیر ہے جو اس کو اللہ کے خوف سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے یعنی اجنبی عورتوں کو تاک جھانک کرنے سے اپنے کو بچاؤ اس سے دلوں میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہونے کے لئے یہی کافی ہے!!! (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا شیر اور سانپ کے پیچھے جانا مگر اجنبی عورت کے پیچھے نہ جانا کہ یہ فتنہ میں ملوث کرنے میں شیر اور سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں!!! (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زنا کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا نامحرم کو دیکھنے اور حرص کرنے سے اور حضرت فضیل کا قول ہے ابلیس کہتا ہے کہ نظر نامحرم کو دیکھنا میرا وہ پرانا تیر ہے کہ میں کبھی اس سے خطا نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

مجالس الابرار میں ہے: یعنی عورت جب تک مردوں سے چھپی ہوئی ہے اس کا دین محفوظ ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لئے سب سے بڑی خوبی کی چیز کیا ہے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی اجنبی مرد اس کو دیکھے حضرت اقدس ﷺ کو یہ جواب بہت پسند آیا اور فرمایا اولاد ایک ایک سے ہے یعنی باپ کا اثر اولاد میں آتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دیواروں کے سوراخ اور شگاف بند کردیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں!!

(مجالس الابرار صفحہ ۵۶۳ مجلس نمبر ۸)

حدیث میں ہے: یعنی عورت جو نامحرم ہو وہ جب سامنے سے آتی ہے تو شیطان کی صورت

میں آتی ہے اور پیچھے سے جاتی ہے تب بھی شیطان کی صورت میں ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۸)
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
یعنی بلا ضرورت شدیدہ عورت کو اپنے گھر سے نہ نکلنا چاہئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت ستر ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے پس جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے یعنی اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں برے خیالات اور غلط جذبات پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی عزت اور آبرو میں خطرہ کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔
(حجۃ اللہ البالغہ مع ترجمہ نعم اللہ السابقۃ ج ۸ صفحہ ۳۶۵)
اس لئے عورت کو بلا شرعی اور طبعی ضرورت کے باہر نکلنا ہی نہ چاہئے اور اگر شرعی ضرورت کی وجہ سے نکلنا پڑے تو حکم یہ ہے کہ سر اور چہرہ چھپا کر ہی پردہ کے ساتھ نکلے!!!
رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت قرآنی کی تفسیر میں فرمایا۔ یعنی خدائے پاک نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانک کر نکلیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۸۶ ج ۲۲)
حضرت عبیدہ سلمانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی (تو عملی طور پر) آپ نے اپنا سر اور چہرہ چادر سے چھپا کر بائیں آنکھ کھلی رکھ کر فرمایا یہ ہے اس آیت کی تفسیر اور مراد۔
(روح المعانی صفحہ ۱۹ ج ۲۲) (تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۳ ج ۱۰ اردو)
شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں روایات میں ہے روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔ (فوائد عثمانی صفحہ ۵۶۸ پ ۲۲ سورہ احزاب)
احیاء العلوم میں امام غزالی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں عورتیں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کے زمانہ میں نقاب ڈال کر یعنی پردہ کے ساتھ باہر نکلتی تھیں۔ (احیاء العلوم صفحہ ۲۸ ج ۲)
احکام القرآن میں ہے۔ مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کے لئے ضروری ہے کہ غیر محرم اجنبی مرد سے اپنے چہرہ کو چھپائے۔ (احکام القرآن صفحہ ۴۵۸ ج ۳)
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع میں مرد ہمارے سامنے آجاتے تو ہم منہ پر چادر لٹکا دیتے اور جب سامنے سے ہٹ جاتے تو منہ پر سے چادر ہٹا

دیتے اس لئے کہ بحالت احرام منہ چھپانا منع ہے!!　　(ابوداؤد شریف صفحہ۲۶۱ ج۱)

مجالس الابرار میں ہے: یعنی اور اگر عورت شرعی ضرورت کے بغیر اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلتی ہے تو آسمان وزمین کا ہر ہر فرشتہ اور جس جس چیز پر وہ گزرے سب اس پر لعنت کرتے ہیں سوائے انسان اور جنات کے اور علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ جس جگہ عورت کو جانے کی اجازت ہے تو اس شرط سے اجازت ہے کہ زیب وزینت کے ساتھ نہ ہو اور ہیت ایسی بدل کر جائے کہ مردوں کو اس کے دیکھنے کی رغبت اور خواہش نہ ہو۔

(مجالس الابرار صفحہ۵۶۲، صفحہ۵۶۳ مجلس نمبر ۹۸)

حدیث میں ہے جو عورت عطر اور خوشبو لگا کر نکلتی ہے وہ زانیہ ہے۔

(احکام القرآن صفحہ۱۰۳)

مذکورہ پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں میں اختلاط جتنا کم ہوگا ہر ایک کا دین اسی قدر محفوظ ہوگا اور جتنا اختلاط زیادہ ہوگا دین میں بگاڑ پیدا ہوگا اور دنیا میں فتنہ وفساد رونما ہوگا اور عورتوں کا فتنہ بڑا سخت ہے چنانچہ حدیث میں ہے میرے بعد مردوں کے لئے کوئی فتنہ عورتوں کے فتنہ سے زیادہ مضر اور نقصان دہ نہیں ہے۔　　(مشکوٰۃ شریف صفحہ۲۶۷)

دوسری روایت میں ہے عورتوں سے ڈرو کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے ہوا تھا۔　　(مشکوٰۃ شریف صفحہ۲۸۷)

ایسے مواقع جہاں گھر سے باہر نکلنا لابدی اور ضروری ہوتا ہے اور مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہوتا ہے شریعت نے اس چیز کا اور اس جگہ حاضر ہونے کا عورت کو مکلف نہیں بنایا مثلاً!

(۱) عورت پر جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(۲) عورت کے ذمہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں بلکہ گھر میں تنہا نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ پڑھنے سے افضل ہے۔

(۳) عورت کا محرم نہ ہو تو تنہا حج کی ادائیگی کے لئے جانا جائز نہیں اگر محرم نہ ملے اور موت کا وقت آجائے تو حج بدل کا وصیت کرے۔

(۴) عورت پر جہاد فرض نہیں۔

(۵) جنازہ کے ساتھ جانے کی مکلف نہیں۔

(۶) قبروں کی زیارت کے لئے جانے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ اپنے والدین اور بیٹے وغیرہ

کی قبر پر بھی جانا جائز نہیں۔

غور کیجئے شریعت اسلامیہ نے عورت کی عصمت وعزت کی حفاظت کا کس قدر اہتمام کیا ہے ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ عورت شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکلے اور مردوں کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو۔۔

اگر عورت سربراہ مملکت بنے گی تو قدم قدم پر مردوں کے ساتھ اختلاط کا موقع آئے گا اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے پارلیمنٹ اسمبلی ہال اور اس کے علاوہ متعدد جگہوں پر حاضر ہوگی منٹگوں اور مشوروں میں شریک ہوگی بحث ومباحثہ میں حصہ لے گی مردوں کو مخاطب کرے گی حاضرین اس کی طرف متوجہ ہوں گے جگہ جگہ مردوں کے ساتھ اختلاط اور تنہائی کا موقع بھی آئے گا کیا یہ سب باتیں شرعاً جائز ہوسکتی ہے مندرجہ بالا ارشادات خداوندی اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف (تحیۃ وسلام) کی روشنی میں ان باتوں کا جواب بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے نیز حدیث میں ہے۔ (ترجمہ) حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے اوپر کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پاوے گی جس نے اپنے اوپر ایک عورت کو حاکم وآمر بنایا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۱ کتاب الامارۃ والقضاء) (ترمذی شریف صفحہ ۵۱۵۰ ج ۲)

یعنی شرح السنہ میں ہے۔عورت کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ امام (سربراہ حکومت) اور قاضی بنے کیونکہ امام اور قاضی کو مسلمانوں کے امور نمٹانے کے لئے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس کے بغیر وہ اپنی ذمہ داری کامل طریقہ پر انجام نہیں دے سکتے اور عورت چھپانے کی چیز ہے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ (التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۱ ج ۴)

نیز حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے امراء تم میں بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے سخی لوگ ہوں اور تمہارے معاملات آپس کے مشورہ سے طے ہوتے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء تم میں کے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے عورتوں کے حوالے ہوں تو زمین کا پیٹ یعنی (دفن ہونا) تمہارے لئے اس کی پشت سے بہتر ہوگا۔ (ترمذی شریف صفحہ ۵۲ ج ۱)

قرآن مجید میں ہے (ترجمہ) مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے

بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر یعنی عورتوں پر قدرتی فضیلت دی ہے یہ تو وہی امر ہے اور دوسرے (اس سبب سے کہ مردوں نے عورتوں پر) اپنے مال مہر میں اور نان نفقہ میں خرچ کئے ہے!!! (قرآن مجید سورہ نساء آیت نمبر ۳۴ پارہ نمبر ۵)

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ارشاد فرمایا **الرجال قوامون علی النساء** ..... **قوام قیام قیم** عربی زبان میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام یا نظام کا ذمہ دار اور چلانے والا ہو اسی لئے اس آیت میں قوام کا ترجمہ عموماً حاکم کیا گیا ہے یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں مراد یہ ہے کہ ہر اجتماعی نظام کے لئے عقلاً اور عرفاً یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی سربراہ یا امیر اور حاکم ہوتا کہ اختلاف کے وقت اس کے فیصلہ سے کام چل سکے جس طرح ملک و سلطنت اور ریاست کے لئے اس کی ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہے اسی طرح قبائلی نظام میں بھی اس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی اور کسی ایک شخص کو فیصلہ کا سردار اور حاکم مانا گیا ہے اسی طرح اس عائلی نظام میں جس کو خانہ داری کہا جاتا ہے اس میں بھی ایک امیر اور سربراہ کی ضرورت ہے عورتوں اور بچوں کے مقابلہ میں اس کام کے لئے حق تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا ہے کہ ان کی عملی وعلمی قوتیں بہ نسبت عورتوں بچوں کے زیادہ ہیں اور یہ ایسا بدیہی معاملہ ہے کہ کوئی سمجھدار عورت یا مرد اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ (معارف القرآن صفحہ ۱۳۹۵، صفحہ ۳۹۶ ج ۲)

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان آیات میں مطلقاً مردوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر ہر طرح کی فضیلت حاصل ہے ذاتی اور عرضی دونوں قسم کی فضیلتیں مردوں کو خدا نے عطاء کی ہیں اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرد عورتوں پر دو وجہ سے حاکم اور قائم ہیں ..... ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر بزرگی اور بڑائی دی ہے یعنی ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بہت سی باتوں میں فضیلت دی ہے اور اس فضیلت کا اقتضاء (تقاضا) یہ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہوں اور عورتیں محکوم ہوں حق تعالیٰ نے بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو عقل، علم، حلم، فہم، حسن تدبیر، قوت نظریہ، قوت عملیہ، قوت جسمانیہ وغیرہ وغیرہ کہیں زائد عطا کی اور نبوت، امامت، خلافت، بادشاہت، قضاو شہادت، وجوب جہاد، جمعہ، عیدین، اذان، خطبہ، جماعت، میراث میں حصہ کی زیادتی، نکاح کی مالکیت، تعدد ازدواج، طلاق کا اختیار، بلانقصان کے نماز، روزہ کا پورا کرنا اور حیض ونفاس اور ولادت سے محفوظ رہنا یہ فضائل حق تعالیٰ نے مردوں ہی کو عطا

کی ہیں انہیں فضائل اور خصوصیات کی بنا پر حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کے لئے حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے!!!

جسمانی قوت میں عورتیں مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور ظاہر ہے کہ کمزور اور ناتوان کو قوی اور توانا پر نہ حکومت کا حق ہے اور نہ وہ کر سکتا ہے قضاء وقدر نے عورتوں کی سرشت میں برودت اور نزاکت رکھی ہے اور مردوں میں حرارت اور قوت رکھی ہے اسی وجہ سے فوجی بھرتی اور جنگ وجدال اور قتال اور شجاعت اور بہادری اور میدان جنگ میں حکومت اور سلطنت کے لئے جانبازی اور سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی اور حکومت کی بقا کے لئے جس قدر اعمال شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب مردوں ہی سے سرانجام پاتے ہیں مرد کی ساخت اور بناوٹ ہی اس کی فضیلت اور فوقیت کا ثبوت دے رہی ہے اور عورت کی فطری نزاکت اور اس کا حمل اور ولادت اس کی کمزوری اور لاچاری کی کھلی دلیل ہے۔ (معارف القرآن ادریسی صفحہ ۷۰، صفحہ ۷۱ ج ۲)

مذکورہ آیت اور دونوں بزرگوں کی تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ سربراہی اور حکمرانی مرد ہی کے لئے زیبا ہے مرد ہی اس کے قابل ہے اور مرد ہی اس ذمہ داری اور بوجھ کو اٹھا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اس کو اس کے قابل بنایا ہے اس کے برعکس عورت کو سربراہ اور حکمران بنانا قلب موضوع (جو چیز جس کام کے لئے وضع (بنائی) کی گئی ہے اس سے اس کو پھیرانا یعنی الٹا نظام) ہے عورت فطری طور پر کمزور ہے اس پر اتنی بڑی ذمہ داری ڈالنا فطرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گھر اور ایک خاندان کے انتظامی امور میں مرد کو قیم سربراہ حاکم فرمایا ہے عورت کو محکوم اور مامور قرار دیا گیا ہے تو پوری حکومت کا سربراہ اور حاکم بنانا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

امامت کے دو قسمیں ہیں امامت کبریٰ امامت صغریٰ امامت کبریٰ یعنی سربراہ حکوت ہونا امامت صغریٰ یعنی نماز باجماعت میں مردں کا امام بننا عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں وہ امام بن کر مردوں کو نماز نہیں پڑھا سکتیں۔ (جیسے درمختار میں ہے) جب عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں تو پوری حکومت کی امامت کبری اسے کیسے حوالے کی جا سکتی ہے چنانچہ درمختار میں امامت کبریٰ کے شرائط بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

اور شرط ہے سربراہ حکومت کا مسلمان ہونا آزاد ہونا عاقل ہونا اور احکام جاری کرنے اور مصالح اسلام قائم کرنے پر قدرت رکھنے والا ہونا مرد ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا عورت کے مناسب حال یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے اور اس طرف

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے کہ عورت ان کے معاملات کی مالک ہو۔ (درمختار وردالمختار صفحہ ۵۱۲ ج ا باب الامامۃ)

اگر کوئی شخص ملکہ بلقیس کے واقعہ سے عورت کی سربراہی کے جواز پر استدلال کرے تو اس کے متعلق حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے اور ہمارے شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے اول تو یہ فعل مشرکین کا تھا دوسرے اگر شریعت مسلمانیہ میں اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اس کے خلاف ہوتے ہوئے وہ حجۃ نہیں! (بیان القرآن صفحہ ۷۸ ج ۸ سورہ نمل پارہ نمبر ۱۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

عورت کے بناؤ سنگھار کے مسائل

(۱) عورتوں کے لئے کس قسم کا میک اپ جائز ہے

سوال:۔ ہماری خواتین اس بات پر بحث کرتی ہیں کہ انسان اپنی خوبصورتی کے لئے میک اپ کر سکتا ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے خواتین کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان میک اپ کریں جس میں سرخی پاؤڈر نیل پالش شامل ہے کیا اس حالت میں محفل وعظ میں شرکت کرنا قرآن خوانی اور نماز وغیرہ پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے ایسا میک اپ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی فطری تخلیق میں تغیر کرنے کی کوشش ہو جائز نہیں مثلاً اپنے فطری اور خلقی باتوں کے ساتھ دوسرے انسانوں کے بالوں کو ملانا ہاں انسان کے علاوہ دوسری مصنوعی بالوں کو ملانا جائز ہے جب کہ اس میک اپ میں سرخی پاؤڈر شامل ہے البتہ ناخن پالش سے احتراز کیا جائے کیونکہ ناخن پالش دور کئے بغیر نہ وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل...... ناخن پالش کو ہر وضو کے لئے ہٹانا کار مشکل (مشکل کام) ہے اور جب ناخن پالش کو ہٹائے بغیر وضو یا غسل صحیح نہ ہوگا تو نماز بھی نہ ہوگی اس لئے ناخن پالش کی لعنت سے احتراز لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲) عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:۔ میری ایک دوست یہ کہتی ہے کہ بھنویں بنانا گناہ کی بات نہیں ہے کیونکہ چھوٹے بچے کے بال آٹے سے رگڑ کے اتارے جاتے ہیں تو بڑے ہو کر بھنوؤں کے بال اتارنا غلط بات تو

نہیں ہوئی۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے پھر یہ گناہ کیوں نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، صفحہ نمبر ۸۷۹، ج ۲) پر ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر اور جسم گوندھنے اور گوندوانے والی پر''۔ (حدیث)

(۳) کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کر سکتی ہے نیز بھنوؤں کا حکم

سوال:۔ میرے چہرے اور بازوؤں پر کافی گھنے بال ہیں کیا میں ان بالوں کو صاف کر سکتی ہوں اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب:۔ صاف کر سکتی ہیں۔

(۴) بھنوؤں کو صحیح کرنا

سوال:۔ میری بھنویں آپس میں ملی ہوئی ہیں میں بھنویں تو نہیں بناتی ہوں مگر بھنویں الگ کرنے کے لئے درمیان میں سے بال صاف کر دیتی ہوں کیا میرا یہ عمل درست ہے؟

الجواب:۔ یہ عمل درست نہیں۔ (ایضاً)

(۵) بالوں کی نوکیں درست کرنا جائز ہے

سوال:۔ اکثر بال جب بڑھ جاتے ہیں تو ان کی دو نوکیں نکل آتی ہیں جن کی وجہ سے بال جھڑنے لگتے ہیں ایسی صورت میں بالوں کی نوکیں کاٹنا کیا گناہ ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں نوکیں کاٹنے کی اجازت ہے۔

(۶) عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے

سوال:۔ لڑکیاں جو آج کل پلکیں بناتی ہیں کیا یہ جائز ہے اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا

کہ عورت کو جسم کے ساتھ او بالگانا حرام ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ پلکیں بنوانے کا فعل جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۷۶)

(ترجمہ) ''حضرت ابوریحانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے بالوں کے ساتھ بال جوڑنے سے جسم پر گندوانے سے اور بال نوچنے سے الخ۔''

(۷) چہرے اور بازوؤں کے بال کاٹنا عورت کے لئے کیسا ہے

سوال:۔ کیا خواتین کے لئے چہرے، بازوؤں اور بھنوؤں کے درمیان کا رواں صاف کرنا گناہ ہے؟ جواب مدلل دیجئے گا؟

الجواب:۔ محض زیبائش کے لئے تو فطری بناوٹ کو بدلنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے بال نوچنے اور نچوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۱) البتہ اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد (عادت کے برخلاف) بال اگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی فقہاء نے اجازت لکھی ہے اسی طرح جن بالوں سے شوہر کو نفرت ہو ان کے صاف کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہیں

سوال:۔ کیا بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہوتے ہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں! سخت مکروہ ہیں۔ (ایضاً)

(۹) عورت کو سر کے بالوں کی دو چوٹیاں بنانا کیسا ہے؟

سوال:۔ مسئلہ یوں ہے کہ میں کالج کی طالبہ ہوں اور اکثر دو چوٹی باندھ لیتی ہوں لیکن ایک دن میری سہیلی نے مجھے بتایا کہ دو چوٹی کا باندھنا سخت گناہ ہے اور مجھے قبر کے مردے کا حال بتایا کہ جس کے پیروں کے انگوٹھے میں بال بندھ گئے تھے۔ میں نے تصدیق کے لئے اپنی خالہ

سے پوچھا تو انہوں نے بھی مجھے یہ کہا کہ یہ گناہ ہے اور مزید یہ بھی بتایا کہ میک آپ کرنا ٹائیٹ کپڑے اور فیشن ایبل کپڑے پہننا بھی گناہ ہے اور ساتھ میں وہی واقعہ جو کہ میری سہیلی نے سنایا تھا۔ سنایا اس دن سے آج تک میں نے دو چوٹی نہیں باندھی لیکن میری دوسری سہیلی کا کہنا ہے کہ یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں وہ اصرار بھی کرتی ہے کہ میں دو چوٹی باندھوں برائے مہربانی مجھے اسی ہفتہ کے صفحہ میں جواب دے کر اس پریشانی سے نجات دلا میں میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں ایک اصولی قاعدہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کو ایسی وضع قطع اور لباس کی ایسی تراش خراش کرنے کی اجازت نہیں جس میں کافروں یا فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت پائی جائے اگر کوئی شخص خواہ مومن مرد ہو یا عورت ایسا کرے گا تو اس کو کافروں کی شکل وصورت محبوب ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی موجب ہے دو چوٹیوں کا فیشن بھی غلط ہے۔

(۱۰) بیوٹی پارلرز کی شرعی حیثیت

سوال:۔ (الف) ہمارے شہر کراچی میں بیوٹی پارلرز کی بہتات ہے اسلام میں ان بیوٹی پارلرز کے بارے میں کیا احکام ہیں؟ شہر کے مصروف کاروباری مراکز میں مرد کاروباری حضرات کے ساتھ بیوٹی پارلرز کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے ان بیوٹی پارلرز کے لئے کیا حکم تحریر کریں؟ کیا مرد اور عورت ساتھ ساتھ کاروبار کر سکتے ہیں؟

(ب) کیا خواتین کا بیوٹی پارلرز کا کام سیکھنا اور اس کو بطور پیشہ اپنانا اسلام میں جائز ہے؟

(ج) بیوٹی پارلرز میں جس انداز سے خواتین کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ بیوٹی پارلرز سے واپس آنے کے بعد عورت اور مرد میں فرق معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے ہمارے بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بال جس انداز سے کاٹے جاتے ہیں کیا وہ شرع کے لحاظ سے جائز ہیں؟

(د) بعض بیوٹی پارلرز کی آڑ میں لڑکیاں سپلائی کرنے کا کاروبار بھی ہوتا ہے شرع کے لحاظ سے ایسے کاروبار کے لئے کیا حکم ہے جس سے ملک میں فحاشی پھیلنے لگے؟

الجواب:۔ خواتین کو آرائش وزیبائش کی اجازت ہے بشرطیکہ حدود کے اندر ہو لیکن

موجودہ دور میں بیوٹی پارلرز کا جو پیشہ کیا جاتا ہے اس میں چند در چند قباحتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ پیشہ حرام ہے اور وہ قباحتیں مختصراً یہ ہیں۔

اول۔ بعض جگہ مرد اس کام کو کرتے ہیں اور یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔

دوم۔ ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں یہ بھی بے حیائی ہے۔

سوم۔ جیسا کہ آپ نے نمبر ۳ میں لکھا ہے بیوٹی پارلرز سے واپس آنے کے بعد مرد وعورت لڑکے اور لڑکی میں امتیاز مشکل ہوتا ہے حالانکہ مرد کا عورتوں اور عورت کا مردوں کی مشابہت کرنا موجب لعنت ہے۔

چہارم۔ جیسا کہ آپ نے نمبر ۴ میں لکھا ہے یہ مراکز حسن، فحاشی کے خفیہ اڈے بھی ہیں۔

پنجم۔ عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنے والوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا ہے اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) عورتوں کو بال چھوٹے کرنا موجب لعنت ہے

سوال:۔ آج کل جو عورتیں اپنے سر کے بال فیشن کے طور پر چھوٹے کرواتی یا لڑکوں کی طرح بہت چھوٹے رکھتی ہیں ان کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔'' (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۳۸۰ بحوالہ بخاری) یہ حدیث آپ کے سوال کا جواب ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر۔'' (الحدیث) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کو آڑی مانگ نکالنا

سوال:۔ میں نے اکثر بوڑھی خواتین سے سن رکھا ہے کہ لڑکیوں یا عورتوں کو آڑی مانگ نکالنا

اسلام کی رو سے جائز نہیں وہ اس لئے کہ جب عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بالوں سے بیچ کی مانگ نکالی جاتی ہے اور آڑی مانگ نکال نکال کر عادت ہو جاتی ہے اور پھر بیچ کی مانگ نکالنے میں مشکل ہوتی ہے آپ فرمائیے کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب:۔ ٹیڑھی مانگ نکالنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے مسلمانوں میں اس کا رواج گمراہ قوموں کی تقلید سے ہوا ہے اس لئے ترک کرنا واجب ہے۔ (ایضا)

(۱۳) لڑکیوں کے بڑے ناخن

سوال:۔ لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتہ نہیں تو پندرھویں دن ناخن اتار دے اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اتارے تو گناہ ہوا یہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

(۱۴) عورتوں کے لئے بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے

سوال:۔ سوال یہ ہے کہ عورتوں کے منہ پر کالے بال ہوتے ہیں جس سے منہ کالا لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے مونچھیں نکلی ہوئی ہوں اس کے لئے ایک کریم آتی ہے جس کو لگانے سے بال جلد کی رنگت جیسے ہو جاتے ہیں اور لگتا نہیں ہے کہ چہرے پر بال ہوں اس کو بلیچ کرنا کہتے ہیں تو کیا اس طرح بال کے رنگ کو بدلنے سے گناہ ہوتا ہے؟ اگر چہرہ سفید ہو اور بال کالے ہوں تو چہرہ برا لگتا ہے اس لئے لڑکیاں اور عورتیں بلیچ کرتی ہیں تو کیا یہ کرنا گناہ ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے چہرے کے بال نوچ کر صاف کرنا یا ان کی حیثیت تبدیل کرنا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) نیل پالش لگی ہونے سے غسل اور وضو نہیں ہوتا

سوال:۔ آج کل خواتین خصوصاً وہ خواتین جو اس دور میں تھوڑی سی یہ کوشش کرتی ہیں کہ دنیا

والوں کے ساتھ چل سکیں تھوڑا بہت فیشن کر لیتیں ہیں مثلاً نیل پالش وغیرہ لگالیتی ہیں آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو ہو جاتا ہے؟ نماز اس سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا وضو کے بعد نیل پالش لگا کر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ سنا ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا جب وضو نہیں ہوگا تو انسان پاک کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچنے سے روکے تو وضو نہیں ہوتا یہی حکم غسل کا ہے نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں حالانکہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ ذوق سلیم کو یہ چیزیں بد مذاقی معلوم ہوتی ہیں اور جب ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق بھی سلب ہو جائے تو ان کا استعمال کسی سلیم الفطرت مسلمان کو کب گوارا ہو سکتا ہے؟ عورتوں کو زیب وزینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے یہ تو نہیں کہ جس چیز کا بھی فیشن چل نکلے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے۔

(۱۶) عورت کو مردوں والا روپ بنانا

سوال:۔ ہمارے خاندان میں ایک عورت ہے جس نے بچپن سے مردانہ چال ڈھال اختیار کی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے مردوں جیسے بال رکھتی ہے، الغرض خود کو مرد کہتی ہے اور اگر خاندان کا کوئی مرد اس کو عورت کہتا ہے تو جھگڑا کرتی ہے اس کے علاوہ یہ عورت روزے اور نماز سخت پابندی سے ادا کرتی ہے اور خود کو لوگوں کے سامنے ایک دیندار اور صحیح مرد پیش کرتی ہے اور حقیقت میں دیندار بھی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ کیا شریعت کی رو سے یہ جائز ہے اس عورت کی عمر اب چالیس سال کے برابر ہوگی۔

الجواب:۔ عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت حرام ہے آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائیں اور م

سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۸۷۴)

(۱۷) بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کٹوانا جائز ہے اکھیڑنا جائز نہیں

سوال: ۔بھنوؤں کے بال بڑھ جانے پر یا بے زیب ہونے پر کٹوائے یا موچنے سے اکھیڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا تو جائز ہے مگر موچنے سے اکھیڑنا درست نہیں۔

(۱۸) عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے

سوال: ۔آپ نے فرمایا تھا کہ ٹخنوں تک شلوار ہونی چاہئے تو یہ حکم عورتوں کے لئے بھی ہے یا صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے اور ہر وقت یا صرف نماز تک کے لئے ہے؟

الجواب: ۔نہیں یہ مردوں کا حکم ہے۔عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) لباس میں تین چیزیں حرام ہیں

سوال: ۔مردوں اور عورتوں کو لباس پہننے میں کیا احتیاط کرنی چاہئے؟

الجواب: ۔لباس میں تین چیزیں حرام ہیں۔

(۱) مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کی وضع کا لباس پہننا۔

(۲) وضع قطع اور لباس کی تراش خراش میں فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت کرنا۔

(۳) فخر و مباہات کے انداز کا لباس پہننا۔اب یہ خود بھی دیکھ لیجئے کہ آپ کے لباس میں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے یا نہیں۔　　(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے

سوال: ۔ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت بھی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔

(۲۱) مصنوعی ریشم پہننا

سوال:۔ بخاری ومسلم میں حضرت براءؓ بن عازب کی روایت کردہ ایک حدیث نظر سے گزری (جو ایک ماہنامے میں چھپی تھی) اس میں حضور ﷺ نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے جن میں ایک یہ بھی ہے کہ "سوت اور ریشم کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننا۔" اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں دکانداروں کا کہنا ہے کہ یہ خالص ریشم نہیں ہے بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہے تو کیا اس صورت میں یہ حرام ہوا؟ پھر راؤ سلک کے نام سے بھی ایک کپڑا پہنا جاتا ہے یہ کس ذمرے میں آئے گا؟

الجواب:۔ مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں یہ ریشم نہیں اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا مردوں کے لئے درست نہیں۔ البتہ عورتوں کے لئے حلال ہے۔

(۲۲) عورتوں کو سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا

سوال:۔ کیا عورتوں کی انگوٹھی کے بارے میں کوئی خاص حکم ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کو سونے چاندی کے علاوہ اور کسی دھات کی انگوٹھی پہننا درست نہیں ہے۔

(۲۳) بیل بوٹم پتلون پہننا لڑکے لڑکیوں کے لئے

سوال:۔ بیل بوٹم پتلون پہننے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ بیل بوٹم پتلون غیروں اور فاسقوں کا لباس شمار کیا جاتا ہے دینداروں کے لئے

برکتی رحمتی لباس چھوڑ کر غیروں اور فاسقوں کی وضع قطع طرز اختیار کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

مالابد منہ میں ہے مسلم راتشبہ بہ کفار وفساق حرام است

(ترجمہ) مسلمان کے لئے کافروں اور فاسقوں کی مشابہت حرام ہے صفحہ ۱۳۱ کافروں اور فاسقوں کے لباس وغیرہ کے ساتھ جس درجہ کی مشابہت ہوگی اس درجہ ممانعت کا حکم عائد ہوگا جس لباس میں پوری مشابہت ہوگی وہ ناجائز اور حرام شمار ہوگا اور جس لباس میں تھوڑی مشابہت ہوگی وہ مکروہ شمار ہوگا بہت افسوس کی بات ہے کہ لڑکوں کی دیکھا دیکھی لڑکیاں بھی بیل بوٹم پتلون پہننے لگی ہیں یہاں تک کہ بھائی بہن ایک دوسرے کی پتلون پہنتے ہیں اور اس کو کمال سمجھتے ہیں یہ اخلاق کی کمزوری اور ذہنیت کے بگاڑ کی علامت ہے۔

عورتوں کو لازم ہے کہ مردوں کے طرز کے لباس سے بچیں نیز مردوں کو لازم ہے کہ عورتوں کے طرز کا لباس اختیار نہ کریں کہ موجب لعنت ہے حدیث میں ہے (ترجمہ) یعنی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد جیسا لباس پہنے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۲)

اسی طرح مسلمانوں کو لازم ہے کہ غیروں کے لباس اور طرز طریقہ سے بچ کر رہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جس آدمی نے کسی قوم کی صورت مشابہت اختیار کی تو وہ عقیدہ اور صورۃً اس قوم کا شکار بن جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۵)

اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو منع کیا کہ زعفران سے رنگے ہوئے لال کپڑے کافروں کا لباس ہے اس کو مت پہنو ایک اور حدیث میں ہے: کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی اور ایک شخص (صحابیؓ) کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دی اور عربی کمان اختیار کر۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۹)

مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس اس سے بہتر نعم البدل موجود ہے تو دوسرے قوم کے پاس بھیک کیوں مانگتے ہو۔

بزرگان دین ہدایت فرماتے ہیں کہ یعنی کریموں اور پاکباز لوگوں کی مشابہت اختیار کرو اگر چہ تم ان جیسے نہ ہو بے شک کریموں اور پاکبازوں کی مشابہت اختیار کرنے میں دین ودنیا کی بھلائی اور کامیابی ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے (ترجمہ) یعنی تمہارے جوانوں میں سب سے بہتر جوان وہ ہے جو بزرگوں کی مشابہت اختیار کرے اور تمہارے بوڑھوں میں سب سے بدترین

بوڑھا وہ ہے جو نو جوانوں کی مشابہت اختیار کرے۔ (کنز العمال ج ۱ صفحہ ۱۲۹)

علامہ ابن حجر ہیثمیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) اپنی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر میں محدث مالک بن دینار کی روایت سے ایک نبی کی وحی نقل کی ہے (ترجمہ) یعنی خدا نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اے نبی اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ سے داخل نہ ہوں میرے دشمنوں کے لباس جیسا لباس نہ پہنیں اور میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار نہ ہوں اور میرے دشمنوں کے کھانے جیسا کھانا نہ کھائیں یعنی تمہارے اور ان کے درمیان امتیاز ضروری ہے۔ ورنہ تمہاری قوم بھی اسی طرح میرے دشمنوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گی جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔ (کتاب الزواجر عن اقتراب الکبائر صفحہ ۱۱ ج ۱)

(مفتی عبد الرحیم لاجپوری)

(۲۴) عورت کا بال کاٹنا

سوال:۔ اگر کسی عورت کے چوٹی کے بال بڑے چھوٹے ہوں تو ان کو برابر کرنے کے لئے بال کاٹنا کیسا ہے؟

بعض عورتیں اپنی لڑکیوں کے بال بطور فیشن کاٹتی رہتی ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ بال قدرتی طور پر چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اس میں کوئی برابری کی بات نہیں ہے کاٹنے سے چھوٹی چھوٹی ہوگی لہذا بال نہ کاٹے جائیں چھوٹی بچیوں کے بال بھی بطور فیشن کاٹنا ممنوع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبد الرحیم لاجپوری)

(۲۵) عورت کا کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال:۔ ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت کرتے تھے ان کا انتقال ہو گیا ان کی بیوہ اور چار بچیاں ہیں ان کے گزر بسر کے لئے پریشانی کا سامنا ہے کمپنی والے مرحوم کی بیوہ کو اپنے یہاں ملازمت دینے کے لئے تیار ہیں کمپنی کی بس میں آمد و رفت ہوگی کیا مذکورہ صورت میں عورت کے لئے ملازمت قبول کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔

الجواب:۔ عورت کمپنی میں ملازمت کرے گی تو کئی ممنوعات کا ارتکاب ہوگا بے پردگی ہوگی

نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط اور بعض موقعوں پر خلوت اور تنہائی کا موقع بھی آسکتا ہے ان کے ساتھ بے تکلفانہ بات چیت اور نامحرم مردوں کے ساتھ آمد و رفت ہوگی وغیرہ وغیرہ اس لئے شرعاً ایسی ملازمت کی اجازت نہیں ہو سکتی مزید تفصیل اور دلائل کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱۶۷ تا صفحہ ۱۷۰ جلد سوم۔

عورت پریشان حال ہو تو گذر بسر کے لئے اور کوئی جائز تدبیر اختیار کی جائے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاح ثانی کر لے جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاح ثانی کے لئے آمادہ نہ ہو تو گھر میں چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھانا شروع کر دے یا کوئی گھریلو ہنر اختیار کرے اور اس سے اخراجات کا انتظام کرے اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے اور عورت اور بچیوں کے پاس مال نہ ہو فاقہ کی نوبت آئی تو عورت اور بچیوں کے اعزاء و اقرباء پر ان کے نان نفقہ کا انتظام کرنا لازم ہوگا اگر وہ انتظام نہ کریں تو اہل محلّہ و جماعت مسلمین پر یہ فریضہ عائد ہوگا ملاحظہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ اردو صفحہ ۱۷۱، صفحہ ۲۱۸ ج ۵) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۶) عورت کے زیادہ لمبے بال کاٹ کر کم کرنا

سوال:۔ میری بارہ سالہ بچی کے بال بہت لمبے اور گھنے ہیں جو سرین تک پہنچتے ہیں بالوں کو دھونا اور صاف رکھنا اس کے لئے مشکل ہے جوئیں پڑنے کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں بالوں کی لمبائی قدرے کم کر دی جائے تو لڑکی بآسانی اپنے بالوں کو سنبھال سکے گی تو قدرے بال کٹوا دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ گھنے اور لمبے بال عورتوں اور بچیوں کے لئے باعث زینت ہیں آسمانوں پر فرشتوں کی تسبیح ہے (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی ہے اور عورتوں کو لٹوں اور چوٹیوں سے۔ (روح البیان صفحہ ۲۲۲ ج ۱ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۴۰)

لہٰذا بالوں کو چھوٹا نہ کیا جائے البتہ اتنے بڑے ہوں کہ سرین سے بھی نیچے ہو جائے اور عیب دار معلوم ہونے لگیں تو سرین سے نیچے والے حصہ کے بالوں کو کاٹا جا سکتا ہے؟ فقط۔

(مفتی عبد الرحیم لاجپوری)

باب۔ عورت کے بناؤ سنگھار کے متفرق
اور اسقاط حمل کے مسائل

(۲۷) عورت کا اپنے گرے ہوئے بال یا دوسری عورت کے بال اپنی چوٹی میں ملانا کیسا ہے؟

سوال:۔ عورت اپنے گرے ہوئے یا کسی دوسری عورت کے بال اپنے بالوں سے ملا سکتی ہے؟ اگر کالے تاگے (دھاگے) کی ربن یا چٹیا ہو تو اس کے ملانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عورت اپنے گرے ہوئے بال بالوں میں نہ ملائے، ممنوع ہے اسی طرح دوسری عورت کے بال ملانا بھی ناجائز ہے۔ البتہ مذکورہ ربن یا تاگے کی چٹیا ملا سکتی ہے۔

درمختار میں ہے کہ انسانی بالوں کا سر کے بالوں سے ملانا حرام ہے چاہے اسی عورت کے بال ہوں یا کسی اور عورت کے ہوں۔ شامی لکھتے ہیں کیونکہ اس میں تزویر (بگاڑنا اور دھوکہ دینا) ہے اور انسان کے جزو سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت اگر اپنے ہی گرتے ہوئے بال بالوں میں ملائے تو مکروہ ہے البتہ جو رخصت ہے وہ انسانی بالوں کے علاوہ ہے، عورت اپنی چوٹی بڑھانے کے لئے دوسری اشیاء استعمال کر سکتی ہے خانیہ میں وبر (صوف یعنی اون) کی بنی ہوئی چٹیا وغیرہ کا استعمال جائز لکھا ہے۔ (شامی ج ۵ صفحہ ۳۲۸) واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۸) ہتھیلی سے نیچے اور اس کی پشت پر مہندی لگانا جائز ہے

سوال: ۔ مجھے میری ایک سہیلی نے کہا تھا کہ مہندی صرف ہتھیلی پر لگانا چاہئے، ہتھیلی کے نیچے یا ہتھیلی کے پیچھے نہیں لگانی چاہئے کیونکہ اس طرح ہندو لگاتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

الجواب: ۔ اس طریقے سے مہندی لگانے میں ہندوؤں کی مشابہت نہیں ہے اس لئے جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) بال بڑھانے کے لئے عورت کا بالوں کے سروں کو کاٹنا

سوال: ۔ عورت اپنے بال بڑھانے کی نیت سے بالوں کے کنارے میں تھوڑے سے بال کاٹے تو کیسا ہے بعض عورتوں نے بتایا کہ گا ہے بال کے کناروں پر بال پھٹ کر اس میں سے دو بال ہوجاتے ہیں پھر بالوں کا بڑھنا بند ہوجاتا ہے اگر سرے سے کاٹ دیئے جائیں تو بڑھنا شروع ہوجاتے ہیں تو ایسی صورت میں کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب: ۔ اگر معتدبہ (مناسب) مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی؟ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۰) عورت کا فیشن کے طور پر شوہر کے حکم سے یا خود بال کٹوانا؟

سوال: ۔ عورت کو اگر شوہر فیشن کے طرز پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت خود بطرز فیشن بال کاٹے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر شوہر عورت کو فیشن کے طرز پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت از خود فیشن کے انداز پر بال کاٹے تو یہ سخت گناہ کا کام ہے اور حرام ہے اور گناہ کے کام میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ عورتیں اپنے بال کاٹیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۳۸۴)

درمختار میں ہے قطعت شعر راسها اثمت ولعنت زادفی البزازية وان با ذن الزوج لانه لا طاعت لمخلوق فی معصية الخالق۔

یعنی اگر عورت اپنے بال کاٹے گی تو گنہگار اور ملعون ہوگی ، بزازیہ میں اتنی عبادت زیادہ ہے کہ اگر چہ شوہر نے اس کو اجازت دی ہو جائز نہیں کیونکہ اللہ کی معصیت (نافرمانی) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی تکلیف کی بناء پر کرے تو کوئی حرج نہیں ،اور مردوں کی مشابہت کے لئے (خواہ مخواہ) کٹوائے تو مکروہ ہے۔

بہشتی زیور میں ہے عورت کو سر منڈانا اور بال کترانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بہشتی زیور ج ۱۱ صفحہ ۱۳۴)۔ مفتی عبدالرحیم لاجپوری۔

اسی طرح امدادالفتاویٰ میں (ج ۴ صفحہ ۲۱۶) پر بالوں کے متعلق تفصیلی احکام درج ہیں۔

(عبدالرحیم)
لاجپوری

(۳۱) عورتوں کا بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانا (فشل کرانا)

سوال:۔ آج کل بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانے کا فیشن بہت عام ہو رہا ہے عورتیں زیب وزینت کے لئے وہاں جاتی ہیں۔ چہرے پر سیاہ داغ دھبے ہوں یا رنگ سیاہ ہو تو کریم وغیرہ لگا کر خاص انداز سے منہ دھوتے ہیں جس سے وقتی طور پر رنگ نکھر جاتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہونے لگتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے عورت اپنے شوہر کے لئے زیب زینت کی خاطر کرے تو کیا حکم ہوگا۔ یہ سارے کام عورتیں سرانجام دیتی ہیں؟

الجواب:۔ یہ فضول خرچی اور لغو کام ہے بلکہ دھوکے بازی بھی ہے۔ اپنی اصل رنگت کو چھپانا اور مصنوعی خوبصورتی کی نمائش کرنا ہے،اس قسم کے کاموں سے بچنا چاہئے عورت اپنے شوہر کی خاطر سادہ اور پرانے طریقے کے مطابق جو فیشن میں داخل نہیں اور فساق وفجار (گناہ گاروں) کے ساتھ جس میں مشابہت لازم نہیں آتی ہو تو ایسی زیب وزینت کر سکتی ہے بلکہ مطلوب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

''خاندانی منصوبہ بندی''

(۱) مانع حمل تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا

سوال:۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت۔

''اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو۔''

کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتل اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو نامناسب تقسیم رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے وہ غاصب کے لئے تو پابند مسائل نہیں لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے اس صورت حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلاف حکم النبی ﷺ ہوگا؟

ذات باری تعالیٰ پر یقین کامل اپنی جگہ اور اسی کی عطا کی ہوئی عقل سلیم ہمیں غور وفکر کی دعوت بھی دیتی ہے یہ بھی وجہ ہے کہ ہم بارش، دھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں تاکہ ایسے بھی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور یہ بھی اس کی رحمت ہے مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بنا پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلاف حکم النبی ﷺ میں شمار ہوگا؟

الجواب:۔ منع حمل کی تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے البتہ فقر کے خوف کی جو علت جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشہ فقر کی بنا پر مانع حمل تدابیر

اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے اور آپ کا اس کو دوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ دوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے جب کہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہر حال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جب کہ ان کا منشا محض اندیشۂ فقر ہو اور اگر دوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں یا وہ اوپر تلے کے بچوں کی پرورش کرنے سے قاصر ہے تو مانع حمل تدابیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲) خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

سوال:۔ ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈہ کرکے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرکے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوش حال بنائیں۔

محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو انسان بھی دنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے نہ کہ انسان کے ہاتھ میں بلکہ انسان تو اس قدر گناہ گار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں کے ہی طفیل ملتا ہے تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

الجواب:۔ خاندانی منصوبہ کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں ان کے بارے میں تو علمائے امت فرما چکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جب کہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو، علاجاً ضبط ولادت کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ضبط ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

سوال:۔ (۱) ضبط ولادت اور اسقاط حمل میں کیا فرق ہے؟ کون سا حرام ہے اور کون سا جائز۔

(۲) ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبط ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

الجواب: ۔ ضبط تولید کے مختلف انواع ہیں۔

(۱) مانع حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا۔

(۲) حمل نہ ٹھہرنے کے لئے آپریشن کرانا۔

(۳) حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرانا۔

(۴) اسقاط حمل کرانا۔

(۵) یا مادہ منوی اندر جانے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا۔

یہ سب اقسام ہیں۔

لہذا فقر اور احتیاجی کے خوف سے یا کثرت اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا وہ ضبط تولید میں آئے گا اور ضبط تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔

مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لئے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا الا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی ایا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو چار ماہ کی مدت سے کم ہو اس سے قبل اسقاط کرا سکتا ہے ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گنہگار نہ ہوگا اور مانع حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گنہگار نہ ہوگا۔

(۴) خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

سوال: ۔ آج صفرابائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں، اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہاد عظیم قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ "مال کی قلت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو" یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کے بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی روح کو رزق دیتا ہے کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ امید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے؟

الجواب: ۔ حدیث تو صحیح ہے مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے وہ غلط ہے حدیث کا مطلب یہ

ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے نفس کشی کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیر ضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔

(۵) خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

سوال:۔ خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقہ پر عمل کرنا گناہ صغیرہ ہے؟ گناہ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

الجواب:۔ منع حمل کی تدبیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت **متحمل** نہیں تو بلا کراہت جائز ہے ورنہ مکروہ ہے اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے، شرعاً گناہ ہے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔

(۶) برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اثرات

سوال:۔ آج سے پندرہ بیس سال قبل بچہ کی پیدائش ماں یا باپ کے لئے مسئلہ نہیں بنتی تھی بلکہ مشترکہ خاندان کی بدولت بچہ ہاتھوں ہاتھ پل جاتا تھا اس کے علاوہ مسائل کی فراوانی بھی نہیں تھی نوکر آسانی سے مل جاتے تھے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جا سکتی تھی کیونکہ بچے عموماً دادی یا نانی کی سرپرستی میں پرورش پاتے تھے مائیں بھی بچوں پر خصوصی توجہ دے لیتی تھیں کیونکہ نوکر با آسانی کم تنخواہ پر مل جاتے تھے اکثر اوقات تو گھریلو قسم کی عورتیں صرف دو وقت کی روٹی کی خاطر کھاتے پیتے گھرانوں میں کام کرنے لگتی تھیں ظاہری نمود و نمائش کا نام و نشان نہ تھا اگر کسی کی تنخواہ کم ہے تو وہ دال روٹی کھا کر اپنے بچوں کی پرورش کر لیتا تھا اور کبھی بھی کسی بھی جوڑے کو کم بچے خوشحال گھرانہ کا خیال تک نہ آیا۔ لیکن آج کا دور جب کہ مسائل نے پریشانی کی صورت اختیار کر لی ہے مشترکہ خاندان کا تصور خال خال نظر آتا ہے دادی یا نانی اپنے بچوں کی اولادوں سے بیزار نظر آتی ہیں ظاہری نمود و نمائش کا ایک طوفان برپا ہے ہر شخص دولت کی ہوس میں اندھا ہو رہا ہے بیوی اور شوہر دونوں ملازمت کر کے اپنے معیار زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی

تگ و دو میں کوشاں ہیں ہر شخص کی فکر اپنی حد تک محدود ہے رنگین ٹی وی، فرج، قالین، صوفے، عمدہ کراکری، گاڑی ہر شخص کے اعصاب پر سوار ہیں ہر شخص اس بات کی فکر میں ہے کہ وہ خاندان کا امیر ترین آدمی کہلائے معاشرہ کے یہ ناسور اس پر یہ طرۂ کہ ٹی وی ریڈیو ہر کم بچے خوشحال گھرانہ کے پروپیگنڈہ نے ہزاروں عورتوں کو ذہنی مریض اور جسمانی مریض کیا اور پھر موت کے گھاٹ اتار دیا آج کا مرد عورت کو برتھ کنٹرول کی گولیاں کھلا کر اپنی معیار زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور عورت جو مرد کا دایاں بازو کہلاتی ہے آج ہمارے معاشرہ کا بیمار اور روگی عضو بنتی جارہی ہے ان گولیوں نے نہ معلوم کتنی زندگیاں تباہ و برباد کی ہوں گی ہمارے معاشرہ میں کسی کا نام لکھنا اور مشتہر کرنا باعث رسوائی ہے بہر حال یہ گولیاں عورت کے سر درد پیدا کرتی ہیں۔ ماہانہ نظام میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں بعض عورتیں بے پناہ موٹی اور بعض عورتیں دبلی اور کمزور ہوجاتی ہیں بینائی پر اثر پڑتا ہے سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں مختلف قسم کی اندرونی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں بعض عورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہیں مانع حمل گولیوں کے استعمال کرنے والی عورتوں سے اس کے مضر اثرات کے متعلق پوچھا تو ہر عورت کو سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا پایا جو ہفتہ عشرہ میں ضرور اٹھتا ہے اور جس کو رکوانے کے لئے وہ اسپرین کی گولیاں استعمال کرتی ہیں یہ سر درد تقریباً دو تین روز رہتا ہے عموماً عورتوں کے پیروں کے پٹھے اکڑنے کی بھی شکایت ہوجاتی ہے پیرسن ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات ان کو حرکت تک نہیں دے سکتیں ایک صاحبہ جو شادی سے قبل بہت اسمارٹ ہوا کرتی تھیں ان کو گولیوں کے استعمال کے بعد بے پناہ موٹی ہوکر ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہوگئیں بہر حال اگر سروے کیا جائے تو ہر پڑھی لکھی عورت اس لعنت سے پریشان ہے لیکن وہ اس کے استعمال کو بند کرنے کے لئے بھی تیار نہیں کیونکہ ان کے وسائل اتنے ہیں کہ وہ تیزی سے اپنی صحت کو داؤ پر لگارہی ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا باقاعدہ طور پر سروے کر کے عورتوں کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے اور ان گولیوں کے استعمال پر سختی سے گورنمنٹ کو پابندی عائد کرنی چاہئے جب کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے گناہ عظیم بھی ہے۔

الجواب:۔ خدا کرے کہ حکومت اور عورتیں آپ کے مشورہ پر دونوں عمل کریں اور جیسا کہ آپ نے اشارہ کیا ہے یہ تمام نحوستیں اس وجہ سے ہیں کہ اس زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا گیا ہے موت اور موت کے بعد کی زندگی فراموش کردیا گیا ہے اسلام نے جس سادگی اور کم تر آسائش

زندگی حاصل کرنے کی تعلیم دی تھی اس کے بجائے سامان تعیش کو مقصد بنالیا گیا ہے یہ معیار زندگی کو بلند کرنے کا بھوت قوم پر سوار ہے جس نے قوم کی دنیاوآخرت دونوں کو غارت کردیا ہے ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں میں آخرت کے یقین کو زندہ کیا جائے حکومت ضبط تولید پر کروڑوں روپیہ ضائع کررہی ہے لیکن اس کے باوجود آبادی کو محدود کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام ہے البتہ اس سے چند خرابیاں رونما ہورہی ہیں۔

اول۔عورت کا بچے پیدا کرنا ایک فطری عمل ہے جو عورتیں اس فطری عمل کو روکنے کے لئے غیر فطری تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ اپنی صحت کو برباد کرلیتی ہیں اور بلڈ پریشر سے لے کر کینسر تک کے روگ ان کی زندگی بھر کے ساتھ ہوجاتے ہیں اور وہ جلد سے جلد قبر میں پہنچنے کی تیاری کرلیتی ہیں گویا ضبط تولید کی گولیاں اور دوسری غیر فطری تدابیر ایک زہر ہے جو ان کے جسم میں اتارا جارہا ہے۔

دوم۔اس زہر کا اثر ان کی اولاد پر بھی ظاہر ہوتا ہے چونکہ ایسی خواتین کی اپنی سوچ گھٹیا ہے اس لئے ان کی اولاد بھی ذہنی وجسمانی طور پر تندرست نہیں ہوتی بلکہ یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتی ہے یا ذہنی بلندی سے عاری کام چور،کھیل کود کی شوقین،والدین کی نافرمان اور جوان ہونے کے بعد نفسانی وجنسی امراض کی مریض،اس طرح ضبط تولید کی یہ تحریک جس پر حکومت قوم کا کروڑوں،اربوں روپیہ غارت کرچکی ہے اور کررہی ہے،درحقیقت ایک معذور اور ذہنی طور پر اپاہج معاشرہ وجود میں لانے کی تحریک ہے۔

سوم۔ہمارے معاشرہ میں مردوزن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں تعلیم گاہوں میں (جن کو نئی نسل کی قتل گاہیں کہنا زیادہ صحیح ہوگا) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں،عقل ناپختہ اور جذبات فراواں،اس ماحول میں نوجوان نسل بجائے فنی تعلیم کے عشق لڑانے کی مشق کرتی ہے اور جنسی ملاپ کو منتہائے محبت تصور کرتی ہے اس راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ اگر جنسی ملاپ کا نتیجہ ظاہر ہوگیا تو دنیا میں رسوا ہوجائے گی اس برتھ کنٹرول کی تحریک نے ان کے راستہ کی یہ مشکل حل کردی اب لڑکیاں اس غلط روی کے خوفناک انجام سے بے فکر ہوگئی ہیں اور اگر برتھ کنٹرول کے باوجود ''نتیجہ بد'' ظاہر ہی ہوجائے تو ہسپتال میں جاکر صفائی کرالی جاتی ہے۔الغرض حکومت کی یہ تحریک صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں بلکہ پورے معاشرہ کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے۔

(۷) مانع حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

سوال:۔ آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانع حمل ادویات استعمال کرتے ہیں یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں جن سے حمل قرار نہیں پاتا کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے نیز کیا ان غباروں کا استعمال درست ہے؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) حمل کی تکلیف کے پیش نظر اسقاط کی تدبیر کرنا

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں میری اہلیہ کو تین ماہ کا حمل ہے اس کو ہر مرتبہ حمل سے بہت تکلیف ہوتی ہے ڈاکٹرنی کا مشورہ یہ ہے کہ حمل گرا دیا جائے اور آپریشن کرالیا جائے ڈاکٹرنی کا مشورہ قابل عمل ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سورت میں مولانا حکیم سعد رشید اجمیری صاحب دامت برکاتہم حاذق اور عالم باعمل ہیں ان کو یا کسی اور حکیم حاذق دیندار کو دکھلایا جائے اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کیا جائے محض ڈاکٹرنی کے کہنے سے حمل گرانا نہیں چاہئے حمل میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

(ترجمہ) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور بالخصوص ماں کے ساتھ زیادہ کیونکہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس مہینہ میں پورا ہوتے ہے۔ قرآن مجید پارہ نمبر ۲۶ سورہ احقاب آیت نمبر ۱۵۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں ہے:۔ **حملته امه کرھا و وضعته کرھاً** تکلیف کے ساتھ اس کی ماں اس کا حمل رکھتی ہے اور تکلیف کے ساتھ اسی کو جنتی ہے (ف) یعنی فرزند کے حمل میں اس کی ماں کو متلی شروع ہوتی ہے جس سے وہ بار بار قے کرتی ہے اور غذا ہضم نہ ہونے سے بیمار کی طرح زرد پڑ جاتی ہے اور جب پیٹ میں بچہ بڑا ہوتا ہے تو تعب ومشقت کے ساتھ اس کے بوجھ کو کرب کے ساتھ اٹھائے رہتی ہے غرض کہ جب تک پیٹ میں رہتا ہے تب تک اس کو بچہ کی

وجہ سے ہر طرح کی تکلیف و بے چینی لاحق رہتی ہے پھر جب اس کو جنتی ہے تو اس حالت میں بھی جننا ایسی درد و تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کو جان پر نوبت آ جاتی ہے باوجود ان سب باتوں کے وہ کمال محبت سے صدمہ اپنی جان پر لیتی ہے اور یہ نہیں چاہتی کہ بچہ کی جان کو کچھ تکلیف پہنچے پھر پیدا ہونے کے بعد بھی سینہ سے لگائے ہوئے اس کو اپنے بدن کا خون پلاتی ہے اور اپنے خون کو نہیں بلکہ اسی کا منہ تاکا کرتی ہے اگر کسی وقت اس کا چہرہ ملول دیکھا تو بے انتہا محبت سے گھلا جاتی ہے اور نہیں چاہتی کہ یہ ملول ہو بلکہ اس کی بلا و بیماری اپنی جان پر اوڑھ لینا چاہتی ہے۔ تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۱ جلد نمبر ۲۶۔ مذکورہ آیت و تفسیر سے ثابت ہوا کہ استقرار حمل سے لے کر وضع حمل تک عورت کو تکلیف ہوتی ہے تکلیف کے بغیر یہ مراحل طے نہیں ہوتے مگر اس تکلیف پر عورت کو بہت اجر و ثواب ملتا ہے محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں ایک روایت بیان فرمائی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا (ترجمہ) اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے جب اسے دردزہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر مرتبہ پستان چوسنے کے بدلے میں عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ شیر خوارگی کے ایام پورے کر لیتا ہے تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اے عورت تو نے سابقہ زمانے کا عمل پورا کر لیا (اب جو زمانہ باقی ہے اس میں اپنا عمل شروع کر۔) (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۳ فصل فی اداب النکاح)

بچہ کی ولادت کے وقت یا مدت نفاس میں خدانخواستہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اسے شہادت کا ثواب ملتا ہے اور وہ شہید کہلائے گی شامی میں ہے۔ **قوله (والنفساء) ظاهره سواءٌ مات وقت الوضع او بعده قبل انقضاء مدت النفا س قوله وقد عدهم اليسوطى الخ اى فى التثبيت نحو االثلاثين الخ شامى صفحه ۸۵۳ ج ۱ باب الشهيد۔**

غایۃ الاوطار میں ہے اور نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس میں وہ شہیدہ ہے۔ (غایۃ الاوطار صفحہ ۴۲۷ ج ۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ مفتی عبد الرحیم لاجپوری۔

(۹) پانچ مہینہ کی حمل کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے اسقاط کی ہے تو کیا اسقاط درست ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے جس کے حمل کا پانچواں مہینہ چل رہا ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹروں نے کئی مرتبہ بچے کا اسکان (خصوصی مشین سے بچہ کو دیکھنا) کیا اور بتلایا کہ بچہ کی حالت اچھی نہیں ہے اس کی ماں کی جان بھی خطرہ میں ہوسکتی ہے کیونکہ بچہ کی اندر کئی قسم کے نقصانات ہیں۔

(۱) دل بائیں جانب کے بجائے دائیں جانب ہے۔

(۲) دل میں بجائے چار منافذ کے ایک منفذ ہے۔

(۳) بچہ اگر عندالولادت زندہ بھی رہا تو نیلا رنگ ہوگا نیز پیدا ہوتے ہی اس کا آپریشن کرنا ہوگا اور اس کے بعد بچہ کی حیات بھی موہومہ (یقینی نہیں ہے) ہے اور ولادت کے وقت تکلیف بھی بہت ہوگی ان کی ماں پر ان باتوں کا بڑا اثر ہے ان حالات کی وجہ سے کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ اسقاط کیا جائے ایک طبیب عالم اور ایک حکیم حاذق نے بھی یہی رائے دی ہے ایسی صورت حال میں اسقاط کا کیا حکم ہوگا۔

الجواب:۔ حمل کا پانچواں مہینہ ہے بچہ کے اعضاء مکمل بن چکے ہوں گے اور روح پڑ چکی ہوگی ایسی حالت میں اسقاط حمل کی اجازت نہیں ڈاکٹر جو بات کہہ رہے ہیں اس کا سو فیصد صحیح ہونا ضروری نہیں ہے حال ہی میں ایک جنین کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ یہ تھی کہ بچہ کا صرف ایک پیر ہے دوسرا پیر نہیں ہے ماشاء اللہ وہ بچہ صحیح سالم پیدا ہوا دونوں پیر صحیح سلامت ہیں لہذا اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے دعاء کا سلسلہ جاری رکھیں بوقت ولادت بچہ کی والدہ کو مؤطا امام مالک کھول کر بتایا جائے انشاء اللہ ولادت آسان ہوگی نیز ولادت کی سہولت کے جو مجرب اور صحیح عمل ہیں انہیں بھی اختیار کیا جائے۔

شامی میں ہے۔ وفی الذخیرة لو ارادت القاء الماء بعد وصوله الی الرحم قالوا ان مضت مدة ینفخ فیه الروح لا یباح لها وقبله اختلف المشائخ فیه الخ.
(شامی ج ۵ صفحہ ۳۲۹ قبیل باب الاستبراء)

نیز درمختار میں ہے۔ ویکرہ ان تسعی لاسقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور شامی میں ہے (قوله ویکره الخ) ای مطلقا قبل التصور وبعدہ علی ما احتارہ فی الخانیة کما قبیل الا ستبراء وقال الا انها لا تأثم الخ.
(درمختار و شامی صفحہ ۳۷۹ ج ۵ قبیل کتاب احیاء الموات)

غایۃ الاوطار میں ہے۔ ویکره ان تسعی لا سقاط حملها جاز بعذر حیث لایتصور اورعورت کا دوا پینا اپنے حمل کے اسقاط کے واسطے مکروہ ہے اور اسقاط کرنا عذر کے سبب سے درست ہے جب کہ حمل کی صورت نہ بن گئی ہو (حمل کا گرانا بلا عذر مباح نہیں اور عذر سے درست ہے بشرط یہ کہ صورت نہ بن گئی ہو)عذر اسقاط یہ ہے کہ مثلاً عورت لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور حمل رہنے سے دودھ جاتا رہا اور اس کے زوج کو دایہ رکھنے کی قدرت نہیں ہے اور ہلاکت طفل کا خوف ہے تو اس صورت میں حمل کا گرادینا علاج وغیرہ سے درست ہے جب تک حمل ٹھہرا ہوا اعضاء نہ بن گئے ہیں، (غایۃ الاوطار ۴/ ۲۴۹ باب الاستبراء)فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۰) حاملہ کا مٹی کھانا

سوال:۔ حاملہ عورت کو مٹی کھانے کی رغبت پیدا ہوتی ہے تو مٹی کھانا جائز ہے یا نہیں۔فقط۔
الجواب:۔ اتنی مقدار کھانے کی اجازت ہے کہ صحت کے لئے مضر نہ ہو فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔اکل طین مکروہ ذکر فی فتاویٰ ابی اللیث ذکر شمس الا ئمة الحلوائی فی شرح صومه اذا کان یخاف علی نفسه انه لو اکله او ورثه ذلک علةاو مأخة لا یباح له التنا ؤل و کذلک هذا فی کل شیئی سؤالطین وان کان یتناول منه قلیلا او کان یفعل ذلک احیاناً لا بأس به الخ فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۳۷ ج ۶ کتاب کراهیة فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱) شدید تکلیف کی وجہ سے آپریشن کرکے بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے

سوال:۔ میری اہلیہ کو جب سے حمل ٹھہرتا ہے اس وقت سے ولادت تک تکلیف رہتی ہے چکر

آتے ہیں کہیں جانا ہو تو راستے میں وقفہ وقفہ سے آرام کرتے ہوئے جانا پڑتا ہے اور میری اہلیہ ایک پاؤں سے معذور ہے اور بچہ اس طرف رہتی ہے جس کی وجہ سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور جب بچہ کی ولادت ہوتی ہے تو وہ الٹا ہوتا ہے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ اس کے بعد جو حمل رہے گا تو عورت کی جان خطرہ میں ہے تو ایسی حالت میں آپریشن کر کے بچہ دانی نکلوانے کی اجازت ہے۔ فقط۔

الجواب:۔ نکاح کا مقصد توالد و تناسل ہے اور کثرت اولاد حضور اکرم ﷺ کے لئے فخر کا سبب بھی ہے جس عورت کو اولاد زیادہ ہو ایسی عورت سے نکاح کی ترغیب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد جننے والی ہو کہ (قیامت کے دن) تمہارے کثرت تعداد کی بناء پر میں دوسری امتوں پر فخر کرسکوں۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۶۷ کتاب النکاح)

نیز حدیث میں ہے یعنی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے چچا کی ایک لڑکی ہے جو حسین و جمیل اور صاحب مال ہے لیکن وہ بانجھ ہے کیا میں اس سے نکاح کروں آپ نے دو یا تین مرتبہ اس سے منع فرمایا پھر ارشاد فرمایا بچے جننے والی سیاہ فام عورت مجھے اس خوبصورت مالدار بانجھ عورت سے زیادہ پسند ہے وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری کثرت تعداد سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔

(مصنف عبدالرزاق، صفحہ ۱۶۰، صفحہ ۱۶۱، ج ۶، باب النکاح الابکار والمرأۃ العقیم)

شامی میں ہے۔ فی الحدیث "سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ مِنْ حَسْنَاءٍ عَقِیْمٍ"۔ حدیث میں ہے بچے جننے کے قابل سیاہ فام عورت خوبصورت بانجھ عورت سے بہتر ہے۔ (شامی صفحہ ۳۶۰ ج ۲ کتاب النکاح)

نیز حدیث میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کرو نسل بڑھاؤ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۷۳ ج ۶ باب وجوب النکاح وفضلہا) (جامع الصغیر للعلامۃ السیوطی صفحہ ۱۱۱ حرف التاء)

نیز حدیث میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت سے نہیں پس نکاح کرو میں تمہاری ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۳۴ باب ماجاء فی فضل النکاح)

ایام حمل کے مشقت ولادت کی تکلیف بعدہ رضاعت اور بچہ کی تربیت وغیرہ وغیرہ کے سلسلہ میں جو بھی تکلیف اور پریشانی برداشت کی جائے گی یہ سب انشاء اللہ موجب اجر وثواب ہے اور حمل وولادت یہ مرحلہ ہی تکلیف کا ہے اور عموماً سب ہی کو یہ تکلیف ہوتی ہے قرآن سے ثابت ہے حملته امه، کرھاً و وضعه، کدھاً

(ترجمہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا۔ (قرآن مجید، پارہ نمبر ۲۶، رکوع نمبر ۲، سورہ ۱۵ احقاب)

حضور اقدس ﷺ کے مذکورہ فرامین اور ارشادات اور آپ کی پسند فرمودہ چیز کے پیش نظر مسئلہ بڑا نازک بن جاتا ہے اور اس سلسلہ میں غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہوسکتی علاج اور تدبیر سے کچھ مدت کے لئے حمل روکا جاسکتا ہے مگر بچہ دانی نکلوا کر ہمیشہ کے لئے خدا کی نعمت سے محروم ہونے کی کوشش کفران نعمت ہے اس کے لئے مسلمان دیندار حکیم حاذق یا مسلمان دیندار تجربہ کار ڈاکٹر کا فیصلہ قابل قبول ہوسکتا ہے اہلیہ کو سورت میں حضرت حکیم سعد رشید اجمیری صاحب مدظلہ کو دکھایا جاوے اور ان سے علاج کر دیا جائے علاج کے بعد اگر حکیم صاحب آپریشن کرنے اور بچہ دانی نکلوانے کا فیصلہ کریں تو ان کا فیصلہ قابل عمل ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) ڈھائی ماہ کا حمل ساقط کرانا

سوال:۔ میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بیٹے ہیں آخری بیٹے کی عمر ۸ ماہ ہے میری اہلیہ کی طبیعت ہر وقت خراب رہتی ہے ڈاکٹروں کو دکھایا تو وہ کہتے ہیں کہ اہلیہ کو حمل رہ گیا ہے اور تقریباً دو ڈھائی ماہ کے درمیان کا ہے اور رحم پرورم ہے جس کی وجہ سے بچہ کی رحم میں جس طرح پرورش ہونی چاہئے وہ نہ ہوسکے گی اس لئے بچہ کی ماں کے لئے خطرہ ہے اہلیہ کمزور بھی ہے وہ حمل ساقط کرانے کے لئے کہہ رہے ہیں اور آپریشن کر کے بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دے رہے ہے آپ شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ بچہ کے بال انگلیاں پیر وغیرہ اعضاء بن گئے ہوں اور بچہ میں جان پڑ گئی ہو جس

کی مدت ۱۲۰ دن ہے (یعنی چار ماہ) ایسی حالت میں کسی کے نزدیک بھی حمل گرانا جائز نہیں ہے حرام اور گناہ ہے اور اس سے قبل اگر شرعی عذر کی وجہ سے اسقاط حمل کرایا جائے مثلاً شیر خوار بچہ ہو اور استقرار حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہوگیا (اور بچہ کا باپ اس کے دودھ کا انتظام نہ کرسکتا ہو) اور اس وجہ سے بچہ کی جان کو خطرہ لاحق ہوگیا ہو تو حمل ساقط کرادینے کی گنجائش ہے ورنہ گناہ ہے شامی میں ہے **وفی الذخیرة لو ارادت القاء الماء بعد وصوله الی الرحم قالوا ان خضت ممدت ینفخ فیه الروح الخ** (شامی صفحہ ۳۲۹ ج ۵) **قبیل باب الستر آء** (فتاوی رحیمیہ صفحہ ۲۵۵ ج ۶) نیز درمختار میں ہے **ویکره ان تسعی لا سقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور۔**

شامی میں ہے **(قوله ویکره الخ) ای مطلقاً قبل التصور وبعد علی ما اختاره فی الخانیة کما قد مناه۔** درمختار وشامی ج ۵ صفحہ ۳۷۹ قبیل کتاب احیاء الموات میں جو کچھ مذکور ہے ان عبارات فقہیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں حمل دو ڈھائی ماہ کے درمیان کا ہے اہلیہ کا کسی مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم سے علاج کرائیں اگر ان کی رائے یہ ہو کہ عورت کی حالت بہت نازک ہے علاج سے اصلاح کی اور اچھا ہونے کی امید نہیں ہے اور آئندہ خطرہ ہے تو ایسی صورت میں حمل ساقط کرایا جاسکتا ہے اس بارے میں غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہے آپریشن کر کے بچہ دانی (رحم) نکلوا کر ہمیشہ کے لئے خود کو اولاد کی نعمت سے محروم کر لینے کی کوشش کفران نعمت اور شریعت کے اعتبار سے یہ بات نکاح کے مقصد اور منشاء کے خلاف ہے کسی مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کا مشورہ ہو تو کچھ مدت کے لئے حمل کو رکوایا جاسکتا ہے مگر آپریشن کر کے ہمیشہ کے لئے صلاحیت تولید کو ختم کردینا شرعاً جائز نہیں ہے ہاں البتہ مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کے علاج کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ اب آپریشن کے سوا کوئی صورت نہیں ہے عورت کی جان کو سخت خطرہ ہے تو ایسی مجبوری اور اضطرار کی صورت میں اس کی گنجائش ہوسکتی ہے اس صورت میں بھی غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہوسکتی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

سالگرہ

(۱) سالگرہ کی رسم انگریزوں کی ایجاد ہے

سوال:۔ بڑے گھرانوں اور عموماً متوسط گھرانوں میں بچوں کی سالگرہ منائی جاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟ رشتہ داروں اور دوست احباب کو مدعو کرلیا جاتا ہے جو اپنے ساتھ بچے کے لئے تحفے تحائف لے کر آتے ہیں خواتین وحضرات بلاتمیز محرم وغیر محرم کے ایک ہی ہال، میں کرسیوں پر براجمان ہوجاتے ہیں۔ یا ایک بڑی میز کے گرد کھڑے ہوجاتے ہیں بچہ ایک بڑا سا کیک کاٹتا ہے اور پھر تالیوں کی گونج میں سالگرہ مبارک ہو کی آوازیں آتی ہیں اور جناب تحفے تحائف کے ساتھ ساتھ پرتکلف چائے اور دیگر لوازمات کا دور چلتا ہے؟

الجواب:۔ سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے اور جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بہت سے ناجائز امور کا مجموعہ ہے (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) مایوں اور مہندی کی رسمیں غلط ہیں

سوال:۔ آج کل شادی کی تقریبات میں طرح طرح کی رسومات کی قید لگائی جاتی ہے معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے لیکن اگر ان سے منع کرو تو جواب ملتا ہے کہ نئے نئے مولوی، نئے نئے فتوے، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دلہن کو شادی سے چند دن پہلے پیلے رنگ کا جوڑا پہنا کر گھر کے ایک کونے میں بٹھا دیا جاتا ہے اس حصے میں جہاں دلہن ہو اسے پردے میں کر دیا جاتا ہے (چادر وغیرہ سے) حتیٰ کہ باپ بھائی وغیرہ (یعنی محارم) شرعی سے بھی اسے پردہ کرایا جاتا ہے اور باپ بھائی وغیرہ یعنی محارم سے پردہ نہ کرانے کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے (چاہے شادی کے دنوں سے پہلے وہ لڑکی بے پردہ ہو کر کالج ہی کیوں نہ جاتی ہو) اس رسم کا خواتین بہت زیادہ اہتمام کرتی ہیں اور اسے مایوں بٹھانا کے نام سے یاد کرتی ہے اگر کم دن بٹھایا جائے تو بھی بہت زیادہ اعتراض کرتی ہیں کہ صرف دو دن مایوں بٹھایا! اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا اس کی کسی طرح اہتمام کرنا چاہئے یا کہ اسے بالکل ہی ترک کر دینا صحیح ہے؟

الجواب: ۔ مایوں بٹھانے کی رسم کی کوئی شرعی اصل نہیں ممکن ہے جس شخص نے یہ رسم ایجاد کی ہے اس کا مقصد یہ ہو کہ لڑکی کو تنہا بیٹھنے اور کم کھانے اور کم بولنے بلکہ نہ بولنے کی عادت ہو جائے اور اسے سسرال جا کر پریشانی نہ ہو بہر حال اس کو ضروری سمجھنا اور محارم شرعی تک سے پردہ کرا دینا نہایت بے ہودہ بات ہے اگر غور کیا جائے تو یہ رسم لڑکی کے حق میں قید تنہائی بلکہ زندہ درگور کرنے سے کم نہیں تعجب ہے کہ روشنی کے زمانے میں تاریک دور کی یہ رسم خواتین اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور کسی کو اس کی قباحت کا احساس نہیں ہوتا۔

سوال: ۔ اسی طرح سے ایک رسم مہندی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے ہوتا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن دولہا کے گھر والے مہندی لے کر دلہن کے گھر آتے ہیں اور دوسرے دن دلہن والے دولہا کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں اس رسم میں عورتوں مردوں کا جو اختلاط ہوتا ہے اور جس طرح کے حالات اس رسم کے وقت ہوتے ہیں وہ نا قابل بیان ہیں یعنی حد درجہ کی بے حیائی وہاں برتی جاتی ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ رسم ہندوؤں کا ہے اسے نہ کرو تو بعض لوگ تو اس رسم کو اپنے ہی گھر منعقد کر لیتے ہیں یعنی ایک دوسرے کے گھر جانے کی ضرورت نہیں رہتی مگر کرتے ضرور ہیں جوان لڑکیاں بے پردہ ہو کر گانے گاتی ہیں اور بڑے بڑے حضرات جو اپنے آپ کو بہت زیادہ دیندار کہتے ہیں ان کے گھروں میں بھی اس رسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے؟

الجواب: ۔ مہندی کی رسم جن لوازمات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے یہ بھی دور جاہلیت کی یادگار ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کر چکا ہوں اور یہ تقریب جو بظاہر بڑی معصوم نظر آتی ہے بہت سے محرمات کا مجموعہ ہے اس لئے پڑھی لکھی خصوصاً دیندار خواتین کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس رسم کو بند کر دینا چاہئے ۔ بچی کے مہندی لگانا تو برائی نہیں لیکن اس کے لئے تقریبات منعقد کرنا اور لوگوں کو دعوتیں دینا جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا شوخ انگیز اور بھڑ کیلے لباس پہن کر بے محابانہ ایک دوسرے کے سامنے جانا بے شرمی و بے حیائی کا موقع ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) شادی کے رسومات کو قدرت کے باوجود نہ روکنا شرعاً کیسا ہے

سوال: ۔ شادی کے رسومات کو اگر روکنے کی قدرت ہو تو بھی ان کو اپنے گھروں میں ہونے دینا کیسا ہے یعنی ان رسومات سے روکا نہ جائے بلکہ جائز سمجھتے ہوئے بھی کرایا جائے تو اس شخص

کے لئے کیا حکم ہے نیز رسومات کو کس حد تک روکا جائے۔ آیا کہ بالکل ہونے ہی نہ دیا جائے یا صرف یہ کہہ دینا کہ (بھئی یہ کام نہیں ہوگا اس گھر میں) بھی کافی ہے؟

الجواب:۔ ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکا جائے درمیانہ درجہ یہ ہے کہ زبان سے روکا جائے اور سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے یا زبان سے منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم سے کم دل سے برا سمجھے جو لوگ قدرت کے باوجود ایسی حرام کاموں سے نہیں روکتے نہ دل سے برا جانتے ہیں ان میں آخری درجہ کا بھی ایمان نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) رات کو انگلیاں چٹخانا

سوال:۔ کیا رات کو انگلی چٹخانا گناہ ہے کیونکہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ رات میں انگلی نہیں چٹخانا چاہئے اس سے فرشتے نہیں آتے کیونکہ انگلی چٹخانا نحوست کی علامت ہے تو آپ بتائیے کہ کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔ (کسی بھی وقت نہیں چٹخانا چاہئے)۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) عید کارڈ کی شرعی حیثیت

سوال:۔ عید کارڈ کا رواج ہمارے ہاں کب سے ہوا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اس کی لکھائی چھپائی اور تقسیم پر جو لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے کیا یہ اسراف بے جا نہیں شاید یہ رسم قبیح بھی غیر ملکی دور اقتدار کی نشانی ہے کیونکہ قیمتی کاغذ کی شکل میں لاکھوں روپیہ غیر ملکوں کو چلا جاتا ہے اور غیر ملکی آقاؤں کی دی ہوئی تعلیم کا حامل بیمار تعلیم یافتہ طبقہ اس میں زیادہ حصہ لیتا ہے شادی کارڈ کی شکل میں صرف ہونے والا روپیہ بھی اس ذیل میں آتا ہے ان کارڈوں کا خریدار بے تحاشا روپیہ اس مد میں صرف کرتا ہے جب کہ مرسل الیہ کو کچھ بھی نہیں ملتا کیا عید کی مبارک باد سادہ خط میں نہیں دی جا سکتی؟

الجواب:۔ یہ تو معلوم نہیں کہ عید کارڈ کی رسم کب سے جاری ہوئی مگر اس کے فضول اور بے

جا اسراف ہونے میں کوئی شبہ نہیں اسی طرح شادی کارڈ بھی فضول ہیں آپ کے خیالات قابل قدر ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) دولہا دلہن کے کنگنا باندھنے اور ناریل ہاتھ میں لے کر نکاح کرنے کا حکم

سوال:۔ بعض جگہوں پر رواج ہے کہ شادی کے موقع پر دولہا دلہن ہاتھ میں کنگنا باندھتے ہیں اس کے ساتھ چابی اور انگوٹھی (یا سیپ کی کوڑی) ہوتی ہے باندھتے وقت چھ سات گرہیں لگاتے ہیں اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے جس کے درمیان کنگنا (کنگن) اترنا نہیں چاہئے۔اور پھر نکاح کے وقت ہاتھ میں ناریل دیا جاتا ہے جس میں پانی ہونا ضروری ہے غرض یہ کہ نکاح کے وقت ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور یہ بہت پرانی رسم ہے بعض جگہ نہیں باندھا جاتا۔کیا یہ رسومات اسلامی ہیں؟اور انہیں ضروری سمجھنا چاہئے یا چھوڑنا چاہئے؟

الجواب:۔ شادی کے دنوں میں دلہا دلہن کا کنگن باندھنا اسلامی طریقہ نہیں ہے، بلکہ کفار اور دوسری ملتوں کا رواج ہے (مرآۃ الصفا، فتاویٰ مومنین) مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے احتراز کریں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ اسی میں شامل ہوگیا۔ (ابوداؤد)

کتاب الزواجر میں ہے کہ پچھلے انبیاء میں سے کسی پر وحی کی گئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ سے داخل نہ ہوں، میرے دشمنوں جیسا لباس نہ پہنیں، میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار نہ ہو،اور میرے دشمنوں کا سا کھانا نہ کھائے (یعنی تمہارے اور ان کے درمیان فرق ہونا چاہئے) ورنہ تمہاری قوم بھی اسی طرح میرے دشمنوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گی، جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔الخ

اسی لئے فقیہ ومحدث مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو کافروں اور فاسقوں سے مشابہت کرنا حرام ہے (مالا بد منہ صفحہ ۱۳۱)

دولہا دولہن کا ناریل ہاتھ میں لینا کفار کا رواج ہے اور ان کا ٹوٹکا ہے اس لئے تشبہ کے ساتھ شرک کا بھی حصہ ہے مسلمان ایسے رسوم اور عقیدوں سے توبہ کریں۔اسی طرح ہاتھ میں پھول ہار لینے کے رسم بھی غیر اسلامی ہے اور قابل ترک ہے۔جو منع کرتے ہیں وہ قابل مبارک باد

ہیں اسی طرح تنبیہ کرتے رہے تو انشاء اللہ یہ رسم بد ختم ہو جائے گی۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷) ماہ محرم میں شادی کریں یا نہیں؟

سوال:۔ ہمارے یہاں محرم میں شادی کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اسے ماتم اور سوگ کا مہینہ کہا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ ماہ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش اور اقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے۔ دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے۔ چنانچہ یہ حدیث بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

ماہ مبارک محرم میں شادی وغیرہ کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہو اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں اور ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں ان میں شرکت حرام ہے۔ کیونکہ کفار اور فاسقوں سے مشابہت حرام ہے۔

اور اس میں دیوبندی اور بریلوی میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ مولانا احمد رضا خان مرحوم بریلوی کا فتویٰ ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ بعض سنی جماعت (اہل سنت) عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ تعزیہ دفن ہونے کے بعد روٹی پکائیں گے۔ دس دنمیں کپڑے نہیں بدلتے، اور ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے (احکام شریعت صفحہ ۹۰ جلد نمبر ۱) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

اور ماہ محرم کے مبارک بابرکت اور شان والا مہینہ ہونے کے کئی دلائل ہیں اور کئی اہم اور مہتم بالشان واقعات اس میں وقوع پذیر ہوئے ہیں اس لئے اس کو نامبارک کہنا صرف روافض کے اثرات ہیں۔ (مرتب)

(۸) تورات اور انجیل کی اصلی زبان کیا تھی؟

سوال:۔ تورات اور انجیل کس زبان میں تھی؟

الجواب:۔ آسمانی کتابیں عربی زبان میں نازل ہوئیں مگر صاحب کتاب نبی (جن پر کتاب نازل ہوئی ہے) اپنی قوم کی زبان میں ترجمانی کرتے تھے، اس لئے تورات عبرانی زبان میں تھی اور انجیل سریانی زبان میں ہے۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۹۴) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۹) لوگوں کے سامنے ناک صاف کرنا

سوال:۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی ڈال کر چپڑے نکالتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا برا نہیں ہے؟

الجواب:۔ لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی دال کر چپڑے نکالنا مکروہ اور بری عادت ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ناک صاف کرنا لوگوں کے سامنے مکروہ ہے۔ (ج ا صفحہ ۱۳) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی ڈالنا، لوگوں کی ناپسندیدگی اور کراہت کا باعث بنتا ہے اور انسان سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔)

(۱۰) منگنی ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کے گھر عیدی بھیجنا

سوال:۔ آج کل لڑکے اور لڑکی کی منگنی ہو جانے کے بعد جانبین سے ایک دوسرے کے گھر عید کے موقع پر عیدی بھیجی جاتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بطور عید کچھ بھیجنے کی ممانعت نہیں لیکن اس کو رسم نہ بنایا جائے۔ اسی طرح دکھاوے اور ادلے بدلے کے جذبات سے بھی خالی ہو تو بظاہر کوئی مضائقہ نہیں۔ ملخص۔

(۱۱) نقش نعل شریف کو، سر پر رکھنا برائے قبولیت دعا کیسا ہے؟

سوال:۔ دعا کی قبولت کے لئے نقش نعل شریف کو مؤدبانہ سر پر رکھ کر نیازمندانہ خدا پاک سے

دعا کرے کہ اے اللہ! اس نقشہ کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرمادے۔ پھر نقش سر سے اتار کر چہرے پر پھرائے اور چومے تو ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ بے شک آنحضرت ﷺ کے استعمال شدہ مبارک کپڑے، پیراہن شریف، تہبند شریف، جبہ شریف، موئے مبارک وغیرہ، یہ تمام چیزیں بڑی بابرکت اور قابل تعظیم اور لائق زیارت ہیں۔ ان کو عظمت، محبت اور حسن عقیدت سے چومنا، سر پر رکھنا بڑی سعادت اور دعا کی قبولیت کے لئے بہت موثر ہے اور تعامل صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ لکھتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر کی مٹی کا وہ حصہ جو آپ ﷺ کے جسم اطہر اور مبارک اعضاء کے ساتھ ملحق ہے وہ کعبہ شریف اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔ (دیکھئے التصدیقات صفحہ ۶)

مگر یہ فضیلت اصلی آثار اور سندی تبرکات کی ہے۔ نقلی نقشے اور تصاویر کا یہ حکم نہیں اور صحابہ کے عمل سے بھی ثابت نہیں؟ خانہ کعبہ کا طواف عبادت ہے حجر اسود کو بوسہ دینا عبادت ہے تو کیا ان کی تصاویر کا بھی یہی حکم ہوگا ہرگز نہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کیا تو آپ نے چاروں گوشوں کو بوسہ دیا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے صرف دو گوشوں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا تھا حضرت معاویہؓ جذبہ سے فرمایا کہ اس بابرکت گھر کا کوئی حصہ قابل ترک نہیں، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہارے لئے رسول خدا ﷺ کا عمل بہترین نمونہ ہے (پ ۲۱) تو اس وقت حضرت معاویہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ بے شک آپ کی بات صحیح ہے یعنی باعث اجر و ثواب اور باعث برکت وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (مسند احمد) اس وقعہ سے بھی نعل شریف کے نقشے اور تصویر کا مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) سخت بیماری کی وجہ سے ضبط تولید کا حکم

سوال:۔ میری بیوی عرصہ دراز سے بیماری میں مبتلا ہے، جس بناء پر کمزور اور کم طاقت ہے کوئی کام نہیں ہو سکتا، چھ سات برس سے یہ حالت ہے علاج و معالجہ کے باوجود کوئی فرق نہیں اس

حالت میں ایام حمل میں طبیعت خراب رہتی ہے کمزوری میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر وحکیم کہتے ہیں کہ تم آپریشن نہ کراؤ گے تو طبیعت ایسی ہی رہے گی؟

الجواب:۔ جب کمزوری اور طبیعت کی خرابی کی وجہ سے حمل کی قراری دشوار ہے، حمل برداشت نہیں ہوسکتا تو اولا ایسا علاج کیا جائے کہ کچھ عرصہ استقرار حمل نہ ہو یعنی حمل نہ ٹھہرے۔ پھر بھی اگر یہ وقتی تدبیر مفید ثابت نہ ہو تو بالآخر مسلمان دیندار ماہر حکیم یا مسلمان دیندار ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق آپریشن کرانا جائز ہے اس بارے میں غیر مسلم ڈاکٹر یا حکیم کا مشورہ غیر معتبر ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳) برتھ کنٹرول اور قرآن کریم

سوال:۔ پاکستان کے وزیر صحت کہتے ہیں کہ میں اس خیال سے متفق نہیں کہ برتھ کنٹرول قرآن کریم کے حکم کے خلاف ہے برتھ کنٹرول کا مطلب اولاد کشی نہیں ہوتی۔ کیا وزیر صاحب کی رائے ٹھیک ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ وزیر صحت کے خیالات صحیح نہیں ہیں، آنحضرت ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ کو زندہ درگور کر دینے کے برابر ہے۔ (مسلم) اور یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی؟ (التکویر)

فتح الملہم میں علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ قاضی نے لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے عزل کو ''وأدِ خفی'' (مخفی زندہ درگور) اس لئے قرار دیا کہ جس نطفہ کو خدا نے اس لئے بنایا کہ اس سے بچہ پیدا ہو اس کو برباد کرنا بچے کو ہلاک اور زندہ درگور کرنے کے برابر ہے، نتیجہ وہی ہے فرق یہ ہے کہ کھلم کھلا زندہ دفن کیا جاتا اس لئے اسے خفی کہا گیا۔ (ج ۳ صفحہ ۵۱۸)

اسی طرح بعض صحابہ نے گناہ سے بچنے اور دنیاوی تعلقات سے علیحدہ ہو کر عبادت الٰہی میں لگنے کے شوق میں خصی ہونے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی اور یہ آیت ''اے ایمان والو! جو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو۔'' پیش کی

دیکھئے بخاری (ج ۲ صفحہ ۷۵۹) تو جس طرح آنحضرت نے خصی ہو جانے کو اس آیت سے حرام قرار دیا تو ظاہر ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے تحت قطع نسل بھی اس آیت کے تحت داخل ہوگا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)۔ واللہ اعلم۔

(۱۴) دولہے کی آنکھ میں بھابھی کو کاجل لگانا، یا بہنوں کا دولھے سے رقم لینا

سوال:۔ ہمارے ہاں شادیوں میں رواج ہے کہ دولھا کی بھابھی اس کی آنکھ میں کاجل لگاتی ہے اور اس پر منہ مانگی رقم وصول کرتی ہے اس کے بغیر دولھا تیار نہیں ہوتا کیا یہ رسم جائز ہے؟ اور اس پر رقم وصول کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح دلہن کے کمرے میں جانے سے پہلے بہنیں بھی رقم لیتی ہیں؟

الجواب:۔ بھابھی نامحرم ہے اس کا دیور کو ہاتھ لگانا اور سرمہ لگانا جائز نہیں ہے نیز اس رسم میں پیسے کا لین دین خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ محض رسم ورواج سے مجبور ہو کر پیسہ دیا جاتا ہے (اس کی دلیل یہ ہے کہ جو رقم کاجل لگانے کی بھابھی مانگتی ہے وہ اسے نہیں ملتی اور جتنی رقم اسے ملتی ہے وہ اسے منہ بنا کر وصول کرتی ہے اور اگر زیادہ رقم دے دی جائے تو ساس، سسر، نند، دیور، جیٹھ وغیرہ کے منہ بن جاتے ہیں) اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ کسی کا مال بغیر اس کی رضامندی کے نہ لیا جائے۔ (الحدیث) لہذا یہ رسم خلاف شرع ہے اس سے مکمل پرہیز واجب ہے۔ اور بہنوں کا بھائی سے اس طرح رقم وصول کرنا زبردستی ہے اور ایک فضول رسم ہے اس کا ترک کر دینا مناسب ہے۔ (کیونکہ دولھا اس وقت دلہن کے کمرے میں جارہا ہوتا ہے اور بہنیں اس سے دلہن کے کمرے میں جانے کی بخشش وصول کرتی ہیں، صورتاً یہ رسم بیہودہ بھی ہے جس کا ترک ہونا چاہئے۔)۔ (ملخص)

(۱۵) چھٹی اور سوا مہینے کی رسم ناجائز ہے

سوال:۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ بچے کی پیدائش پر چھ دن کے بعد بچے کی نانی اور دیگر اقارب کچھ کپڑے بچے کے ہاں لے کر جاتے ہیں، جس میں بچے اور بچے کی ماں کے کپڑے ہوتے حتیٰ کہ بچے کی دادی اور پھوپھو وغیرہ سب کے لئے دینے پڑتے ہیں اور کوئی نہ دے سکے یا

سستے دے دے تو طعنے ملتے ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں، اور کپڑے دینے والا پہلے پورے محلے کو دکھاتا ہے اور بچے کی ددھیال میں بھی دکھائے جاتے ہیں اور لوگ شہرت اور ناموری کے لئے زیادہ سے زیادہ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح سوا مہینے کی رسم ہے جس میں عورت کو نفاس سے پاک ہونے پر نہلایا جاتا ہے اگرچہ وہ پہلے ہی پاک ہو جائے مگر ان رسموں کی وجہ سے وہ ناپاک ہی سمجھی جاتی ہے اور پورے چالیس دن کے بعد غسل کرتی ہے۔ اس میں بھی اقارب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لین دین کا سلسلہ چلتا ہے۔ کیا دکھاوے کی یہ رسمیں جائز ہیں؟

الجواب:۔ سوال میں جس طرح مذکورہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم محض ریاکاری، اور شہرت منوانے کی ایک رسم ہے اور ریاکاری حرام ہے۔ اس میں ''کسی کے نہ دینے پر طعنے اور لڑائیاں ہونا'' اس رسم کے قبیح اور منع ہونے کے لئے کافی ہیں، اور اس طرح تحفے کا لین دین دل کی خوشی سے نہیں ہوتا اس لئے ناجائز ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اسی طرح بعض جگہ دستور ہے کہ ننھیال سے کچھ کھچڑی، مرغی، کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں اس میں بھی وہی ناموری، خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے، اس لئے یہ منع ہے۔ (بہشتی زیور، ج ۶، صفحہ ۱۴)

اور سوا مہینے کا چلہ نہاتے وقت عورتیں جمع ہوتی ہیں کھانا وہیں کھاتی ہیں، بھلا صاحب کھانے کی بخ لگانے کی کیا وجہ؟ ان کی طرف سے زبردستی، اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری، (ریاکاری) اور طعن وتشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کے لئے کافی ہیں اور اس میں نماز روزے سے زیادہ پابندی، ناموری اور فکر کرنے میں ننگ وناموس کا زہر ملا ہوا ہے اس لئے (یہ رسم بھی) درست نہیں۔ (بہشتی زیور، ج ۶، صفحہ ۱۳)

اور عورت کا نفاس چالیس دن سے پہلے پورا ہو جائے تو اس پر نماز روزہ واجب ہو جاتے ہیں، اس لئے ناپاک سمجھ کر غسل نہ کرنا اور نمازیں چھوڑنا الگ گناہ ہے۔ بہر حال یہ رسمیں کئی مفاسد کا مجموعہ ہونے کی بناء پر ناجائز ہیں اس لئے انہیں ترک کرنا ضروری ہے۔ (ملخص)

جائز وناجائز

(۱) کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا

سوال:۔ کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کو خط آئے چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری کھول لیا جاتا ہے اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اسکے نام کوئی خط آیا تھا آپ اسلامی نقطہ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

الجواب:۔ کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا کھولنا ناجائز ہے الا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) خواہشات نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا

سوال:۔ مورخہ ۴ نومبر کو مفتی عبدالرؤف صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول ﷺ کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بتائیں گے کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

الجواب:۔ محض خواہش نفس اور مطلب برابری کے لئے کوئی مسلک اختیار کرنا اتباع ہویٰ (نفس کی پیروی) ہے جس کا حرام ہونا قرآن وسنت میں منصوص ہے جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے وہ دین بھی بدل سکتا ہے چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہش نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو نعوذ باللہ۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) مزار پر پیسے دینا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہو تو جائز ہے اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے یہ تو میں نے اصول اور ضابطہ کی بات لکھی ہے لیکن آج کل لوگوں کے حالات کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ عوام کا مقصد دوسرا ہے اس لئے اس کو ممنوع کہا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) بیت الخلا میں اخبار پڑھنا

سوال:۔ بیت الخلاء میں اسلامی کتاب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا کسی اور سے باتیں کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا گناہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) کنواری عورت کا اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کر کے ووٹ ڈالنا

سوال:۔ ہمارے معاشرہ میں جس طرح کئی دوسری اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں اس سے زیادہ جعلی ووٹ ڈالنے کی بیماری سرطان کی طرح پھیل رہی ہے خصوصاً خواتین میں تو یہ بیماری عام ہے ایک عورت خواہ مخواہ دوسرے مرد کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کر کے ووٹ ڈالتی ہے اب تصفیہ طلب دو امور ہیں اولاً شرعی نقطہ نظر سے اس کی حیثیت کیا ہے آیا ایسا کرنا جائز ہے اگر کسی اسلام پسند فرد کے لئے کیا جائے ثانیاً اگر کنواری لڑکی پولنگ عملہ کے سامنے کسی شخص کی زوجہ اپنی آپ کو ظاہر کرتی ہے اور وہ فرد اگر قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ فلاں میری زوجہ ہے اور پولنگ عملہ گواہی بھی دے دیتا ہے تو کیا وہ لڑکی جس نے جعلی ووت ڈالنے کے لئے اپنے آپ

کو شادی شدہ ظاہر کیا تھا اس مذکورہ شخص کی بیوی ہو جائے گی شریعت اس بات میں کیا فرماتی ہے؟

(نوٹ) یاد رہے کہ ووٹ ڈالتے وقت اپنا اصلی نام نہیں بتاتی بلکہ انتخابی فہرست والا نام بتاتی ہے؟

الجواب:۔ ووٹ کی حیثیت جیسا کہ حضرت اقدس مفتی شفیعؒ صاحب لکھا ہے شہادت کی ہے اور جھوٹی گواہی کو آنحضرت ﷺ نے اکبرالکبائر (کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا) میں شمار فرمایا یعنی سات بڑے گناہ جو تمام گناہوں میں بدتر ہیں اور آدمی کے دین و دنیا دونوں کو برباد کرنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ ووٹ میں جعل سازی کتنا بڑا گناہ ہے۔ اور جو شخص اتنے بڑے گناہ کو حلال سمجھے وہ نہ اسلام پسند ہے اور نہ شرافت پسند جو عورت جعل سازی سے اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرے اس اظہار سے اس کا نکاح اس مرد سے منعقد نہیں ہوتا اور جب نکاح ہوا ہی نہیں تو عدالت میں اس کو ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا البتہ یہ شخص اگر چاہے تو ایسی عورت کو جعل سازی کی سزا عدالت سے دلوا سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) آیت الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے

سوال:۔ میرے گھر میں سونے سے پہلے روزانہ آیۃ الکرسی پڑھ کر زور سے تالی بجائی جاتی ہے عقیدہ یہ ہے کہ تالی کی آواز جتنی دور جائے گی گھر پر بلا اور چور سے اتنا ہی محفوظ رہے گا آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے بابرکت ہونے میں کچھ شک نہیں ہوسکتا لیکن تالی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

الجواب:۔ اس طرح تالی بجانا حرام ہے اور یہ عقیدہ کہ تالی بجانے سے بلائیں دور ہوتی اور چور بھاگ جاتے ہیں جاہلانہ توہم پرستی ہے آیۃ الکرسی پڑھنا صحیح ہے اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(۷) حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہنا

سوال:۔ حضرت عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرات اور حضرت نانوتویؒ کے قصائد میں ایک دو مقام ایسے ہیں جن کو بریلوی حضرات سامنے رکھ کر ہمارے نوجوانوں کے ذہن خراب کرتے ہیں ہمیں ان اشعار کا مطلب اور حکم مطلوب ہے امید ہے

دست شفقت دراز فرمائیں گے ان اشعار کی فوٹو کاپی ارسال خدمت ہے۔

الجواب:۔ اصطلاحات کے فرق سے مفہوم میں فرق آجاتا ہے مشکل کشا فارسی کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں مشکل مسائل کو حل کرنے والا اور یہ لقب حضرت علیؓ کو حضرت عمر فاروق نے دیا تھا عربی میں اس کا ترجمہ حل العویصات ہے اردو میں آج کل مشکل کشا: کے معنی سمجھے جاتے ہیں لوگوں کے مشکل کام کرنے والا حاجی صاحب کے شعر میں وہ معنی مراد ہیں یہ معنی مراد نہیں۔

حضرت نانوتوی کے قصیدہ میں آنحضرت ﷺ کی روحانیت سے استشفاع (شفاعت طلب کرنا) ہے کرم احمدیؐ کو خطاب ہے اور یہ استمداد دنیا کے کاموں کے لئے نہیں بلکہ آخرت میں نجات اور دنیا میں استقامت علی الدین کے لئے ہے جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو خطاب کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی آواز ان کے محبوب کے کان تک نہیں پہنچتی اور واقعی ان کو سنانا مقصود بھی نہیں ہوتا بلکہ اظہار عشق و محبت کا ایک پیرایہ ہے اسی طرح اکابرؒ کے کلام میں آنحضرت ﷺ کو جو خطاب کیا گیا ہے وہاں بھی اظہار عشق و محبت اور طلب شفاعت مقصود ہے نہ کہ اس زندگی میں اپنے کاموں کے لئے مدد طلب کرنا اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے اعمال آنحضرت ﷺ کی خدمت پر پیش کئے جاتے ہیں سو اگر کوئی آنحضرت ﷺ کو اسی خیال سے خطاب کرتا ہے کہ اس کا یہ معروضہ بارگاہ نبوی پر پیش ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے نام خط لکھ رہا ہو اور اس سے اپنے خط پر خطاب کر رہا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مکتوب الیہ اس خط کو پڑھے گا۔

الغرض اگر عقیدہ فاسدہ نہ ہو تو آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو ان خطابات کی صحیح توضیح ممکن ہے ہاں عقیدہ فاسدہ ہو تو خطاب ممنوع ہوگا۔

نوٹ:۔ اس ناکارہ نے اختلاف امت اور صراط مستقیم میں بھی اس پر تھوڑا سا لکھا ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) عزت کی بچاؤ کی خاطر قتل کرنا

سوال:۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم نے کسی مسلمان لڑکی کی عزت پر حملہ کیا تو کیا مسلمان لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عزت کی بچاؤ کے لئے حملہ آور کو قتل کردے؟

الجواب:۔ بلاشبہ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) عصمت پر حملہ کے خطرہ سے کس طرح بچے

سوال:۔ کسی مسلمان کی بیوی بیٹی بہن یا ماں کی عصمت کو خطرہ لاحق ہے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو کیا مسلمان مرد کو یہ جائز ہے کہ وہ عزت پر حملہ ہونے سے پہلے چاروں کو قتل کردے۔
الجواب:۔ ان چاروں کو قتل کرنے کے بجائے حملہ آور کو قتل کردے یا خود شہید ہوجائے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) عصمت کے خطرہ کی پیش نظر لڑکی کا خودکشی کرنا

سوال:۔ اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم کا سزاوار کہا ہے زندگی میں بعض مرتبہ ایسے سنگین حالات پیش آتے ہیں کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو قربان کرکے موت کو گلے لگانا پسند کرتی ہیں دوسرے الفاظ میں وہ خودکشی کرلیتی ہیں مثلاً اگر کسی لڑکی کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو اور بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نہ ہو تو وہ اپنی عصمت کی خاطر خودکشی کرلیتی ہے اس کا عظیم مظاہرہ تقسیم ہند کے وقت دیکھنے میں آیا جب بے شمار مسلمان خواتین نے ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی عزت محفوظ رکھنے کی خاطر خودکشی کرلی باپ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ کنوئیں میں کود کر مرجائیں لیکن ہندوؤں سکھوں کی ہاتھ نہ لگیں آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں براہ کرم یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا حالات میں لڑکیوں اور خواتین کا خودکشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ قانون تو وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا باقی جن لڑکیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے توقع ہے کہ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) میاں بیوی کا ایک دوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا۔

سوال:۔ جماع کے وقت بیوی کا تمام بدن مقام خاص اور دوسرے اعضاء دیکھنا جائز ہے یا

نہیں؟

الجواب:۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے لیکن بے ضرورت دیکھنا اچھا نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کا عورت کو بوسہ دینا

سوال:۔ محترم کی خدمت میں اس سے پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکی ہوں کہ کیا اسلام میں دوست کی کس **(KISS)** (بوسہ لینا) لینا جائز ہے یا ناجائز مگر جناب نے میری اس بات کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا کیا وجہ ہے کیا ہماری اس پریشانی کو حل نہیں کر سکتے پلیز جلد از جلد میرا اس سوال کا جواب دیں کیونکہ ہم جب بھی دو دوست آپس میں **(KISS)** کرنے لگتی ہیں تو فوراً اس عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے تو ایک دوسرے کو پاک بوسہ دینا چاہئے۔

الجواب:۔ مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو بوسہ دینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (درمختار) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) نامحرم مردوں سے چوڑیاں پہننا

سوال:۔ ہماری مائیں بہنیں جو کہ برقعہ کا اہتمام کرتی ہیں لیکن عیدوغیرہ کے موقع پر جب چوڑیاں پہنتی ہیں اور اپنا ہاتھ نامحرم انسان کے ہاتھ میں دیتی ہے تو ایسے پردہ کا فائدہ ہے یا معذوری ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کا نامحرم مردوں سے چوڑیاں پہننا حرام ہے حدیث میں اس کو خنزیر کا گوشت چھونے سے بھی بدتر فرمایا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) سورہ النساء کی آیت نمبر ۳۱ سے عورتوں کے لئے کاروبار کرنے کی اجازت ثابت نہیں ہوتی

سوال:۔ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۲ء کے روزنامہ جنگ میں ایک محترمہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج

کے نومنتخب عہد یداران کے استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے سورہ النساء کی آیت نمبر ۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا ہے وہ اس کا حصہ ہے لہذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے جب کہ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے ۔قرآن مجید کے ترجمہ سے کہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں جب کہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا تو محترمہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا اس سے قبل ایک مولانا صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانہ میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا اور ان کو مرحوم نے مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا تھا کیونکہ مرحوم بھی اس زمانہ میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا لہذا آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ برائے کرم مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی صحیح ترجمہ شائع فرما کر امت مسلمہ کو کسی نئے تنازع سے بچائیں۔

الجواب:۔ یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں اول یہ کہ عورت کے لئے کسب معاش کا کیا حکم ہے میں اس مسئلہ کی وضاحت پہلے بھی کر چکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسب معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے اور خواتین کے خرچہ اخراجات ان کے ذمہ ڈالے ہیں خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس پر دلائل پیش کرنا کار عبث نظر آتا ہے ابلیس مغرب نے صنف نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ مساوات مرد وزن کا فسوں پھونک کر عورت کو کسب معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا اور جن حضرت کا آپ نے تذکرہ کیا ہے اور وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرہ میں رونما ہو چکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرہ کے لئے لائق رشک نہیں بلکہ لائق شرم ہیں ہاں بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے ایسی عورتوں کا کسب معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حاجت ہے اور اپنی عفت وعصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعہ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے دوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآن کریم کی آیت سے استدلال ہے اس کے

بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ آیت شریف کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس آیت شریف کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیونکہ نہیں رکھا گیا: مردوں کو میراث کا دگنا حصہ ملتا ہے حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں ماقبل کی آیتوں میں میراث کے احکام گزرے ہیں ان میں یہ بھی بتلایا جا چکا ہے کہ میت کے ورثہ میں اگر مرد اور عورت ہو اور میت کی طرف سے رشتہ کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دگنا حصہ ملے گا اسی طرح کے ور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہے۔

مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہو جاتے بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہو جاتی۔

ایک عورت نے حضور ﷺ سے عرض کیا مرد کو میراث میں دگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے تو کیا عبادات و اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا جواب **و لا تتمنوا** سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب "لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ" سے دیا گیا۔
(تفسیر معارف القرآن صفحہ ۳۸۸ ج)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد و عورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا! اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی اپنی سعی و عمل کا پھل ملے گا مردوں کو ان کی محنت کا اور عورتوں کو ان کی محنت کا مرد ہو یا عورت کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ مردوں کی دنیوی کمائی ان کو ملے گی عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں اگر یہ مضمون صحیح ہوتا ہے تو دنیا کی کوئی عدالت بیوی کی نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی اور عدالتوں میں نان ونفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج

کر دینا چاہئے کہ محترمہ کی تفسیر کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے عورت کا اس میں کوئی حق نہیں استغفر اللہ تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) بسم اللہ کی بجائے ۷۸۶ تحریر کرنا

سوال:۔ ہمارا ایک مسئلہ پر بحث و مباحثہ چلتا رہا جس میں ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات پیش کرتا رہا مگر تسلی ان باتوں سے نہ ہوئی بحث کا مرکز ۷۸۶ تھا جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے جس کا مقصد ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جانتے ہیں آیا خط کے اوپر ۷۸۶ لکھنا جائز ہے اگر جائز ہے تو ۷۸۶ کیا ہے اور کس طرح بسم اللہ مکمل بنتا ہے اور یہاں کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندوؤں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے لکھنے کے ثواب سے محروم کیا جائے یعنی مکمل وضاحت فرمائیں تاکہ کوئی ایسی غلطی یا بات نہ ہو کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔

الجواب:۔ ۷۸۶ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آتا ہے غالباً اس کا رواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے اس بے ادبی سے بچانے کے لئے غالباً بزرگوں نے بسم اللہ کے اعداد لکھنے شروع کئے اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ ہی لکھنا بہتر ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

متفرق مسائل

(١٦) انسان کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے کسے کہتے ہیں

سوال:۔ ایک لفظ ضمیر گفتگو میں کافی استعمال ہوتا ہے اس لفظ کو مختلف طور پر استعمال کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ میرا ضمیر جاگ گیا ہے بعض کو کہتے ہیں سنا ہے کہ فلاں آدمی کا ضمیر مر گیا ہے آدمی کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی ایک قوت رکھی ہے جس طرح ظاہری آنکھیں اگر اندھی نہ ہوں تو سیاہ وسفید کے فرق کو پہچانتی ہیں اسی طرح دل کی وہ قوت جس کو بصیرت کہا جاتا ہے صحیح کام کرتی ہو تو وہ بھی نیکی اور بدی کے فرق کو پہچانتی ہے۔ اگر آدمی کوئی غلط کام کرے تو آدمی کا دل اس کو ملامت کرتا ہے اسی کو ضمیر کہا جاتا ہے لیکن جب آدمی مسلسل غلط کام کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے اور وہ نیکی و بدی کے درمیان فرق کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی کا نام ضمیر کا مر جانا ہے جن لوگوں کا ضمیر زندہ اور قلب کی بصیرت تابندہ اور روشن ہو ان کو بعض اوقات فتویٰ دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز جائز ہے مگر ان کا ضمیر ان پر مطمئن نہیں ہوتا اس لئے ایسے ارباب بصیرت ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے اپنے دل سے فتویٰ پوچھو خواہ فتویٰ دینے والے تمہیں جواز کا فتویٰ دیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(١٧) غیر مسلم جیسی وضع وقطع والی عورت کی میت کو کس طرح پہچانیں

سوال:۔ گذشتہ جنگ ١٩٧١ء جو مشرقی پاکستان میں لڑی گئی میں بھی وہاں موجود تھا سرحدی علاقوں (بھارت و بنگلہ دیش) جہاں ہندو مسلمان کی ملی جلی آبادی تھی بڑی سخت لڑائی ہوئی اس طرح وہاں کے بہت سے شہری بھی اجل کا شکار ہوئے ایک جگہ ہم لوگوں کو ایک عورت کی لاش نظر آئی ہم لوگ اس لاش کو دیکھ کر بڑے شش وپنج میں مبتلا ہوئے کہ آیا یہ لاش مسلمان عورت کی ہے یا کسی غیر مسلم کی بہر حال اس وقت وقت کی نزاکت کی پیش نظر ہم نے اسے دریا برد کر دیا مگر آج

تک یہ سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اگر وہ مسلمان عورت کی لاش تھی تو اس کی با قاعدہ تکفین و تدفین کرنی چاہئے تھی مگر مشکل امر شناخت میں یہ ہے کہ ان سرحدی علاقوں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا لباس رہن سہن اتنا مماثل ہوتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مسلمان ہے یا ہندو۔ آپ سے شرعی حیثیت سے سوال کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا حالات میں یا ایسے ہی ملتے جلتے واقعات میں عورت کی لاش کی شناخت کرنا کس طرح ممکن ہے۔

الجواب:۔ جب مسلمان اپنے وجود سے اسلامی علامات کو کھرچ کھرچ کر صاف کر ڈالیں اور شکل وشباہت لباس و پوشاک تک میں غیر مسلموں سے مشابہت کر لیں تو میں شناخت کا طریقہ کیا بتا سکتا ہوں آنحضرت ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے۔ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ (مسند احمد صفحہ ۵۰ ج ۲) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) پاخانہ میں تھوکنا

سوال:۔ میں نے سنا ہے کہ پاخانے میں تھوکنا منع ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ خلاف ادب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی احکام

سوال:۔ جیسا کہ رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ ہے مگر آج کل جو جنسی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا ہے شریعت کی رو سے کہاں تک صحیح ہے اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد کی رو سے کہاں تک صحیح ہے اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد جو جنسی تبدیلی کے بعد عورت میں تبدیل ہو گئے ان کا انجام کل قیامت کو کیا ہوگا وہ جنت میں مرد کی حیثیت سے داخل ہوں گے یا عورت کی اور ان مرد سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا انجام ہوگا امید ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گی۔

الجواب:۔ جنسی تبدیلی اگر حقیقت واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں

بلکہ جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے اسی صنف کے احکام اس پر جاری ہوں گے اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتاً لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے احکام جاری ہوں گے اور اگر لڑکا تبدیلی جنس کے بعد سچ مچ لڑکی بن گیا تو اس پر تبدیلی کے بعد لڑکیوں کے احکام جاری ہوں گے مشابہت جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ مرد مرد ہوتے ہوئے عورتوں کی مشابہت کرے یا عورت عورت ہوتے ہوئے مردانہ پن اختیار کرے اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) رخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو سال تھی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت عمر کیا تھی کیا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی عمر ۹ سال سے زیادہ تقریباً ۱۲ سال تک تھی کیا کسی حدیث سے اس قسم کا ثبوت ہے؟ اگر ہے اس حدیث کی کیا حیثیت ہے نیز اس بارے میں علماء حضرات کا اجتماعی مؤقف کیا ہے؟

الجواب:۔ رخصتی کے وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی اس کی تصریح مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(۱) صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۷۷۵۔
(۲) صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۵۶۔
(۳) ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۲۸۹۔
(۴) ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۳۲۔
(۵) نسائی ج ۲ صفحہ ۹۱۔
(۶) ابن ماجہ صفحہ ۱۳۵۔
(۷) دارمی ج ۲ صفحہ ۸۲۔
(۸) مسند احمد ج ۴ صفحہ ۴۲۔۱۱۸۔۲۱۱۔۲۸۰۔
(۹) طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۴۰۔۴۴۔۵۴۔
(۱۰) الاصابہ ج ۴ صفحہ ۳۵۹۔

(۱۱)الاستیعاب برحاشیہ اصابہ۔ ج ۴ صفحہ ۳۵۹۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) رضا بالقضا سے کیا مراد ہے؟

سوال:۔ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے پس اگر وہ صابر بنا رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے اور اگر اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرلیتا ہے مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

الجواب:۔ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے فیصلہ سے دل میں تنگی محسوس نہ کرے زبان سے شکوہ و شکایت نہ کرے بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا۔ ٹھیک کیا طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں اسی طرح اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالہ کی دعائیں کرنا رضا بالقضا کے خلاف نہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال:۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے چند صحابہ سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم مومنین مسلمین ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضاء پر راضی رہتے ہیں آپ نے فرمایا بخدا تم سچے مومن ہو؟

سوال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک میں

(۱) مصیبت پر صبر سے کیا مراد ہے۔

(۲) راحت پر شکر سے کیا مراد ہے۔

(۳) اور قضا پر راضی رہتے ہیں سے کیا مراد ہے؟

الجواب:۔ نمبر ۱ اور نمبر ۳ اوپر لکھ دیا راحت و نعمت پر شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو محض حق تعالیٰ شانہ کے لطف و احسان کا ثمرہ جانے اپنا ذاتی ہنر اور کمال نہ سمجھے زبان سے الحمدللہ کہے اور شکر بجالائے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مصیبت زدہ لوگوں میں خرچ کرے اس نعمت پر اترائے نہیں واللہ اعلم۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں

سوال:۔ جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہیں چونکہ ان بے چاروں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا اس لئے اگر خدانخواستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو کیا اس سے ان کی نئی زندگی پر اثر پڑے گا یا وہ بے گناہ ہیں؟

الجواب:۔ اس معاملہ میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

(۲۳) حادثات میں متاثر ہونے والوں کے لئے دستور العمل

سوال:۔ حضرت ایک حادثہ میں میرے میاں اور صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اس وقت میری حالت نہایت ناقابل بیان ہے صبر نہیں ہوتا کیا کروں ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی کیا کروں؟

الجواب:۔ پیاری عزیزہ محترمہ سلمها الله تعالیٰ وحفظها السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته'

آپ کے حادثہ کا سن کر بے حد رنج وقلق ہوا اور مجھے ایسے الفاظ نہیں مل پا رہے جن سے آپ کو پرسا دوں اور اظہار تعزیت کروں انا للّٰه و انا الیه راجعون ۔ آپ ماشاء اللہ خود بھی خوش فہم ہیں اور ایک اونچے علمی و دینی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں امید رکھتا ہوں کہ چند باتوں کو پیش نظر رکھیں گی۔

(۱) قرآن کریم حوادث ومصائب پر انا للّٰه و انا الیه راجعون پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور صبر پر بے شمار عنایتوں اور رحمتوں کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس پاکیزہ کلمہ کو دل وزبان سے کہا کریں۔

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کریم آقا کی عنایتیں اور رحمتیں بندوں کے حال پر اس قدر مبذول ہیں کہ ہم بندے ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور شکر سے عاجز ہیں جن چیزوں کو ہم آفات ومصائب اور تکالیف سمجھتے ہیں ان میں بھی حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار عنایتیں شفقتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان تک رسائی سے ہماری عقل وفکر عاجز ہے بس اجمالاً یہ عقیدہ رکھا جائے (اور اس عقیدہ کو اپنا حال بنالیا جائے) کہ اس کریم آقا کی جانب سے جو کچھ پیش آیا ہے وہ

ہمارے لئے سراسر رحمت ہی رحمت ہے گو ہم اس کو نہ سمجھ سکیں۔

(۳) آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ بہت سے بڑے لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا ہو کہ بچپن ہی میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا لیکن عنایت خداوندی نے ان کو اپنے سائے میں لے لیا اور وہ دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ایک دنیا نے ان کے سائے میں پناہ لی خود ہمارے آقا سرور کائنات فکر موجودات محمد ﷺ (فلدہ اروا حناوآ بائناوامہا تنا) کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ابھی بساط وجود پر قدم نہیں رکھا تھا کہ سایہ پدری سے محروم کردیئے گئے اور بچپن ہی میں ماں کی شفقت مادری بھی چھن گئی لیکن کریم آقا نے اس یتیم بچے کو ایسا اٹھایا کہ دونون جہاں اسکے سائے کے نیچے آ گئے (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم) آپ کی بچے اگر سایۂ پدری محروم ہو گئے تو غم نہ کیجئے انشاء اللہ رحمت وعنایت خداوندی ان کے سر پر سایہ فگن ہے جو باپ کی شفقت سے ان کے حق میں ہزار درجہ بہتر ہوگی ان بچوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے حق میں کریم آقا سے دعاؤں اور التجاؤں کی ضرورت ہے۔

(۴) یہ دنیا ہمارا گھر نہیں ہمارا وطن اور ہمارا گھر جنت ہے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا شعر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مر گیا مظہر
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہر

ہمارے حضرت حکیم الامت نے اپنے ایک عزیز جناب ظفر احمد تھانوی مرحوم کوان کے والد ماجد کے سانحۂ ارتحال پر جوگرامی نامہ تحریر فرمایا تھا اس کو بار بار پڑا کر۔

(۵) آپ کے شوہر کا حادثہ مکہ ومدینے کے سفر کے دوران پیش آیا انشاء اللہ یہ شہادت کی موت ہے حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ان کو جو کچھ ملا دنیا کی مکدر اور فانی لذتوں سے بدر جہا بہتر ہے اور آپ کو اس حادثہ پر صبر وشکر کرنے کی بدولت جو اجر وثواب ملے گا وہ مرحوم کے وجود سے زیادہ قیمتی ہے۔

پس ان کی جدائی سے نہ انشاء اللہ ان کو خسارہ ہوگا، آپ کو نہ دیگر پسماندگان کو۔

(۶) البتہ ان کی جدائی سے رنج وصدمہ کا ہونا ایک فطری اور طبعی امر ہے تاہم اس کا تدارک بھی صبر وشکر ہمت واستقلال اور راضی برضا مولا ہونے سے ہوسکتا ہے۔ بے صبری اور جزع اور فزع سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ اپنے سایہ رحمت میں رکھے اور صبر و شکر اور رضا بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔

(ب) دنیا کی بے ثباتی یہاں کی راحت و خوشی کی ناپیداری کو ہمیشہ یاد رکھا جائے حقوق بندگی بجالانے اور آخرت کے گھر کی تیاری میں کوتاہی نہ کی جائے اور یہاں کی دل فریبیوں اور یہاں کی عیش و عشرت اور رنج و مصیبت کے بکھیڑوں میں الجھ کر آخرت فراموشی خدا فراموشی بلکہ خود فراموشی اختیار نہ کی جائے یہی مضمون ہے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کا۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی رضاء و محبت نصیب فرمائے ہماری کوتاہیوں اور گندگیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور اپنی رحمت بے پایاں کے ساتھ دنیا میں بھی ہماری کفایت فرمائے اور آخرت میں اپنے محبوب و مقبول بندوں کے ساتھ ہمیں ملحق فرمائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) عریانی کا علاج عریانی سے

سوال:۔ عریانی لعنت ہے ایک کینسر ہے ملک و ملت کے لئے نقصان دہ ہے اس قسم کے بیان پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں چنانچہ جناب راجہ ظفر الحق وزیر اطلاعات و نشریات کا بیان ہے۔

عریانی ایک کینسر کی طرح قوم کے جسم میں پھیلی ہوئی ہے اسے اگر نہ روکا گیا تو اس کی پتلی دھار ایک بڑا دھارا بن سکتی ہے حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے انہوں نے کہا کہ ملک میں نظام اسلام کے نفاذ میں ملک کے نوجوانوں کو عظیم کردار ادا کرنا ہے۔ (جنگ کراچی ۱۳ فروری ۱۹۸۲ء)

مگر اس کا علاج کوئی نہیں بتاتا کوئی آپ جناب سے درخواست ہے اس کا علاج تجویز فرمادیں۔

الجواب:۔ عریانی بلاشبہ ایک لعنت ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ قوم کے مزاج میں کینسر کی طرح سرایت کر چکی ہے راجہ صاحب کے بقول حکومت اس لعنت کو ختم کرنے اور قوم کو اس کینسر سے نجات دلانے کا تہیہ بھی کر چکی ہے لیکن حکومت نے اپنے اس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جولائحہ عمل مرتب فرمایا ہے وہ بھی راجہ صاحب ہی کی زبانی سن لیجئے۔

اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے خواتین کو بہترین تعلیم دینے پر زور دیا ہے تاکہ وہ معاشرہ میں فعال کردار ادا کرسکیں وقار النساء گرلز ہائی اسکول راولپنڈی کے سالانہ یوم اسپورٹس اور جوبلی تقریبات میں بطور مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے راجہ صاحب نے کہا کہ حکومت خواتین کو ایسی تعلیم وتربیت دینے کے سلسلہ میں عملی کردار ادا کررہی ہے کہ قوم کی بیٹیاں ہر شعبہ حیات میں بہترین کارگردگی کا مظاہرہ کرسکیں انہوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے اور اس اعتبار سے انہیں ہر شعبہ حیات میں مثالی طور پر آگے آنے اور اپنی لیاقت اور صلاحیت کے اظہار کے مساوی حقوق ملنے چاہئے۔ (نوائے وقت کراچی ۱۴ فروری ۱۹۸۲ء)

گویا عریانی کی لعنت کو ختم کرنے اور اس کینسر سے قوم کو نجات دلانے کے لئے حکومت نے جو عملی خاکہ مرتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالا جائے اور ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے برابر ان کی بھرتی کی جائے فوج اور پولیس میں آدھے آدمی ہوں آدھی عورتیں دفاتر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مساوی ہو کابینہ اور شوریٰ میں دونوں کی تعداد نصف ونصف ہو اسکولوں کالجوں اور دانش گاہوں میں آدھے لڑکے ہوں اور آدھی لڑکیاں یہ ہے حکومت کا وہ تیر بے ہدف علاج جس کے ذریعہ عریانی کا خاتمہ ہوگا۔ اور قوم کو عریانی کے عفریت سے نجات ملے گی اس طریقہ علاج کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ حکومت ایک صنف کو دوسری صنف سے جو حجاب ہے اور جس سے عریانی کا تصور ابھرتا ہے وہ ختم ہوجائے ظاہر ہے کہ جب دونوں کے حدود عمل کی تفریق مٹ جائے گی تو عریانی آپ سے آپ ختم ہوجائے گی اور قوم کو اس لعنت کے گرداب سے نجات مل جائے گی۔ بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردہ کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہوگئے

راجہ صاحب خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر بھی زور دیا ہے تربیت ایک مبہم سالفظ ہے اس کی عملی تشریح وتفسیر بھی راجہ صاحب نے فرمادی ہے ملاحظہ فرمائیے:

''وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات راجہ ظفر الحق نے آج وقار النساء اسکول کی طالبہ حاذقہ محمود

کے لئے ایک خصوصی انعام کا اعلان کیا اس طالبہ نے اسکول کے جشن سیمین پر سالانہ کھیل کود کے موقع پر انتہائی خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کی تھی جہاں وزیر موصوف مہمان خصوصی تھے وزارت اطلاعات کی جانب سے دیا جانے والا ایک ہزار روپے کا انعام کتابوں کی شکل میں ہوگا۔'' (نوائے وقت)

(۲۵) اسلام ڈھانے کی سازشیں

سوال:۔ آج کل کا بے دین طبقہ خصوصاً پڑھے لکھے اور صحافی قسم کے لوگوں نے اسلام کے خلاف تہیہ کرلیا ہے حضرت! طبیعت پر بہت ہی اثر ہوتا ہے کہیں یہ اسلام ڈھانے کی سازش تو نہیں؟

الجواب:۔ ایوب خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج واقبال نصیب فرمایا تو انہیں اکبر بادشاہ کی طرح اجتہاد مطلق کی سوجھی اور دینی مسائل میں تحریف وکتر بیونت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب بالقابہ کی خدمت حاصل کی گئیں اور انہوں نے اسلام کے تمام متفقہ مسائل کو روایتی اسلام کا نام دے کر ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیا اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہوئی اور احتجاج کے سیلاب میں نہ تو صرف ایوب خان کی حکومت بہہ گئی بلکہ بعد میں جو بھیانک حالات پیش آئے وہ سب کو معلوم ہیں خلاصہ یہ کہ ملک دونیم ہوگیا اور افراتفری کا ایک ایسا مختتم سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک وقوم کو شدید بحران میں مبتلا کردیا۔

سوئے اتفاق سے آج پھر اسلام کے مسلمہ مسائل کے خلاف اخباروں کے اوراق سیاہ کئے جارہے ہیں پروفیسر رفیع اللہ شہاب اور کوثر نیازی ایسے لوگ اسلامی مسائل پر خامہ فرسائی فرما رہے ہیں علماء اسلام کی تحقیر کی جارہی ہے انہیں تنگ نظر وکم فہمی کے طعنے دیئے جارہے ہیں۔

ہمیں اسلام کے بارے میں تو الحمدللہ اطمینان ہے کہ نہ ڈاکٹر فضل الرحمان کی تحریفات سے اس کا کچھ بگڑا اور نہ موجودہ دور کے متجددین کے قلمی معرکے اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اندیشہ اگر ہے تو ملک وقوم کے بارے میں ہے کہ کہیں خدانخواستہ ہماری شامت اعمال کی بدولت ایوب کا آخری دور تو واپس نہیں آرہا اور کیا اسلامی مسلمات کی تحقیر اور علماء اسلام کی تذلیل کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں ہوگی ہمیں معلوم ہے کہ حکومت آزادی قلم کا احترام کرتی ہے اور یہ سب کچھ اگر

سرکاری آشیر باد سے نہ ہوتو آزادی قلم کا فیضان ہوسکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کا مرتکب ہوتو اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص فوج میں بددلی پھیلانے کی جرأت کرے تو اس کو آزادی قلم کا احترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا آخر دین اسلام نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ کوئی شخص اسلامی مُسلّمات کے خلاف کتنی ہی نفرت پھیلائے اس کی آزادی قلم میں کوئی فرق نہیں آتا اور علماء اسلام کی کتنی ہی سوقیانہ (بازاری) تحقیر کرلے وہ آزادی قلم سے محروم نہیں ہوتا جس سے ملک وقوم کا خدا اور رسول اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ یہ رویہ ہو غور فرمائیں کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ کا کیا ہوگا۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) اخبارات میں چھپنے والے لفظ اللہ کا کیا کریں؟

سوال:۔ اخبارات میں قرآنی آیات کے علاوہ ناموں کے ساتھ اللہ کا نام بھی ہوتا ہے ان کا کیا کیا جائے؟

الجواب:۔ کاٹ کر محفوظ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں کہنے والی بیوی کا شرعی حکم

سوال:۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں اس واقعہ سے ان کے ایمان اور نکاح پر کیا اثر پڑا؟

الجواب:۔ تمہاری بیوی ان الفاظ سے مرتد ہوگئی اور تمہارے نکاح سے نکل گئی اگر وہ توبہ کرے تو ایمان کی تجدید کے بعد دوبارہ نکاح تم سے ہوسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) پیپسی مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا پینا کیسا ہے؟

سوال:۔ آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی مرنڈا ٹیم اور سیون اپ پر چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں خاص کر مندرجہ بالا یہ چار کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک

مرتبہ پیپسی کی فیکٹری جانے کا اتفاق ہوا جہاں مجھے پتہ چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے لیکن ان مشروبات کا **اصل** جو جس مادہ ہے وہ امریکہ سے آتا ہے) واضح رہے کہ یہ مشروبات پوری دنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک میں بنتے ہیں فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دنیا میں اصل مادہ امریکہ ہی سے آتا ہے اس ڈر سے کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں اور یہ جو اکثر چیزیں غیر ممالک کی ہوتی ہیں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں اور ان مشروبات کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پیے[1]

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال

سوال:۔ کیا پیشاب خشک کرنے کے لئے یا دوسری نجاست کو صاف کرنے کے لئے ڈھیلوں کی جگہ آج کل بازار میں عام طور پر **Toilet tissue paper** کو استعمال کیا جاتا ہے جائز ہے اگر کاغذ کے استعمال کے بعد پانی سے صاف کر لی جائے تو صفائی مکمل ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اس کا استعمال درست ہے اور اس سے صفائی ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتا پالنا

(۳۰) کتا پالنا اور کتے والے گھر میں فرشتوں کا نہ آنا

سوال:۔ میں آپ سے کتا پالنے کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اکثر کہا جاتا ہے کہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے اس سے فرشتے گھر پر نہیں آتے میں لوگوں کے اس نظریئے سے کچھ

[1] مفتی صاحب کا یہ فتویٰ ان کی پاکی ناپاکی کی حد تک ہے البتہ موجودہ دور ۲۰۰۲ء میں ان کمپنیوں کی یہودیت اور مسلم دشمنی آشکار ہونے کی بناء پر جو ان کے بائیکاٹ کا فتویٰ ہے وہ الگ مسئلہ ہے۔ اگر حضرت مفتی صاحب شہیدؒ زندہ ہوتے تو سب سے پہلے انہی کا فتویٰ بائیکاٹ کے لئے ہوتا۔ (مرتب)

مطمئن نہیں ہوں آپ مجھے صحیح جواب دیں؟

الجواب:۔ کتا پالنا شوق کی چیز تو ہے نہیں البتہ ضرورت کی چیز ہو سکتی ہے چنانچہ شوق سے کتا پالنے کی تو ممانعت ہے البتہ کوئی شخص مکان کی حفاظت کے لئے یا کھیت کی یا مویشی کی حفاظت کے لئے یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالے تو اس کی اجازت ہے اور یہ صحیح ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے ایک خاص وقت پر آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ مقررہ وقت پر نہیں آئے۔ آنحضرت ﷺ کو اس سے پریشانی ہوئی کہ جبرائیل امین تو وعدہ خلافی نہیں کر سکتے ان کے نہ آنے کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ ﷺ نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا تھا اس کو اٹھوایا گیا اس جگہ کو صاف کر کے وہاں چھڑکاؤ کیا گیا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مقررہ وقت پر نہ آنے کی شکایت کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مشکوۃ باب التصاویر صفحہ نمبر ۳۸۵)

(۳۱) کیا کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا ہے اور اس کا پالنا کیوں منع ہے

سوال:۔ میں نے آپ کی اس صفحہ میں پڑھا تھا کہ چاہے کتنا بھی اہم معاملہ ہو اگر گھر میں کتا ہوگا تو رحمت کے فرشتے نہیں آمیں گے لیکن یہ بتائیں کہ کیا کتے کی موجودگی میں گھر میں نماز ہو جائے گی اور قرآن کریم کی تلاوت جائز ہوگی ہمارے گھر میں قریب سب ہی لوگ نمازی ہیں اور صبح صبح قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے یہ چھوٹا سا کتا جو بے حد پیارا ہے اور نجاست نہیں کھاتا ہم مجبور ہو کر لاتے ہیں۔

براہ مہربانی یہ بھی بتائیں کہ آخر ہمارے دین میں کتے جیسے وفادار جانور کو ''گھر'' سے کیوں نکالا گیا ہے میں نے سنا ہے کہ کتا دراصل انسانی مٹی سے بنا ہے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دھن پر شیطان نے تھوکا تھا تو وہاں سے تمام مٹی نکال کر پھینک دی گئی اور پھر اسی سے بعد میں کتا بنایا گیا شاید اسی وجہ سے یہ بیچارہ انسان کی طرف دوڑتا ہے پاؤں میں لوٹتا ہے اور انسان بھی اس

سے محبت کئے بغیر نہیں رہ سکتا؟

الجواب:۔ جہاں کتا ہو وہاں نماز اور تلاوت جائز ہے یہ غلط ہے کہ کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا کتا وفادار تو ہے مگر اس میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو اس کی وفاداری پر پانی پھیر دیتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ غیر کا تو وفادار ہے لیکن اپنی قوم کا نہیں دوسرے اس کے منہ کا لعاب ناپاک اور گندہ ہے اور وہ آدمی کی بدن یا کپڑے سے مس ہو جائے تو نماز غارت ہو جاتی ہے اور کتے کی عادت ہے کہ وہ آدمی کو منہ ضرور لگاتا ہے اس لئے جس نے کتا پال رکھا ہو اس کے بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا ازبس مشکل ہے تیسرے کتے کے لعاب میں ایک خاص قسم کا زہر ہے جس سے بچنا ضروری ہے یہ ہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ ہی وہ زہر ہے جو کتے کے کاٹنے سے آدمی کے بدن میں سرایت کر جاتا ہے چوتھے کتے کے مزاج میں گندگی ہے جس کی علامت مردار خوری ہے اس لئے ایک مسلمان کی شایان شان نہیں کہ وہ بغیر ضرورت کے کتا پالے، ہاں ضرورت اور مجبوری ہو تو اجازت ہے۔

(۳۲) لاش کی چیر پھاڑ کا شرعی حکم

سوال:۔ کیا سائنسی تحقیق کے لئے اسلامی شریعت کی رو سے لاشوں کی چیر پھاڑ جائز ہے؟ کیا اس سے لاشوں کی بے حرمتی کا احتمال تو نہیں جب کہ لاشوں میں مرد اور عورتیں بھی ہوتی ہیں اور لاشیں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور چیرنے پھاڑنے والے مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں اگر بے حرمتی ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟ اور کیا لڑکیوں کو اس طرح سے تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ اور پھر مردوں کی موجودگی میں یہ کام کرنا جائز ہے بصورت دیگر کیا سزا ہے؟

الجواب:۔ لاشوں کی چیر پھاڑ شرعاً حرام ہے خصوصاً جنس مخالف کی لاش کی بے حرمتی اور بھی سنگین جرم ہے پھر لڑکوں لڑکیوں کے سامنے اور بھی قبیح ہے گورنمنٹ سے اس کے انسداد کا مطالبہ کرنا چاہئے اور جب تک یہ نہ ہو اس کو ناجائز سمجھتے ہوئے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

(۴۳) چھ ماہ کی حاملہ عورت کے مرنے پر بچہ کو آپریشن کے ذریعے نکالنا

سوال:۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق ۱۲۰ دن میں بچہ ماں کے پیٹ میں جاندار شمار ہوتا ہے یعنی ۱۲۰ دن میں ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے میں جان آجائے گی جب کہ میڈکل تھیوری کے لحاظ سے بھی ۱۲۰ دن کے بعد بھی بچے میں جان پیدا ہو جاتی ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے حاملہ عورت چھ ماہ کے حمل میں وفات پا جاتی ہے جب کہ بچے کی پیدائش ۹ ماہ میں ہوتی ہے اب اگر بچے کو آپریشن کے ذریعے مردہ ماں کے پیٹ سے نکال لیا جائے تو شاید وہ بچ جائے لیکن اگر ماں کے پیٹ میں مرنے دیا جائے اور مردہ عورت کو دفنا دیا جائے تو جاندار بچے کو بھی زندہ درگور کر دیا گیا اب اس صورت میں کہ اگر عورت ۴ ماہ کے حمل میں وفات پا جائے تو اس بچے کا کیا بنے گا جو ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا تھا؟

الجواب:۔ اگر اس کا وثوق ہو کہ بچہ زندہ ہے اور یہ کہ اگر آپریشن کے ذریعے بچے کو نکالا جائے تو اس کے زندہ رہنے کے امکانات ہیں تو آپریشن کے ذریعہ بچے کو نکال لینا صحیح ہے۔

(۴۴) خون کے عطیہ کا اہتمام کرنا اور مریضوں کو دینا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ ہم لوگ ڈاؤ میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور چونکہ تیسرے اور چوتھے سال سے ہمارا تعلق براہ راست مریضوں کی دیکھ بھال سے ہو جاتا ہے جس میں ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ بہت سارے مریض غربت کی وجہ سے اپنا علاج معالجہ صحیح طور پر نہیں کرا سکتے اور نہ ہی دوائیاں وغیرہ خرید سکتے ہیں اس لئے ہم لوگوں نے ایک امدادی جماعت ''پیشنٹ ویلفیئر ایسوسی ایشن'' (مریضوں کی امدادی جماعت) کے نام سے بنائی ہے جس میں ہم مختلف لوگوں سے چندہ وغیرہ لے کر دوائیاں وغیرہ خریدتے ہیں اور پھر خود مریضوں کو مہیا کرتے ہیں اب ہماری اس انجمن نے اپنے کالج میں ''بلڈ بینک'' بنانا شروع کیا ہے جس میں ہم خون جمع کر کے رکھا کریں گے تا کہ جان بلب مریضوں کو خون پہنچا سکیں اس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ ہم اس مریض کے کسی رشتہ دار سے خون لے کر اپنے بینک میں رکھ لیا کریں گے اور اس مریض کے نمبر کا خون اس مریض کو مہیا کر دیا کریں گے کیا اس طرح ہم لوگوں کا مریضوں کے لئے خون جمع کرنا

اور پھر مریضوں کو مہیا کرنا شریعت کے مطابق درست ہے یا نہیں اور ہم طلبہ کو اس کام کا ثواب ملے گا؟

الجواب:۔ اضطراری حالت میں مریض کی جان بچانے کے لئے خون دینا جائز ہے اور اس ضرورت کے پیش نظر خون کا مہیا رکھنا اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور خدمت خلق جبکہ حد جواز کے اندر ہو ظاہر ہے کہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۳۵) مکڑی کو مارنا کیسا ہے

سوال:۔ مکڑی کو مارنا شرعاً کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کے لئے غار ثور میں الا تنا تھا اس لئے یہ مبارک ہے، نہیں مارنا چاہئے؟

الجواب:۔ مکڑی گھروں میں جالے بناتی اور گھر کے اجاڑ کو چاہتی ہے حضرت علیؓ سے اس کی مذمت منقول ہے لیکن اصل اس بابت ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مکڑی شیطان ہے اس کو قتل کردو۔ دیکھئے (مسند ابوداؤد طیالسی) جو وجہ نہ مارنے کے بارے میں بیان کی جاتی ہے وہ حقیقت ہونے کے باوجود صرف اسی مکڑی کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے جس نے جالا بنا تھا اس کی ساری نسل کے لئے ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے گھروں سے جالے وغیرہ صاف کردینے چاہئیں۔

(ملخص۔ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ۔ ومفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۶) چھپکلی کو مارنا کیسا ہے؟

سوال:۔ چھپکلی کو مارنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ چھپکلی موذی جانور ہے کبھی کبھار وہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال دیتی ہے تو اس میں زہریلے اثرات پیدا ہوجاتے ہیں اور اس کے کھانے سے طبیعت پر بہت برا اثر پڑتا ہے ہمارے علم میں ایسے واقعات ہیں کہ ایسا کھانا کھانے کی وجہ سے پورے گھر والوں کو ایک دم ہسپتال جانا پڑا، اور حدیث میں ''وزغ'' کو مارنے کا حکم آیا ہے (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۳۵) (ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۷۹)۔ وزغ وزغۃ کی جمع ہے اور وزغ کا مصداق جس طرح گرگٹ ہے اسی طرح چھپکلی بھی ہے چنانچہ مصباح اللغات اور المنجد اردو میں الوزغۃ کے معنی چھپکلی کے لکھی

ہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۷) نوجوان لڑکیوں کا مردوں سے ڈرائیونگ سیکھنا

سوال:۔ نوجوان لڑکیوں کا کار ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہ مباح ہے مگر سخت ناپسندیدہ ہے اور یہ بھی اس وقت ہے جب انہیں بے پردگی کے ساتھ، یا نامحرم مردوں سے اختلاط یا ان سے خود سیکھنا نہ پڑتا ہو۔ عموماً ایسا ہونا مشکل ہے کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہوتا ہو۔ لائسنس کے حصول کے لئے ان سے سیکھنا پڑتا ہے ان سے بات چیت ان کے برابر بیٹھ کر سیکھنا پڑتا ہو تو اس سے مکمل احتراز کیا جائے لیکن ضرورت کے تحت پردے کے ساتھ، اور خاتون استاد سے سیکھا جائے تو کسی حد تک گنجائش نکل سکتی ہے، ورنہ عورتوں کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہیں (القرآن) اور جاہلیت کے زمانے کی طرح علانیہ طور پر نہ پھریں۔ واللہ اعلم ملخص۔

کتاب المتفرقات

(متفرق مسائل کا بیان)

(۳۸) اپریل فول (یکم اپریل) کو دھوکہ دہی کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ اپریل فول منانا یعنی لوگوں کو جھوٹ بول کر فریب دینا یا ہنسنا ہنسانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ یہ نصاریٰ کی سنت ہے اسلامی طریقہ نہیں ہے جھوٹ بولنا حرام ہے (حدیث میں ہے۔)

(ترجمہ) اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔

(ابوداؤد، ج ۲، صفحہ ۳۳۲)

اور حدیث میں ہے۔ کوئی بندہ پورے پورے ایمان کا حامل نہیں ہوگا جب تک وہ جھوٹ کو بالکل ترک نہ کرے، خواہ ہنسی مذاق میں ہو خواہ لڑائی جھگڑے میں خواہ صرف انداز جھوٹ کا ہو اگرچہ واقع میں سچ ہو، اس کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ بولنا بڑی خیانت ہے کیونکہ آدمی اللہ اور لوگوں کا امین ہے اس کو سچ ہی بولنا چاہئے جھوٹ بولانا امانت کے منافی ہے حدیث میں ہے۔ (یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات اس طرح کہ وہ تمہیں سچا جان رہا ہو حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔)

(۳۹) دلہن سے اجازت لینے کے وقت گواہوں کا ہونا

سوال:۔ دلہن کے سامنے اجازت لیتے وقت گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ دلہن کے سامنے اجازت لینے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں (ہاں بہتر ہے) البتہ ایجاب وقبول کے وقت جس میں عورت کا وکیل یا ولی موجود ہو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام) (صفحہ ۹۴، صفحہ ۳۰۴) اور شامی میں ہے۔ **واعلم انه لایشترط الشهادت علی الوکالة بالنکاح الخ** (ج ۲ صفحہ ۴۴۶) فقط وسلام۔

(۴۰) یوم عاشوراء میں مسلمان کیا کریں

سوال: ۔ یوم عاشوراء کے متعلق شرح نے کیا حکم فرمایا ہے مسلمان کو اس دن کیا کرنا چاہئے؟
الجواب: ۔ اس دن کے متعلق شریعت نے خاص دو چیزیں بتلائی ہیں (۱) روزہ رکھنا (۲) اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا حدیث شریف میں ہے کہ جس نے یوم عاشوراء کو اپنے بال بچوں پر کھانے پینے کی وسعت کی تو خدائے تعالیٰ پورے سال روزی میں اضافہ کریں گی مصیبت اور صدمہ کے وقت استرجاع (اناللہ وانا الیہ راجعون کہنے) کا حکم ہے اور مذکورہ تاریخ میں ایک دردانگریز اور الم انگیز واقعہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پیش آیا اس کی یاد سے صدمہ ضرور ہوگا تو شریعت کے مذکورہ بالا حکم عام کی مطابق۔ **"انا للّٰه وانا الیه راجعون"** پڑھتا رہے اس کے علاوہ اس دن کے لئے اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ فقط وسلام واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۱) عورت کے شکم میں بچہ مرجائے تو نکالے یا نہیں؟

سوال: ۔ اگر حاملہ عورت کے شکم میں بچہ مرجائے تو عورت کو بچانے کے لئے بچہ کو کاٹ کر ٹکڑے کر کے نکال لینا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: ۔ بچہ کی موت کا پورا یقین ہو اور عورت کے انتقال کا خوف ہو تو عورت کی جان بچانے کی خاطر بچہ کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے بچہ زندہ ہو تو کاٹنا جائز نہیں ہے۔
(درمختار مع الشامی ج ۱ صفحہ ۴۸۰) فقط۔

(۴۲) بحالت سجدہ پیشانی پر مٹی لگ جائے

سوال:۔ بحالت سجدہ پیشانی پر مٹی لگے تو اس کو صاف کرے یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ یہ برکتی چیز ہے اس کو صاف نہیں کرنا چاہئے اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ پیشانی پر لگی ہوئی مٹی کو سجدہ میں صاف کرنا مکروہ ہے نماز کے بعد پونچھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ صاف کرنا بہتر ہے کہ اس میں ریاء نمود کا اندیشہ نہیں۔ (شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۹۴)

(۴۳) کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو نام لے کر پکار سکتے ہیں

سوال:۔ (۱) میاں بیوی کو اس کا نام لے کر بلا سکتا ہے اور بیوی اپنے میاں کو نام سے پکار سکتی ہے۔

(۲) میاں بیوی اپنے بچوں کے نام سے ایک دوسرے کو بلائے تو کیا حکم ہے۔

(۳) میاں بیوی اپنا کوئی خاص نام رکھ کر ایک دوسرے کو بلائے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مرد اپنی بیوی کو اس کے نام سے پکار سکتا ہے لیکن عورت اپنے خاوند کو اس کے نام سے نہ پکارے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی کی بنا پر مکروہ ہے۔ **یکرہ ان یدعوا الرجل اباہ والمرأہ زوجھا باسمہ. کذا فی السراجیہ .** لہذا سردار وغیرہ تعظیمی الفاظ سے بلائے **بل لا بد من لفظ یفید التعظیم کیا سیدی ونحوہ** (شامی ج ۵ صفحہ ۳۶۹) بچہ بچی کے نام سے ایک دوسرے کو پکارنا مناسب نہیں۔ ابو محمد وغیرہ کنیت شوہر کے لئے استعمال کرے۔ (اور شوہر اسے ام فلاں کہہ کر پکارے، یا جیسے اردو میں پرانے لوگ "ماجد کی ماں"، فضل کی ماں وغیرہ کہہ کر اپنی بیویوں کو پکارتے ہیں یعنی اس صورت میں جب اسے نام لینے میں حجاب ہو یا کہیں وہ نام نہ لینا چاہتا ہو۔ مرتب)

(۴۴) بھائی بہن کا ایک دوسرے کے ہاتھ پیر دبانا اور ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا

سوال:۔ حقیقی بھائی بہن جو بالغ ہیں بیماری کی حالت میں ایک دوسرے کے ہاتھ پیر دبا سکتے

ہیں یا نہیں اسی طرح ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا گلے ملنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مسئلہ نازک ہے فقہاء رحمہم اللہ نے اس پر بحث کی ہے اس لئے ان چیزوں سے بچنا ہی بہتر ہے اگر بیماری کی حالت ہو اور خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو اور خدمت کی سخت ضرورت ہو تو ایسی صورت میں ہاتھ پیر گھٹنے سے نیچے نیچے کوئی ایسا موٹا کپڑا ڈال کر جس سے ایک دوسرے کے جسم کی گرمی محسوس نہ ہو ہاتھ پیر دبا سکتے ہیں اور اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر اس سے بچنا ضروری ہے درمختار میں ہے **(من محرمه هی من لا یحل له نکاحها ابدا بنسب او سبب ولو بدنا الی الرأس والوجه والصدر و الساق والعضد ان امن شهوته) وشهوتها ایضاً ذکره فی الدرایة الی قوله . وما حل نظره' مما مرمن ذکر او انثی حل لمسه اذا امن الشهوة علی نفسه علیها لانه علیه الصلوٰة والسلام کان یقبل رائس فاطمة وقال علیه الصلوٰة والسلام من قبل رجل امه فکا نما قبل عتبه الجنة الخ .)** (درمختار مع ردالمختار صفحہ ۳۲۲، صفحہ ۳۲۳ ج ۵) فقط مفتی عبدالرحیم لاجپوری۔

(۴۵) ٹیلی ویژن پر کرکٹ کا میچ دیکھنا

سوال:۔ ٹیلی ویژن پر کوئی پروگرام جیسے کرکٹ کا میچ جو ڈائرکٹ ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے وہ دیکھنا جائز ہے یا ناجائز ویسے علماء سے سنا ہے کہ ٹیلی ویژن دیکھنا حرام ہے لیکن جس طرح میدان میں کسی بھی طرح کا کھیل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اسی طرح کیمرے کو درمیان میں رکھ کر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قرآن مجید میں فلاح یاب مومنین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے۔

(ترجمہ) اور جو لغو یعنی فضول باتوں سے خواہ قولی ہوں یا فعلی برکنار الگ رہنے والے ہیں۔

قرآن مجید سورہ مومنون پارہ نمبر ۱۸ رکوع نمبر ا۔

لغو کے معانی فضول کام یا بیکار کام جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو لہذا ہر ایسا کام یا ہر ایسی بات جس میں کوئی دینی نفع نہیں اس سے اعتراض کرنا چاہئے اور اس میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے حدیث شریف میں ہے **من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه** انسان کے اسلام

کی خوبی میں سے اس کا بے فائدہ چیزوں کا چھوڑ دینا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۱۳)

ٹی وی میں میچ دیکھنے سے کون سا دینی فائدہ ہے اس میں قیمتی وقت ضائع کرنے کے سوا اور کیا ہے اس لئے قیمتی وقت کو اس بیکار لغو کام میں استعمال کرنے کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے اس سے بالکل پرہیز کیا جائے اور آج کل یہ کرکٹ وباء کی طرح ایک مرض بن گیا ہے اس پر جوا کھیلا جاتا ہے ہار جیت کی شرط لگائی جاتی ہے عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے شرمی اور بے پردگی اور بے ہودگی کے ساتھ اسے دیکھنے کے لئے آتی ہیں جو بسا اوقات ٹی وی پر بھی نظر آتی ہے نمازیں قضا ہوتی ہے اور بھی بہت ساری اخلاقی خرابیاں ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس بیکار اور لغو چیز کو بالکل چھوڑ دیں اور عمر کے قیمتی لمحات کو بہت غنیمت سمجھیں یہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم نے اپنی عمر کہاں اور کن کاموں میں خرچ کی (مشکوٰۃ) خصوصاً جوانی کے زمانہ کے متعلق سوال ہوگا کہ اپنی جوانی کا زمانہ کہاں خرچ کیا (ایضاً) اگر ہم نے اپنا یہ قیمتی وقت ایسے بیکار کاموں میں اور گناہوں میں نمازوں کے ضائع کرنے میں خرچ کیا ہوگا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا اور یہ یقینی بات ہے کہ قیامت میں ہر شخص کو حاضر ہونا ہے اور اپنی زندگی کا حساب دینا ہے۔

مومن کے دنیا میں آنے کا مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے حدیث میں ہے الدنیا مزرعة الآخرة دنیا آخرت کی کھیتی ہے کھیت میں انسان جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے اس لئے عمر کو غنیمت سمجھا جائے اور حسرت کا موقع آنے سے پہلے پہلے آخرت کی تیاری کی جائے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۹۲ تا صفحہ ۳۰۰ جلد ششم اردو) فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۶) پلاسٹک سرجری کا حکم نومولود بچہ کی جھلی سے آگ والے کا علاج کرنا؟

سوال:۔ مدت سے ڈاکٹروں کے یہاں آگ کی جلن کے لئے معالجہ یہ طریقہ رہا ہے کہ جلے ہوئے حصہ پر دوا لگانے کے بعد دوسرے موضع مثلاً (سرین) سے بذریعہ آپریشن کچھ کھال نکال کر اس جلے ہوئے حصہ پر لگا لیتے ہیں چونکہ جلنے سے کبھی بہت گہرا زخم ہو جاتا ہے اور اس موضع کی کھال بالکل اکھڑی جاتی ہے تو زخم کے بھر جانے کے واسطے اس شخص کے بدن کے کسی حصہ سے

اکثر و بیشتر سرین سے کہ وہ ہمیشہ نظروں سے غائب ہے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے موضع پر لگا دیتے ہیں ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد درست ہو جاتا ہے اور سوزش کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے ابھی حال ہی میں ڈاکٹر حضرات کے یہاں جلن کے لئے ایک جدید علاج زیر تحقیق ہے ابھی تک اس نئی علاج کا عام رواج نہیں ہوا بطور آزمائش چند لوگوں پر استعمال جاری ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ رحم کے اندر جو جھلی ہے جس میں حمل لپٹا ہوتا ہے اسی جھلی کو ولادت کے بعد ڈاکٹر نکال لیتا ہے مختلف ادویہ اور مسالہ جات کے ساتھ اس جھلی کو ھلا لیتا ہے یہاں تک کہ ایک لیسدار مادہ تیار ہو جاتا ہے مرہم کی طرح اب اگر کوئی آگ سے جل گیا تو اس جھلی سے تیار شدہ مرہوم کو استعمال کرتے ہیں جلے ہوئے حصہ پر لگانے سے بہت جلد زخم بھر جاتا ہے اور کھال پہلی حالت کی طرف لوٹ آتی ہے اب کھال کے قلم کرنے کی ضرورت نہیں ان دونوں مسئلوں میں شرعی حکم دریافت طلب ہے کہ آیا علاج بایں دو طریق جائز ہے یا نہیں واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں جان کے ہلاک ہونے کا تو خوف نہیں ہے البتہ سخت تکلیف سے نجات ہے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جواب حوالہ کتب فقہیہ سے مبرھن و مدلل ھو اجر کم علی اللہ وھو خیر المؤجرین۔

الجواب: ۔صورت مسئولہ میں دونوں قسم کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے رحم کی جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا رہتا ہے اور باہر آتا ہے خارجی استعمال کرنے میں قباحت نہیں فضول اور ناکارہ شئی ہے اور سوزش دور کرنے میں فوری طور پر اس کا مرہم استعمال کیا جاتا ہے بخلاف بذریعہ آپریشن کھال نکالنے کے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود عورت کا دودھ جو انسان کا جز ہے علاجاً استعمال کرنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔فتاویٰ ہندیہ ج ۶ صفحہ ۳۶۴ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

فلم دیکھنا

(۴۷) فجر اسلام نامی فلم دیکھنا کیسا ہے

سوال: ۔چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی ''فجر اسلام'' جس میں حضور اکرم ﷺ کے

زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دکھایا گیا تھا اور یہ فلم ایک مسلمان ملک نے ہی بنائی تھی جس میں مختلف ارشادات کے ذریعے نئی مقدس پیشوں کی نشاندہی کی گئی تھی اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جب کہ ایک غیر مسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم "message" کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا اس لئے میں مندرجہ بالا فلم ''فجر اسلام'' کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں تو براہ مہربانی اس کی وضاحت ضروری کر دیجئے تاکہ میری اصلاح ہوسکے۔

الجواب:۔ ''فجر اسلام'' پر علماء کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف ایک سازش قرار دیا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام، اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے حق تعالیٰ حکمرانوں کو دین کا فہم دے۔ آمین!

(۴۸) ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

سوال:۔ پچھلے دنوں ٹی وی پر ''حج کی فلم'' دکھائی گئی جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا اسلام میں براہ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟

الجواب:۔ جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے وہ تو بالکل غلط کہتا ہے شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہوئی یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو، جہاں تک ''حج فلم'' کا تعلق ہے اس کے بنانے والے بھی گنہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا دنیا میں تو مل رہا ہے آخرت کا انتظار کیجئے (مفتی یوسف لدھیانوی شہید، لیکن دوسرے علماء کی تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ اگر ایسا کوئی پروگرام براہ راست آرہا ہو تو وہ ممنوع شرعی نہیں لیکن ٹی وی اور غیر فارم کے دیکھنے کی بنا پر ممنوع ہوگا۔ (مرتب)

(۴۹) ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

سوال:۔ ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں جن کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں اور بعض نے دو دو بار حج کیا ہے اور بعض لوگ مسجد میں یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو بارہ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس زبان کو نہیں سمجھتا بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے جو کہ ایک گناہ ہے ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ فلم دیکھنا گناہ ہے اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا ان جیسے پرہیزگاروں کے لئے درست ہے کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں۔ والسلام

الجواب:۔ فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بینادی نوعیت کا فرق ہے دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جاکر بدکاری کرے اور دوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر بلا کر بدکاری کرے اس لئے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۵۰) حیات نبوی ﷺ پر فلم ایک یہودی سازش

سوال:۔ میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعہ امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم "message" جس کا اردو معنی (پیغام) ہے دیکھنی اور اس فلم کی تعریف دفتر آکر کرنے لگے دراصل وہ فلم حضور ﷺ کے زمانہ سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات قلم بند کئے گئے تھے اس میں یہ دکھایا کہ اشاعت اسلام میں کتنی دشواریاں پیش

آ ئیں ،مسجد قبا کی تعمیر حضرت بلال حبشی کو اذان دیتے ہوئے دکھایا حضرت حمزہ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور ﷺ کا سایہ مبارک تک دکھایا یعنی یہ مسجد قبا کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ سایہ اینٹ اٹھا اٹھا کر دے رہا ہے غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں نعوذ باللہ حضور ﷺ کا تصور ہے میرے محترم دوست اس فلم کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم وستم دکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے غرض اس کی تعریف کی لیکن میں نے جب سنا تو دکھ ہوا میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہئے بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہوگیا ہے اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کئے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور ﷺ کے سایہ سے تشبیہ دی کتنے افسوس کی بات ہے آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جاسکتا ہے اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ استغفار کرنی چاہئے خدارا اس کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہئے؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کو فلمانا ،اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اڑانے کے مترادف ہے علمائے امت اس پر شدید احتجاج کر چکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصور کرتے ہیں ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ کرنا فرض ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۱) ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

سوال:۔ ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوا وہاں پہنچ جاتے ہیں اور یہاں تک کسی ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو جو ٹی وی پر پروگرام آتا ہے اس کو بھی سنتے ہیں لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں ،لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت ﷺ حرام اور ملعون

فرمار ہے ہیں اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی ام الخبائث (خباثتوں کی ماں یعنی جڑ) (شراب) شراب کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو "ام الخبائث" کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔

(۵۲) ویڈیو فلم کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا درست نہیں

سوال:۔ اس ماہ رمضان میں اعتکاف کے لئے ایک خانقاہ پر گیا اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں ان کے طریق کار پر میں کافی عرصہ سے ذکر کرتا رہا ہوں اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درس قرآن دیتے تھے جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دی یہاں اپنے مقام پر واپس آ کر ان کے پاس خط لکھا جس میں ان کے پاس لکھا کہ علماء کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری چاقو ہو جائز کام کے لئے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی ناجائز اب آپ فرمائیں کہ علمائے دین اور مفتیان صاحبان اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں کیا دین کی تبلیغ کے لئے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تاکہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو ان کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

الجواب:۔ ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے اور شریعت اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں اس لئے اس کو چھری چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے اور ان پیر صاحب کا اجتہاد ناروا ہے آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے

سوال:۔ میری دکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بے ہودہ بھی ہوتی ہیں) لے جا کر دیکھتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

الجواب:۔ جی ہاں۔ آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی

بھی پاک نہیں۔

سوال:۔ کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑ جاتا ہے لڑکیاں بے پردہ ہوجاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دوسرے لوگ جنہوں نے ویڈیو کی دکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں ان کے بھی سر ہوگا بہر حال ہم تو روزی کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے کسی کو بگاڑنا نہیں۔

الجواب:۔ یہ تو اوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں اور اس گناہ سے پیدا ہونے والے دوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں وہاں یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں اس کا جواب بھی اوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو اور گندگی پھیلے۔

ناموں سے متعلق

(۵۴) بچوں کے نام رکھنے کا صحیح طریقہ

سوال:۔ مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملا کر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک درست ہے۔ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے قرآن وسنت کی رو سے بتائیں؟

الجواب:۔ قرآن وسنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں لہذا یہ طریقہ غلط ہے نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی اور نبی اکرم ﷺ کے اسماء حسنی کی طرف نسبت کر کے نام رکھے جائیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ایسے بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) ناموں میں تخفیف (آسانی) کرنا

سوال:۔ میرا پورا نام ''عبدالقادر'' ہے مگر تعلیمی اسناد میں مجھے'' قادر'' لکھا گیا ہے جو کہ

میرے لئے ایک پریشان کن مسئلہ ہے اور ''قادر'' سے ''عبدالقادر'' کروانا بہت ہی پیچیدہ طریقہ کار ہے اس لئے میں اپنا نام قادر ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر لوگ بھی مجھے ''قادر'' ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جب کہ یہ نام خدا کی صفت ہے اس نام کے کیا اوصاف ہیں کیا میں یہ نام رکھ سکتا ہوں؟

الجواب:۔ ''القادر'' اللہ تعالیٰ کا پاک نام ہے اور عبدالقادر کے معنی ہیں ''قادر کا بندہ'' اور جب عبدالقادر کی جگہ صرف قادر کہنے لگے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بندہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھ دیا گیا اور اس کا گناہ ہونا بالکل واضح ہے۔ (حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب ''معارف القرآن'' جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔

''افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت و سیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا نام سے پتہ چل جاتا تھا اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتین اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے اس سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزاق، عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کر لیا گیا کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے۔ رحمٰن، خالق، رزاق، غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ قدرت اللہ کو اللہ صاحب اور قدرت خدا کو خدا صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ سب ناجائز و حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔''

''یہ گناہ بے لذت اور بے فائدہ ایسا ہے جس کو ہمارے ہزاروں بھائی اپنے شب و روز کا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور کوئی فکر نہیں کرتے کہ اس ذرا سی حرکت کا انجام کتنا خطرناک ہے۔''

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) ناموں میں باپ اور شوہر کی طرف نسبت کا حکم

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے نام ان کے باپ کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، جیسی رضیہ عبدالرحیم، فاطمہ کلیم وغیرہ۔ ان کی تعلیمی اسناد بھی اسی نام سے ہوتی ہے شادی کے بعد ان کے ناموں کے ساتھ شوہر کے نام مثلاً رضیہ رحیم کی جگہ رضیہ جمال، فاطمہ کلیم کی جگہ فاطمہ کاشف خدانخواستہ شوہر فوت ہو جاتا ہے تو پھر یہ نام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ان ناموں کی شرعی

الجواب:۔ باپ کا یا شوہر کا نام محض شناخت کے لئے ہوتا ہے بچی کی جب تک شادی نہیں ہتی اس وقت تک اس کی شناخت ''دختر فلاں'' کے ساتھ ہوتی ہے اور شادی کے بعد ''زوجہ فلاں'' کے ساتھ۔ شرعاً ''دختر فلاں'' کہنا بھی صحیح ہے اور ''زوجہ فلاں'' کہنا بھی۔

(۵۷) آسیہ نام رکھنا

سوال:۔ میرا نام آسیہ خاتون ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آ چکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہئے۔

الجواب:۔ لوگ غلط کہتے ہیں ''آسیہ'' نام صحیح ہے، عین اور صاد کے ساتھ ''عاصیہ'' نام غلط ہے اور ان دونوں کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۵۸) اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لکھنا

سوال:۔ اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب:۔ کوئی حرج نہیں مگر انگریزی طرز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۹) بچوں کے نام کیا تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

سوال:۔ کیا بچوں کے نام تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں عدد وغیرہ ملا کر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں اسلام کی رو سے جواب بتایئے؟

الجواب:۔ عدد ملا کر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے۔ البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سن پیدائش محفوظ ہو جائے صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) بچی کا نام تحریم رکھنا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ میں نے اپنی بیٹی کا نام ''تحریم'' رکھا ہے ہے۔ معنوی اعتبار سے اس لفظ کا مطلب ہے۔ (۱) حرمت والی (۲) نماز سے پہلے پڑھی جانے والی تکبیر یعنی ''تکبیر تحریم'' (۳) منع کی گئی وغیرہ کچھ علماء و عام لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیٹی کا نام درست نہیں رکھا براہ کرم آپ اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں؟

الجواب:۔ تحریم کے معنی ہیں ''حرام کرنا'' آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ نام بچی کے لئے کس حد تک موزوں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) پرویز نام رکھنا صحیح نہیں

سوال:۔ میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ پرویز نام رکھنا اچھا نہیں ہے جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں۔ میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے صفحہ ("کتاب وسنت کی روشنی میں ہے") میں اخبار جہاں میں جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور ﷺ کے دشمن کا تھا بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟

الجواب:۔ پرویز شاہ ایران کا نام تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کا نام مبارک چاک کر دیا تھا (نعوذ باللہ) یہ ہمارے زمانے میں مشہور منکر حدیث کا نام تھا۔ اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام کیسا ہے۔

(۶۲) فیروز نام رکھنا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ فیروز نام رکھنا کیسا ہے جب کہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا۔

الجواب:۔ فیروز نام کا کوئی مضائقہ نہیں باقی اگر کوئی حضرت عمرؓ کے قاتل کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد۔

(۶۳) لڑکیوں کے نام شازیہ، روبینہ، شاہینہ کیسے ہیں

سوال:۔ کیا لڑکیوں کے نام شازیہ، روبینہ اور شاہینہ وغیرہ اسلامی نام ہیں؟

الجواب:۔ مہمل نام ہیں۔

(۶۴) نائلہ نام رکھنا کیسا ہے

سوال:۔ نائلہ کیا عربی لفظ ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ یہ عزیٰ لات اور نائلہ وغیرہ بتوں کے نام ہیں جن کی کسی زمانے میں پوجا کی جاتی تھی لیکن آج کل نائلہ نام لڑکیوں کا بڑے شوق سے رکھا جا رہا ہے کیا شرعاً نائلہ نام رکھنا جائز ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں! عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں عطیہ، "منجی حاصل کرنے والی" یہ بعض صحابیات کا نام تھا اور (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ کا بھی) اگر یہ ناجائز ہوتا تو

آنحضرت ﷺ اس کو تبدیل کرنے کا حکم فرماتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) لفظ خدا کے استعمال پر اشکالات کا جواب

سوال:۔ روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۷ا اگست ۹۲ء (اسلامی صفحہ اقراء) میں بعنوان ''اللہ تعالیٰ'' کے لئے لفظ ''خدا کا استعمال'' ایک سائل کا سوال اور آپ کا یہ جواب نظر سے گذرا کہ اسم ذات اللہ کا ترجمہ لفظ خدا سے کیا جا سکتا ہے آپ کے اس موقف پر مختصر معروضات پیش خدمت ہیں۔

آپ کی یہ بات تو درست ہے کہ ''قرآن کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے'' لیکن اس سے آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اسم ذات کا بھی ترجمہ کیا جا سکتا ہے درست نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ تمام انبیاء و رسل کے ذاتی ناموں کا کوئی ترجمہ ہرگز نہیں کیا جاتا ہے لہٰذا ان کے اسمائے گرامی کو تراجم میں جوں کا توں قائم رکھا جاتا ہے مزید یہ کہ انبیاء اور رسل کے علاوہ بھی جو دیگر انسانوں کے ذاتی نام قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں ان تک کا ترجمہ بھی نہیں کیا جاتا ہے آپ خود بھی تو انسانی اسمائے ذات کا کوئی ترجمہ نہیں فرماتے ہیں جب صورت یہ ہو کہ قران کریم میں مذکور ایک عام انسان تک کے ذاتی نام کا ترجمہ جائز نہ ہو تو آخر مالک کائنات کے عظیم ترین ذاتی نام ''اللہ'' کا ترجمہ خدا، بھگوان، یا گاڈ کیونکہ جائز ہو سکتا ہے؟

پھر یہ کہ قرآن سے قطع نظر پوری دنیا میں بھی یہ ہی اصول رائج ہے کہ ذاتی ناموں کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ہرگز نہ کیا جائے۔

محترم! ذرا سوچیئے جہاں عام انسان کے ذاتی نام کا اس قدر اہتمام و احترام ہو وہاں تمام انسانوں کے خالق اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کا ترجمہ خدا کر کے اسم اعظم ''اللہ'' کے ساتھ کتنی بڑی جسارت کتنی بڑی توہین اور کتنی بڑی بے حرمتی نادانستہ طور پر کی جاتی ہے لہٰذا اس سنگین غلطی کا ازالہ ضروری ہے تا کہ اسم ذات ''اللہ'' کو صرف اللہ ہی کہا اور لکھا جائے۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے موقف پر نظر ثانی فرمائیں اور صحیح موقف ''جنگ'' میں ضرور شائع فرما دیں تا کہ آپ کی تمام قارئین کرام بھی اصلاح کریں۔

الجواب:۔ آپ کا سارا خط اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ لفظ خدا سے کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے میں نے سائل کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی

نام کا دوسری زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تو اس کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟'' میں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا ترجمہ کرنے کو لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ جیسا ذی فہم آدمی اس کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ کرنے کو صحیح قرار دیا ہے'' اللہ'' حق تعالیٰ شانہ کا اسم ذات ہے اس کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا نہ کوئی عاقل اس کے ترجمہ کو صحیح کہہ سکتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ مبارکہ میں سے کسی لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اب وضاحت سے لکھتا ہوں کہ لفظ'' خدا'' حق تعالیٰ شانہٗ کے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ نہیں لفظ'' خدا'' فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی مالک صاحب آقا اور واجب الوجود کے ہیں غیاث اللغات میں ہے۔

''خدا بالضم بمعنی مالک وصاحب۔ چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نکند مگر درصورتے کہ بچیزے مضاف شود، چوں کہ خدا وده خدا۔ وگفتہ اند کہ خدا بمعنی خود آئندہ است چہ مرکب است از کلمہ خود وکلمہ ''آ'' کہ صیغہ امر است از آمدن، وظاہر است کہ امر بترکیب اسم معنی اسم فاعل پیدا می کند وچوں حق تعالیٰ بظہور خود بدیگرے محتاج نیست لہذا بایں صفت خوانند۔ از رشیدی، وخیابان وخان آرزو سراج اللغات نیز از علامہ دوانی سوامام فخر الدین (رازی ہمیں نقل کردٗ''۔)

(ترجمہ) لفظ خدا (فا کی پیش کے ساتھ) مالک اور صاحب کے معنی میں ہے جب لفظ ''خدا'' مطلق ہو تو حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں بولتے مگر جس صورت میں کہ کسی چیز کی طرف مضاف ہو۔ مثلاً کہ خدا، وہ خدا۔ اور علماء نے کہا ہے کہ لفظ خدا کے اصل معنی ہیں خود کو ظاہر ہونے والا (یعنی جس کا وجود ذاتی ہو، کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو) کیونکہ خدا کا لفظ دو لفظوں سے مرکب ہے ''خود'' اور ''آ'' اور ان کا لفظ آمدن سے امر کا صیغہ ہے اور فارسی کا قاعدہ ہے کہ امر کا صیغہ کسی اسم کے ساتھ مل کر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے چونکہ حق تعالیٰ شانہ، اپنے وجود ظہور میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں اس لئے حق تعالیٰ کے لئے یہ صفت استعمال کی گئی یہ مضمون '' رشیدی'' اور ''خیابان'' (دو کتابوں کے نام) سے ماخوذ ہے اور خان آرزوئے بھی سراج اللغات میں علامہ دوانی اور امام فخر الدین رازی سے یہ ہی نقل کیا ہے۔''

غیاث اللغات کی اس تصریح سے معلوم ہوا۔ لفظ'' خدا'' اپنے اصل معنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ شانہ کا صفاتی نام ہے۔ یعنی وہ ذات پاک جس کا وجود اپنا ذاتی ہے اور وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں اس لئے اس لفظ کا اطلاق حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں ہوتا

اور یہ کہ یہ لفظ عربی لفظ مالک اور رب کے ہم معنی ہے جس طرح عربی میں لفظ رب مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں البتہ اضافت کے ساتھ استعمال کیا جائے مثلاً رب المال (مال کا مالک) رب البیت (گھر کا مالک) تو اس کا اطلاق دوسروں پر بھی ہوتا ہے اسی طرح ''خدا'' کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مالک علی الاطلاق مراد ہوتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک ہے اور جب یہ لفظ اضافت کے ساتھ بولا جائے جیسے کہ خدا (گھر کا مالک) وہ خدا (گاؤں کا مالک) تو یہ لفظ اضافت کے ساتھ دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(٦٦) کیا پیدائش سے چند گھنٹوں بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھنا ضروری ہے

سوال:۔ جو بچے زندہ پیدا ہوئے اور چند گھنٹوں یا چند دن بعد مر گئے ان کے نام رکھنا ضروری ہیں اور ایسے بچے جو دس پندرہ سال قبل مر چکے ہو جن کے نام اس وقت نہیں رکھے گئے تو کیا اب ان کے نام رکھ دینا ضروری ہیں؟

الجواب:۔ ایسے بچوں کے نام رکھنے چاہئیں۔

(٦٧) غلط نام سے پکارنا یا والد کو بھائی کہنا والدہ کو آپا کہنا کیسا ہے؟

سوال:۔ کچھ لوگوں کے گھروں میں ایسا رواج ہے کہ بچے اور بلکہ بڑے بھی اپنے رشتہ داروں کو غلط نام سے پکارتے ہیں مثلاً بچہ اپنی ماں کو بھابھی اور باپ کو بھائی کہہ کر پکارتا ہے اسی طرح باپ کو اس کے نام کے ساتھ بھائی کہہ کر پکارنا جیسے ستار بھائی، عبداللہ بھائی وغیرہ اسی طرح کچھ بچے اپنی ماں کو باجی کہہ کر پکارتے ہیں یا آپا کہتے ہیں آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح نام لینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ غلط نام سے پکارنا تو ظاہر ہے کہ غلط ہی ہے اور کچھ نہیں تو کم سے کم جھوٹ تو ضرور ہے اور والدین کی توہین بھی ہے اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے اور جن گھروں میں اس کا غلط رواج ہے اسے تبدیل کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تمت